

District Lib  
TONE (R)  
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ تفسیر ہدایہ دینی سلسلے میں سے پہلی تفسیر اور صحت و ایت کامل شان نزول وغیرہ کے اعتبار  
اپنی آپ ہی نظیر جو جسک مطالعہ کیلئے شائقین کی طبیعتیں صوبہ صوبہ تھیں لینی

# التفاسیر مقدمہ

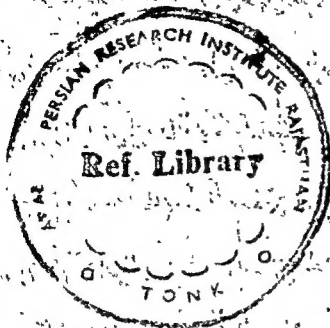
۱۳۳۰ھ ۱۹۱۲ء

۴۹۲۱

جس میں احادیث صحیحہ اور اقوال صحابہ کرام سے قرآن شریف کی تفسیر کی گئی ہو اور بڑے بڑے نکات لائیں  
مقامات مشہور تفاسیر مثل تفسیر خازن تفسیر ابن جریر تفسیر ابن کثیر تفسیر عالم التذکرہ وغیرہ سے حل کیے ہیں اور صحت  
و ایت کا حذر و خیال رکھا گیا ہو اسکے ساتھ ہی قرآن شریف کی شان و دل جہاں تک صحیح سند ساتھ مل سکی ہو  
نہایت محنت کیساتھ لکھی گئی ہو

جسکو عمدۃ المفسرین رحمۃ اللہ علیہم نے ضل احل عالم اکمل علامہ زمن جناب لانا و با فضل اولنا مودو  
سید احمد صاحب ابی تعلقہ دار اول حیدر آباد کو جن حال و طیفہ خوار کر عالی نظام خلد اسد لکھنے ہالفت کیا ہو  
اور مرزا محمد عبدالغفار بیگ مالک فضل الاخبار دہلی کے اہتمام و کوشش سے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



## بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و صلوة کے بعد ناظرین جن التفسیر کی خدمت میں التماس ہے کہ یہ چند ورق احسن التفسیر کے مفرد اور دیا چہ کے طور پر لکھے گئے ہیں جنکے ملاحظہ سے قرآن شریف اور تفسیر کے باب میں ناظرین کو بہت سی کارآمد باتیں معلوم ہو جاوے گی ہاں دیا چہ کے دو باب قرار دئے گئے ہیں پہلے باب میں قرآن شریف کے متعلق کارآمد باتیں ہیں۔ اور دوسرے باب میں تفسیر کے متعلق اس اور دوسرے باب کے اخیر میں یونانی فلسفیوں اور اہل سائنس کی چند غلطیاں مثال کے طور پر ایک فصل میں بیان کر دی گئی ہیں تاکہ ناظرین تفسیر کو معلوم ہو جاوے کہ جن تفسیر کی بنیاد ایسی باتوں پر ہے پہلا باب قرآن شریف کے متعلق کارآمد باتوں کے بیان میں

حضرت عبداللہ بن عباس کے صحیح قول کے موافق پہلے سارا قرآن شب قدر میں لوح محفوظ سے اول آسمان پر اترتا۔ اور پھر ضرورت کے موافق مکر اور مد میں ٹھوڑا ٹھوڑا نازل ہوا۔ اگرچہ تیس اصدکیں برس کی مدت میں سارے قرآن کے نازل ہونے کی سلف سے روایتیں بھی ہیں۔ مگر بندش وحی کا زمانہ الگ کر کے جس برس میں سارے قرآن کے نازل ہونے کا قول بہت مشہور ہے۔ صحیح بخاری و مسلم کی حضرت عائشہ کی روایت کے موافق صحیح قول یہی ہے کہ سب سے پہلے سورہ اقرار کی الم یعلم تک کی آیتیں نازل ہوئی ہیں۔ اور پھر کچھ دنوں تک وحی بند رہی یا ابوالمدثر نازل ہوئی صحیح بخاری و مسلم میں جابر بن عبداللہ سے جو روایت ہے کہ پہلے پہل سورہ المدثر نازل ہوئی۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ اقرار کی آیتوں کے نازل ہونے کے بعد کچھ دنوں تک وحی بند رہی اور بندش وحی کے بعد جب وحی کما سلسلہ شروع ہوا تو پہلے پہل سورہ المدثر نازل ہوئی۔ کیونکہ جابر بن عبداللہ کی روایت میں بندش وحی کے ذکر کے بعد یہ ذکر بھی ہے کہ پھر میں نے اسی فرشتہ کو دیکھا جس کو خارجہ کے قصہ کے وقت دیکھا تھا۔ خارجہ کا قصہ وہی ہے۔ جس میں سورہ اقرار کی الم یعلم تک کی آیتوں کے نازل ہونے کا ذکر حضرت عائشہ کی روایت سے ادھر گزرا اس واسطے حضرت عائشہ اور جابر بن عبداللہ کی روایتوں کے ملانے سے صحیح قول یہی قرار پاتا ہے کہ پہلے پہل سورہ اقرار کی الم یعلم تک کی آیتیں نازل ہوئیں اور پھر کچھ دنوں تک وحی بند رہی۔ اور بندش کے بعد جب وحی کا سلسلہ شروع ہوا تو پہلے پہل سورہ المدثر نازل ہوئی۔ اس کے بعد اور سورہیں اور آیتیں نازل کیں۔

ترتیب کے موافق نازل ہوئے ہیں جنکی ترتیب کا ذکر بڑی تفسیر میں ہے۔ ترمذی نسائی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ اور مسند امام احمد بن حنبل حضرت عمر کے حوالہ سے حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت ہے جس کا مصل یہ ہے کہ جب کچھ آیتیں نازل ہوتی تھیں تو جس سورۃ میں وہ آیتیں لکھے جانے کی ہوتی تھیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سورۃ کا نام بتا کر کتاب سے وہ آیتیں لکھوا دیتے تھے۔ ابن جبران نے حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت کو صحیح کہا ہے۔ ترمذی نسائی مسند امام احمد وغیرہ میں عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے صحیح روایت ہے جس کا مصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جبریل علیہ السلام سورۃ کا نام لیکر ہر ایک آیت کے لکھے جانے کا موقع اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھی طرح پہنچا دیا کرتے تھے۔ اور اسی کے موافق اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہ موقع کا تب کو سمجھا دیا کرتے تھے یہ ذکر آگے آتا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں متفرق طور پر اللہ کے حکم کے موافق تمام قرآن شریف لکھا ہوا جو موجود تھا پہلے حضرت ابوبکر صدیق نے اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسی کو بنیاد شہر کر موجودہ مصحف عثمانی جمع کیا۔ یہ اوپر گزر چکا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے صحیح قول کے موافق پہلے سارا قرآن شریف شب قدر میں لوح محفوظ سے اہل آسمان پر اترنا اور پھر ضرورت کے موافق مکہ اور مدینہ میں تھوڑا تھوڑا نازل ہوا ان سب روایتوں کے ملانے سے چل مطلب یہ ہوتا ہے کہ قرآن شریف کے نازل ہونے کی جس ترتیب کا ذکر اوپر گزرا وہ ترتیب حال کے موجودہ قرآن کی نہیں ہے بلکہ وہ قید ضرورت کے لحاظ سے وہ ترتیب عارضی تھی اور عارضی حالت کے رفع ہو جانے کے بعد قیامت تک اس عارضی ترتیب کا باقی رکھنا مصلحت الہی کے موافق نہیں تھا اس واسطے جس ترتیب سے سارا قرآن شب قدر میں لوح محفوظ سے اہل آسمان پر اترنا تھا۔ وہ ترتیب ہر ایک آیت کے لکھوانے کے وقت جبریل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھی طرح سمجھائے جس کے موافق اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں متفرق طور پر سارا قرآن لکھا گیا اور اسی کو بنیاد شہر کر مصحف عثمانی بنی کہ یہ وہ تالیف عثمانی رضی اللہ عنہ کا قرآن ہے۔ جو زمانہ حال میں امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود ہے۔ اس بیان سے یہ مطلب بھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے کہ جس ترتیب سے قرآن شریف نازل ہوا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس ترتیب سے قرآن شریف نہیں لکھا گیا بلکہ حکم الہی کے موافق لوح محفوظ کی ترتیب کے لحاظ سے قرآن شریف لکھا گیا اور وہی قرآن مصحف عثمانی کی بنیاد قرار پایا۔ اور نزول کی ترتیب کے موافق بعض صحابہ نے اپنی طور پر قرآن جو لکھا تھا وہ قاعدہ نہ رہا۔ صحیح بخاری و مسلم میں برابر ابن العاص سے روایت ہے جس کا مصل یہ ہے کہ آیتوں میں کلام کی آیت اور سورتوں میں سورہ برزہ قرآن کے باقی حصہ سے آخر میں نازل ہوئی ہیں۔ اگرچہ اس باب میں ادبھی روایتیں ہیں مگر اصول حدیث کے قاعدہ کے موافق امام بخاری اور مسلم کی متفق علیہ روایت کو اور روایتوں پر ترجیح ہے۔ قرآن شریف میں بعض آیتیں ایسی بھی ہیں جن کے نازل ہونے سے پہلے کوئی سوال ایسا پیش آیا ہے جس کے فیصلہ کے لئے ایک یا چند آیتیں نازل ہوئی ہیں جیسے مثلاً مغتبر سند سے مسند امام احمد نسائی ابوداؤد۔ مستدرک حاکم وغیرہ میں۔ خولہ اور حضرت عائشہ سے جو روایتیں ہیں۔ ان کا مصل یہ ہے کہ ایک صحابی اس بن الصامت نے اپنی بی بی خولہ کو طلاق دیدی۔ خولہ اس طلاق سے ناراض تھی اس لئے اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس طلاق کی طرح طرح کی خرابیاں بیان کیں اس جھگڑے کے فیصلہ

نے اللہ تعالیٰ نے سورۃ المجادلہ کی چند آیتیں نازل فرمائیں۔ مفسرین کی اصطلاح میں اس طرح کے قصوں کو شان نزول کہتے ہیں۔ اگرچہ  
 بعض مفسرین کا قول ہے کہ شان نزول ایک تاریخی بات ہے قرآن کی تفسیر کے لئے اس کا قیام کرنا اور تفسیر میں لکھنا کچھ ضروری نہیں  
 ہے مگر صحیح قول یہ ہے کہ جس قصہ پر آیت کے مطالبہ کا سمجھنا منحصر ہو اس قدر شان نزول کے قصے کو تفسیر میں لکھنا ضرور ہے جیسے  
 مثلاً اوس بن الصامت اور خولہ کا قصہ کہ بغیر اسکے سورۃ المجادلہ کی شروع کی آیتوں کا مطالبہ اچھی طرح سمجھ میں نہیں آتا۔ اس تفسیر  
 اسی طرح کے شان نزول کے قصے ہر ایک جگہ بیان کئے گئے ہیں۔ اس طرح کے ضروری اور صحیح قصے بخاری و ترمذی اور دیگر حاکم  
 ہیں۔ صحابہ کا یہ بھی ایک دستور تھا کہ آیتوں کے نازل ہونے کے بعد بھی اگر کوئی ایسا معاملہ پیش آتا جس پر آیت کا مضمون صادق نہ تھا  
 تو ایسے موقع پر بھی وہ نزول فی کذا کہہ دیتے تھے جس سے ان کا منشا یہ نہیں ہوتا تھا کہ آیت کے نازل ہونے کے بعد کے اس معاملہ پر بھی  
 اور اس پر یہ آیت نازل ہوئی بلکہ انکا منشا نزول فی کذا کے کہنے سے یہ ہوتا تھا کہ آیت کے نازل ہونے کے بعد کے اس معاملہ پر بھی  
 آیت کا مضمون صادق آتا ہے۔ بعض مفسرین اس طرح کے دو قولوں کو اگرچہ صحابہ کے مختلف دو قول خیال کر کے شان نزول کا اختلاف  
 ثابت کرتے ہیں مگر حقیقت میں یہ اختلاف نہیں ہے۔ بلکہ صحابہ کا مطالبہ اس نزول فی کذا سے یہ تھا کہ شان نزول سے ملے جتنے جن قدر  
 معاملات قیامت تک پیش آدیں گے۔ وہ سب آیت کے حکم میں داخل ہیں قرآن شریف قیامت تک کی تمام امت محمدیہ کی ہدایت کے لئے  
 نازل ہوا ہے۔ اس لئے نزول فی کذا سے صحابہ نے جو مطالبہ لکھا ہے۔ وہ سارے قرآن کی شان نزول کے موافق اور نہایت صحیح  
 مطلب ہے۔ بعض دفعہ چند قصوں کے مجموعہ پر بھی آیت یا چند آیتیں نازل ہوئی ہیں۔  
 اس تفسیر میں ہر ایک آیت کی شان نزول میں یہ سب تفصیل بیان کر دی گئی ہے۔ سورتوں میں سورۃ الفاتحہ اور آیتوں میں سورۃ الفتح  
 کی آخر کی اور سورۃ الروم کی اول کی آیتیں یہ حصہ قرآن شریف کا ایسا ہے جو دو دفعہ نازل ہوا ہے۔ بعض علما نے کچھ اور آیتیں بھی  
 ایسی بیان کی ہیں۔ جو دو دفعہ نازل ہوئی ہیں جن کی تفصیل بڑی کتابوں میں ہے۔ مقام ابراہیم کو مصلے ہونے کی آیت پر وہ  
 کی آیت۔ اور بعضی اور آیتیں قرآن شریف میں ایسی ہیں کہ جس طرح حضرت عمرؓ نے مشورہ کے طور پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے  
 مذکور کیا تھا۔ اسی مضمون کی آیتیں نازل ہوئیں۔ واستنزل الابرار بلایسی آیت ہے کہ جو لفظ جبریل علیہ السلام کی زبان سے نکلنے  
 والے تھے ان ہی لفظوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنا کلام قرار دیا۔ یہی حال ایک نعبہ و ایک شعیب کا ہے کہ جو لفظ ہندوں کی زبان سے  
 نکلنے چاہتے تھے انکو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں جملادیا۔ بعض آیتیں ایسی بھی ہیں کہ انکے حکم کے موافق عمل تو پہلے جاری ہوا  
 اور آیت پھر نازل ہوئی جیسے مثلاً وضو کی سورۃ المائدہ کی آیت ہجرت کے بعد عرب میں نازل ہوئی اور وضو کا حکم ہجرت سے پہلے  
 جب ہی ہو گیا تھا۔ جس وقت معراج کی رات پانچ نمازیں فرض ہوئی تھیں۔ سورۃ الفاتحہ۔ سورۃ الانعام۔ والمرسلات۔ قل  
 اور چند سورہیں پوری ایک ہی دفعہ میں نازل ہوئی ہیں۔ ورنہ قرآن شریف کا ہر حصہ تھوڑا تھوڑا کر کے نازل ہوا ہے۔ مسند امام  
 احمد ترمذی نسائی ابوداؤد و صحیح ابن حبان مستدرک حاکم وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن عباس کی جو روایت ہے اس کا حاصل یہ ہے  
 کہ پوری سورۃ یا متفرق آیتیں غرض جس قدر کرا قرآن شریف کا نازل ہوا کرتا تھا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فوراً اس کو



لکھوا دیا کرتے تھے۔ حاکم ادرا بن جان نے اس روایت کو صحیح کہا ہے صحیح مسلم میں ابو سعید خدری سے جو روایت ہے اس کا اصل یہ ہے  
 اگر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیدیا تھا کہ قرآن شریف کے نزول کے زمانہ میں سوائے قرآن شریف کے حدیث تفسیر اور  
 کچھ نہ لکھا جاوے۔ اسی ممانعت کے سبب سے تابعین کے آخری زمانہ تک حدیث یا تفسیر کی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی اس سے قرآن شریف  
 کی آیتوں اور حدیث قدسی میں جو فرق ہے وہ اچھی طرح سمجھ میں آجاتا ہے جس کا اصل یہ ہے کہ حدیث قدسی بھی اگرچہ اللہ کا کلام ہے۔  
 لیکن قرآن شریف کی آیتوں کی طرح اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ حیات تک بلکہ تابعیوں کے آخری زمانہ تک کوئی حدیث  
 قدسی نہیں لکھی گئی۔ حال کلام یہ ہے کہ قرآن شریف کے نطقوں کی روایت کو متواتر جو کہا جاتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ نزول وحی کے  
 زمانہ سے لے کر اب تک کوئی زمانہ ایسا نہیں پایا جاتا۔ جس میں بغیر لکھنے کے فقط زبانی یاد پر قرآن شریف کے نطقوں کا دار مدار  
 رہا ہو۔ برخلاف حدیث قدسی یا صحیح حدیثوں کے کہ ان کے نطقوں کا دار مدار تابعیوں کے آخری زمانہ تک فقط زبانی یاد پر رہا ہے  
 اسی واسطے علما نے لکھا ہے کہ متواتر حدیث کی مثال کا پیش کرنا بہت مشکل ہے ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک جس قدر  
 حصہ قرآن شریف کا نازل ہوا کرتا تھا رمضان کے مہینہ میں آنکر جبریل علیہ السلام اس کا دور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم  
 سے کیا کرتے تھے چنانچہ صحیح بخاری وغیرہ کی حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت میں اس کا ذکر تفصیل سے ہے۔ اس دور کی روایتوں  
 میں حدیث قدسی کے نطقوں کے دور کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ اس سے بھی یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آسکتی ہے کہ قرآن شریف کے  
 نطقوں کی طرح حدیث قدسی کے نطقوں کے یاد رکھنے کی تاکید نہیں ہے۔ بلکہ حدیث قدسی کی روایت بالمعنی ہی درست ہے۔ اگرچہ  
 قرآن شریف کی آیتوں کے کی اور معنی ہونے میں سلف کے چند قول ہیں۔ لیکن زیادہ مشہور قول یہی ہے کہ قرآن شریف کا جو  
 حصہ ہجرت سے پہلے نازل ہوا وہ کی ہے۔ اور جو ہجرت کے بعد نازل ہوا وہ مدنی ہے صحیح بخاری مسلم ترمذی وغیرہ میں جو چند صحابہ  
 سے روایتیں ہیں ان کا اصل یہ ہے کہ ہجرت سے پہلے قریش کی روزمرہ کی بولی چال کے نطقوں میں قرآن شریف نازل ہوا تھا ہجرت  
 کے بعد جب مختلف ایسے قبیلوں کے لوگ اسلام میں داخل ہوئے۔ جن کا محاورہ قریش کے محاوروں سے جدا تھا تو ان کی زبان پر  
 قریش کے محاورہ کے لفظ شکل سے چڑھتے تھے۔ مثلاً ان میں کے بعض لوگ اپنے محاورہ کے موافق حتی کو عتی کہتے تھے۔ حتی کا  
 لفظ ان کی زبان سے نہیں نکلتا تھا۔ اس شکل کے آسان ہو جانے کی غرض سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن شریف  
 کے نطقوں کے آسان ہو جانے کی التجا بارگاہ الہی میں پیش کی اور سات طرح سے مختلف محاورہ کے نطقوں میں قرآن شریف کے کچھ  
 کا حکم نازل ہو گیا۔ چنانچہ صحیح بخاری وغیرہ کی حضرت عبداللہ بن عباس ادرا بن کعب کی روایتوں میں اس کا ذکر تفصیل سے ہے  
 ان روایتوں کے یہ معنی نہیں ہیں کہ سات قرآن شریف سات طرح پڑھا جاتا ہے۔ بلکہ ان روایتوں کا یہ مطلب ہے کہ مختلف محاوروں  
 کے موافق قرآن شریف کے بعض نطقوں کو سات طرح تک پڑھنے کا حکم ہے۔ اور اگر چکھلے کہ قرآن شریف کی جو آیتیں نازل ہوئی  
 ہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فوراً لکھ لیا کرتے تھے لیکن اللہ کے رسول کے حیات کے آخری زمانہ تک قرآن شریف کی آیتوں  
 نے نازل ہونے کا سلسلہ جاری تھا چنانچہ بعضی روایتوں کے موافق آپ کی وفات سے نو دن پہلے بعضی آیتیں نازل ہوئی ہیں اس واسطے

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات تک سارے قرآن کے نازل ہو جانے کا نہ یقین تھا نہ سارے قرآن شریف کو ایک جگہ لکھوایا  
تھا۔ چل کلام یہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اگرچہ سارا قرآن لکھا ہوا موجود تھا۔ اور اس میں مختلف  
ن کے سات طرح کے لفظ بھی موجود تھے لیکن وہ قرآن اس طرح متفرق طور پر تھا کہ چند سورتیں ایک صحابی کے پاس تھیں  
ی دوسرے کے پاس۔ حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت میں میلہ کنڈا ایک جوتائی ہنوی آئیں سات سو سے زیادہ حافظ قرآن صحابہ  
و گئے۔ تو حضرت ابو بکر صدیق کو یہ اندیشہ ہوا کہ حافظ قرآن صحابہ کے اور ان صحابہ کے جن کے پاس متفرق طور پر قرآن کی آیتیں  
لی تھیں۔ اس طرح رفتہ رفتہ دنیا سے اٹھ جانے کے سبب کہیں ایسا نہ ہو کہ قرآن شریف کی کچھ آیتیں ضائع ہو جائیں۔ اس  
کے من کرنے کی غرض سے حضرت عمرؓ مشورہ لینے کے بعد حضرت ابو بکر صدیق نے زید بن ثابتؓ سے کہا کہ تم انحضرت صلی اللہ  
کے زمانہ میں کاتب وحی تھے اس لئے اس زمانہ کی متفرق لکھی ہوئی سورتوں کو لے کر عمرؓ اور تم مسجد نبوی کے دروازہ پر بیٹھ جاؤ  
تاکہ دو صحابی اس بات کی گواہی نہ دیں کہ یہ آیت ان کے سامنے اوتری ہے اس وقت تک کوئی آیت داخل قرآن شریف نہ سمجھی  
حضرت عمرؓ اور زید بن ثابتؓ نے حضرت ابو بکر صدیق کے فرمانے کے موافق عمل کیا اور متفرق سورتوں کے ورتوں اور حافظ قرآن  
یاد کے موافق حضرت ابو بکر صدیق کے زمانہ کا یکجائی طور پر لکھا ہوا سارا قرآن تیار ہو گیا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے  
متفرق لکھی ہوئی سورتوں کو اس قرآن میں اکٹھا کیا گیا تھا۔ اس واسطے مختلف محاوروں کے موافق قرآن شریف کے جو لفظ  
مج پر ہے جاسکتے تھے وہ مختلف لفظ بھی اس قرآن میں لکھے گئے۔ اور حضرت عمرؓ کی خلافت تک یہی قرآن قائم رہا۔ حضرت  
خلافت میں ان مختلف لفظوں کے سبب جب طرح طرح کے جھگڑے لوگوں میں پیدا ہوئے۔ تو حضرت عثمانؓ نے اس باب  
سے مشورہ لیا اور مشورہ کے بعد تمام صحابہ کی یہ صلاح قرار پائی کہ مختلف لفظوں کو قرآن شریف میں سے نکال کر قریش کے  
کے موافق ایک قرآن شریف لکھا جاوے اور اس کی چند نقلیں کرائی جا کر جگہ جگہ بھیج دی جائیں۔ اور اسی ایک قرأت کا  
پابند کر دیا جاوے۔ تمام صحابہ کی اس صلاح کے موافق عثمانؓ نے زید بن ثابتؓ، عبداللہ بن زبیر اور چند صحابہ کو اس کام پر  
جنہوں نے تمام صحابہ کی صلاح کے موافق قرآن شریف تیار کیا۔ اس قرآن کو مصحف عثمانی کہتے ہیں۔ عثمانؓ نے اس قرآن کا  
ن کر کے ایک تو اپنے پاس مدینہ منورہ میں رکھ لی اور چار نقلیں چاروں طرف مسلمانی شہروں میں بھیج کر یہ تاکید دی حکم دیدیا  
اس مصحف عثمانی کی نقلیں کر لی جاویں اور اس سے پہلے کے قرآن جہاں جہاں ہوں وہ تلف کر دئے جائیں۔ سابق کے  
میں کا ایک قرآن حفصہؓ کی حیات تک جو باقی تھا مروان نے حضرت حفصہؓ کی وفات کے بعد عبداللہ بن عمرؓ سے لے کر  
تلف کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کا اختلاف جو اس باب میں مشہور ہے وہ مصحف عثمانی کی اور کسی حالت کی بابت  
بلکہ عبداللہ بن مسعود کو فقط اتنی ہی بات کا بیج تھا کہ زید بن ثابتؓ جو ان کے سامنے کے بچے ہیں وہ اس کام میں شریک  
و خلیفہ عثمانؓ نے عبداللہ بن مسعود کو اس کام میں شریک نہیں کیا۔ حضرت عثمانؓ کا عذر اس باب میں یہ تھا کہ عبداللہ بن مسعود  
ان سے من دیر ہوگی اور یہاں قرآن کے اختلافی لفظوں کی قرأت کے باب میں روز جھگڑے برپا ہوتے ہیں اس لئے اس کام

ابن عبد البر بن مسعود کا انتظام مناسب نہیں ہے۔ اختلافی لفظوں کی قرأت کے روکنے کے لئے اگرچہ مصحف عثمانی میں اکثر لفظوں  
 نے رسم خط قرار دیا گیا تھا جس کے سبب حدیثی قرآن کے بہت سے اختلافی لفظ مصحف عثمانی میں نہیں ملے گئے کیونکہ یہاں پر گرجا  
 ہے کہ ان اختلافی لفظوں کے اختلاف کا جھگڑا مٹانے کے لئے مصحف عثمانی لکھا گیا تھا اور اس سے پہلے کے سبب قرآن تلف کر دئے گئے  
 تھے لیکن اس وقت تک ذریرہ زیر پیش۔ جزم۔ تشدید کا رواج نہ تھا اس واسطے اس رسم خط کے قرار دینے کے بعد بھی ذریرہ زیر پیش  
 جزم تشدید کے نہ ہوئیے جو لفظ کی طرح پڑھا جاسکتا تھا اسکو ایک شہر والوں نے کسی طرح پڑھا۔ اور دوسرے شہر والوں نے اور طرح  
 پڑھا۔ مثلاً خاتم النبیین میں خاتم کے لفظ کو بعض سلف نے ت کے زیر سے پڑھا جس کا مطلب یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے نبی ہونے کے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ اور بعض سلف نے لفظ خاتم کو ت کے زیر سے پڑھا جس کا مطلب یہ ہے کہ محمد رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم آخر نبی ہیں۔ چل کلام یہ ہے کہ مصحف عثمانی کے لفظوں کو بعض لوگوں نے ایک طرح اور بعض لوگوں نے دوسری طرح  
 جو پڑھا۔ اسی کا نام سات قرأتیں ہیں۔ جو حال بن نافع ابن عامر ابو عمرو حمزہ ابن کثیر عاصم کسائی کے نام سے مشہور ہیں۔ مصحف عثمانی  
 کے رسم خط کی پابندی کے سبب سے مصحف صدیقی کے سائے اختلافی لفظ مصحف عثمانی میں نہیں آئے۔ اور حال کی سات قرأتیں  
 مصحف عثمانی سے نکالی گئی ہیں۔ اس واسطے یہ قول بہت صحیح ہے کہ حضرت عبدالبر بن عباس کی روایت کے موافق سات طرح پڑے جانے  
 کے سارے بظہال کی سات قرأتوں میں نہیں ہیں اس واسطے حدیث کے موافق جو سات قرأتیں تھیں وہ جلا تھیں۔ اور حال کی سات  
 قرأتیں جلا ہیں۔ حال کی ان سات قرأتوں میں سے جس قرأت کی سند مشہور ساتوں قاریوں سے ملے کر صحابہ اور تابعین تک صحیح ہوتی ہو  
 وہ متواتر قرأت کہلاتی ہے۔ ورنہ شاذ کہلاتی ہے۔ جیسے مثلاً سورۃ الاحزاب میں ذیرضین ہما آیتیں کلہن جو آیت کا ٹکڑا ہے۔ اس میں  
 لفظ کلہن کو لام کے پیش اور ذریرہ دونوں طرح سے پڑھا گیا ہے۔ لیکن ذریرہ کی قرأت کی سند صحیح نہیں تھی اس لئے اسکو شاذ ٹھہرایا گیا۔ بعض  
 تفسیرین میں یہ جو ہے کہ ہر قرأت کا حکم یہی ہوتا ہے جو آیت کا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ شان متواتر قرأت کی ہے شاذ کی نہیں ہے  
 حاصل یہ کہ جس قرأت کی سند میں ادل سے آخر تک اس کثرت سے مادی ہوں جو عادت کے طور پر چھوٹے نہیں ہو سکتے تو ایسی قرأت کو  
 کو متواتر کہتے ہیں قرآن شریف کی اکثر قرأتیں ایسی ہی ہیں۔ جس قرأت کی سند متواتر کے درجہ سے کم ہو وہ مشہور کہلاتی ہے جو مشہور  
 درجہ سے بھی کم اور مصحف عثمانی کے رسم خط کے بھی برخلاف ہو وہ قرأت احاد ہے جس قرأت کی سند صحیح نہ ہو وہ شاذ ہے۔  
 متواتر اور مشہور قرأتوں میں قرآن کی تلاوت جائز ہے احاد اور شاذ قرأتوں میں جائز نہیں۔

صحابہ بن عثمانؓ۔ علیؓ۔ ابی بن کعب۔ زیر پیش ثابت۔ عبدالبر بن مسعود۔ ابو دردار۔ ابو موسیٰ شہری۔ یہ سات صحابی قاری مشہور ہیں  
 تابعیوں میں سے مثلاً زید بن اسلم ابن شہاب زہری مدینہ میں مجاہد عکرمہ مکہ میں ابراہیم نخعی شجی۔ کوفہ میں اور قتادہ ابن سیرین  
 بن قاری مشہور تھے۔ حال کی سات قرأتوں کے جن قاریوں کا ذکر اوپر گزرا انھوں نے تابعیوں سے قرأت سیکھی ہے۔ وقف  
 کی جگہ وقف۔ ہر کی جگہ جس طرح قرأت کی ضروری باتیں ہیں۔ قرآن شریف کے ہر ایک حرف کا صحیح مخرج سے لکنا بھی  
 اس طرح قرأت کی ایک ضروری بات ہے تاکہ حرفوں کے مخرج کے بدل جانے سے قرآن شریف کے معنی نہ بدل جاویں

بلکہ حال کے بعض قاری اذان کے موزون کرنے کے لئے بغیر مد کی جگہ آواز کو بڑبڑایا مد کی جگہ گھٹا دیتے ہیں یا حرفون کو خج سے نکالتے ہیں ایسا تکلف کرتے ہیں جس سے طرح طرح کا موہبہ بنا پڑتا ہے۔ یہ باتیں صحابہ اور تابعین کی قرأت میں نہیں پائی جاتیں اگر کوئی حکم ایک آیت کے ذریعہ سے نازل ہو کر دوسری آیت کے ذریعہ سے دوسرا حکم پہلے حکم کے برخلاف نازل ہوا جس سے پہلے حکم پر عمل کرنا موقوف ہو گیا۔ تو ایسی دو آیتوں کو ناسخ منسوخ کہتے ہیں۔ جس آیت پر عمل کرنا موقوف ہو گیا وہ منسوخ کہلاتی ہے۔ اور جس پر عمل جاری ہے اس کو ناسخ کہتے ہیں۔ ناسخ منسوخ کے یہ معنی جو اوپر بیان کئے گئے۔ صحابہ اور تابعین کے قولوں سے یہی معنی نکلتے ہیں۔ اوپر کے معنی کے موافق تمام قرآن میں جو پانچ آیتیں منسوخ ہیں وہ یہ ہیں

نام سورۃ	ناسخ آیت	نام سورۃ	منسوخ آیت
بقرہ	والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجاً	بقرہ	والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجاً
نساء	بترہن بالنفس اربعۃ اشھر وعشرا	بقرہ	وصیتہ لازواجہم متاعا لى احوال خیر اخرج کتب علیکم اذا حضر احدکم الموت ان ترک خیر الوصیتہ
الانفال	یوہیکم السرب فی اولادکم	الانفال	ان یکن منکم عشرون صابرون
مجادلہ	الان خفف السرب عنکم	مجادلہ	اذا ناکحتہم الرسول فقد موافق یرى
الزلزلہ	فان لم تجدوا فان السرب غفوا الرحیم		نحو لکم صدقہ۔
	علم ان تخصوہ قتاب علیکم		یا ایہا المنزل قم الیل

علمائے متقدمین اور متاخرین میں یہ جو اختلاف ہے کہ کسی حدیث سے کوئی آیت قرآنی منسوخ ہو سکتی ہے یا نہیں۔ جاہل اس اختلاف کا یہ ہے کہ متقدمین کے نزدیک جب ناسخ منسوخ کے یہ معنی ہیں کہ ایک حکم سے دوسرا حکم بالکل اٹھ جاوے تو ان کے نزدیک کوئی صحیح حدیث ایسی نہیں پائی جاتی۔ جس سے قرآن شریف کی کسی آیت کا حکم بالکل اٹھ جائے بلکہ ان کے نزدیک جس قدر حدیثیں ہیں ان میں یا تو قرآن شریف کی کسی آیت کے مضمون کی تاکید ہے۔ یا تفسیر کے طور پر قرآن شریف کی کسی آیت کے مضمون میں کوئی بات بڑبڑا کر اس مضمون کو بیان کیا گیا ہے۔ جیسے مثلاً سورۃ النساء کی آیت حرمت علیکم امہا لکم من عورت کی پھوپھی یا خالہ کے ساتھ نکاح کرنیکی تفصیل نہیں تھی۔ ابو ہریرہؓ کی صحیح بخاری و مسلم کی حدیث سے آیت کے حکم میں یہ منہا ہی اور بڑبڑا کر اب متقدمین کے نزدیک یہ آیت اس لئے منسوخ نہیں ہے کہ آیت کا اصلی حکم باقی ہے۔ متاخرین نے جو ناسخ منسوخ کے معنی قرار دئے ہیں۔ اس کا مفصل ذکر اصول فقہ کی کتابوں میں ہے۔ یہاں جاہل کلام



آنا ہی ہے کہ ان معنوں کے موافق آیت کے معنوں پر کسی بات کا ثبوت جانا بھی ناسخ منسوخ میں داخل ہے اس واسطے متاخرین کے نزدیک یہ آیت حدیث سے منسوخ ہے اگرچہ زیادہ تفصیل اس کی اصول فقہ کی کتابوں میں ہے۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ دین کی سب باتیں نہ ایک متقدمین کے ذریعہ سے پہنچی ہیں۔ اس لئے اس باب میں بھی متاخرین کو متقدمین کے قول کی پیروی ادنیٰ ہے۔ اور بعض نے اس میں ایسی بھی بین الکی تلاوت منسوخ ہے اور حکم باقی ہے۔ جیسے یہاں ہوئے مرد اور عورت کے سنگسار کرنے کا حکم باقی ہے اور ان کے لفظوں کی تلاوت منسوخ ہے چنانچہ صحیح بخاری مسلم وغیرہ میں حضرت عمرؓ سے روایت ہے جس میں حضرت عمرؓ نے صحابہ سے تم لوگوں کو یہ معلوم ہے کہ کیا ہو جو مرد اور عورت کے سنگسار کرنے کی آیت قرآن شریف میں تھی ہم نے اس کو پڑھا اور یاد کیا ہے اور ان رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے موافق عمل بھی کیا ہے۔ لیکن اس آیت کی تلاوت جو منسوخ ہو گئی اس سے بھگویہ اندیشہ ہے کہ آخر میں لوگ یہ کہہ کر کہیں اس آیت کے حکم کے منکر نہ ہو جائیں کہ یہ آیت قرآن میں نہیں پائی جاتی اس لئے اس کا حکم بھی باقی نہیں ہے۔ حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آتا ہے کہ سنگسار کرنے کی آیت قرآن شریف میں تھی جس کو صحابہ نے پڑھا اور یاد کیا ہے اس کی تلاوت منسوخ ہو گئی لیکن اس کا حکم باقی ہے۔

صحیح مسلم بن ابی حنیفہ سے اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آتا ہے کہ بعض آیتوں کی تلاوت اور ان کا حکم پڑھا کرتے تھے۔ مگر اب وہ یاد نہیں رہی۔ اس حدیث سے یہ مطلب اچھی طرح سمجھ میں آتا ہے کہ بعض آیتوں کی تلاوت اور ان کا حکم منسوخ ہیں اور ان کے بقا و ضمیمہ میں دوسری ناسخ آیتیں بھی نازل نہیں ہوئیں۔ قرآن شریف لوگوں کی فرمانبرداری آزمائش کے لئے نازل ہے کہ کون اس کے احکام کو مانتا ہے اور کون نہیں مانتا۔ سورہ مجادلہ کی آیت کے لفظوں کو تلاوت میں داخل نہ کرنا اس کے حکم کو منکر اور مایوس نگہاری کی آیت کے لفظوں کو تلاوت سے نکال کر اس کے حکم کو بحال رکھنا اس میں بھی ایک آزمائش ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق کونسا فرقہ قرآن آزمائش میں پورا اترتا ہے اور کونسا دور چنانچہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب کے موافق ظہور ہوا۔ خارجی فرقہ نے اور معتزلے فرقہ کے بعض لوگوں نے سنگساری کے حکم کو نہیں مانا جس سے کہا جاسکتا ہے کہ یہ لوگ اس آزمائش اور پورے اترنے پھیلنے انبیاء اور پہلی امتوں کے قصے جنت اور دوزخ کا حال جن آیتوں میں ہیں۔ ان آیتوں کو احبار کی آیت کہتے ہیں کیونکہ ان آیتوں میں پہلے اگلے حال کی خبر دی گئی ہے۔ اس طرح کی آیتوں میں ناسخ منسوخ نہیں ہے کیونکہ ایک خبر کو دو طرح کرنے سے دونوں خبروں میں سے ایک خبر جھوٹی پائی جاتی ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے۔ اسی طرح وعدہ کی آیتوں کا حال کیونکہ وعدہ کر کے اس کو پورا نہ کرنا وعدہ خلافی ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات سے بہت بعید ہے۔ چنانچہ کلام یہ ہے کہ اس طرح کی آیتوں بعض مفسرین نے ناسخ منسوخ میں جو داخل کیا ہے وہ کسی طرح صحیح نہیں ہے۔ بعضی آیتوں کا حکم کسی سبب پر منحصر ہوتا۔ جیسے مثلاً زکوٰۃ کی آیت کا سبب مالدار ہونا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص جب تک مالدار ہے اس وقت تک زکوٰۃ کا اس سے متعلق ہے جب مفلس ہو جائے گا تو یہ حکم اس سے متعلق نہ رہے گا۔ یا ان اگر مفلسی کے بعد یہ شخص پھر مالدار ہو جائے تو زکوٰۃ کے حکم کی تعمیل پھر سے دہرائی ہوگی۔ اسی طرح ہجرت سے پہلے اہل اسلام کی کمزوری کے سبب سے درگزر کا حکم تھا پھر

# اشتہاد

## بلوغ المرام من دلائل الاحکام عربی

ہر دو حصہ مکمل

مصنفہ شیخ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ متون حدیث میں ایک نہایت مشہور مفید متن بڑی محنت و جانفشانی سے ہم نے چھاپا اور چھپتے وقت ان چند ضروری اور مفید باتوں کی رعایت کی گئی ہے جو پہلے کسی نے نہیں کی تھی۔ سب سے بڑی مفید بات یہ ہے کہ کتاب کی تہذیب و تحشی لسی غیبی سے کی گئی ہے کہ بیان سے باہر ہے۔ علامہ زین جناب مولانا حاجی جانی صاحب احسن صاحب سابق اول تعلقہ ارحیدر آباد کن و رئیس ملی نے اسکی تحشی و تہذیب میں جو محنت اٹھائی ہے اسکا اندازہ تو کتاب کے پڑھنے سے ہوگا۔ لیکن بفقوائے مالا لید لے کلاہ لاید لے کلاہ حواشی کی چند غریبان مختصر عرض کی جاتی ہے (۱) جن کتابوں کی

احادیث متن میں نقل کی گئی ہیں مولف نے ان سب کتابوں کا اختصار کے خیال سے متن میں نام نہیں بتلایا تھا۔ ان حواشی میں متروکہ کتب کا نام بتلایا گیا ہے تاکہ حدیث کی تخریج پوری ہو جائے (۲) بعض جگہ مولف نے محل طور پر کسی حدیث کا ضعف بتلایا تھا مگر اس کا سبب کچھ نہیں بتلایا تھا۔ ان حواشی میں ضعف کے سبب کی پوری تفصیل کر دی گئی ہے (۳) کسی حدیث کی قطع جہاں تک دوسری حدیث سے ممکن تھی کر دی گئی ہے تاکہ صحت حدیث میں کوئی حالت منتظرہ باقی نہ رہے (۴) اختصار سے

خیال سے متن میں مولف نے کسی حدیث کو ادھر اور نقل کیا تھا۔ اسکو پورا کر دیا گیا ہے۔ (۵) متن کی دو حدیثوں میں لغو ہوا تھا اسکو اچھی طرح رفع کر دیا گیا۔ اور جمع میں الحدیثین کی وجہ بیان کر دی گئی ہے (۶) مجتہدین مذہب سے جس حدیث سے استدلال کیا تھا وہ بیان کر دیا گیا ہے (۷) متن کی مشروح کے علاوہ حدیث کی دس بارہ کتابوں سے مد لیکر متن کو ہر

طرح حل کر دیا ہے کہ طلبہ کو متن کا مطلب کے سمجھنے میں بہت آسانی ہو گئی (۸) متن کے نام غریب لغات کو اچھی طرح و شرح المعنی کر دیا گیا ہے (۹) جن کتب سے اخذ مطلب کیا گیا ہے حواشی کے ہر قول کے آخر میں ان کتابوں کا نام لکھ دیا تاکہ ضرورت کے وقت اصل کتاب سے بھی مدد مل سکے۔ (۱۰) سند اقوال میں جو قول راجح تھا وہ ان حواشی میں لیا گیا ہے تاکہ

کا قول معلوم ہو جائے (۱۱) حواشی کے اخیر میں ایک خاتمہ لکھ دیا ہے جس سے کتب مانخذہ متن کے مؤلفین اور خود مولف مال کا ہو سکے قیمہ مت فی جلد علیہ

حافظ علی السار سیک مالک تحفہ ہند پرینڈی

مصولہ لکھنؤ

بیعون کی نسبت بھی یہ گمان جائز نہیں ہے کہ بغیر صحابہ سے سننے کے وہ کسی آیت کا مطلب اپنی طرف سے عقلی طور پر بیان کریں گے  
 بی قرار وادی کی بنا پر تاج تابعین کے زمانہ میں مثلاً سفیان بن عیینہ شعبہ اسحاق بن راہویہ اور عبد الرزاق وغیرہ نے جو تفسیریں تالیف  
 ہیں ان میں تابعین کے قول بھی لئے ہیں اور یہی طریقہ صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ جب تابعی لوگ تفسیر کے باب میں صحابہ کا قول روایت کے  
 ذریعہ بیان کرتے ہیں تو جس طرح حدیث میں تابعیوں کی روایت کا حال ہے وہی حال تفسیر میں بھی ہونا چاہئے۔ جن تفسیروں کا ذکر اوپر  
 آیا ان تفسیروں کے تالیف کے زمانہ تک حدیث کی کتابوں کی طرح تفسیر میں بھی سند کے لکھنے کی پابندی تھی جس سے ثقہ اور  
 ضعیف راویوں کی جانچ ممکن تھی اس کے بعد تفسیر حافظ ابو جعفر بن جریر اور تفسیر ابو الفدا اسماعیل حافظ ابن کثیر یہ دونوں تفسیریں  
 ہی تالیف ہوئیں جنہیں قرآن کی تفسیر قرآن حدیث صحابہ تابعین اور تاج تابعین تک کے قول سے کی گئی ہے۔

اوس وقت کے تمام معتبر علمائے ان دونوں تفسیروں کو بہت پسند کیا ہے ابو جعفر بن جریر کی وفات ۲۵۵ھ میں ہے اور ابو الفدا  
 ابن کثیر کی وفات ۷۴۵ھ میں ہی واسطے تفسیر ابن کثیر میں ایک تو یہ خوبی ہے کہ اس میں ابن جریر ابن ابی حاتم ابن مردویہ ان تین  
 تفسیروں کی سندوں کی خوب جانچ کی گئی ہے دوسری خوبی یہ ہے کہ جو روایت حدیث کی کسی کتاب میں تھی اس کتاب کا نام اور رسول  
 بھی بیان کیا اور روایتوں کی صحت و ضعف کا حال بھی بتلادیا ہے۔ عبد الرحمن ابن ابی حاتم کی وفات ۲۴۵ھ میں ہے۔ اور احمد بن حنبلہ  
 کی وفات ۲۴۱ھ میں ہے تفسیر ابن حاتم اور تفسیر ابن مردویہ یہ دونوں تفسیریں بھی روایتی تفسیریں ہیں لیکن حافظ ابن کثیر کا زمانہ  
 ابن جریر ابن ابی حاتم ابن مردویہ تینوں سے ماخوذ ہے۔ اسلئے حافظ ابن کثیر نے تفسیر ابن جریر تفسیر ابن ابی حاتم تفسیر ابن مردویہ  
 ان تینوں تفسیروں کی سندوں کو خوب جانچا ہے اور ائمہ کا شکریہ ہے کہ یہ تفسیر ہندوستان میں ملتی بھی ہے۔ متقدمین تفسیروں کی تفسیریں  
 اس طرح نایاب نہیں ہے تفسیر ابن جریر میں یہ خوبی ہے کہ جس آیت کی تفسیر میں سلف کے چند قول ہیں وہ ان ترجیح کے قابل قول کی  
 ترجیح حافظ ابو جعفر ابن جریر نے اپنی تفسیر میں اچھی طرح بیان کر دی ہے اسکے بعد ایسی تفسیریں تالیف ہوئیں جن میں پوری سند  
 کی پابندی جاتی رہی حدیث کی جگہ عن النبی اور قول صحابی کی جگہ مثلاً عن عبد اللہ بن عباس اور قول تابعی کی جگہ عن مجاہد پر قناعت کی گئی  
 جس سے صحیح اور ضعیف سند کے جانچنے کا موقع بالکل باقی نہیں رہا۔ علاوہ اس کے پچھلے زمانہ کی تفسیروں میں یہ بات بھی پیدا ہو گئی کہ  
 قرآن شریف کی آیتوں کے حل مطلب کو زیادہ پیش نظر نہیں رکھا گیا بلکہ کسی تفسیر میں تو نحو کے مسائل کو زیادہ پیش نظر رکھا گیا ہے جیسے  
 مثلاً تفسیر زجاج اور تفسیر ہامی میں کیا گیا ہے بعض تفسیروں میں فقہ کی زیادہ بحث ہے جیسے مثلاً تفسیر قرطبی بعض میں عقلی باتوں کا  
 بڑا مباحثہ ہے جیسے مثلاً تفسیر کبیر بعض میں معتزلی مذہب کے مسئلے ہیں جیسے مثلاً تفسیر کشاف معالم التنزیل بغوی صاحب مشکوٰۃ کی تفسیر  
 بھی اگرچہ روایتی تفسیر ہے لیکن اول تو اس میں بعض قصہ ضعیف ہیں دوسرے ابن جریر کی طرح اس میں بھی جو حدیثیں لگئی ہیں وہ اپنی  
 مفسرانہ سند سے ہی ہیں حدیث کی کتابوں کا نام نہیں بتلایا جس سے سند کی صحت و ضعف کی جانچ دشوار ہے ان حسین بن مسعود  
 بغوی کی وفات ۱۸۵ھ میں ہے ۲۵۵ھ میں علاء الدین علی بن محمد بغدادی نے معالم التنزیل کو مختصر کر کے ایک تفسیر تالیف کی ہے  
 جس کا اصلی نام لباب التاویل اور مشہور نام حادون ہے اس تفسیر میں خوبی یہ ہے کہ معالم التنزیل کی جو روایت حدیث کی کسی کتاب میں

تھی بہانیاں ہو سکا خازن میں حدیث کی اس کتاب کا نام تہلادیا ہے جس سے معالم کی روایتوں کی صحت و ضعف کے جانچنے میں  
 جو دشواری تھی وہ رفع ہو گئی۔ لیکن بعض جگہ خازن میں بغوی کی اصلی سند کو بھی قائم رکھا ہے جس سے صحت روایت کے جانچنے میں بھی  
 دشواری ہے جو معالم المتنبہل میں تھی۔ علامہ جلال الدین سیوطی کی درمشورہ بھی روایتی تفسیر ہے اور شرح صحیح روایتیں اس میں لمبائی پڑ  
 علامہ علاؤ الدین سیوطی کی ذوات الشہد میں ہے اصل کلام یہ ہے کہ جس طرح کا پورا مصالح حدیث کا ہندوستان میں آگیا ہے ابن جریر  
 ابن کثیر درمشورہ اور خازن کے ہندوستان میں آجانے سے پہلے تو سوائے کتاب تفسیر بخاری ترمذی اور ابن ماجہ کے یہاں تفسیر کا صحیح  
 مصالح کچھ بھی نہیں تھا۔ ابن جریر ابن کثیر خازن اور درمشورہ کے ہندوستان میں آجانے کے بعد عربی دان لوگوں کے لئے صحیح تفسیر کا  
 مصالح اگرچہ بہم پہنچ گیا تھا۔ لیکن اردو دان بھائی مسلمان اس مصالح سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے تھے۔ اس فائدے کے  
 خیال سے پہلے تو رقم الحروف نے مفسرین متقدمین کے ڈھنگ پر جدیدہ جدیدہ آیتوں کی تفسیر کے طور پر کچھ فوائد احسن الفوائد کے نام سے  
 لکھے جو تین ترجمہ کے قرآن مطبوعہ فاروقی کے حاشیہ پر لوگوں کی نظر سے گزرے اور لوگوں نے انکو بہت پسند کیا لیکن وہ فوائد تمام  
 قرآن شریف کے حل مطلب کے لئے کافی نہیں تھے اس واسطے تمام قرآن شریف کا صحیح مطلب اردو دان لوگوں کی سمجھ میں آجانیکی غرض  
 سے ان فوائد کی تکمیل اسی ڈھنگ پر پوری تفسیر کی صورت میں کی جا کر اسکا نام احسن التفاسیر رکھا گیا پہلے فوائد کو اور اب ان فوائد کی  
 تکمیل کو مفسرین متقدمین کے ڈھنگ پر رکھنا منظور تھا اسلئے فوائد میں اور انکی تکمیل میں اور تفاسیر میں سے مدد نہیں لیگی جنہیں روایتوں  
 کی سند پوری نہیں تھی اور ان تفاسیر میں سے بھی مدد نہیں لی گئی جن میں حل مطلب قرآنی کو پیش نظر نہیں رکھا گیا تھا بلکہ فوائد اور انکی تکمیل  
 میں ابن جریر ابن کثیر خازن درمشورہ کتاب تفسیر بخاری ترمذی حاکم اسی طرح کی روایتی تفاسیر میں سے تفسیری مطلب کے لئے مدد  
 کی کتابوں سے صحیح حدیثوں کے لئے مدد لی گئی ہے جسکے سبب آٹھ نو سو برس پہلے صحیح تفسیروں کی تالیف کا جو ڈھنگ تھا اس ڈھنگ  
 کے موافق سلیس اردو میں یہ صحیح تفسیر تیار ہو گئی ہے اور عقبی کے طالبکار ہر اردو دان کو اس تفسیر کا اپنے پاس رکھنا اور ان پڑھ لوگوں  
 کو پڑھ کر سنا بہت ضروری ہے کیونکہ علمائے قرآن کی تفسیر کے پسپانے کو فرض کفایہ لکھا ہے۔ فرض کفایہ اوس فرض کو کہتے ہیں کہ قوم میں  
 کے بعض لوگ بھی اسکو ادا کر لیوں تو ساری قوم کے ذمہ سے اوس فرض کا بوجھ اتر جاتا ہے جیسے مثلاً کچھ مسلمانوں کو مسلمان شخص کے  
 جنازہ کے ساتھ دفن کرنے کے لئے جانا فرض کفایہ ہے آج کل عربی دان لوگ بہت کم ہیں اور اردو دان بہت اسلئے عربی دان لوگوں  
 پر یہ فرض کفایہ ہے کہ وہ وعظ کے ذریعہ سے اردو کی تفسیر کے ذریعہ سے قرآن کی تفسیر کو اردو دان لوگوں میں پہلادین اور اردو دان  
 لوگوں پر یہ فرض کفایہ ہے کہ وہ اردو کی تفسیر ان پڑھ لوگوں کو پڑھ کر سنا دیں جسطرح قم اللیل کے حکم سے تہجد کی نماز اللہ کے رسول صلی اللہ  
 علیہ وسلم پر فرض عین تھی اور امت کے لوگوں پر سنت ہے چنانچہ صحیح بخاری اور مسلم بن طلحہ بن عبید سے روایت ہے جس میں اللہ کے  
 رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے پنجگانہ فرض نماز کے ہفت کے لوگوں پر اور کوئی فرض نماز نہیں بتلائی اسی طرح سورۃ النحل کی آیت  
 دائر لئلا الیک الذکر لعلین للناس کے حکم سے قرآن کے مشکل مقامات کی تفسیر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض عین تھی اور امت  
 کے لوگوں پر فرض کفایہ ہے۔ فرض عین اوس فرض کو کہتے ہیں جس کا ادا کرنا ہر شخص کے ذمہ ہو جیسے مثلاً پنجگانہ نماز کہ فرض کفایہ



کہ لوگوں کی نماز سے باقی کے لوگوں کے دوسرے نماز ساقط نہیں ہو سکتی یہ اوپر گزر چکا ہے کہ قوم کے لوگوں میں سے کچھ لوگ ضرور  
 ذکر لیں تو ساری قوم کے ذمہ کا فرض ادا ہو جاتا ہے۔ اس سے یہ بات ابھی طرح سمجھ میں آ سکتی ہے کہ تفسیر کے پھیلائے میں  
 اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات سے اکیلے تھے اور آپ کی طرف سے کوئی دوسرا شخص تفسیر کا پھیلائے والا نہیں  
 اسلئے آپ کی ذات کے لئے تفسیر کے پھیلائے کا حکم فرض عین کے طور پر تھا پھر جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی  
 جماعت میں تفسیر کو پھیلا دیا۔ تو آپ کی پھیلائی ہوئی تفسیر کے پھیلائے کا حکم صحابہ کے حق میں بطور فرض کفایہ کے ہو گیا  
 سے ترمذی اور ابو داؤد و ترمذی بن عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے جہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک  
 میل میں کے عالم توراۃ کی زبانی تفسیر کے طور پر عام لوگوں کو وعظ اور نصیحت کر کے اور نہیں ناجائز کاموں سے روکتے ہے  
 قوم ہر طرح کی بلا اور آفت سے بچی رہی پھر جب وہ عالم لوگ بھی وعظ اور نصیحت کو چھوڑ بیٹھے تو ساری قوم ہر طرح طرح کی  
 شرف و ہو گئیں اس حدیث سے یہ مطلب ابھی طرح سمجھ میں آ جاتا ہے کہ فرض کفایہ کے ادا کرنے میں ساری قوم کی طرف  
 کی جادے تو کسی آفت کے آجانیکا خوف ہے۔ بعض علماء نے بیان ایک شبہ کا ذکر کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ قرآن عربی زبان  
 اور صحابہ کی زبان بھی عربی تھی پھر فرض عین کے طور پر قرآن کی کوئی آیتوں کی تفسیر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ لازم تھی  
 بلا در علمائے دیابہ کہ ہر زبان میں بعضے لفظ ایسے ہوتے ہیں کہ جن کے کئی معنی ہوتے ہیں چنانچہ عربی بول چال کے موافق  
 نے کسی پر بیجا زیادتی کرنے یا نا انصافی کے بین پھر جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو اور انسان کی سب ضرورت کی چیزوں کو پیدا کیا  
 ہے بڑھ کر اور کیا نا انصافی ہو سکتی ہے کہ مشرک لوگ اللہ کی تعظیم اور عبادت میں دوسرے کو شریک کرتے ہیں اسی مطلب سے  
 لعین کے شرعی معنوں میں اللہ تعالیٰ نے شرک کو ظلم قرار دیا لیکن اس شرعی معنی کی بنا پر جب سورۃ الانعام کی آیت الذین امنوا  
 بالایمانہم بظلم نازل ہوئی تو صحابہ کو یہ آیت بہت سخت معلوم ہوئی کیونکہ انھوں نے ظلم کے معنی معمولی بیجا زیادتی کرنے کے سمجھے  
 انھوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ جب قیامت کے دن امن دن ایمان داروں کو ملیگا جن کا ایمان معمولی  
 زیادتی کے امیرش سے پاک و صاف ہوگا تو ہم میں تو کوئی ایسا نہیں جو نوٹھی غلام دوست آشنا پر بیجا زیادتی نہ کر بیٹھتا ہو  
 کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت کی تفسیر کے طور پر فرمایا کہ اس آیت میں ظلم کے معنی شرعی شرک کے ہیں۔ معمولی ظلم و زیادتی  
 نہیں ہیں۔ صحیح بخاری و مسلم کی عبد اللہ بن مسعود کی روایت میں آیت کی اس تفسیر کا ذکر تفصیل سے ہے۔ اسی طرح بعض آیتوں  
 لوصاف ہوتے ہیں مگر ان کا مطلب ایسا حل طلب ہوتا ہے کہ بغیر بہت بڑی علمی تفسیر کے سمجھ میں نہیں آتا چنانچہ سورۃ  
 آیت ان الصلوة کانت علی اطمینان کیا با موقوفاتی تفسیر کے طور پر ایک شخص نے نماز کے وقتوں کا حال اللہ کے رسول صلی اللہ  
 سے پوچھا تو آپ نے دو روز تک اس شخص کو نماز میں ساتھ رکھ کر پہلے دن اہل وقت پر پانچوں نماز پر عین اور دوسرے  
 وقت پر بارہر فرمایا دونوں دنوں کے وقتوں کے بیچ میں نمازوں کا وقت ہے یہ حدیث صحیح مسلم میں ابو موسیٰ اشعری  
 سے ہے ان دونوں حدیثوں میں سے ایک میں قولی حدیث میں قرآن کی تفسیر ہے اور دوسری میں فعلی حدیث میں۔



کو مابعد کے زمانہ سے فصل قرار دیا ہے ان حدیثوں سے یہ مطلب بھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے کہ صحابہ کے بعد کے زمانہ کا کوئی شخص  
 کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا اسلئے جو ثبوت فرقہ اہل قرآن کے ذمہ ہے اس فرقہ کے لوگ جب تک اس ثبوت کے پیش کرنے سے  
 دہشی نہ چل کرین علمائے اہل سنت کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے ٹھکانے ہوئے قاعدہ سے یہ لوگ کسی طرح مستثنیٰ نہیں ہو سکتے  
 سطر اگر فقط اتنی ہی بات ان لوگوں سے پوچھی جائے کہ بلا مدد حدیث نبوی کے نماز کی رکعتوں کی تعداد انھوں نے قرآن کی کسی  
 سے نکالی ہے تو یہ لوگ کوئی صحیح جواب نہ دے سکیں گے بہرہ کیونکہ تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ اس فرقہ کے لوگ بغیر مدد حدیث نبوی  
 ان شریف کا صحیح مطلب سمجھ سکتے ہیں اس عقلی تجربہ کا کوئی عقلمند شخص منکر نہیں ہو سکتا کہ ایک مصنف کسی فن میں کوئی  
 تصنیف کرے اور اپنی خاص نگرانی سے اس کتاب کی شرح کسی اپنے ہر وسہ کے شخص سے لکھوائے اور بغیر نگرانی مصنف  
 اور لوگ بھی اس کتاب کی شرح لکھیں تو جو اعتبار اور مرتبہ مصنف کی نگرانی والی شرح کا ہو گا وہ اعتبار اور مرتبہ غیر لوگوں کی  
 دن کا نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کتاب کے ففظوں کا جو مطلب مصنف نے اپنے ارادہ میں ٹھہرایا ہے۔ وہ سوائے مصنف  
 کے ہر وسہ والے شراح کے دوسرے کسی شخص کو معلوم نہیں اب یہ تو ظاہر بات ہے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور  
 ہر فعل کی آیت جو اوپر گزری اس کے موافق اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم اور اپنی خاص نگرانی سے اپنے رسول کی معرفت قرآن کی  
 سب آیتوں کی تفسیر کرائی ہے جو قطعی طور پر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہے اب اس قطعی اور یقینی تفسیر کو چھوڑ کر فرقہ اہل  
 کے لوگ اپنے طور پر قرآن کی آیتوں کی تفسیر جو گھڑتے ہیں تو ان لوگوں کے پاس اس بات کی کیا سند ہے کہ انکی وہ گھڑی ہوئی ہے  
 جالی کی مرضی کے موافق ہے اور ان لوگوں کے پاس اس بات کا کیا جواب ہے کہ ان کی تفسیر اگر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے موافق تھی  
 تو تعالیٰ نے یہ تفسیر اپنے رسول کی معرفت کیوں نہیں کرائی بعضے لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ صحیح سند سے کسی آیت کی تفسیر اللہ کے  
 ایک نہیں پہنچتی لیکن یہ خیال صحیح نہیں ہے کیونکہ صحیح سند سے جن آیتوں کی تفسیر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے  
 چند مثالیں تو اسی باب دوم میں اوپر ذکر کی گئی ہیں اور بہت سی مثالیں اس تفسیر کے ملاحظہ کے وقت ناظرین کی نظر سے  
 آئی تمام حجت کے لئے کچھ مثالیں یہاں بھی ذکر کر دی جاتی ہیں۔ وظل محدود کی تفسیر کے طور پر صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ سے  
 ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں بعضے درختوں کا سایہ ایسا ہے جسکو گھوڑے کا سوار سو برس  
 ہی نہیں طے کر سکتا۔ الذین یرثون الفردوس کی تفسیر کے طور پر صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ سے روایت ہے جس میں اللہ کے  
 رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فردوس اعلیٰ درجہ کی جنت ہے اور یہاں سے سب جنتوں کی نہر بہن جاری ہوئی ہیں واندر ہم  
 عسقر کی تفسیر کے طور پر صحیح بخاری و مسلم میں ابو سعید خدری سے روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 قیامت کے دن جنت اور دوزخ کے بیچ کے میدان میں جب موت کو فرج کیا جا کر دوزخیوں کو چشمہ دوزخ میں رہنے کا  
 نایا جاوے گا تو دوزخی اپنی حالت پر بہت پتھا و نیگے اس لئے قیامت کے دن کو پتھا و لیکادان فرمایا ہے صحیح بخاری و مسلم  
 میں مالک سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ قیامت کے دن نافرمان لوگوں کے منہ کے بل چلائے جانے کی آیتیں جتنی نازل

نزدیک اللہ تعالیٰ فاعل مختار ہے اور سب کو جب منظور تھا اور وقت اس نے عالم کو پیدا کیا فلسفی لوگ اگرچہ ارادہ قدیمی کے نو پیدا چیز سے متعلق ہونے کو محال کہتے ہیں لیکن کسی فلسفی نے اس محال کو کسی منطقی دلیل سے ثابت نہیں کیا اس لئے ان لوگوں کا یہ محال کا دعویٰ ثابت اور توجہ کے قابل نہیں ہے کیونکہ ان لوگوں کی سب باتوں کا مدار عقلی منطقی دلیلوں پر ہے جب یہ لوگ اپنے اس قول کو کسی منطقی دلیل سے ثابت نہیں کر سکتے تو ان کا یہ قول کیونکر قابل توجہ ٹھہر سکتا ہے سورۃ الرعد اور سورۃ القمرین آیتیں اس میں آئیں گی جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم غیب میں ہر چیز کا اندازہ اور وقت مقرر ہے اور اسی اندازہ کے موافق ہر چیز وقت مقررہ پر پیدا ہوتی ہے صحیح مسلم ترمذی مسند امام احمد وغیرہ میں عبد اللہ بن عمر بن العاص سے روایت ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسناد ذرین کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کے پیدا کرنے کا اندازہ کیا اور لوح محفوظ کو پیدا کر کے وہ اندازہ لوح محفوظ میں لکھا ان آیتوں اور حدیث سے اس جواب کی پوری تائید ہوتی ہے جو علمائے پابند شریعت کی طرف سے اوپر گزرا کس لئے کہ آیتوں اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ارادہ قدیمی کے موافق مخلوقات کو پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے تمام مخلوقات کے پیدا کرنے کا اندازہ اور وقت ٹھہرایا اور ہر وقت مقررہ پر اس ارادہ قدیمی کا ظہور ہوا یہی اصل علمائے پابند شریعت کے جواب کا ہے یہاں یہ جو کہا جاتا ہے کہ عالم کو نو پیدا کیا جاوے گا تو اس کا مطلب ہوگا کہ اپنی ہستی سے پہلے عالم ناپیدا اور نابود تھا اور ایک چیز کو دوسری چیز سے پہلے یا پیچھے کہنے کے لئے عالم سے پہلے زمانہ کا موجود ہونا لازم آوے گا اور زمانہ بھی بنجملہ عالم کے ہے اس لئے تمام عالم کا نو پیدا ہونا ثابت نہ ہوگا اس کا جواب یہ ہے کہ زمانہ کا وجود ثابت کرنے کے لئے فلسفی لوگوں نے جو دلیلیں پیش کی ہیں ان کو علمائے پابند شریعت نے طرح طرح کے اعتراضوں سے ضعیف ٹھہرایا ہے فلسفی حکماء اس بات کے قائل ہیں کہ جس طرح بعض لوگوں کو خواب میں غیب کی باتیں معلوم ہو جاتی ہیں اسی طرح انبیاء کو جاگتے میں غیب کی باتیں معلوم ہو جاتی ہیں اسی کو وحی کہتے ہیں نبوت کی اس خصوصیت کے اقرار کے بعد ہر بھی یہ فلسفی جو انبیاء کی وحی کے مقابلہ میں اپنی عقلی دلیلوں کے پابند اور شریعت کی پابندی سے دور بھاگتے اور اپنے اقرار پر قائم نہیں رہتے یہ ان لوگوں کی بڑی ہٹ دھرمی ہے کیونکہ جب وحی کے ذریعہ سے نبی وقت کو جاگتے میں یہ معلوم ہوا کہ آسمان کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے اللہ تعالیٰ نے آسمان کے پیدا کرنے کا وقت لوح محفوظ میں لکھا اور ہر وقت مقررہ پر آسمان کو پیدا کیا تو پھر یہ لوگ وحی کے مقابلہ میں اپنے خواب و خیال کی عقلی دلیلوں کے بھروسہ پر آسمان کو کیونکر قدیم کہتے ہیں یا مثلاً جس طرح ترمذی کی عبادۃ بن الصامت اور مسند امام احمد کی ابو ذر کی معتبر روایتوں کے موافق وحی کے ذریعہ سے تو جاگتے میں نبی کو معلوم ہوا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا کیا لیکن یہ لوگ اپنی عقلی دلیلوں کے بہرہ پر اپنے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے عقل اول کو پیدا کیا اور پھر عقل اول کے ذریعہ سے تمام مخلوقات اس طرح پیدا ہوئی جس کا ذکر آگے آتا ہے یا جس طرح مثلاً صحیح بخاری کی عمر بن حصین کی روایت کے موافق وحی کے ذریعہ سے جاگتے میں نبی کو تو یہ معلوم ہوا کہ عالم کے پیدا کرنے سے پہلے سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے اور کچھ نہ تھا لیکن یہ لوگ اپنی عقلی دلیلوں کے بہرہ پر عالم کو قدیم کہتے ہیں حالانکہ قدیم وہ چیز ہے جسکی ناموجودی کسی زمانہ میں نہ پائی جاوے غرض جب یہ لوگ اس بات کے قائل ہیں



حقیقت یہی جیسا کہ قدیمی ہوتا تو دیکھنا خود اس کا وجود بھی گویا ثابت نہیں شریعت میں اگرچہ سات آسمانوں  
 سی کا الگ ذکر آیا ہے لیکن یہ لوگ عرش اور کرسی کو بھی آسمان کہتے ہیں جن کے سبب ان کے نزدیک آسمان اور  
 اور عقل اول کو ملا کر دس عقلمیں ہیں آسمان کے عام فرشتوں کو یہ لوگ آسمان کی روحیں اور مقرب فرشتوں کو  
 بن علمائے پابند شریعت نے اس کا جواب کئی طرح دیا ہے۔

سینا آئن فرضی توحید کو غلط ٹھہرا کر اپنی کتاب اشارات میں یہ فیصلہ کر دیا کہ صفات کی کثرت سے موصوف کی ذات  
 الہی تو اس فرضی توحید کی حفاظت میں جو قاعدہ ارسطاطالیس نے بنایا اس قاعدہ کے موافق عالم کی پیدائش  
 رہا یا قاعدہ سب بنائے غلط بر غلط ہے۔

حالات کے قائل ہیں کہ عقل عشرہ اور نفوس فلیکی علی حقیقت اور باہیت اور نامعلوم نہیں ہے پھر جن چیزوں کی  
 نامعلوم نہیں ہوں میں ان تاثیرات کا ان لوگوں کو کیونکر یقین ہو گیا کہ ایک عقل نے دوسری عقل کو اور عقل فعال نے  
 کی مدد سے زمین پر کی تمام خاندان اور بے جان چیزوں کو پیدا کیا اور یہ یقین کیونکر ہو گیا کہ عام فرشتوں اور نفوس  
 طرح عقل عشرہ اور مقرب فرشتوں کی باہیت ایک ہے۔

نام ذات اور صفات کو ملا کر ہوتے ہیں ان لوگوں کے نزدیک جب اللہ تعالیٰ فقط اپنی ذات سے ان کا مون کے  
 ہر اوس ذات پاک کو ارسطاطالیس کے سلسلہ کے موافق عالم کے پیدا کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

سے جو بات معلوم ہوئی وہ یہ ہے کہ بدر کی لڑائی میں عام فرشتے مادی صورتوں میں لشکر اسلام کی مدد کو آئے اور  
 سے لڑے اور مقرب فرشتوں میں سے جبریل علیہ السلام بھی فرشتوں کے اس لشکر میں موجود تھے اسی طرح جبریل  
 ی بارہا اللہ کے رسول کے پاس آئے پھر عقل عشرہ اور نفوس فلیکی جو ان لوگوں کے نزدیک مادی صورتوں کو  
 شستے کیونکر کہہ سکتے ہیں۔

حقائق کے موافق سوائے انہی کے جب اور کسی کو جانتے ہیں غیب کی باتیں نہیں معلوم ہو سکتی ہیں تو صفات  
 پیدائش عالم کی یہ غیب کی باتیں جانتے ہیں ان لوگوں کو کیونکر معلوم ہو میں اس کا کچھ ذکر ان لوگوں نے اپنی  
 طرح ان لوگوں نے شرعی توحید کے سمجھنے میں غلطی کی ہے اسی طرح شرعی نبوت کے سمجھنے میں بھی غلطی کی ہے کیونکہ  
 دوسری علامتیں ہیں رکھی گئی ہیں وحی اور معجزات اب اکثر معجزات کے تو یہ لوگ منکر ہیں اور وحی کا مطلب ان لوگوں  
 ہوں فلیکیہ کو جو غیب کی باتیں معلوم ہیں عام لوگوں کو خواب میں اور نبی کو جانتے ہیں وہ باتیں معلوم ہو جاتی ہیں  
 عام فرشتوں کو یہ لوگ نفوس فلیکیہ کہتے ہیں علمائے پابند شریعت نے اس کا جواب کئی طرح دیا ہے۔  
 الہی کو مانکر جب ارسطاطالیس کے پیدائش عالم کے سلسلہ کو قائم نہیں رکھا تو اب

عمل کیا جاوے گا قرآن کی آیتوں اور صحیح حدیثوں سے جسمانی حشر اور جسمانی جنت اور دوزخ کی تفصیلی کیفیت ثابت ہے اس لئے  
مائے شریعت کا جواب وحی کے موافق ہے اور ان فلسفی لوگوں کو جبکہ اس بات کا اقرار ہے کہ انبیا کو جاگتے میں غیب کا حال  
معلوم ہو جاتا ہے ان لوگوں کو جاگتے میں غیب کا کچھ حال نہیں معلوم ہوتا تو وحی کے مقابلہ میں ان کو ان نے حشر کی بابت جواب دینا  
مطلوبہ اعتقاد بیان کیا ہے وہ غلط ہے۔ یونانی فلسفی بحث ختم ہوئی۔

یونانی فلسفہ کے طور پر پیدائش کائنات کا جو سلسلہ اوپر بیان کیا گیا یورپ کے فلسفی اس کو نہیں مانتے اس لئے آسمان اور ہر ایک آسمان  
روح عقول عشرہ ان کے نزدیک ان چیزوں میں سے نہ کوئی چیز ثابت ہے نہ وہ ان چیزوں میں سے کسی چیز کو کائنات کی پیدائش  
بب قرار دیتے ہیں بلکہ ان کے نزدیک سورج اور زمین کے مابین میں ایک رقیق متحرک مادہ ہے اس سے کائنات کی پیدائش  
سلسلہ اس طرح قائم ہوا ہے کہ پہلے اس مادہ کے چھوٹے چھوٹے ذروں سے سورج اور ہر سورج سے تارے اور زمین یہ سب کچھ  
پیدا ہوا ہے علم طبقات الارض اور علم کیمیائی کے تجربہ سے یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ زمین ایک مدت دراز تک خالی پڑی رہی پھر اسی  
وکی حرکت کے سبب عناصر اور ہر عناصر سے پیٹر ہوا معدنیات حیوانات اور سب کچھ انسان یہ سب کچھ پیدا ہوا ہے یہ لوگ  
اس مادہ کو ہر ایک چیز کی پیدائش کا سبب قرار دیتے ہیں اس سبب ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی ہستی کا بھی پورا یقین نہیں ہے یہ لوگ  
اس مادہ اور اس کی حرکت کے قدیم ہونے کے قائل ہیں قدیم اس کو کہتے ہیں جو ہمیشہ سے اس طرح پر موجود ہو کہ ناموجودگی کا کوئی زمانہ  
اس پر نہ گزرا ہو قدیم کے مقابلہ میں حادث اس چیز کو کہتے ہیں جو پہلے سے موجود نہ تھی اور ہر موجود ہو گئی لیکن ان لوگوں کی کتابوں  
میں سے معلوم ہوتا ہے کہ مادہ کی حرکت کو قدیم ثابت کرنے میں انکی دریافت ناقص ہے کیونکہ کبھی تو یہ لوگ یوں لکھتے ہیں کہ مادہ  
قدیم حرکت سے سورج پیدا ہوا ہے اور کبھی یوں لکھتے ہیں کہ مادہ کی حرکت قدیم نہیں ہے بلکہ سورج کی حرارت سے مادہ میں حرکت  
پیدا ہوئی ہے۔ یہ لوگ یوں بھی کہتے ہیں کہ اس مادہ میں سمجھ یا ارادہ کچھ بھی نہیں ہے بلکہ جس طرح آگ میں بلا اختیار ہر ایک چیز کے  
پاؤں کی خاصیت ہے اسی طرح اس متحرک مادہ میں بلا اختیار اور بلا ارادہ ہر ایک چیز کے پیدا کر دینے کی خاصیت ہے جس کے  
سبب وہ مادہ ہر ایک چیز کے پیدا ہونے کا باعث قرار پاتا ہے علمائے پابند شریعت نے ان لوگوں کو یوں قائل کیا ہے کہ خاصیت  
ایک چیز کی اس سے کبھی الگ نہیں ہوتی اس صورت میں علم طبقات الارض کے تجربہ کے طور پر ایک زمانہ دراز تک زمین جو اس طرح  
پڑی رہی کہ اس قدیم متحرک مادہ کی خاصیت سے زمین میں کی چیزوں میں سے کوئی چیز زمین پر پیدا نہیں ہوئی تو اس قدر مدت  
بڑھ کر اس قدیم مادہ کی خاصیت اس سے کیونکر الگ ہو گئی اور جب خاصیت کا مادہ سے الگ ہونا ممکن نہیں ہے تو ہر علم  
فیات الارض کے تجربہ سے یہ بات بخوبی ثابت ہو گئی کہ وہ مادہ قدیم نہیں بلکہ حادث ہے اللہ تعالیٰ نے اس مادہ کو پیدا کیا اور  
کبھی کبھار مادہ قرار پانے کی خاصیت رکھی اور خاصیت کے پیدا ہو جانے کی حکمت سے مادہ کے اجزا کی مقدار بڑھ کر  
ت کے موافق ہر ایک چیز پیدا ہوئی کیونکہ جب اس مادہ میں ارادہ نہیں ہے تو اس میں بغیر ارادہ اللہ  
شمالاً حیوانات کی پیدائش کے لئے مادہ کے کس قدر اجزا کی ضرورت ہے اور انسان کی پیدائش

علمائے پابند شریعت کے اس اعتراض کا جواب اہل شائس میں سے کسی نے آج تک سنا  
 جس سے صاحب عقل آدمی کی تسلی ہو جاوے یہ لوگ اس بات کے بھی قائل ہیں کہ مادہ کی قدیمی حر  
 سے زائل نہیں ہوتی اور یہ بھی کہتے ہیں کہ مادہ کی وہ حرکت ذاتی ہے کسی دوسری خارجی چیز سے وہ حرکت لامعین نہیں  
 شریعت نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ علم طبقات الارض کے تجربہ سے جب یہ معلوم ہو گیا کہ مدت دراز تک زمین خالی  
 بعد مادہ کی حرکت سے زمین پر کسی چیز میں پیدا ہوئی تو زمین کے خالی پڑے رہنے کے زمانہ میں مادہ کی وہ قدیمی حرکت کہاں  
 چیزوں کے پیدا ہونے کے وقت جو وہ حرکت کام میں آئے تو ایک مدت دراز کے بعد کو نسا یا خارجی سبب پیدا ہو گیا  
 بیکار حرکت کو کام سے لگا دیا کسی سائنس کے جانتے والے نے سائنس کی کسی کتاب یا کسی زبانی بحث مباحثہ  
 بیان نہیں کیا جس سے علم طبقات الارض کے تجربہ کے موافق یہ کہا جاسکتا ہے کہ مادہ کی وہ حرکت قدیمی نہیں ہے  
 حرکت جسے زمین پر کی تمام چیزوں کی پیدائش کا مدار ہے ایک مدت دراز تک بیکار ہی اور پھر کسی خارجی سبب کے  
 جاتی رہی حالانکہ یہ لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ اوس حرکت میں کسی خارجی سبب کا کچھ دخل نہیں ہے علاوہ اسکے  
 کی حرارت سے مادہ میں حرکت کے پیدا ہو جانے کا قول صحیح قرار دیا جاوے تو یہ قول غلط ٹھہرتا ہے کہ مادہ کی حرکت  
 میں کسی خارجی سبب کا کچھ دخل نہیں ہے سائنس کی تحقیقات سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ مادہ جب کبھی پایا جا  
 ئے کوئی نہ کوئی صورت ضرور ہوگی اس سے علمائے شریعت نے اہل سائنس کو یوں قائل کیا ہے کہ پیٹر ہارٹس  
 انسان میں مادہ کی جو صورتیں ہیں وہ سب کی آنکھوں کے سامنے نہ پایا جاوے اور قابل زوال ہیں پھر ان صورتوں سے  
 جو صورت قرار دی جاوے گی ضرور وہ قائل ہو کر یہ پچھلی صورتیں آئی ہیں اس لئے وہ پہلی صورت بھی پاسدار نہ  
 ایسے قابل زوال مادہ کو قدیم کیونکر کہا جاسکتا ہے کیونکہ قدیم تو اوسی چیز کو کہا جاوے گا جو ہمیشہ سے ایک حالت پر رہ  
 بات کے بھی قائل ہیں کہ مادہ کے کچھ چھوٹے چھوٹے ذرات سے زمین پر کی مختلف چیزیں پیدا ہوئی ہیں علماء  
 یہ اعتراض کیا ہے کہ کسی سائنس کے جانتے والے کو آنکھ سے یا خوردبین سے وہ ذرات آج تک نظر نہیں آئے پھر  
 ذرات کو مختلف شکل کا ٹھہرانا ان لوگوں کی بہت دہرمی ہے اہل سائنس میں سے کسی شخص نے اس اعتراض کا کچھ  
 میں نے پیدائش کا ثبات کیا جو سلسلہ ان لوگوں نے قرار دیا ہے وہ غلط ہے ان لوگوں کو یہ یقین نہیں ہے کہ ہر  
 نے والا اللہ تعالیٰ ہے اس واسطے یہ لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ اوسنے درجہ کی مخلوقات رفتہ رفتہ ترقی کر  
 لڑتات بن جاتی ہے مثلاً حیوانات ترقی کر کے انسان بن سکتے ہیں اپنے اس قاعدہ کے موافق ان لوگوں  
 کے انسان بن گئے ہوں تو کچھ عجب نہیں ہے کیونکہ بندر اور آدمی کی بہت سی عادتیں ملتی ہیں علماء  
 کہہ کہ ادنی درجہ کی مخلوقات میں اگر پہلے سے ترقی کا مادہ موجود تھا تو پھر رفتہ رفتہ ترقی کی کہا

اور ارادہ کیونکر پیدا ہو گیا کہ اس نے اپنی درجہ کی مخلوقات میں ترقی کی صلاحیت بھی رکھی سائنس کی کتابوں کے  
 معلوم ہوتا ہے کہ بڑے بڑے سائنس کے جانتے والوں نے مادہ کی حقیقت کے بیان کرنے میں نہایت درجہ کا اختلا  
 لئے علمائے شریعت نے ان لوگوں کو یوں قائل کیا ہے کہ جس چیز کو آنکھوں نے آنکھوں سے نہیں دیکھا اور بڑے  
 بعد عقل سے اس کی حقیقت دریافت کی تو یہ کی کہ اسکو کچھ سمجھ ہے نہ اس میں کچھ ارادہ ہے تو پھر ایسی ہی کچھ  
 لا ارادہ چیز کو سادی اور ارضی عجیب اور غریب چیزوں کی پیدائش کا سبب قرار دینا بغیر بنیاد کی ایک ناپا سدا زور  
 ہونکہ اگرچہ پابند شریعت لوگوں نے بھی اللہ تعالیٰ کو آنکھوں سے نہیں دیکھا لیکن سادی اور ارضی عجیب اور غریب چیزوں  
 کی قدرت اسکی حکمت اسکے ارادہ سے اس سے بچا تے ہیں اور بالیقین یہ جانتے ہیں کہ اہل سائنس کا نا سمجھ مسلوب ارادہ  
 غریب چیزوں کی پیدائش کا ہرگز مدار نہیں پاسکتا بلکہ ان عجیب غریب چیزوں کا پیدا کرنے والا وہ صاحب قدرت  
 ہے جسکی شان سب کائنات سے نرالی ہے اور قانون فطرت الہی اپنے اختیار سے چلاتا ہے جس طرح مثلاً انتظام  
 ہر سال موسم برسات کے سبب مینہ برستا ہے یا دواؤں کے استعمال کے سبب بیماروں کو شفا ہو جاتی ہے  
 ات الہی کے سببوں کو یہ لوگ قانون فطرت کہتے ہیں اور ان لوگوں کا اعتقاد یہ ہے کہ دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے وہ نیچری  
 سے ہوتا ہے اللہ کی قدرت کا اس میں کچھ دخل نہیں ہے علمائے شریعت نے ان لوگوں کو یوں قائل کیا ہے کہ قحط کے  
 برسات موجود ہوتا ہے گہرے گہرے بادل بھی آتے ہیں لیکن مینہ نہیں برستا اسی طرح بیمار شخص کے مرض الموت  
 کی دواؤں کا استعمال کیا جاتا ہے مگر کچھ فائدہ نہیں ہوتا ایسی باتوں کے تجربہ کے بعد ہر صاحب عقل کو یہ اعتقاد  
 سبب نیچری ہیں جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے تاثیر نہ پیدا کی جاوے تو فقط اسباب نیچری سے کچھ بھی نہیں ہو سکتا  
 کے قائل ہیں کہ قانون فطرت اور نیچر کے طور پر اگرچہ مقناطیس میں لوہے کے کشش کی قوت ہے مگر زلزلہ آنے کے  
 کی وہ قوت نازل ہو جاتی ہے اور زلزلہ کے بعد پھر وہ قوت آجاتی ہے چنانچہ اسی تجربہ کی بنیاد پر ان لوگوں نے ایک  
 جس سے زلزلہ کے آنے کا حال کچھ دیر پہلے سے معلوم ہو جاتا ہے اس تجربہ سے بھی علمائے شریعت نے یہی نتیجہ  
 باب نیچری میں تاثیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیدا کی جاتی ہے فقط اسباب نیچری سے کچھ نہیں ہو سکتا کیونکہ اگر ایسا  
 ہے وقت مقناطیس کی نیچری کشش کی ذاتی قوت کبھی نازل نہ ہوتی اس تجربہ سے یہ بات بھی اچھی طرح سمجھ میں  
 نون فطرت اور نیچر میں کبھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کا دخل ایسی حکمت سے ہوتا ہے کہ جس حکمت کا سمجھنا اہل سائنس  
 ہے مثلاً جیسے زلزلہ کے وقت مقناطیس کی کشش کی قوت جو نازل ہو جاتی ہے اسکی حکمت کسی سائنس کے جانتے  
 بن نہیں آئی مقناطیس کی قوت جاذبہ میں یہ ایک اور حکمت الہی ہے کہ اسکے کناروں پر قوت جاذبہ زیادہ ہوتی ہے  
 کہ کم کہ گویا ہوتی ہی نہیں اہل سائنس اس حکمت کے دریافت سے بالکل عاجز ہیں اس واسطے جب دن سے اور  
 ت سے اس حکمت کے باب میں مباحثہ ہوتا ہے تو وہ یہ کہہ کر چپ ہو جاتے ہیں کہ اس تجربہ کی خاصیت یہی ہے



اس پر جب دن سے یہ پوچھا جاتا ہے کہ کیا اس ناسمجہ مادہ نے اس تجربہ میں وہ مختلف الکلیفیت خاصیت رکھی ہے کہ جو بڑے بڑے تجربہ  
 بنی تجربہ میں نہیں آتی تو پھر گھر جاتے ہیں اور گھر اگر کبھی یہ کہنے لگتے ہیں کہ مادہ کے مختلف اشکال ذرات کی خاص ترتیب اس تجربہ  
 کی خاصیت پیدا ہو گئی ہے اس پر جب دن سے یہ کہا جاتا ہے کہ مادہ کے ذرات کو جب آپ لوگوں نے فقط آنکھ یا خود بین کے ذریعہ سے  
 نہیں دیکھا تو پھر آپ ان ذرات کو مختلف اشکال اور انکی خاص ترتیب کو کس طرح جان لیا تو اس کا جواب انہیں کچھ بن نہیں آتا لہذا  
 یا نولاد کی صلاح کے ایک سرے پر مقناطیس لگایا جاوے تو اس صلاح کے دوسرے سرے پر بھی مقناطیس کی قوت آجاتی ہے  
 اس صلاح کے تجربہ میں وہ قوت نہایت درجہ کم ہوتی ہے پہل سائنس اس کا کچھ سبب نہیں بتلا سکتے کہ صلاح کے بیچ میں اس تو  
 نے کم ہو جانے کے بعد پھر وہ کیونکر وہ ایسی قوی ہو گئی جس سے صلاح کے دوسرے سرے پر اس کا اثر آگیا ان لوگوں کی طرف سے  
 ان کتابوں میں لکھا ہے کہ ہر ایک تارے کی خاصیت دوسرے تارے سے بالکل جدا ہے علمائے شریعت نے اس پر اعتراض کیا ہے  
 جب سب تاروں کا مادہ یکساں ہے تو ان کی خاصیتیں جدا جدا کیونکر بنیں کیا اس ناسمجہ مادہ میں اتنی سمجھ ہے کہ اس نے ہر ایک تارے  
 کی خاصیت جدا جدا کی کسی سائنس کے جانتے دلے نے اس اعتراض کا کچھ جواب نہیں دیا تجربہ کی رو سے بہ نسبت زمین کے پہاڑوں  
 پر برف زیادہ پڑتی ہے تاکہ اونچی جگہ سے برف کا پانی گر کر بہ جاوے اور ندی نالوں کے ذریعہ سے وہ پانی مخلوقات کے کام آوے  
 لیا اس ناسمجہ مادہ میں پہاڑوں کو زیادہ برف کی جگہ قرار دینے کی سمجھ ہے یا دونوں کی بناوٹ اس حکمت سے رکھی گئی ہے کہ پہاڑوں  
 واوٹھا سکتی ہے لوہے کی کان اور کانوں سے نچی پیدا کی گئی ہے تاکہ زمین کی اندرونی تاثیر سے لوہا ایسا سخت ہو جاوے کہ  
 پانی نہ سونا اسکی چوٹ سے بڑھ سکے مان کے پیٹ میں بچہ کے اعضا ایسے انتظام سے بنتے ہیں جسکو دیکھ کر اہل سائنس کی  
 عقل دنگ ہے شمالی جنوبی مشرقی مغربی ہوا میں ہر ایک کی خاصیت جدا ہے اور اسی طرح بعضے پیڑوں کی جڑ زمین میں ہوتی ہے  
 جسکے ذریعہ سے وہ زمین میں سے اپنی غذا کے طبع پر تری حاصل کرتے ہیں اور بعضے پیڑ بیل کے طور پر دوسرے پیڑوں پر چڑھتے  
 ہوئے ہوتے ہیں انکی جڑ زیادہ زمین میں نہیں ہوتی ایسے انکی سرسبز فیض فقط ہوا کی تری سے ہوتی ہے بعضے پہاڑ گرمی کے  
 موسم میں بھی جاڑے کے موسم کی سی راحت کا سبب ہوتے ہیں اور بعضے پہاڑ کو آتش فشان کہلاتے ہیں جنکی گرمی کی آدمی  
 برداشت نہیں ہو سکتی پہاڑوں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ وہ زیادہ گرم اور سرد ہوا کی آڑ بنے ہوئے ہیں جس سے اہل زمین زیادہ  
 باسوافق ہوا کے صدمہ سے محفوظ رہتے ہیں کیا یہ سب کچھ اس ناسمجہ مادہ کا اثر ہے ہرگز نہیں بلکہ یہ اثر اسی صاحب حکمت صاحب  
 ودہ اور حکمت کا ہے جسکی ان صفات کے اثر کو دیکھ کر علمائے پابند شریعت نے اسکو پہچانا ہے ان لوگوں کے نزدیک مادہ اور  
 سکی حرکت سے دنیا کی تمام موجودات جو پیدا ہوئی ہے اور اسی موجودات میں طرح طرح کی تاثیرات جو پائی جاتی ہیں انکو یہ لوگ  
 بچہ یا قانون فطرت اور ان تاثیرات کے اثر کو نیچر کا اثر کہتے ہیں مثلاً دواؤں میں تاثیرات کا پایا جانا نیچر ہے اور استعمال  
 کے بعد دوا کا فائدہ یہ نیچر کا اثر ہے یہ لوگ اس کے قائل ہیں کہ نیچر کے خلاف کوئی کام نہیں ہو سکتا جسکو یہ لوگ نیچر کہتے ہیں علمائے  
 شریعت اسکو عادت الہی کہتے ہیں اور اس بات کے قائل ہیں کہ اگرچہ عادت الہی کے موافق اکثر کام ہوئے ہیں لیکن اکثر کما حقہ

## ایک مفید تنبیہ

امون رشید نے جب یونانی فلسفہ کی کتابیں یونان سے منگو کر عربی میں ترجمہ کرائیں جس کا ذکر اس تفسیر میں ایک جگہ کوثر  
 اور کتابوں میں سکندر رومی کے سوتیلے بھائی بطلموس کی تصنیف کی ہوئی ایک کتاب کا عربی میں ترجمہ کیا جا کر اسکا نام  
 رکھا گیا اسی کتاب سے سائنس کے بہت سے مسئلے پہلے عرب میں اور پھر یورپ میں رواج پائے لیکن اب سے ڈھائی تین  
 سو پہلے تک یورپ میں شریعت عیسوی کی پابندی کا یہ حال تھا کہ اٹلی کے رہنے والے ایک شخص بردو نے جب انگلستان  
 کے زمانہ میں سائنس کے مسئلوں کو پھیلانا شروع کیا تو اس وقت کے پادریوں کے حکم کے موافق حکام نے پہلے اسے چند  
 سید رکھا اور پھر اسکو زندہ آگ میں جلا دیا یہ قصہ مشہور کا ہے اس زمانہ کی تاریخ کی کتابوں میں اس قصے کی پوری تفصیل ہے یہ  
 سائنس کا بڑا عالم تھا چنانچہ اسکی تالیف کی چند کتابیں اس فن میں مشہور ہیں اسی طرح کی اور قصے بھی اور سوت کی تاریخ کی کتابوں میں  
 اتنے میں کہ اہل سائنس میں سے بعضے علما کو مازیت قید کیا گیا اور پھر اودن کے مرجانے کے بعد انہیں عیسائیوں کے قبرستان میں  
 بے جانے کی منہائی کر دی گئی اصل کلام یہ ہے کہ سائنس والوں کے مسئلے اگر ایسے کھلے کھلے یعنی ہیں جس طرح ان لوگوں کا دعویٰ  
 بات سمجھ میں نہیں آتی کہ پادریوں کے اقتدار کے زمانہ میں سائنس کے بڑے بڑے عالموں نے سخت سخت سزاؤں سے بچنے  
 اپنی دلیلوں سے پادریوں کو قائل کیوں نہیں کیا اصل بات یہ ہے کہ پادریوں کے اعتراضوں کے جواب سائنس کے علما کے  
 میں تھے اس واسطے وہ سخت سخت سزاؤں کے قابل نہیں بنے چنانچہ مثلاً پادریوں کا یہ اعتراض تھا کہ دور میں سے زمین پر کی  
 توضیح طور پر نظر آسکتی ہیں لیکن دور میں سے آسمان پر کی چیزوں کا صحیح حال نہیں معلوم ہو سکتا کیونکہ دور میں سے خاص  
 فاصلے کی چیزوں کو دیکھا جاسکتا ہے آسمان پر کی چیزوں کا فاصلہ دور میں کی حد سے باہر ہے اس اعتراض کی صحت اور قوت  
 اس کے مسائل سے اب تک چھی طرح ثابت ہوتی ہے کس لئے کہ متقدمین اہل سائنس کے نزدیک پہلے زمین اور سورج کا فاصلہ  
 لاکھ میل کے قریب تھا پھر ایک کروڑ تیس لاکھ میل اور پھر آٹھ کروڑ پچاس لاکھ میل قرار پایا اب مشہور علمائے ہند کے متاخرین  
 راوی تیس لاکھ میل کا فاصلہ بتاتے ہیں جب دور بینوں کی غلطی کا یہ حال ہے تو آئندہ کچھ تعجب کی بات نہیں کہ کوئی دور میں ایسی  
 دے جس سے یہ متاخرین کا قائم کیا ہوا فاصلہ بھی صحیح نہ ٹھہرے ان لوگوں کی علم ہیئت کی کتابوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے  
 کہ علم ہیئت کے قواعد پہلے سے چلے آتے تھے پڑھنے والے ایک ہندس کو پرنیکس نے اون قواعد کو باکسل  
 لریہ ثابت کیا کہ دور میں سے دیکھنا تو درکنار بعضے تاریکے زمین سے اس قدر دور ہیں کہ وہاں تک انسان کے وہم و گمان کی بھی رسائی  
 ہے بطلموس کے زمانہ سے لیکر مشہور تک کے قواعد اگر صحیح تھے تو پھر پرنیکس کو اون قواعد کے بدلنے کی کیا ضرورت تھی ان  
 کے دیکھنے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مشہور تک جو دور بین بنائی گئی ہیں اون میں اصلی جسامت سے تیس حصہ بڑھ کر پرنیکس  
 ط آسکتے ہے مخالفہ سائنس دان یہ اعتراض کر سکتے ہیں کہ فاصلے کی دوری کے سبب مثلاً ساٹھ حصہ سے بڑھ کر جسامت

دریث و تفسیر میں ان کی ایک کتاب مقدمہ ابن صلاح کے نام سے بہت معتبر اور مشہور ہے اس مقدمہ میں متواتر حدیث کی مثال کا پیش کرنا بہت مشکل ہے مطلب اس قول کا وہی ہے جو اس دیباچہ کے باب اول میں ہے کہ حدیثوں کے لفظوں کا لکھا جانا تابعیوں کے آخری زمانہ میں شروع ہوا ہے اس لئے اب سے لیکر اندر کے رسول پر صلح کے زمانہ تک کسی حدیث کے لفظ تو متواتر طور پر لکھے ہوئے نہیں پائے جاسکتے ہاں صحیح حدیثوں کے معنی اور کہا جاسکتا ہے کہ یہ مطلب اندر کے رسول کا فرمایا ہوا ہے ابن صلاح کے اس قول کو حافظ ابن حجر اور بعض علماء نے متعدد سند کی کئی حدیثیں متواتر حدیث کی مثال کے طور پر پیش کیں لیکن اور علماء نے معتبر نے اوسى اوپر کے مطلب کو اس اختلاف کو اسی طرح رفع کیا ہے کہ صحیح حدیثوں کے معنی اور مطلب کو متواتر کہا جاسکتا ہے لفظوں کو متواتر سکتا کیونکہ اب سے لیکر اندر کے رسول صلح کے زمانہ تک کسی حدیث کے لفظ متواتر طور پر لکھے ہوئے نہیں پائے ملاقات قرآن شریف کے لفظوں کے کہ وہ ابتداء سے انتہا تک ہر ایک زمانہ میں لکھے ہوئے پائے جاتے ہیں۔

یہاں ہے کہ صحیح حدیثوں کا مطلب اندر کے رسول صلح تک متواتر معنوی کے طور پر پہنچتا ہے اس واسطے عذاب قبر اور اسی طرح کے دل میں عقیدے رکھنے کی اور حرام حلال کی باتیں صحیح حدیثوں سے ثابت ہو سکتی ہیں کیونکہ قرآن صحیح حدیثوں میں فرق فقط اتنا ہی ہے کہ قرآن کی آیتوں کے لفظ اور معنی دونوں متواتر ہیں اور صحیح حدیثوں کے متواتر ہیں اس لئے علماء نے لکھا ہے کہ صفات الہی اور حرام حلال کے احکام صحیح اور حسن حدیثوں سے ثابت ہو سکتے ہیں حدیثوں سے نہیں ثابت ہو سکتے جس حدیث کے راوی معتبر ہیں اعلیٰ مرتبہ رکھتے ہوں اور حدیث کو صحیح جو کم مرتبہ رکھتے ہوں اور حسن اور حسن کے مرتبہ سے بھی کم ہوں تو وہ حدیث ضعیف ہے اس قاعدہ کے موافق عقیدے کی آیتیں ہیں تمام علماء نے متفقہ صحیح اور حسن حدیثوں کو اون آیتوں کی تفسیر ٹھہرایا ہے۔

یہ مسلم ترمذی۔ ابو داؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ ان چھ کتابوں کو صحاح ستہ کہتے ہیں اگرچہ سوائے صحیح بخاری و مسلم کتابوں میں ضعیف حدیثیں بھی ہیں لیکن غلبہ کے طور پر جس طرح ان اور باپ کو ملا کر والدین کہتے ہیں اسی طرح ان چھ صحاح مشہورہ ہیں اسی واسطے سوائے صحیح بخاری و مسلم کے باقی کی چار کتابوں کی یا ان چار کتابوں کے علاوہ کسی اور حدیث خلاصہ کے طور پر اس تفسیر میں بیان کی گئی ہے اس کی صحت اور ضعف کا حال بھی ظاہر کر دیا گیا ہے بعضے یہ کتابوں میں ابن ماجہ کی جگہ امام مالک کی موطا کو رکھا ہے۔

صحیح کتابوں میں عورتوں اور عبداللہ بن مکتوم نابینا کی روایتیں جولی گئی ہیں اس سے یہ بات اچھی طرح سمجھ میں ایسی صحیح روایتوں کو قرآن شریف کی تفسیر ٹھہرایا جاسکتا ہے جس کے راوی عورتیں اور نابینا ہوں۔

ضعیف حدیثیں ایسی بھی ہیں کہ ان کی ایک دو سند کے ضعف کو دیکھ کر بعض علماء نے ان حدیثوں کو ضعیف ٹھہرایا تھا ان حدیثوں کے سب طریقے جمع کئے گئے تو وہ ضعف جاتا رہا اس تفسیر میں بعضے قصوں کو اسی قاعدہ کے موافق

معتبر ٹہرایا گیا ہے جیسے مثلاً ہاروت و ماروت کے قصہ کو بعض علماء نے بے اصل ٹہرایا تھا پھر حافظ ابن حجر نے اس -  
ایک رسالہ میں جمع کیں تو اس قصہ کی اصل پائی گئی اس لئے اس تفسیر کی سورہ بقرہ کی تفسیر میں اس قصہ کو معتبر ٹہرایا ہے یہ  
سب سندوں کے ملانے سے یہ حدیث حسن کے مرتبہ کو پہنچ جاتی ہے  
(۶) فقہ حنفی میں یہ جو ایک مسئلہ مشہور ہے کہ حدیث کی روایت جبکہ بالمعنی درست ہے تو صحابی کا فقیہ ہونا اور غیر فقیہ صحابی  
روایت کا قیاس کے موافق ہونا ضرور ہے کیونکہ غیر فقیہ راوی کو معنی کا لحاظ کم ہوتا ہے متقدمین خفیہ میں کرخی وغیرہ اس  
قائل نہیں ہیں فقط متاخرین خفیہ میں یہ مسئلہ مشہور ہو گیا ہے اور خود امام ابو حنیفہ رحمہ کا تو یہ قول ہے کہ ضعیف حدیث بھی  
قیاس پر مقدم ہے۔

(۷) جس حدیث کی سند میں حدیثوں کو اپنی طرف سے بنانے والے ایک یا چند جھوٹے راوی ہوں اس حدیث کو موضوع کہتے  
ہیں مثلاً جسطرح ابو عاصم نوح بن مریم نے قرآن کی سورتوں کی فضیلت میں موضوع حدیثیں بنائیں اور پھر انکے بنانے کا اقرار کیا  
جس کا قصہ بڑی کتابوں میں ہے اگرچہ اس قسم کی حدیثیں تفسیر واحدی تفسیر کثافت اور تفسیر بیضاوی وغیرہ میں لی گئی ہیں لیکن  
اس تفسیر میں ایسی کوئی حدیث نہیں لی گئی۔

(۸) اس دیباچہ کے باب اول میں یہ جو ذکر ہے کہ مصحف عثمانی کے لکھے جانے کے وقت تک قرآن شریف کے حرفوں پر زیر زبر  
پیش جزم و تشدید کے لکھنے کا رواج نہیں تھا اسکی تفصیل احسن الفوائد کے مقدمے میں بیان کر دی گئی ہے کہ بنی امیہ کے  
چھٹے خلیفہ ابوالعباس ولید بن عبدالملک کی خلافت کے زمانہ میں اس سے زیر زبر تشدید کا رواج شروع ہوا ہے۔

(۹) بعضی ضعیف حدیثیں ایسی ہوتی ہیں کہ جنکی سندیں کسی راوی کو جھوٹا قرار دیا جاتا ہے اسی طرح کی چند سندیں بھی جمع کی جاو  
تو روایت کو کچھ تقویت نہیں ہو سکتی یا ان جس سندیں کسی سے راوی کو ضعیف الحافظہ قرار دیا جاوے تو اسی مضمون کی اور  
روایتوں کی مدرسے روایت میں ضعف حافظہ کے سبب غلطی روایت کا جو شبہ تھا وہ جاتا رہتا ہے اور حدیث میں  
قرآن کی تفسیر ٹہرانے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے اسی تفسیر میں جہاں کہیں کسی ضعیف حدیث کو دوسری سند یا چند سندوں  
سے تقویت دی گئی ہے تو اسکو ضعیف حدیث کی پچھلی قسم سمجھنی چاہیے پہلی نہیں۔

(۱۰) جس صلوٰۃ الرغائب کا ذکر اوپر گزر چکا ہے کہ چھینے میں اول جمعرات کو مغرب و عشا کے درمیان میں اس نماز کی بارہ رکعت  
پہرہ سلام سے اس طرح پڑھی جاتی ہیں کہ ہر ایک رکعت میں الحمد کے بعد انا انزلنا تین دفعہ اور قل ہو اللہ بارہ دفعہ پڑھتے  
ہیں اور پھر نماز کے بعد ستر دفعہ درود شریف پڑھا کرتے ہیں اس کے بعد جس مقصد کے پورا ہو جانے کی نیت سے یہ نماز  
پڑھی جاتی ہے اس مقصد کے حاصل ہو جانے کی دعا کی جاتی ہے سوائے خطیب بغدادی اور ابن صلاح کے اور سب

نے اس صلوٰۃ الرغائب روایتیں موضوع کہا ہے اوپر گزر چکا ہے کہ جس کلام کو لوگ اپنی طرف سے بنا کر اسکو اللہ کے رسول صلی  
علیہ وسلم کا کلام مشہور کر دیں اس سے حدیث موضوع کہتے ہیں یہ تو اوپر گزر چکا ہے کہ اگرچہ بعضی تفسیر میں اس قسم کی

ابن کی ثقاہت اور ان کے ضعیف کو جن کتابوں میں بیان کیا جاتا ہے ان کتابوں کو اسماء الرجال کی کتاب میں کہتے ہیں  
 کے شروع تک علماء کو راویوں کی جو حالت یاد تھی اوسی حالت کی بنا پر جرح و تعدیل کا دار و مدار بنا پھر اس باب میں  
 یقین ہو بین اسماء الرجال کو کتابوں میں کسی راوی کی ثقاہت پر جو اعتراض کیا جاتا ہے اوسکو جرح اور اوس اعتراض  
 تعدیل کہتے ہیں علمائے جرح اور تعدیل کے تین طبقے ہیں ابو حاتم نسائی اور ابن حبان جرح میں بہت سخت شمار کئے جاتے  
 رندی و حاکم بہت نرم امام احمد و دارقطنی اور ابن عدی کے مزاج میں نہ بہت سختی ہے نہ بہت نرمی اسواسلئے ایسے علماء  
 طبقے میں شمار کئے جاتے ہیں بعضے علمائے ابن حبان کو تعدیل میں نرم مزاج جو قرار دیا ہے اوسکو جلال الدین سیوطی اور  
 ابن حجر وغیرہ نے صحیح نہیں ٹھرایا بلکہ ادھون نے ابن حبان کو جرح کے باب میں سخت مزاج لکھا ہے ذہبی نے میزان الاعتدال  
 میں ایسے راویوں کا ذکر کیا ہے جنکو دارقطنی نے ثقہ کہا ہے اور ابن حبان نے اون راویوں کی ثقاہت پر اعتراض کیا ہے جس  
 ان کا جرح کے باب میں سخت مزاج ہونا اچھی طرح ثابت ہوتا ہے کیونکہ معتبر علمائے ابن بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ نسائی کے  
 اور تعدیل کے باب میں دارقطنی کے قول کا بڑا اعتبار ہے لیکن ابن حبان نے اپنی سخت مزاجی کے سبب ان راویوں کی ثقاہت  
 متراض کیا جنکو دارقطنی نے ثقہ ٹھرایا تھا اس قصہ سے اون علمائے قول کی پوری تائید ہوتی ہے جنہوں نے ابن حبان کو  
 سخت مزاج ٹھرایا ہے ابن حبان نے اپنی کتاب صحیح ابن حبان میں بعضی حسن حدیثوں کو صحیح کہا ہے اس سے بعضے علماء کو ابز  
 کے جرح اور تعدیل میں نرم مزاج ہونے کا شبہ پڑ گیا ہے حالانکہ یہ جرح و تعدیل کے باب کی نرم مزاجی نہیں ہے کیونکہ ترمذی  
 نے اس حدیث کا یہی طریقہ تھا کہ وہ صحیح اور حسن حدیث میں کچھ فرق نہیں کرتے تھے بلکہ حسن کو صحیح کا درجہ شمار کرتے تھے  
 رفیع کے موافق صحیحین میں بعضی حسن سند کی روایتیں بھی ہیں اصل کلام یہ ہے کہ اس تفسیر میں ابن حبان کے ثقہ ٹھرائے  
 راویوں کی ثقاہت پر جو بھروسہ کیا گیا ہے وہ بالکل اصول حدیث کے موافق ہے کس لئے کہ اصول حدیث میں سخت  
 علماء کی بیان کی ہوئی ثقاہت کو بڑے بھروسے کی ثقاہت ٹھرایا گیا ہے۔

سماء الرجال کی کتابوں میں کسی راوی کو بعضے علمائے مجہول جو کہا ہے اوس کے دو مطلب ہیں ایک تو یہ کہ سوائے ایک  
 کے اور کوئی دوسرا شخص اوس سے روایت نہیں کرتا اس لئے گویا اس راوی کی ذات مجہول ہے جس سے یہ مقصود  
 یہ راوی مشہور راویوں میں نہیں ہے اس جمہولیت کو ذاتی جمہولیت کہتے ہیں اس ذاتی جمہولیت کے مقصد سے کسی  
 بول کہا جاسے اور پھر اوس راوی سے دو ثقہ شخصوں کی روایت کا لینا ثابت ہو جاوے تو ایسی صورت میں وہ جمہولیت  
 ہتی ہے دوسرا مطلب راوی کو مجہول کہنے سے یہ ہوتا ہے کہ اوس کی ثقاہت اور ضعف کا کچھ حال معلوم نہ ہو اس کے بعد  
 معتبر علماء کے بیان سے ایسے راوی کی ثقاہت ثابت ہو جاوے تو یہ جمہولیت بھی جاتی رہتی ہے ایسی جمہولیت کو صغاتی  
 بت کہتے ہیں علمائے جرح و تعدیل کے قول راویوں کے باب میں جو مختلف ہیں وہ ایسی ہی صورتوں میں ہیں جیسے مثلاً  
 مرزاوسی نے ایک راوی موسیٰ بن ہلال کو مجہول کہا اور پھر اس کے بعد معلوم ہوا کہ دو شخصوں سے زیادہ لوگوں نے تصدیق



وَيَا قَوْمِ ثَمَّ لِلْكَافِرِينَ  
الْفَسِيلُ

یہ تفسیر دنیائے اسلام کے دینی سلسلے میں سب سے پہلی تفسیر اور صحت روایت کا نشانہ و غیرہ کے اعتبار سے اپنی آپ ہی نظیر ہے جس کے مطالعہ کے لئے شائقین کی طبیعتیں صدمہ بے چین تھیں یہی

# احسن التفسیر

پہلی منزل

ابو جہیل احادیث صحیحہ اور اقوال صحابہ کرام سے قرآن شریف کی تفسیر کی گئی ہو اور بڑے بڑے نکات لایاں مقامات  
معارف و تفاسیر مثل تفسیر ابن جریر تفسیر ابن کثیر تفسیر معالم التنزیل وغیرہ سے حل کیے ہیں اور صحت روایت کا درجہ  
خیال رکھا گیا ہو اسکے ساتھ ہی قرآن شریف کی شان و اہمیت کا صحیح سکہ ساتھ مل گیا ہو نہایت صحت کے ساتھ لکھی گئی ہو

جسکو

عمدۃ المفسرین۔ سند الحدیث۔ محفل اہل عالم اکمل۔ علامہ زمزم۔ جناب مولانا و الفضل اولیٰ السناد مولوی  
ابو محمد حسن صاحب سابق تعلقہ دار اول حیدر آباد و کن۔ حال طوسیہ خوار کمر عالی نظام خدائے ملکہ نے تالیف کیا  
اور مرزا محمد عبد الغفار مالک فضل المطلاع و فضل الاخبار دہلی کے اہتمام سے

فضل المطابع  
بہار شائع ہوئی



توراۃ و انجیل کے تو اکثر مضمون قرآن شریف میں موجود ہیں اور قرآن شریف کے اکثر مضمون ان کتابوں میں بجز  
 کا مطالبہ یہ ہوا کہ کتاب الہی ہو نہیں ایک دوسرے کا گواہ ہو اس واسطے اہل مکہ اور اہل کتاب سب کو مخاطب کر کے خدا تعالیٰ نے یہ فرما  
 کہ ان دونوں گروہ میں سے کسی شخص شخص کو اس بات میں شک و شبہ نہ کیا کوئی موقع باقی نہیں ہے کہ یہ قرآن کتاب الہی ہے  
 اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی آخر الزماں ہیں کیونکہ نبی الہی پر یہ قرآن نازل ہوا ہے اور باتیں اس قرآن میں وہ ہیں کہ اسی شخص تو  
 وہ کتاب الہی کتاب بھی بغیر وحی آسمانی کی مدد کے ہرگز وہ باتیں نہیں کہہ سکتے۔ تو اب اس کی کیا شک باقی رہا کہ قرآن مجید و نبوی  
 ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں۔ بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے جبکہ حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 فرمایا کہ ہر ایک نبی کی امت کے ایمان لائے کی موافق ہر نبی کو معجزہ خدا تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا ہے اور مجھ کو قرآن شریف کا ایک  
 معجزہ ایسا دیا گیا ہے جس سے جبکہ اُمیاء ہو کہ قیامت کے دن میری پیروی کرنے والے سب سے زیادہ ہونگے۔ انہو فی السما  
 تو انسان جنات کا اس قرآن کو نہ کہ اِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا اِلٰی اللّٰہِ شَہِدًا کُنَّا بِہِ رَجَعًا ہم نے سنا ہے ایک قرآن عجیب  
 سمجھا تا ہے نیک راہ سو ہم اس یقین لائے۔ کہنا اور حکم جہاد کے نازل ہونے سے پہلے ایک جماعت عظیم کا مسلمان ہو جانا حال  
 ضعف اسلام کے زمانہ میں غیر قوم کے لوگوں کا مسلمان ہونا واقعی یہ قرآن کا معجزہ ہے اور یہی صاحب معجزہ کے نبی بحق ہونے کی پوری  
 اہدٰی المتقین یعنی وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی ہر طرح کی نافرمانی سے بچتے ہیں اور اس کی ہر طرح کی اطاعت بجا لاتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ  
 حضرت امی بن کعب سے ایک دن پوچھا کہ تقویٰ کے کیا معنی ہیں انہوں نے جواب دیا کہ کبھی تنہا اگر ایسے راستہ سے ہوا ہے جہاں ہر طرف  
 کثرت سے خار و درخت ہوں حضرت عمرؓ نے کہا ہاں۔ ابی بن کعبؓ نے کہا پھر تم نے وہاں کیا کیا حضرت عمرؓ نے کہا  
 ہر طرف سے اپنے دامن سمیٹ کر اپنے کپڑوں کو کانٹوں سے بچایا۔ ابی بن کعبؓ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے  
 بچنے کو تقویٰ کہتے ہیں۔ ترمذی ابن ماجہ میں عطیہ حدی سے روایت ہے جبکہ حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے فرمایا کہ کوئی شخص متقیوں کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا جب تک بے ڈر کی چیز کو ڈر کی چیز و ہشت سے نہ چھوڑ دے  
 ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

اَلَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ بِالْغَیْبِ وَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰہُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ  
 یُؤْتُوْنَ بِمَا اَنْزَلَ اِلَیْکَ وَ مِمَّا اَنْزَلَ مِنْ قَبْلِکَ ۚ وَ بِالْاٰخِرَةِ ہُمْ یُوقِنُوْنَ ۝  
 اُولٰٓئِکَ عَلٰی ہُدًی مِّنْ رَّبِّہُمْ ۚ وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝  
 جو یقین کرتے ہیں کہ جو کچھ ان کے رب نے ان کے پاس سے پہلے بھیجا ہے اور جو کچھ ان کے پاس سے بعد میں بھیجا ہے وہ یقیناً آخرت کو پہنچ جائیں گے۔  
 انہوں نے اپنے رب سے راستہ لیا ہے اور ان کے رب سے راستہ لیا ہے۔

یہاں کا لفظ قرآن شریف میں جہاں اعمال کے لفظ کے ساتھ آیا ہے وہاں اس کے معنی ولی یقین سے ہیں اور جہاں بغیر لفظ  
 اعمال کے آیا ہو وہاں اکثر سلف کے نزدیک اس سے اعتقاد قلبی اور قول زبانی اور عمل مراد ہے۔ غلاب قمر حشر۔ پلصراط جنت  
 و غیر یہ سب غیب کے معنوں میں ہیں نماز کے قائم رکھنے سے یہ مراد ہے کہ نماز کے ارکان رکوع سجود اچھی طرح

نہی حال ہونا چاہئے کہ اللہ کی طرف سے اُن پر مگر لگائی ہوئی ایمان اُن میں سما سکتا ہو نہ کفر اُن میں سے نکل سکتا ہو۔  
 بعض مفسروں نے ان آیتوں کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ کافر لوگ تکبر سے حق بات کی پروا نہیں کرتے لیکن مطلب  
 بیت بل طبع اللہ علیہا بکفر ہم اور ابوہریرہؓ کی اس حدیث کے مخالف ہے جس کا ذکر اوپر گذرا۔ دنیا میں ایک  
 اتنا اپنے دو غلاموں کو خود مختار کر کے کسی کام پر لگا دے اور اُن کی عادت اُن کے چال چلن کے لحاظ سے کام کے  
 ظہور میں آنے سے پہلے اپنے تجربہ ذاتی کے سبب سے یہ نتیجہ بتا دیوے کہ ان دونوں غلاموں میں سے ایک غلام اپنے کام پر  
 کامیاب ہوگا اور دوسرا ناکام تو اس آقا پر کوئی عقلمند شخص یہ الزام نہیں لگا سکتا کہ اُس نے اپنے ایک غلام کو ناکامی پر مجبور  
 کیا۔ اُس پاک پروردگار عالم کے پیدا کرنے والے نے انسان کے پیدا کرنے سے پہلے اپنے علم ازل سے اگر نیک و بد کا  
 جان لیا اور یہی اپنے علم کا نتیجہ لوح محفوظ میں لکھ لیا اور اُس کا نام تقدیر رکھا تو جو لوگ اُس پاک پروردگار پر مجبور کر  
 عیب لگاتے ہیں وہ سراپا غلطی پر ہیں \*

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ ۝ يُخَذُّونَ اللَّهُ  
 اور ایک لوگ وہ ہیں جو کہتے ہیں ہم یقیناً اللہ کے اور اُس کے بعد کے دن پر اور اُن کو یقین نہیں دغا بازی کرتے ہیں اللہ سے اور  
 الَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ۝ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ  
 ایمان والوں سے اور کسی کو دغا نہیں دیتے مگر آپ کو اور نہیں بوجھتے اُن کے دل میں آزاری پھر زیادہ دیا اللہ نے  
 مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ كَانُوا يَكْفُرُونَ ۝ وَلَا ذَاقُوا بَلَاءًا ۝ لَا تَقْسِدُوا فِي الْأَرْضِ  
 انکار آزار اور انکو دکھ کی مار ہے اس پر کہ جھوٹ کہتے تھے اور جب کہنے لگے انکو فساد نہ ڈالو ملک میں  
 قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصَلِّونَ ۝ أَلَا تَتَذَكَّرُونَ ۝ وَلَا تَقْسِدُوا فِي الْأَرْضِ ۝ وَلَا تَقْسِدُوا فِي الْأَرْضِ  
 کہیں ہمارا کام تو سنو اور سچ سن رکھو وہی ہیں بگاڑنے والے نہیں سمجھتے اور جب کہنے لگے اُن کو  
 آمَنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنْتُمْ كَمَا آمَنَ الشُّفَهَاءُ ۝ أَلَا تَتَذَكَّرُونَ ۝ وَلَا تَقْسِدُوا فِي الْأَرْضِ ۝ وَلَا تَقْسِدُوا فِي الْأَرْضِ  
 ایمان میں آؤ جس طرح ایمان میں لگے لوگ کہیں کیا ہم اس طرح مسلمان ہوں جیسے مسلمان ہو بیوقوف سنتا وہی ہیں بیوقوف پر نہیں  
 يَعْلَمُونَ ۝ وَإِذَا قَالُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شُيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا  
 جانتے اور جب ملاقات کریں مسلمانوں سے کہیں ہم مسلمان ہو اور جب اکیلے جاویں اپنے شیطانوں یا کہیں ہم ساتھ ہیں  
 إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزَؤُونَ ۝ اللَّهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمْدُدْهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْلَمُونَ ۝  
 ہم تو ہنسی کرتے ہیں اور اللہ ہنسی کرتا ہی اُن سے اور بڑھاتا ہی انکو اُن کی شرارت میں بہکے ہوئے  
 الَّذِينَ اسْتَرْزَقُوا الضَّلَالَةَ بِالْهَدْيِ فَمَا رَجَعَتِ أَقْبَارُهُمْ وَمَا كَانُوا مُمْتَدِّ  
 منوں نے خریدی راہ کے بدلے گمراہی سونف نہ لائی اُن کی سوداگری اور نہ راہ پائی

إِنَّا إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزَؤُونَ ۝ اللَّهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمْدُدْهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْلَمُونَ ۝  
 ہم تو ہنسی کرتے ہیں اور اللہ ہنسی کرتا ہی اُن سے اور بڑھاتا ہی انکو اُن کی شرارت میں بہکے ہوئے  
 الَّذِينَ اسْتَرْزَقُوا الضَّلَالَةَ بِالْهَدْيِ فَمَا رَجَعَتِ أَقْبَارُهُمْ وَمَا كَانُوا مُمْتَدِّ  
 منوں نے خریدی راہ کے بدلے گمراہی سونف نہ لائی اُن کی سوداگری اور نہ راہ پائی

فَبِمَا ظَلَمُواكَ وَنَزَّلْنَا بَرَقًا يَجْعَلُونَ أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ مِنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ  
 اُس میں ہیں اندھے اور گرج اور بجلی ڈالتے انگلیاں اپنی کانوں میں مارے کیوں کے ڈر سے موت کے  
 وَاللَّهُ يَخِيْطُ بِالْكَافِرِيْنَ ۝ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُمْ مَشْوَافَةٌ ۖ وَإِذَا  
 اور اللہ گھیر رہا ہے منکروں کو قریب ہے بجلی کہ ایک لے ان کی آنکھیں جس بار بجتی ہے اپنے چلتے ہیں اُس میں اور جب  
 أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا طَوْفًا لِّمَا آلَ اللَّهُ لَكُمْ فَبَشِّرْهُمْ بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ  
 اندھیرا پڑا کھڑے رہے اور اگر چاہے اللہ بجاوے اُن کے کان اور آنکھیں بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے

تشریح سورہ سے یہاں تک چار آیتوں میں خالص مومنوں کا ذکر تھا اور پھر دو آیتوں میں خالص کافروں کا اب ان تیرہ آیتوں  
 میں منافقوں کا ذکر ہے۔ منافق وہ ہے جو زبان سے اچھی بات کہے اور دل میں اُسکے بدی ہو۔ منافقوں کا ذکر قرآن شریف میں  
 آنحضرت صلعم کے مدینہ منورہ میں آنے کے بعد شروع ہوا ہے۔ ہجرت سے پہلے جو قدر حصہ قرآن شریف کا مکہ میں اترا ہے اس میں  
 منافقوں کا ذکر اس واسطے نہیں ہے کہ مکہ میں یا کھلم کھلا مسلمان تھے یا کافر منافق لوگ وہاں نہیں تھے کیونکہ مکہ میں کفار کا غلبہ  
 تھا جس کے سبب آنحضرت صلعم کو مکہ سے ہجرت کا حکم ہوا۔ اس اپنے غلبہ کے سبب وہاں کے کافرا پرانی اصلی حالت پر  
 تھے جب آنحضرت صلعم مدینہ میں ہجرت کر کے آئے اور اہل اسلام کی جماعت قوت بڑھی تو اہل مدینہ میں سے جن کی قسمت  
 میں اللہ تعالیٰ نے اسلام لکھا تھا وہ تو خالص مسلمان ہو گئے لیکن ایک جماعت اہل مدینہ کی اُن یہود سے میل جول کرتی  
 تھی جو مدینہ کے گرد و نواح میں رہتے تھے ان یہود کے ہر کانے سے یہ اہل مدینہ میں کے کچھ لوگ مسلمانوں کی قوت اور شوکت  
 دیکھ کر غیب مسلمانوں سے ملتے تو اپنا جان و مال بچانے کے لئے مسلمانوں کے رہبر و اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے اور جب  
 اپنے ساتھیوں سے ملتے تو کہتے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ ہم تو دل لگی کے طور پر اپنا اوپر ہی اسلام ظاہر کر دیتے ہیں۔ انہیں  
 لوگوں کی دغا بازی ظاہر کرنے کو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں اور فرمادیا کہ یہ لوگ دغا باز ہیں اور ان کی دغا بازی  
 انہیں کی جتنے خراب کر لی اور مسلمانوں کو یہ کیا کم عقل بناتے ہیں انہیں کی عقلوں میں فتور ہے کہ اپنی عقیدے خراب کر رہے ہیں  
 اور مسلمانوں کی شوکت کی ترقی روز بروز دیکھ کر ان کے دلوں میں دورنگی اور نفاق کا مرض جو رفتہ رفتہ بڑھتا جاتا ہے وہ انہیں کو  
 آخر کار دفرخ و دکھ دینگا۔ اور کسی کا اُس سے کچھ نہیں بگڑ سکتا۔ اور یہ لوگ یہ جو کہتے ہیں کہ ہم تو یہود سے اس غرض سے ملتے  
 ہیں کہ آپس میں ایک طرح کا میل ملاپ رہے۔ کسی فساد کی نیت سے ہم یہ کام نہیں کر سکتے۔ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ دین کے مخالف  
 لوگوں سے میل جول رکھنا ہی ایسی بات ہے کہ اُس سے ایک نہ ایک دن ضرور کوئی فساد کھڑا ہو جائیگا۔ غرض یہ لوگ خرابی  
 عقیدے کا جو سودا کر رہے ہیں اس تجارت میں ان کو سر یا نقصان ہی فتنہ کچھ نہیں۔ پھر ان لوگوں کے حق میں اللہ تعالیٰ نے  
 اور مثالیں بیان فرمائیں۔ صحابہ کی ایک جماعت نے فرمایا کہ پہلی مثال منافقوں کے حال سے اس طرح مطابقت ہے کہ آنحضرت  
 صلعم کے مدینہ میں آنے کے وقت پہلے پہل ان لوگوں نے کچھ نورا ایمانی کہا لیا تھا پھر نفاق کے سبب سے اُسی کفر کی تازہ دہی  
 میں یہ لوگ پھنس گئے۔ دوسری مثال کی مطابقت صحابہ نے منافقوں کے حال سے اس طرح بیان کی کہ کجی کی آفاقا ہر جگہ  
 کی طرح مسلمانوں کے دباؤ سے کسی ان لوگوں میں ایمان کی حاضی جھلک آجاتی ہے اور جس طرح کوکب کی آواز کے ڈر سے



ہوئی شخص کا نوں میں انگلیاں دیکر اپنا درخ کر لیتا ہر اسی طرح اس عارضی ایمانی جھلک سے مسلمانوں کے ہاتھ سے ان کی جان و مال کی خیر ہو جاتی ہے لیکن اس عارضی ایمان سے کیا ہوتا ہے۔ ان کے دلوں پر تو وہی کفر و نفاق کی گھٹا چھائی ہوئی ہے جس کے سبب سے ان کا انجام بڑا اور عاقبت برباد ہے۔ نفاق درحقیقت کا ہر ایک تو عقداوی جیسے اسلام کے زور کے تحت ان لوگوں میں تھا دوسرا علی۔ صحیح حدیثوں میں اس کی نشانیاں جھوٹ بولنا خیانت۔ وعدہ خلافی۔ گالیاں بکنا۔ عہد شکنی آئی ہیں۔ اخیر کو اللہ تعالیٰ نے ان منافقوں کو یہ بھی جتلا دیا کہ اپنے جن اعضا کے بھروسہ پر یہ منافق چالاکیاں اور دغا بازیاں کرتے ہیں اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ چاہے تو ان کے اعضا کو بالکل بیکار کر دیوے۔ پھر اپنے گھروں میں بالکل اپنا بیکار کر دیتے۔ اور ان کی چالاکیاں اور دغا بازیاں ان کے آگے آجا دیں۔ ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بعد ایک فرشتہ ہی جو بادلوں کو ہانکتا ہے۔ اُس کے ہاتھ میں آگ کا کوڑا ہے۔ بادلوں کے ہانکنے میں اُس کوڑے کا کوئی ٹکڑا جو جھڑ جاتا ہے وہ بجلی ہے اور کرک اُس فرشتے کی آواز ہے جو بادلوں کو ہانکنے کے وقت اُس کے منہ سے نکلتی ہے۔ اس حدیث کی سند میں اگرچہ کچھ کلام ہے لیکن اکثر علماء مفسرین نے رد و کرک و بجلی کی تفسیر اسی حدیث کے موافق کی ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ  
 اے لوگو! اپنے رب کی جس نے بنایا تم کو اور — انہوں کو شاید تم پر ہرگز گاری پکڑو  
 الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَكُمْ فَلَا تَجْهَلُوا إِلَهًا إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ  
 جس نے بنادیا تم کو زمین بچھونا اور آسمان جھنٹ اور آسمان آسمان سے پانی پھر کالے اُس سے  
 الثمرات رزقاً لکم فلا تجهلوا إلهاً إِنْ کُنْتُمْ تعلمون  
 میوے کھانا پھنار سونہ پھیراؤ اللہ کی برابر کسی کو اور تم جانتے ہو

حاصل یہ ہے کہ جب خالق رزاق وہی ایک ذات وحدہ لا شریک ہے تو اُس کو چھوڑ کر دوسرے کو پوجنا اُس کی تعظیم اور عبادت میں دوسرے کو شریک کرنا بڑی نادانی اور ناشکر گزاری ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی نافرمانی اور گناہ دنیا میں نہیں ہے جو صحیحین میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس خدا نے انسان کو پیدا کیا ہے اُس کی تعظیم اور عبادت میں کسی کو شریک کرنا اس سے بڑھ کر کوئی گناہ دنیا میں نہیں ہے۔ ایسا واسطے اللہ چاہے تو اور گناہوں کو خیر تو بد کے معاف کر دیوے لیکن شرک بغیر خالص توبہ اور بغیر خالص عبادت الہی کے ہرگز نہیں معاف ہو سکتا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ اور سلف نے فرمایا ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کہ کے بت پرستوں منافقوں اور اہل کتاب کو ماکر خالص عبادت الہی کی اور جس خالص توحید الہی کی ترغیب نبی آخر الزمان دلاتے تھے اُس کے اتباع کی تاکید سب کو فرمائی ہے۔ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُونَ سے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ یہ لوگ ذرا غور کریں تو ان کو خود معلوم ہو جاوے گا کہ انسان اور اس راحت کا سامان سب کچھ جب خدا تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا ہے تو خالص اُس کی بندگی انسان کو لازم ہے۔

إِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَى عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ  
 اور اگر تم شک میں اس کلام سے جو اُنما لہے اپنے بند پر تو لے آؤ ایک سورت اسی قسم کی اور بلاؤ جن کو کھانہ کرتے ہو

مَنْ دُونَ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۚ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا النَّارَ الَّتِي

اللہ کے سوا کسی اور کو پکڑو اگر تم سچے ہو پر اگر نہ کرو اور البتہ نہ کرو گے تو جو اس آگ سے جسکی

وقودها الناس والحجارة أعدت للكافرين ۚ

چھٹیاں ہیں آدمی اور پتھر طیارے منکروں کے واسطے

اسلام کے بڑے دوہی جز ہیں۔ ایک توحید دوسرے تسلیم رسالت اول آیت میں توحید الہی کا ذکر تھا اس آیت میں اللہ کے رسول کی رسالت کی تسلیم کا حکم ہے اور رسول کے سچے ہونے کی دلیل یہ بیان فرمائی ہو کہ یہ قرآن قریش کی زبان میں اترتا ہے اور مکہ میں دس برس تک برابر قرآن اترتا رہا۔ اور قریش کو اپنی فصاحت و بلاغت کا بھی بڑا دعویٰ تھا اور ان کو دس سے لیکر ایک سو دو قرآن کی مانند بنا کر لائے کو کہا بھی گیا مگر سوا عاجز ہو جانے کے اور کچھ ان سے نہ ہو سکا جس سے یہ ثابت ہوا کہ یہ نبی برحق تھا اور جو کلام ان پر اترتا ہو وہ بیشک کلام الہی ہے کیونکہ انسان و جنات سب ملکر اس جیسا کلام بنانے سے عاجز ہیں۔ اس پر ہی ان نبی کے برحق ہونے اور قرآن کے کلام الہی ہونے سے جو شخص تنک و شبہ میں ہے گا تو اپنے آپ کو دوزخ سے بچانے کی وہ فکر کر لے یہ مسند امام احمد اور صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دوزخ کی آگ کی حرارت دنیا کی آگ سے آٹھ گنا زیادہ ہے کسی جتنے آدمی کو دنیا کی آگ میں ڈال دیا جائے تو ایک دم بہر ہی اسکی برداشت نہوگی جو لوگ توحید الہی اور تسلیم رسالت میں کوتاہی کرتے ہیں معلوم نہیں پورے شرح حصے حرارت والی آگ کی برداشت کر دوں برس لے کر کیونکر ہوگی۔ نعوذ باللہ یہ جو فرمایا کہ اعدت لکافرن یعنی آگ منکروں کے لئے تیار کی جا چکی ہے اس سے معلوم ہوا کہ دوزخ اس وقت تیار ہو جو ہے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ دوزخ کو خاص قیامت کے دن پیدا کیا جاوے گا وہ غلطی پر ہیں۔ سو اس آیت کے ان کی غلطی اور آیتوں اور حدیثوں سے بھی نکلتی ہے۔

وَيَسِّرَ اللَّهُ لِيَأْتِيَنَّهُمُ الْغُلَامَ سَوَاءً مِّنْ ذَكَرْنَاهُ مِثْلًا شَرًّا ۚ وَكَلَّمَتْنَاهُ فَأَخَذَ الْغُلَامَ ۚ وَكُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهِ الْمَسَاءَ نَصَّ فِيهِ الْمَوْلَاةَ الْمَرْيَمَ ۚ وَلَمَّا مَسَّ الْمَوْلَاةَ الْمَرْيَمَ نَصَّ فِيهِ الْمَوْلَاةَ الْمَرْيَمَ ۚ وَلَمَّا مَسَّ الْمَوْلَاةَ الْمَرْيَمَ نَصَّ فِيهِ الْمَوْلَاةَ الْمَرْيَمَ ۚ

اور خوشی سنا ان کو جو یقین لائے اور کہو کام نیک کہ انکے لیے ہیں باغ بہتی ہیں نیچے انکے ندیاں جس بارے میں فرمایا تھا کہ میں تم کو دوزخ کا لہذا اللہ نے سر ز قنات میں قبل و اتوا بہ متشابھا و لکم فیہا

لے ان کو دہاں کا کوئی میوہ کھائے کو کہیا یہ وہی ہے جو لاتا تھا تم کو آگے اور آویگا میوہ انکو پاس ایک طرح سے

ازواج مطہرات و لکم فیہا خلد فتنہ

عورتیں ستھری اور ان کو دہاں ہمیشہ رہنا ہے

قرآن شریف میں جہاں کافروں کا ذکر آتا ہے اس سے پہلے یا اس کے بعد یمنوں کا ذکر ضرور آتا ہے تاکہ عقیبہ کی رحمت و کلفت کا حال ساتھ ساتھ معلوم ہو جاوے۔ ایک حال کے مقابلہ کی آیتیں دوسری جگہ ڈھونڈنی نہ پڑیں۔ قرآن شریف کے بیان کی اور خوبوں میں یہی ایک بیان مطلب کی خوبی ہے۔ اسی طرز بیان کے موافق اور کافروں کے انجام کا ذکر فرما کر ان تینوں میں منوں کا ذکر فرمایا ہے جنت کی حصول کے لئے

کے بیان میں اس قدر کثرت سے صحیح حدیثیں ہیں کہ انکو بیان کرنا مشکل ہے۔ اس لیے صحیح حدیث قدسین اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جنت کی نعمتیں نہ کبھی انکو دیکھیں نہ کان سے سُنیں نہ کسی کے دل پر اُن کے تصور گذر سکتا ہے۔ یہ حدیث صحیحین وغیرہ میں حضرت ابوہریرہ کی روایت سے آئی ہے۔ بھلا جو نعمتیں دیکھتے سُننے اور وہم و گمان سے باہر ہوں کسی زبان یا قلم کی کما طاقت کہ انکو تفصیل وار بیان کر سکے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو جنت نصیب کرے اس وقت کہ انہوں اور نعمتوں کی تفصیل معلوم ہوگی۔ ایمان کے ساتھ نیک کاموں کے ذکر سے معلوم ہو کہ جنت جب علیکی کہ ایمان اور نیک عمل دونوں ہوں جنت کی نہروں کے کنارے نہیں ہیں۔ برابر زمین پر جاری ہیں۔ اُن میں سے پانی دو درجہ شدہ شراب جنتی لوگ بلا وقت لے سکیں گے جنت کی بیدیاں جیض و نفاس سے پاک ہونگی اس لئے انکو شہرِ جنتی کہلائے جنت کے میوے دنیا کے میووں سے مزہ میں بالکل الگ ہونگے فقط۔ اُن کے نام دنیا کے میووں جیسے ہونگے اس لئے جنتی لوگ انکو پہلے پہل دنیا کے میووں کے مشابہ سمجھیں گے۔ صحیحین وغیرہ میں حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں جا چکے ہوں تو خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک فرشتہ یہ آواز دیوے گا کہ اب موت نہیں جو شخص جس حال میں ہے ہمیشہ اسی حال میں رہے گا۔ دنیا کی ہر نعمت کو ہر دم زوال لگا ہوا ہے جنت کی نعمتوں میں یہ کتنی بُری غولی ہے کہ اُن کو زوال نہیں پڑتا۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي أَنْ يَضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعْضُهُ فَمَا فَوْقَهَا وَمَا الَّذِينَ آمَنُوا فَيَعْلَمُونَ  
 اللہ کہہ رہا تھا کہ میں نہ ہوں کہ کسی کو مثال ایک شخص کی یا اس سے اوپر پھر جو حقین رکھتے ہیں سو جانتے ہیں  
 أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَيَقُولُونَ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَذَا مَثَلًا  
 کہ وہ ٹھیک ہے کہ ان کے رب کا کرنا اور جو منکر ہیں سو کہتے ہیں کیا غرض تھی اللہ کو اس مثال سے گمراہ کرنا  
 بِهِ كَثِيرًا وَيَعْدِي بِهِ كَثِيرًا وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ الَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ  
 اس سے بہتر ہے اور راہ پر لاتا ہے اس سے بہتر ہے اور گمراہ کرتا ہے انہیں کو جو بے حکم ہیں جو توڑتے ہیں قرار اللہ کا مضبوط کئے گئے  
 وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ  
 اور توڑتے ہیں جو چیز اللہ نے فرمائی جوڑنی اور فساد کرنے میں ملک میں انہیں کو آیا نقصان

اس آیت میں منافقین اور ان کے ساتھی یہود کے ذکر کے بعد پھر اللہ تعالیٰ نے دو مثالیں بیان فرمائیں تھیں۔ ایک جنگل اور اناج کے میدان میں آگ سے لگانے کی دوسری کرک اور بجلی کی۔ اور اس سورہ سے پہلے کہ میں جو قرآن کا حصہ نازل ہوا تھا اُس میں بھی مکر ٹی اور مکر ٹی کے گھر کی مثالیں تھیں۔ قرآن کے منکر لوگ اس پر طعن کرتے تھے کہ جس کلام میں ایسی حقیر چیزوں کا ذکر ہو وہ کلام الہی کیونکر ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں انکا جواب دیا کہ مخلوق ہونے میں حقیر اور صاحب شان چیزیں سب برابر ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات میں سے جس چیز کی چاہے مثال بیان کرے اس پر طعن نا فہمی ہے۔ ترمذی میں سہل بن سعد سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ساری دنیا کی قدر اللہ تعالیٰ کے نزدیک اگر ایک پھر کے پر کی برابر بھی ہوتی تو کسی کا ذکر کو ایک گھونٹ پانی

کا دنیا میں نہ ملتا۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح غریب کہا ہے۔ ترمذی کے اس قول کا یہ مطلب ہے کہ یہ حدیث  
 کئی طریق سے آئی ہے جس میں ایک طریق غریب بھی ہے مگر حسن اور صحیح طریق سے اُس غریب طریق کو بھی قوت ہو جاتی  
 ہے۔ محدثین کے نزدیک غریب حدیث وہ ہے جس کو کسی ثقہ سے ایک منفرد شخص روایت کرے۔ الخضر اس حدیث  
 سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام دنیا کی مخلوقات مجھ کے پر سے بھی زیادہ حقیر ہے۔ اہل دنیا کے نزدیک کوئی  
 چیز دنیا کی صاحبِ شان ہوئی تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُس کی حقیقت ہے۔ حاصل یہ ہے کہ قرآن کے کلام الہی  
 نہ ہونے کا شبہ جو ان قرآن کے منکر لوگوں کو تھا اُس کو تو اللہ تعالیٰ نے یوں رفع فر دیا تھا کہ تم سب لوگ اگر اس قرآن  
 کو انسان کا کلام جانتے ہو تو تم ایسا کچھ بنا کر لے آؤ اس میں تو یہ لوگ بالکل عاجز اور لا جواب ہو گئے۔ اب جو نا فہمی کے  
 سبب سے ان لوگوں کی یہ باتیں تھیں ان کا جواب بھی اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں دیدیا۔ اور فرمادیا کہ جو لوگ اس حق پر  
 آگئے ہیں اور قرآن کو وحی آسمانی اور جن پر یہ وحی اترتی ہے اُن کو اللہ کا سچا رسول جانتے ہیں اُن کو تو اللہ کی ہر ایک  
 مثال سمجھ ایک ہدایت ہوتی ہے۔ مثلاً اندھیرے میں آگ سُلگنے اور اُس کے پھر بجھ جانے کی مثال سے ان کو  
 یہ ہدایت ہوئی کہ منافقوں کا روزِ چند روز میں گھٹ جاوے گا اور مکڑی اور اُس کے ناپاؤں گھر کی مثال سے یہ کہ خانہ کعبہ  
 جزیرہ عرب پرستی سے جلد پاک و صاف ہو جائیگا۔ اور اخیر کو ایسا ہی ہوا جو لوگ انھیں شیطان سے کجی پر ہیں  
 ان کی کجی اور گمراہی اس طرح کی مثالوں سے اور بُری ہے۔ مثلاً یہی اُن کی گمراہی ہے کہ کہتے ہیں کہ اس طرح کی  
 مثالیں کلام الہی میں نہیں ہو سکتیں اور یہ نہیں بتلاتے کہ کیوں نہیں ہو سکتیں غرض ان لوگوں کی گمراہی  
 قرآن کی مثالوں کے باب میں محض سرکشی اور نافرمانی کے سبب سے تھی۔ اس لئے ان لوگوں کو بے حکم فرمایا۔  
 کیونکہ قرآن کو کلام الہی جانتے ہیں تو ان کو ایک سیدھی بات اللہ تعالیٰ نے بتلا دی تھی کہ تم لوگ اگر اس کو کلام انسانی  
 جانتے ہو تو تم بھی ایسا کچھ بناؤ۔ جب اُس میں یہ سب عاجز رہے تو قرآن کو کلام الہی جاننے اور اُس کی مثالوں  
 سے عبرت پکڑنے میں کسی کو کوئی حذر کا موقع باقی نہیں رہا تھا۔ بدعہد لوگوں سے مراد یہ وہ لوگ ہیں کہ تورہ میں انہیں  
 نبی آخر الزمان کی اطاعت کا عہد لیا گیا تھا انہوں نے اُس عہد کو پورا نہیں کیا۔ اور منافقوں کو بھی یہ حکم کہ اپنے  
 ساتھ کریا کہ مسلمانوں کی مجلس میں وہ مسلمان ہونے کا عہد کرتے ہیں اور مسلمانوں کی مجلس سے الگ ہوتے ہی وہ  
 عہد توڑ ڈالتے ہیں صلہ جی سے مراد قربت و اُردی کا سلوک ہے لیکن اس میں سے اہل مکہ کی ایک طرح کی مذمت نکلتی  
 ہے کہ باوجود قربت و اُردی کے انہوں نے وہ قطع جی کی کہ اللہ کے نبی اور اُن کے ساتھیوں کو مکہ چھوڑنا پڑا۔ ان لوگوں کی  
 یہی باتیں تھیں جس سے اللہ کی زمین میں طرح طرح کے فساد برپا ہوئے اور ان فسادات کے رفع کرنے کی غرض سے  
 آخر جہاد کا حکم نازل ہوا۔ اخیر کو اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمادیا کہ ان باتوں سے اور کسی کا کچھ نہیں بگڑنا۔ ان کی ان باتوں  
 سے انہیں کو نقصان پہنچے گا۔ اللہ سچا ہے۔ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ ان باتوں سے یہ لوگ دین و دنیا کے نقصان  
 میں پڑ گئے۔ ان کا دنیا کا نقصان تو اُس زمانہ کے مسلمانوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ اکثر مجرور دے لوگ قتل ہو گئے ان کے  
 جو دے بچے لوڈی غلام بن گئے۔ ان کے مال غارت ہوئے اور جلا وطن ہوئے اس طرح ان کا عاقبت کا نقصان ہی قیامت میں سب کی

انکھیں کے سامنے آجاویگا ✽

كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَانًا فَاجْبَاكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ اَلَيْسَ تَرْجِعُونَ  
 تم کس طرح منکر ہو اللہ سے اور تھے تم مردے پہرے سے نکو چلایا پہر تم کو مارتا ہے پہر تلاوے گا پہر اس پاس آئے جاؤ گے  
 هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مِمَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اَسْتَوٰى اِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ  
 وہی ہے جسے بنایا تھا اسے لیے جو کہ زمین میں ہے سب پہر چڑ گیا آسمان کو تو ٹھیک کیا آنکھوں سات آسمان  
 وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ  
 اور وہ ہر چیز سے واقف ہے

نقل

اور یہود اور منافقوں کی بد عہدی کا ذکر تھا کہ کفر عنادی کے سبب یہود نے توراۃ کے عہد کو پورا نہیں کیا بلکہ نبی  
 آخر الزمان کے اوصاف کو چپا کر منافقوں کو طرح طرح سے بہکایا اور ان کو بھی یہ بد عہدی سکھائی کہ مسلمانوں  
 کے روبرو وہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں اور اپنی خاص مجلسوں میں اس زبانی عہد سے بھی پھر جاتے ہیں اور  
 کہتے ہیں کہ ہم تو مسلمانوں سے دل لگی کرتے تھے۔ ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے ان دونوں فرقوں کو جتلا یا کہ پیدا  
 ہونے سے پہلے یہ لوگ مٹی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا کیا ان کی راحت کی چیزیں جو کچھ دنیا میں ہیں ان سب  
 کو پیدا کیا۔ سب چیز کا ذرا حال اس کو معلوم ہے۔ اپنے غلم میں جس قدر عمر ان لوگوں کی اُسے لکھی اُسکے ختم ہو جانے  
 کے بعد ان کو مار لیا اور پھر حشر کے دن ان کو زندہ کر کے ذرہ ذرہ کا ان سے حساب لیو لگا۔ غرض لوگوں سے اپنے دل  
 کی کفر و نفاق کی باتیں چپا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ عالم انیس ہے اُس سے ان کی کوئی بات پوشیدہ نہیں ہے۔ صحیح بخاری  
 میں روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ کسی شخص نے راس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے پوچھا کہ بعضی آیتوں  
 میں آسمان کے پیدا کرنے کا ذکر زمین کے پیدا کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور بعضی آیتوں میں زمین کے  
 پیدا کرنے کے بعد اس کا کیا سبب ہے حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ زمین ایک تودہ کے طور پر آسمان سے  
 پہلے پیدا ہوئی ہے اور اس کا پھیلا نا آسمان کے پیدا کرنے کے بعد ہوا ہے۔ سولے حضرت عبداللہ بن عباسؓ  
 کے اور سلف نے بھی یہی فرمایا ہے اور اسی قول سے مختلف آیات قرآنی میں مطابقت پیدا ہو جاتی ہے۔  
 سورہ حم السجدة اور سورہ النازعات میں اس کی تفصیل اور زیادہ آویگی ✽

وَاذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ۚ وَاَقَالُوا اَلْجَحَلَ فِیْهَا مَنۢ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَا  
 اور جب کہاتیرے رب نے فرشتوں کو مجھ بنانا ہے زمین میں ایک نائب بولے کیا تو مقرر کریگا اس میں جو شخص مفسد کرے وہاں  
 یُسْفِتُ الدِّمَآءَ وَیَحْنُ سِجْرَ الْجَحْلِ لَكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۚ وَاَقَالَ اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ  
 کرے خون چڑھے ہیں تیری خوبیاں اور یاد کرتے ہیں تیری ذات پاک کو نہ لگا تجھ کو معلوم ہے جو تم نہیں جانتے

حضرت عبداللہ بن مسعود اور سلف سے اس حصہ کی روایات جو آئی ہیں ان کا حاصل یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے پیدا







حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ پسلی کی ہڈی سے پیدا ہونیکے سبب سے پسلی کی ہڈی کی طرح ہر عورت کے مزاج میں ایک کچی ہے جو کوئی اُس کچی کو جھیل کر عورت کو نرمی سے رکھدگا اُس کی تو گذر ہو جاوے گی ورنہ گذر مشکل ہوگی۔ مفسرین نے اس بات میں اختلاف کیا ہے کہ جس جنت میں حضرت آدم و حوا کو رہنے کا حکم ہوا تھا وہ وہی آسمان پر کی جنت ہے جس میں نیک لوگ قیامت کے دن جاوینگے یا زمین پر کوئی اور باغ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا تھا۔ سلف کی بڑی جماعت کا یہی قول ہے کہ وہی آسمان پر کی جنت تھی جس درخت کے پھل کے کھا کر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم و حوا کو منع کیا تھا۔ اس میں بھی بڑا اختلاف ہے کہ وہ کونسا درخت تھا لیکن حضرت عبد اللہ بن عباس سے ایک روایت ہے کہ وہ گیہوں کا درخت تھا۔ شیطان نے حضرت آدم و حوا کو کیونکر بہکا یا اُنکی کیفیت اور سانپ کا ذکر یہ تفصیل سورہ اعراف میں آوے گی۔ حاکم کی روایت میں جسکو حاکم نے صحیح کہا ہے حضرت عبد اللہ بن عباس کہتے ہیں کہ حضرت آدم جنت میں عصر سے مغرب تک رہے مگر ہزار برس کے دن کے صاب سے یہ دنیا کے ایک سو میں دن ہوئے۔ بعض لوگوں نے یہ شبہ کیا ہے کہ اللہ کی خفگی کے بعد شیطان کو آسمان پر جنت میں جانا منع تھا پھر وہاں تک حضرت آدم کو بہکانے کیونکر گیا اسکا جواب سلف نے یہ دیا ہے کہ جس طرح خفگی سے پہلے شیطان آسمان پر عزت و حرمت سے رہتا تھا اُس طرح سے خفگی کے بعد وہاں جانا منع ہے جب تک انسان کے دم میں دم ہے بہکانے کے لئے شیطان کو وہاں جانے کی ممانعت نہ تھی۔

فَتَلَقَىٰ آدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝  
پس سیکھیں آدم نے اپنے رب سے کئی باتیں پھر توبہ ہوا اُس پر برحق وہی ہے معاف کرنے والا مہربان

اکثر سلف کے نزدیک وہ کلمات یہ تھے رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ توبہ کا وقت زیت کی نا امیدی سے پہلے ہے۔ توبہ میں تین باتیں ضروری ہیں۔ ایک توبہ گناہ ہو گیا ہے اُس پر سچے دل سے نادم اور پشیمان ہونا۔ دوسرے توبہ کے وقت دل میں خوب یہ ٹھکان لینا کہ آئندہ گناہ سے باز رہوں گا۔ تیسرے توبہ کے بعد دل میں گناہ سے ایک نفرت کا پیدا ہو جانا۔

قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى فَمَنْ تَبَعَ هُدَايَ فَلَا يَخُوفُ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝  
ہم نے کہا تم اُن سے سارے پرکھی پیچھے تم کو میری طرف سے راہ کی خبر تو کوئی پلا میرے بتائے پر نہ ڈرو گناہ ان کو آدم نے ان کو غم اور جو منکر ہو اور جھٹلائیں ہماری نشانیاں وہ ہیں دوزخ کے لوگ وہ اُسی میں رہ پڑے

جو علما حضرت آدم کے قصہ میں سانپ کی شراکت کو صحیح کہتے ہیں اور اس بات کے قائل ہیں کہ جو فرشتے جنت کے دروازے پر تعینات ہیں وہ شیطان کو جنت میں نہیں جانے دیتے تھے۔ اس لئے شیطان سانپ کے منہ میں بیٹھ کر جنت میں گیا اور حضرت آدم و حوا کو بہکایا۔ اُن کا یہ قول ہے کہ حضرت آدم و حوا ابلیس سانپ ان چاروں کو

اِنْ يَبْكُوْا مِنْهَا فَمَا يَكُنْ اِلَّا سِحْرًا مِّنْ قَبْلِ يَوْمٍ لَّعَنَّا اُولٰٓئِكَ اَنۡفُسَهُمۡ يَكْفُرُوْنَ  
 کہتے۔ اس باب کی روایات کا پورا ذکر سورہ اعراف میں آدیا گیا کیونکہ وہاں شیطان کا پورا قصہ ہے۔ اخیر آیت  
 میں اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم کو جو قیامت تک پیدا ہوگی یہ بتلادیا ہے کہ ان کو نیک راستہ پر لگانے کے  
 لئے اللہ تعالیٰ کے احکام بیکراۃ کے رسول آویگئے جس کی نے اللہ کے رسولوں کی اطاعت کی اور اللہ تعالیٰ  
 کے احکام کے موافق عمل کیا اگرچہ قیامت کے دن میدان محشر کی گرمی۔ پیاس حساب۔ پلصراط پر گزرنا۔ تمام  
 اعمال کا تو لا جانا یہ بڑے بڑے خوفناک مقام ہیں مگر دل سے رسول کی اطاعت کرنے والے لوگوں کو یہ سب  
 مقام اللہ تعالیٰ آسان کر دیوگا۔ اور آخرت میں انکو کچھ خوف و غم نہ ہوگا۔ بلکہ جنت میں وہ اپنی عقیقہ کی زندگی  
 بڑے عیش سے بسر کریں گے۔ ہاں جو لوگ دنیا میں اللہ کے رسول کی اطاعت سے مخرف اور اللہ کے احکام  
 کے منکر رہیں گے عقیقہ میں ہمیشہ کے لئے اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل جنت  
 کا حال مختصر طور پر ذکر فرمایا ہے۔ بخاری و مسلم کی متفق علیہ اور منہذ اور حدیث کی کتابوں کی صحیح روایتوں  
 میں آنحضرت صلعم نے اس باب میں جو فرمایا ہے اُس کا حائل یہ ہے کہ پلصراط پر سے گزرنے کی قیامت کے  
 دن لوگ جنت میں جاویں گے اور اپنے اپنے عمل کے موافق کچھ لوگ پلک جھپکائے ہیں اور کچھ بجلی کی طرح  
 اور کچھ لوگ ہوا اور پرند جانوروں یا تیز گھوڑوں کی طرح پلصراط پر سے گزر جاویں گے۔ اس آیت میں اس  
 قسم کے اہل جنت کا ذکر ہے۔ لیکن ان حدیثوں کے موافق اُس دن بعض گنہگار اہل کلمہ ایسے بھی ہوں گے جو  
 اپنے گناہوں کی شامت سے پلصراط سے دوزخ میں جا چڑھیں گے اور جو لوگ شرک کی حالت میں نہیں  
 مرے وہ شفاعت کے سبب آخر کو دوزخ سے نکل کر جنت میں جاویں گے۔ پلصراط کی آیتوں میں پلصراط  
 کا اور شفاعت کی آیتوں میں اُن لوگوں کا ذکر تفصیل کے ساتھ آئے گا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اذْكُرُوا النِّعَمَ الَّتِيْ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوا بِعَهْدِيْ اَوْفٍ بِعَهْدِكُمْ  
 اے بنی اسرائیل یاد کرو اچان میسرا جو میں نے کیا تم پر اور تم میرا تو میں پورا کروں قرارتھارا  
 وَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا اَنْزَلْتُ مُّصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْا اَوَّلَ كٰفِرِيْنَ بِآيٰتِيْ  
 اور میرا ہی دور رکھو اور مانو جو کچھ اتارا ہے سچ بتاتا تھا ہے پاس لی کتاب کو اورت ہوتم پہلے منکر اس کے اور  
 لَا تَسْتَكْبِرُوْا وَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تَمَتُّوا قُلُوبًا وَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاَتَّقُوْا ۝  
 نہ لو میری آیتوں پر مول ہوؤ اور بھی سے بچتے رہو

اسرائیل حضرت یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم کا نام ہے بنی اسرائیل اور یہود حضرت یعقوب کی اولاد کو کہتے ہیں اسرائیل  
 کے سنی ہیں اللہ کا بندہ۔ ان آیتوں میں اُن یہود کا ذکر ہے جو مدینہ کے اطراف میں رہتے تھے جسے مدینہ کے منافق لوگ سازش  
 کہتے تھے بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام ہی تھے۔ انہوں نے بنی اسرائیل کو فرعون کی قید سے چھڑایا اور ملک شام میں اُن کو آباد  
 کیا یہی ملک حضرت یعقوب کا وطن ہے جب حضرت یوسف مصر کو گئے تھے تو ان کے سبب اور اولاد یعقوب کا ہی مصر کو جانا ہوا تھا پھر  
 حضرت یوسف کی وفات کے بعد یہ لوگ فرعون کی قید میں پھنس گئے۔ فرعون نے قیدیوں کی طرح ذلیل کام لیتا تھا اور نہ

ملت سے اُن کو رکھتا۔ آخر حضرت موسیٰ کے عہد نبوت میں فرعون اور اس کا لشکر سب غرق ہو کر مر گئے اور بنی اسرائیل کو اس بلا سے نجات ہوئی پھر حضرت موسیٰ پر توراۃ نازل ہوئی جس میں نبی آخر الزمان کی نشانیاں تھیں اور نبی آخر الزمان کی اطاعت کا عہد تھا۔ اللہ تعالیٰ نے یہود کو مخاطب ٹھیکر کر اپنی نعمتوں کے یاد دلانے کے بعد اسی عہد کا ذکر ان آیتوں میں کیا ہے۔ مکہ کے اطراف میں یہود نہیں تھے اسلئے جو حصہ قرآن کا مکہ میں نازل ہوا ہے اُس میں یہود کا ذکر نہیں ہے۔ ہجرت کے بعد یہ پہلا فرقہ یہود کا ہے جسکو قرآن میں اللہ تعالیٰ نے مخاطب ٹھیکر کر ایسا ہی اسلئے اُنکو پہلا کا فرمایا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ بطرح اُنکو قرآن پر ایمان لائیکو کہ اُنکیا ہوا اُنکو اس پر ایمان لانا چاہئے کیونکہ اس قرآن کی تصدیق خود توراۃ میں موجود ہے اور اگر یہ لوگ قرآن کے منکر ہو گئے تو اُنکے دیکھا دیکھی اُنکے بعد شام کے ملک کے اور یہی یہود لوگ قرآن کے منکر ہو گئے اور فریبی ٹھیکر کر دیا کہ جو لوگ اُنکے بعد منکر ہو گئے وہ اُنکے ہی پیرو ہونگے اور کعب بن اشرف وغیرہ علماء و رؤسا یہود آنحضرت صلعم کی نشانیاں جو توراۃ میں تھیں اُنکو اسلئے چپا تے تھے کہ جاہل یہود لوگ جب آنحضرت صلعم کو سچائی جان لیوینکے تو آپ کی طرف انکا میلان طبع ہو جاوے گا اور اس جاہل فرقہ یہود سے علماء یہود کو جو کچھ منفعت دنیوی ہے وہ بند ہو جاوے گی۔ اسی تھوڑے سے لالچ کو اللہ تعالیٰ نے توراۃ کی آیتوں کا تھوڑا مول فرمایا ہے اور اس لالچ کے سبب جو وبال اُنپر پڑ جاوے گا اُس سے اُنکو ڈرایا ہے۔ صحیحین میں ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا میں شخص دنیا میں ایسے ہیں جنکو دوسرا اجر ملیگا۔ ایک اہل کتاب میں کا وہ شخص جسے اپنے نبی اور کتاب کو بھی مانا اور قرآن کو اللہ کا کلام اور محمد کو بھی اللہ کا رسول جانا۔ دوسرا وہ غلام جسے اپنے آقا کو خوش رکھا اور اللہ تعالیٰ کا بھی حق ادا کیا۔ تیسرا وہ شخص جسے اپنی لونڈی کو اچھی طرح تربیت کیا اور پھر اُسکو آزاد کر کے اُس سے نکاح کر لیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہود توراۃ کے عہد پر قائم رہتے تو اللہ تعالیٰ دوہرے اجر کا اپنا عہد اُن سے پورا کرتا لیکن اپنے عہد پر قائم نہیں رہے۔ اس واسطے وہ دین دنیا کی رسوائی میں پھنس گئے۔ دنیا میں اکثر اُن میں کے جلاوطن کئے گئے اور کچھ قتل ہو گئے دین میں تو کھلا ٹھکانا اُن کا دوزخ ہے ❖

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ وَاقْبَلُوا الصَّلَاةَ  
اور مت ملاؤ صحیح میں غلط اور یہ کہ چھپاؤ سچ کو جان کر اور ٹھیکری کرو نماز

وَأَتُوا الزَّكَاةَ وَأَسْرِعُوا مَعَ الرَّاكِبِينَ ۝  
اور دیا کرو زکوٰۃ اور جھٹلو ساتھ بھٹکنے والوں کے

توراۃ میں نبی آخر الزمان صلعم کے اوصاف کی جو آیتیں تھیں اُنکو یہود نے بدل ڈالا تھا اور بعض مفسروں کا قول ہے کہ یہود لوگ یہ بھی کہتے تھے کہ اخیر زمانہ میں دجال ہوا دیکھا وہ نبی آخر الزمان ہوگا۔ توراۃ کی آیتیں اسکی نشان میں ہیں اسلئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کے کلام میں اپنی طرف سے جھوٹی باتیں نہ ملاؤ۔ اور دنیا کے تھوڑے سے لالچ کے لئے حق بات کو نہ چھپاؤ کہ جان بوجھ کر حق بات کا چھپانا بڑے وبال کی بات ہے۔ پھر فرمایا کہ توراۃ کے معاہدہ کے موافق نبی آخر الزمان کی اطاعت قبول کر کے قرآن کے حکم کے موافق نماز اور زکوٰۃ ادا کرو کہ توراۃ کے نماز



اور زکوٰۃ کے احکام شریعت محمدی سے اب منسوخ ہیں اُن احکام کے موافق نماز پڑھنے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے اب تمکو کچھ عقبے کا فائدہ نہ ہوگا۔ کیونکہ شریعت موسوی کی نماز میں رکوع نہیں ہے اور شریعت موسوی میں زکوٰۃ مال کا چارم حصہ ہے۔ یہ احکام اب قائم نہیں ہیں۔ صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبکا حاصل یہ ہے کہ دجال کے ساتھ صفحہ ان کے یہود کا ستر نہ اڑ سکے ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض مسلمانوں کے قول کے موافق آنحضرت صلعم کے وقت کے یہود نے توراۃ کے آیتوں کے معنی میں جو یہ غلطی ڈال دی کہ توراۃ میں جنوبی آخر الزمان کے اوصاف کی آیتیں ہیں وہ دجال کی شان میں ہیں۔ یہ غلطی یہودیوں نے دجال کے وقت تک قائم رکھی حالانکہ آخری کو دجال کا دعویٰ خدائی کا ہوگا۔ نبوت کا دعویٰ وہ اسو نہیں کریگا مگر شیطان کے بہکانے سے جو غلط بات کسی قوم میں جھجاتی ہے پھر وہ مشکل سے جاتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے روایت ہے جسکو ترمذی نے حسن اور حاکم نے صحیح کہا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اگر کسی شخص عالم کو کوئی اور کام مسئلہ معلوم ہوا اور وہ اسکو چھپا دے تو ایسے شخص کے منہ میں قیامت کے دن آگ کی لگام دیجاوے گا۔

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَكُوْنُوْنَ الْكَافِرِيْنَ  
 کیا حکم کرتے ہو لوگوں کو نیک کام کا اور بھولتے ہو آپ کو اور تم پر اتنے ہو کتاب  
 کیا پیر نہیں ہو جیتے

علماء یہود اپنی قوم کے جاہل لوگوں کو نیک کام کرنے کی نصیحت توراۃ کے موافق کرتے تھے اور خود  
 اسی نیک کام کے کرنے کے پابند نہوتے تھے۔ اُن میں یہ بات بھی تھی کہ یوں کہنے کو تو توراۃ کی  
 کے موافق عمل کرنے کو اپنی قوم کے لوگوں سے کہتے تھے مگر توراۃ میں نبی آخر الزمان کی نشانوں کی  
 آیتیں تھیں اُنکو چھپاتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اُنکو یہ تنبیہ فرمائی۔ صحیحین میں اسامہ بن زید سے روایت  
 جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ دوزخ میں ایک شخص کی انتڑیاں باہر نکلی ہوئی ہوگی  
 وہ اپنی انتڑیوں کے گرد پھرتا ہوگا اور عذاب میں مبتلا ہوگا۔ دوزخی لوگ اُس سے کہو نیکی کا کچھ  
 تو تو ہم کو نیک کاموں کی نصیحت کیا کرتا تھا۔ وہ کہو گی ناں یہ تو سچ ہے مگر میں اُس نصیحت کے ہوا  
 عمل نہیں کرتا تھا۔ صہبہؓ امام احمد اور صحیح ابن حبان میں حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے  
 حاصل یہ ہے کہ شبِ معراج میں آنحضرت صلعم نے کچھ لوگوں کو دیکھا جنکے ہونٹھ اُگ کی قمیچوں سے دوز  
 کے فرشتے کاٹ رہے ہیں۔ آپؐ نے حضرت جبریلؑ سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ حضرت جبریلؑ نے ہم  
 دیا یہ آپؐ کی امت کے وہ عالم ہیں جو لوگوں کو تو نیک کام کرنے کی نصیحت کرتے تھے اور خود نیک کام  
 کرنے میں غفلت کرتے تھے۔ ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کے علماء پر طرح طرح کا عذاب  
 ہوگا۔ اللہ تعالیٰ امتِ محمدیہ کے علماء کو اس بلا سے بچنے کی توفیق دیوے۔ آمین

وَأَسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ وَالْحَقَّ الْكَبِيرُ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ الَّذِينَ

اور قوت پکڑو محنت سہارنے سے اور نماز سے اور البتہ وہ بھاری ہے مگر انہیں پر جسکے دل پچھلے ہیں جن کو

يُظَنُّونَ أَنَّهُمْ مُلَاقُوا رَبِّهِمْ وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

خیال ہے کہ ان کو ملنا ہے اپنے رب کے اور ان کو اسی طرف اُٹے جانا

اوپر کی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے یہود کو ان کی چند بُری خصلتوں سے روکا تھا۔ اب اس آیت میں عام طور پر ارشاد ہے کہ انسان کو اپنی بُری خصلتوں سے باز رہنے کے لئے دو چیزوں سے مدد لینی چاہئے۔ اول تو صبر یعنی شریعت میں جو باتیں منع ہیں انکے کرنے سے اپنے جی کو روکنا۔ دوسری چیز نماز ہے کہ آدمی کی بُری خصلتیں چھوڑا دیتی ہے۔ دل کی پریشانی دور کر دیتی ہے۔ مسند امام احمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ایک شخص کا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو اس طرح ہوا کہ وہ رات کو تو نماز پڑھتا ہے اور دن کو چوری کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اسکی نماز اسکی چوری کی عادت چھوڑا دیو گی۔ مسند امام احمد اور ابو داؤد میں حدیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل جب کسی بات سے پریشان ہوتا تو آپ نماز پڑھا کرتے تھے۔ پھر فرمایا کہ اس طرح کی نماز جس سے بُری خصلت چھوٹ جاوے اور دل کی پریشانی رفع ہو جاوے اُن ہی لوگوں کی ہے جو نماز پڑھتے وقت خدا کا خوف دل میں رکھتے ہیں اور یہ اعتقاد اُن کے دل میں جما ہوا ہوتا ہے کہ اُن کو ایک روز خدا کے روبرو جانا ہے اور یہ نماز اُنکے نامہ اعمال میں لکھی جا کر اُس روز خدا کے روبرو تولی جاوے گی جس تول میں اُسکا عیب و صواب سب کھل جائیگا۔ اور جو لوگ اوپر ہی دل سے نماز پڑھتے ہیں اُن کی نماز میں خصلتیں تو کجا اُن کی نماز باز ہو جاتی ہے۔ نہ وقت کی پابندی اُن سے ہو سکتی ہے نہ رکوع سجود کے لئے اُن کو وقت ملتا ہے اور نہ ایسی نماز سے اُن کو کچھ فائدہ ہے۔ صحابہ کا قول ہے کہ جس شخص کی نماز اسکو بدی سے نہ روکے تو یہ جھنپنا چاہیے کہ ایسے شخص نے گویا نماز ہی نہیں پڑھی کیونکہ بجائے قربت الہی کے ایسی نماز کے سبب سے ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ سے اور دوری نصیب ہوگی۔ اور ایسے ثواب عذاب کے مسئلہ میں صحابہ نے جو کچھ لہا ہے وہ اللہ کے رسول سے سنکر کہا ہے ۛ

إِنِّي أَسْرَأُ إِلَيْكَ أَذْكَرُ وَأَنْعَمَتِي الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيْكُمْ وَأَنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ ۝

اے نبی اسرائیل یاد کرو احسان میرا جو میں نے تم پر کیا اور وہ جو میں نے تم کو دیا کیا جہاں کے لوگوں پر

یاب مدت تک اولاد یعقوب میں نبوت بادشاہت اور بُری بُری نعمتیں اللہ تعالیٰ کی رہی ہیں حال کے نبی اسرائیل و جو بنی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مدینہ منورہ کے گرد و فواح میں رہتے تھے اُن کے بزرگوں کی حالت یاد دلانے کے لئے اور اُس حالت سے ان حال کے یہود کو قائل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں تاکہ

تاکہ یہ لوگ ذرا اپنے دل میں شرمائیں کہ وہ اللہ جسے آج انکو نبی زادے اور بادشاہ زادے ہونے کا فخر عنایت فرمایا اس فخر کی شکر گزار ہی کیا ہی ہے کہ اللہ کے رسول سے طرح طرح کی مخالفتیں کر کے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں یہ لوگ پھنسے ہوئے ہیں۔ کیا اپنے بزرگوں کے قصہ میں کی یہ بات انکو یاد نہیں کہ فرعون جیسے صاحب حشمت مصر کے بادشاہ کو رسول وقت کی مخالفت نے کیا دن دکھایا۔ ان کی کیا اصل ہے کہ رسول وقت کی مخالفت کر کے یہ دنیا میں ستاد و آباد رہ سکتے ہیں۔ اللہ سچا ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ سورہ حشر کی تفسیر میں معلوم ہو جاوے گا کہ رسول وقت کی مخالفت نے ان لوگوں کو بھی وہی دن دکھایا جس سے فرعون کا قصہ یاد دلا کر اللہ تعالیٰ نے انکو ڈرایا تھا۔ تاریخ پچھلے کسی وقتہ کو حال کے کسی وقتہ کا نتیجہ جتانے کے لئے پیش کرنا یہ ثبوت مطلب کا ایک عمدہ طریقہ ہے۔ قرآن شریف میں پچھلے قصے اکثر ایسے محل پر ذکر کئے گئے ہیں۔ مسند امام احمد اور صحیح ابن حبان وغیرہ میں بسند معتبر روایتیں ہیں ان کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ آج کو موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو انکو بھی سو شریعت محمدی کی تابعداری کے اور کوئی چارہ نہ ہوتا۔ اور ترمذی وغیرہ میں معتبر سند سے جو روایتیں ہیں انکا حاصل یہ ہے کہ نبی آخر الزمان صلعم کی امت پچھلی سب امتوں سے بہتر ہے۔ اس لئے اس آیت کے معنی نہیں ہیں کہ حضرت موسیٰ حضرت نبی آخر الزمان صلعم یا حضرت ابراہیم سے افضل ہیں یا حضرت موسیٰ کی امت نبی آخر الزمان کی امت سے افضل ہے بلکہ وانی فضلکم علی العالمین کے یہ معنی ہیں کہ اس زمانہ کے صاحب فضیلت بنی اسرائیل تھے۔ کیونکہ نبوت بادشاہت سب کچھ ان کے ہی گھر میں تھا۔

وَاتَّقُوا يَوْمًا لَا تَجْزِي نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا وَلَا يَقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَلَا يُؤْخَذُ  
اور بچو اس دن سے کہ کام نہ آوے کوئی شخص کسی کے ایک ذرہ بھر اور قبول نہو اسکی طرف سے سفارش اور نہ لیں  
مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ  
اسکے بدل میں کچھ اور نہ ان کو مدد پہنچے

بنی اسرائیل تورات کی آیتیں بدلنے اور چپانے میں اللہ تعالیٰ کے رسول کو نہ جاننے میں اللہ تعالیٰ کی طرح طرح کی نافرمانی کرتے تھے اور آپس پر کہتے تھے کہ ہم لوگ نبی زادے ہیں۔ دنیا میں اگر کوئی بڑا کام ہے ہو بھی جاوے گا تو ہمارے بڑے قیامت کے دن اللہ کی جناب میں ہماری شفاعت کر کے ہمکو دوزخ سے بچا لیں گے۔ بنی اسرائیل کی اس بے جنیا و توقع کو جڑ سے اکھڑ دینے کی تنبیہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور فرمادیا کہ اس دن بے مرضی اللہ تعالیٰ کے کوئی کسی کی طرح کی مدد یا سفارش نہیں کر سکتا۔ یہاں تک کہ ان کے بڑوں کے بڑے ابراہیم علیہ السلام خود اپنے باپ کی شفاعت نہ کر سکیں گے۔ پھر ان کا تو کیا ذکر ہے۔ ترمذی وغیرہ میں معتبر سند سے جو روایتیں ہیں ان کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو لوگ سوئے شرک کے اور کبیرہ گناہ کر کے بغیر توبہ کے مر جاویں گے قیامت کے دن انکی شفاعت ہوگی۔ راہ شرک اسکو تو اللہ تعالیٰ نے خود فرما دیا ہے کہ ان اللہ لا یغفر

اَلشُّرَكَ بِہ۔ جو لوگ قبر پرستی پر پرستی ریاکاری کے سبب سے کسی طرح کے شرک علی یا خفی میں گرفتار ہیں اُنکو اپنے عقیدے اور عمل کی اصلاح جلدی بلکہ بہت جلدی کرنی چاہئے۔ ورنہ قیامت کے دن سو اچھا توے کے اُنکو اور کچھ چارو نہ ہوگا۔ اور اُس دن کا بچتنا نا کچھ کام نہ آویگا۔

وَإِذْ يَخِيتُكُمْ مِّنَ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُوكُم بِسُوءِ الْعَذَابِ ابْنُ بَحْوَنَ ابْنَاءَ كُورَ

اور جب پھڑایا بننے تمکو فرعون کے لوگوں سے دیتے تمکو بڑی تکلیف دینے کرتے تمہارے بیٹے اور یَسُومُوكُم بِسُوءِ الْعَذَابِ وَفِي ذٰلِكُمْ بَلَاءٌ مِّنْ رَبِّكُمْ عَظِيمٌ ۝ وَإِذْ فَرَمْنَا بِكُمُ الْخَرَجَ

جیتی رکھتے تمہاری عورتیں اور اس میں مدد ہوئی تمہارے رب کی بڑی اور جب بنے حیرا تمہارے پیش کے

فَاجْئِنَا كُمْ وَاعْرِضْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ۝

دریا کو پر بجا دیتا تمکو اور دُور دیا فرعون کے لوگوں کو اور تم دیکھتے تھے

یہ پور قصہ تو سورہ طہ سورہ شعرا اور قصص میں آویگا۔ ان آیتوں کا مطلب سمجھنے کے قابل اس قصہ کا حاصل یہ ہے کہ فرعون نے ایک خواب دیکھا تھا کہ بیت المقدس سے ایک آگ نکلی ہے جس سے سوا بنی اسرائیل کے محلہ کے اور مصر کے سب گھر جل گئے۔ اُسے بخومیوں سے اپنے اس خواب کی تعبیر پوچھی انہوں نے یہ تعبیر بتلائی کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہونے والا ہے اُسکے سبب فرعون کی سلطنت کو زوال ہو جاوے گا۔ فرعون نے اس قصہ سے بچنے کے لئے یہ تدبیر کی کہ اُس تاریخ سے بنی اسرائیل میں جس قدر لڑکے پیدا ہوں اُنکے مار ڈالنے کا اور جس قدر لڑکیاں پیدا ہوں اُنکو چھوڑ دینے کا حکم دیا مگر تقدیر اُسی کے آگے آدمی کی کیا تدبیر چلی سکتی ہے۔ آخر حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور خوف فرعون کے گھر میں انہوں نے پرورش پائی اور حضرت موسیٰ کے نبی ہونے کے بعد فرعون کی ظلم زیادتی سے بچنے کے لئے جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو یہ حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو مصر سے اُنکے اصلی وطن ملک شام کو لیجاؤ تو حضرت موسیٰ نے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے موافق ایک رات بنی اسرائیل کو ساتھ لیکر مصر سے کوچ کروایا اور فرعون نے اس خبر کو سننے ہی کئی لاکھ آدمیوں کا لشکر لیکر اُن کا پیچھا کیا اور دریائے فلام پر بنی اسرائیل سے آلا حضرت موسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ اپنا عصا دریائے پانی پر مارو۔ اُسکے موافق حضرت موسیٰ نے عمل کیا اور اُس سے دریا میں خشک راستہ پیدا ہو گیا۔ اس راستہ سے حضرت موسیٰ تو مع بنی اسرائیل کے دریا پار ہو گئے۔ فرعون نے اس راستہ سے جب دریا پار ہونے کا قصد کیا تو اسکے بیچ دریا میں پہنچ جانے کے بعد دریا کا پاٹ ٹل گیا اور فرعون اپنے لشکر سمیت دُوب کر ہلاک ہو گیا اور فرعون کے ماتھے سے بنی اسرائیل کو نجات ہو گئی۔ غرض آنحضرت صلیم کے زمانہ کے یہودیوں ان آیتوں میں یہ کچھ قصہ اسلئے یاد دلایا گیا ہے کہ اگر یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل بجا لاویں گے اور رسول و قسٹ کی نجات چھوڑ کر ان کی اطاعت پر قائم ہو جاویں گے تو اطاعت رسول وقت کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے جس طرح ہر وقت ان کے بزرگوں کی مدد کی ہے اُسی طرح ان کی مدد کی جاوے گی۔ اور اگر اسی مخالفت رسول اور نافرمانی الہی پر یہ لوگ اڑے رہیں

تو ایک دن فرعون اور فرعونوں کا سامنے جان کی آنکھوں کے سامنے آجاو گا حضرت یعقوب کا اصلی وطن ملک شام ہے حضرت یوسف جب مصر میں تھے اس وقت حضرت یعقوب کے گنبد میں سے اور لوگ بھی مصر میں جا کر رہے تھے یوسف کی وفات کے بعد فرعون کی عملداری میں یہ لوگ عام رعیت کی طرح مصر میں رہتے تھے اور جب فرعون نے وہ خواب دیکھا تھا اس وقت سے جنگلا کر بنی اسرائیل پر طرح طرح کی سختیاں شروع کر دی تھیں۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو حکم دیا تھا کہ تم بنی اسرائیل کو ان کے اصلی وطن ملک شام کو پہنچاؤ۔ قرآن شریف میں پچھلے قصبے جس طرح کسی حال کے مطلب کے ثابت کرنے کے لئے ذکر کئے جاتے ہیں اسی طرح یہ ہر ایک قصبہ بنی آخر الزمان کی نبوت کے ثبوت میں ذکر کیا جاتا ہے۔ کیونکہ باوجود آدمی ہونے کے آپ کو پچھلی کتابوں کے قصبہ بغیر غیبی مدد کے نہیں آسکتے تھے۔ منہ امام احمد بخاری مسلم نسائی وابن ماجہ میں جو روایتیں ہیں ان کا حاصل یہ ہے کہ جب آنحضرت صلعم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں آئے تو معلوم ہوا کہ مدینے کے گرد و نواح میں جو یہود لوگ رہتے ہیں وہ عاشورے کے دن کا روزہ رکھا کرتے ہیں۔ آپ نے اس روزہ کا سبب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آج ہی کے دن فرعون ڈوب کر ہلاک ہوا۔ اور اس کے ہاتھ سے بنی اسرائیل کو اسدن سے نجات ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کے شکریہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آج کے روز روزہ رکھا تھا اسلئے یہ لوگ بھی اس دن کا روزہ رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ان لوگوں سے مجھ کو حضرت موسیٰ کے شریف حال ہونے کا زیادہ حق ہے۔ یہ فرما کر خود آپ نے بھی عاشورے کے دن کا روزہ رکھا اور صحابہ کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

وَاذْذِعْدَا مَوْسٰی اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذَ قَوْمُ الْعِجْلِ مِنْ بَعْدِهِ وَاَنْتُمْ ظَالِمُوْنَ ۝

اور جب ہم نے وعدہ کیا موسیٰ سے چالیس رات کہ پر تے بنالیا۔ پچھڑا اس کے پیچھے اور تم بے انصاف ہو

ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَاذْذِعْنَا مَوْسٰی الْكِتَابَ وَ

پھر معاف کیا ہم نے تمکو اس پر بھی شاید تم احسان مانو اور جب دی گئے موسیٰ کو کتاب اور

الْفَرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ وَاذْذَا قَالَ مَوْسٰی لِقَوْمِهِ يَقُوْمُوا اِنْكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ ۝

چلوتی شاید کہ تم راہ پاؤ۔ اور جب کہ موسیٰ نے اپنی قوم کو اسے قوم تے نقصان کیا اپنا

بِاِتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوبُوْا اِلٰی بَارِئِكُمْ فَاَقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ ۝

یہ پچھڑا بنالیکر اب توبہ کرو اپنے پیدا کرنے والی طرف اور مارو الہ اپنی جان یہ بہتر ہے تمکو اپنے خالق کے پاس

فَتَابَ عَلَیْكُمْ اِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ وَاذْذَا قُلْتُمْ يٰمَوْسٰی لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰی نَرٰی اللّٰهَ جَهْرَةً ۝

پھر متوبہ ہوا تم پر برحق وہی ہے معاف کرنے والا مہربان اور جب کہ تم نے موسیٰ ہم یقین نہ کریں گے تیرا جب تک نہ دیکھیں اللہ کو سامنے

فَاَخَذْنَا لَكُمْ الصُّبْحَةَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝ ثُمَّ بَعَثْنَا مَوْسٰی لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

پھر لیا تم کو بجلی نے اور تم دیکھتے تھے پھر اٹھا کھڑا کیا ہم نے تمکو اس پیچھے شاید تم احسان مانو



پورا قصہ تو سورہ اعراف اور طہ میں آویجا۔ ان آیتوں کا مطلب سمجھنے کیلئے اس قصے کا حاصل یہ ہے کہ جب فرعون کے ہاتھ سے بنی اسرائیل کو نجات ہو گئی تو بنی اسرائیل کو راہِ رست پر چلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو حکم دیا کہ وہ کوہ طور پر آکر جا لیں۔ ایں رہیں اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں تو پھر انہیں تورات نازل کیا دیگی۔ اس حکم کے موافق حضرت موسیٰ نے حضرت ہارون کو اپنے خلیفہ کے طور پر بنی اسرائیل کی نگرانی کیلئے چھوڑ کر خود کوہ طور پر چلے گئے۔ بنی اسرائیل جس ات مصر سے نکلے اُس ات فرعونوں سے ایک شادی کا بہانہ کر کے تمام رات سفر کی تیاری کیلئے جاگتے رہے اور اس شادی کے حیلہ سے انہوں نے فرعونوں سے کچھ گھنایا تا بھی مانگے کو لیا تاکہ فرعونوں کو ناقص بنائیں ہو جاوے اور خلافِ عادت رات بھر جاگنے کا سبب کسی فرعون کو معلوم نہ ہو سکے۔ اسی رات کی صبح کو فرعون اور فرعون کی تو سب ہلاک ہو گئے۔ اس لئے اُس زیور کا کوئی طالب گار باقی نہ رہا۔ اور زیور جوں کا توں بنی اسرائیل کے پاس رہا۔ حضرت موسیٰ کے کوہ طور پر جانے کے بعد حضرت ہارون کو جو اُس زیور کا خیال آیا تو انہوں نے بنی اسرائیل سے کہنا یہ زیور پرانی آتما ہے اس کا تم لوگوں کے پاس رہنا مناسب نہیں ہے۔ حضرت موسیٰ کے واپس آنے تک تم زمین میں ایک گڑھا کھود کر اس زیور کو وہاں دے دو۔ حضرت موسیٰ کے آنے پر اس زیور کا کچھ فیصلہ ہو جاوے گا۔ بنی اسرائیل نے ایسا ہی کیا لیکن بنی اسرائیل میں سامری نام کا جو ایک منار تھا اُس نے اُس زیور کو اُس گڑھ میں سے نکال کر گلا دیا اور اُس کا ایک بچہ گڑھا اور فرعون کے ڈوبنے کے وقت یا حضرت موسیٰ کے کوہ طور پر لائے جانے کے وقت حضرت جبریل کے گھوڑے کے سُم کے نیچے کی ذرا سی مٹی جو اُس نے اٹھا رکھی تھی وہ اُس بچہ کے منہ میں ڈال دی جس سے وہ بچہ اُٹھ کر نکلا اور اٹھ ہزار بنی اسرائیل نے اُس بچہ کے کی پوجا شروع کر دی۔ سامری نے یہ مٹی اُسے اٹھالی تھی کہ اُس کی نظر گر گئی تھی کہ حضرت جبریل کے گھوڑے کا سُم جہاں پڑتا تھا وہاں ہری گھاس نکل آتی تھی۔ اس نے یہ سوچ کر کہ اس مٹی کو جہاں ڈالا جاوے گا ضرور کچھ نہ کچھ اتر دیکھا وگئی۔ یہ مٹی بچہ کے منہ میں ڈال دی اور علمِ اذلی میں جو قصہ خیر چکا تھا وہ اس مٹی کے ڈالنے سے پیش آیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر سے واپس آن کر جب یہ حال دیکھا تو حضرت ہارون بنی اسرائیل اور سامری پر بہت خفا ہوئے۔ اور اُس بچہ کو توڑ کر چور چور کر ڈالا اور دریا میں بہہ نکدیا اور بنی اسرائیل میں کے سر آدمی اچھے نیک چھانٹ کر بچہ کوہ طور پر بنی اسرائیل کی توبہ کی سفارش کے لئے گئے اور جب اللہ تعالیٰ سے حضرت موسیٰ کی ہمکلامی ہوئی تو ان سر آدمیوں سے اللہ تعالیٰ کے ویدار کی خواہش کی۔ اور ان ملکن خواہش کی گستاخی کی سزا میں ان پر بجلی گری اور مر گئے اور پھر حضرت موسیٰ کی دعا سے زندہ ہوئے اور بچہ پوچھنے والوں کی سزا یہ قرار پائی کہ ان کو قتل کیا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے توراۃ کیلئے جانے میں اور صحنی جو یہاں ہوئے تھے آیتوں کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجانے کی غرض سے اُن سب کو ایک جگہ بیان کر دیا گیا ہے۔ وَاِذْ اَنْبَاْنَا مُوسٰی الْكَشْبُ الْفَرَقَانَ کی تفسیر میں اس پر سلف کا اتفاق ہے کہ مراد کتاب ہے اس آیت میں توراۃ ہو لیکن فرقان کی تفسیر میں علماء سلف کے چند قول ہیں اولیٰ یہی قول ہے کہ فرقان مراد عصا و غیر حضرت موسیٰ کے معجزات ہیں اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ مثل اور انبیاء کے اللہ نے علاوہ کتاب آسمانی کے معجزات بھی موسیٰ کو دیے کہ معجزات کو دیکھ کر ان کے نبی برحق ہو کر جلدی یقین ہو جاوے۔ جیسا کہ عصا کا معجزہ دیکھ کر حضرت موسیٰ کو نبی

خانہ میں کا جاوے گا کہ اس کا حال

وَضَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّاءَ وَالسَّلْوىٰ ۖ وَكُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ

اور سیاہ کیا ہے غبار اور انار اور نم اور سلویٰ کھاؤ مستحری چیزیں جو میں نے تم کو  
وَمَا ظَلَمُونَا وَلٰكِنْ كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۚ وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هَذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوا

اور ہمارا کچھ نقصان نہ کیا پر اپنا ہی نقصان کرتے رہے اور جب کہا ہے چل ہو اس شہر میں اور کھاتے  
مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا ۖ وَادْخُلُوا الْبَابَ مُسَجِّدًا ۖ أَوْ قُولُوا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيئَتَكُمْ

اُس میں جہاں چاہو اچھوڑ کر اور دروازے میں سجدہ کر کر اور کو گناہ اترے تو بخشیں ہم تم کو تمہاری گناہوں  
وَسَيَزِيدُ الْحَسَنِينَ ۚ فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَنزَلْنَا عَلَىٰ

اور زیادہ ہی دینگے نیکی کرنے والوں کو پر بدل لی بے انصافوں نے اور بات سوائے جو کہدی تھی اُن کو پھر اتارا ہے  
الَّذِينَ ظَلَمُوا رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ۚ وَإِذْ اسْتَسْقَىٰ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ

بے انصافوں پر عذاب آسمان سے اُنکی بے حکمی پر اور جب پانی مانگے ہوئے نے اپنی قوم کے واسطے  
فَقُلْنَا اضْرِبْ بِصَاحِكَ الْحَجَرِ ۖ فَالْحَجَرُ فَكَانَ الْمَخْرُجَ ۚ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۚ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اِنَاسٍ

تو کہا ہم نے مار اپنے عصا سے پتھر کو پتھر بن گئے اُس سے پتھر بن گئے پتھر بن گئے پتھر بن گئے  
مِّنْ شَيْءٍ كَّهُمْ ۖ وَكَوَاوِاشِرُ بَوَّامٍ رَّزَقَ اللّٰهُ وَلَا تَعْتَوِي الْاَرْضَ مُمْسِدِينَ ۚ وَادْخُلُوا

اپنا گھاٹ کھاؤ اور پیو روزی اللہ کی اور نہ بہرہ ملک میں فساد مچاتے اور جب کہاتے  
يَمُوسٰى كُنْ تَصْدِرْ عَلَىٰ طَعَامٍ وَّاحِدٍ ۖ فَادْخُلْ لَنَا نَبِكَ لِخُرُجٍ لَّنَا فَمَا ثَبَّتِ الْاَرْضَ مِنْ

اے موسیٰ ہم نے پتھر بن گئے ایک کھاتے پر سوچا کہ ہمارے واسطے اپنے رب کو کہہ کمال لے سکو جو اُن سے زمین سے  
بَقِيَّتُهَا وَفَنَّا هَا وَفَوْمَهَا وَعَدَّ سَهًا وَبَصُلَهَا ۚ قَالَ اَسْتَبْدِلُ لَوْنِ الَّذِي هُوَ اَدْنٰى

زمین کا ساگ اور گدھی اور گھوڑوں اور سور اور پیاز بولا کیا تم چاہتے ہو ایک چیز جو اوتے سے  
بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ ۚ اِهْبِطُوا مِصْرًا ۚ اِنَّ لَكُمْ مَّا سَأَلْتُمْ ۚ وَضَرَبْتَ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةَ ۚ وَ

بدلے ایک چیز سے بہتر ہے اتر کسی شہر میں تو نکلو گے جو مانگتے ہو اور ڈال گئی اُن پر ذلت اور  
وَالْمَسْكَنَةَ وَبَاؤُا بُغْضًا مِّنَ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُوْنَ بِآيَاتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ

مناجی اور کمال لائے غصہ اللہ کا اُس پر کہ وہتے نہ مانتے حکم اللہ کے اور خون کرتے  
النَّبِيِّنَ بِخَيْرِ الْحَقِّ ۚ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَاَنَّهُمْ كَانُوا يَعْتَدُوْنَ ۚ

نبیوں کو ناحق یہ اُس سے کہ بے حکم تھے اور حد پڑھتے تھے  
پورا قصہ تو سورہ مائدہ میں آویگا مگر اِن آیتوں کا مطلب اُس قصہ کے اس قدر خلاصہ سے سمجھ میں آسکتا ہے کہ بیت  
المقدس میں اُس زمانہ میں جبکہ بنی اسرائیل مصر سے نکلے تھے قوم عا د و بنیہ لوگ بستے تھے جو عمالہ قوم کے نام سے  
مشہور تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو ساتھ لیکر عمالہ قوم سے لڑو۔ اللہ

حکم سے برہنہ ہو جاوے گی اور اسی بنی اسرائیل میں جاؤ گئے۔ یہ کنعانی عمالۃ نام کے لوگ قومی اور صاحب جہامت تھے انکا حال سنکر بنی اسرائیل نے انکے ساتھ لڑنے کے حکم کیا اس شرارت اور گستاخی کی سزا میں ملک شام اور مصر کے درمیان کے ایک جنگل میں چالیس برس تک بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے قید کر دیا۔ وہ وہیں کے وقت اس جنگل میں ایک ایک ایبر کا سایہ ہوتا تھا۔ من و سلوے انکی غذا تھی۔ حضرت موسیٰ کے معجزہ سے ایک پتھر پر عصا مارنے سے آدمیوں اور جانوروں کی ضرورت کیو اتفاق پائی نکلتا تھا۔ اس جنگل میں من اور سلوے کھاتے کھاتے اکتا کر بنی اسرائیل نے پیاز و لہسن وغیرہ کھانے کی خریداری کی تھی لیکن مفسرین قول یہ کہ یہ ایبر کا سایہ تھے جنگل میں نہیں تھا بلکہ مفسرین نے لکھا کہ بنی اسرائیل جب ملک شام کو جا رہے تھے یہ سایہ اس وقت تھا مگر حضرت علی بن عباس رضی کی نسائی کی روایت سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایبر کا سایہ قید کے جنگل میں تھا۔ مفسرین نے لکھا کہ من تو ترجمین کا نام ہے اور سلوے ایک قسم کے جانور تھے جو بنی اسرائیل کے پڑاؤ کی جگہ آجاتے تھے۔ اور بنی اسرائیل بلاد قنات کو پھرتے اور قنات کے کھاتے تھے۔ سو ابو داؤد کے صحاح میں جو روایت ہے کہ انہی من کی قسم سے ہوا سکے معنی یہ ہیں کہ جس طرح بنی اسرائیل کو وہ کھانا بلاد قنات ہم پہنچ جاتا تھا اسی طرح کھنہیں بغیر کسی کے ہونے کے پیدا ہو جاتی ہے۔ سورہ رعد میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان الله لا یغیر ما بقوم حتی یغلبوا ما بانفسہم جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس قوم پر اپنی کریمی سے کچھ انعام و احسان کرتا ہے تو جب تک اس قسم کے لوگ خدا تعالیٰ کی نافرمانی نہ کریں۔ اس وقت تک وہ انعام و احسان اتنی قائم رہتا ہے۔ آخر کوع تک ان آیتوں کا حاصل مطلب بھی یہی ہے کہ باوجود اللہ کے طرح طرح کے احسانات کے جبکہ بنی اسرائیل نے اللہ تعالیٰ کے نبیوں کے ساتھ حد سے زیادہ بدسلوکی کی یہاں تک کہ انکو شہید کر ڈالا اور عمالۃ کی بستی جب فتح ہو گئی تو جس طرح سے انکو اس بستی میں داخل ہونے کا حکم تھا اس حکم کے بجا لانے میں انہوں نے نافرمانی کی اور من و سلوے جو بغیر محنت و مشقت کے انکو کھانے کو ملتا تھا اس کی ناشکرگی کر کے انہوں نے یہ کہا کہ اس ایک کھانے سے ہمارا دل نہیں بھرتا۔ غرض اس طرح کی ان کی نافرمانیوں سے اللہ تعالیٰ کا ان پر غصہ ہوا اور وہ بے محنت و مشقت کا کھانا بند ہو کر ہمیشہ کی دولت و خوارگی انکے پیچھے لگ گئی۔ چنانچہ اب یہود لوگ جہاں نظر آتے ہیں ان میں خوشحال بہت کم ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے موافق قیامت تک اس قوم کا یہی حال رہوگا۔ اسی مضمون کو مختصر طور پر اس آیت میں فرمایا ہے کہ انہوں نے ہمارا کچھ نہیں کیا پر اللہ تعالیٰ انکو نقصان کرتے رہے۔ مسند امام احمد میں بسند معتبر حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا قیامت کے دن سب سے بڑا عذاب اس شخص پر ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے کسی نبی کو قتل کرے۔ یا اللہ تعالیٰ کا کوئی نبی اسکو قتل کرے۔ اس سے معلوم ہوا کہ علاوہ دنیا کے مواخذہ کے قیامت دن حضرت زکریا و یحییٰ او اور انبیاء کے قتل کے مواخذہ میں یہود پر بڑا عذاب ہوگا۔ ان آیتوں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ گناہوں کے سبب سے اللہ تعالیٰ کا طرح طرح کا عذاب نازل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو گناہ سے بچا دے تاکہ اللہ تعالیٰ کی ہر ایک کلمہ کی پاس دنیا میں امن رہے۔ جب عمالۃ کی بستی فتح ہوئی تو حکم تھا کہ بستی کے دروازہ میں شکر یہ کا سجدہ کر کے جاؤ ورنہ حطۃ کا لفظ کہو جسکے معنی گناہوں کے زائل ہونے کے ہیں۔ بنی اسرائیل نے یہ شرارت کی کہ بجائے سجدہ کے تو

جو تڑوں کے بل گھسکنے لگے اور بچاے خطہ کے خطہ کہا جسے معنی گیسوں کے ہیں۔ اس شرارت کے وبال سے  
 ان میں مٹاؤں پھیلنا اور دوپہر کے عرصہ میں ستر ہزار کے قریب آدمی ہلاک ہو گئے +

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصَارَى وَالصَّابِئِيْنَ هُمْ اٰمَنٌ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ  
 بات یہ ہے کہ جو لوگ مسلمان ہوئے اور جو لوگ یہودی ہوئے اور نصرا نی اور صابئین جو کوئی یسین لایا اللہ پر اور بچنے دن پر  
 عَمَلٌ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ  
 اور کام کیا نیک تو ان کو ہے ان کی مزدوری اپنے رب کے پاس اور نہ ان کو ڈر ہے اور نہ وہ غم کھادیں

یہود اپنے آپ کو حق پر بتلاتے تھے اور انھارا اپنے آپ کو اور صابی لوگ کسی رسول کے پیرو نہیں تھے اپنے آپ کو حق  
 پر کہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حق پر وہی ہے اور اسی کو اللہ کے نزدیک اجر پانے کا حق ہے اور وہی قیامت کے  
 دن اجر پانے کا جو اللہ پر ایمان لاوے اور اللہ پر ایمان لانا اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ ہر وقت کے مناسب  
 حال جو اللہ کی شریعت ہر ایک اللہ کے رسول لاتے ہیں اس شریعت کی پیروی کی جاوے صحیحین میں حضرت جبر  
 کے قصہ کی جو حدیث ہے اس میں حضرت جبریل نے آنحضرت صلعم سے سائل بنکر پوچھا ہے کہ ایمان کیا چیز ہے  
 جو جواب دیا ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے سب رسولوں اور آسمانی کتابوں کے  
 کو ایمان کہتے ہیں۔ اس آیت میں جو لفظ من امن باللہ کا آیا ہے اس کی یہ حدیث تفسیر ہے جس سے  
 ہوتا ہے کہ آخری زمانہ میں نبی آخر الزمان اور قرآن پر ایمان لانے کے بغیر کسی دین والے شخص کی نجات نہ  
 ہو سکتی۔ اسی واسطے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت جو سلم میں ہے اس میں آپ نے صاف فرمایا ہے کہ کوئی شخص  
 یہودی ہو یا نصرانی میرا حال نہ کر جو پر ایمان نہ لاویگا تو ایسے شخص کا ٹھکانا دوزخ ہے +

فَلَا تَاْخُذْ بَاِمْثَالٍ مِّنْهُمْ فَمَنْ اَوْفَقَكَ الطُّوْرُ فَاَمَّا اَتَيْنَاكَمۡ بِقُوَّةٍ وَّاَذْكُرُوا مَا  
 ادب لہاجنے قرار تم سے اللہ کا کیا تم پر بہار کچھ جو بنے دیا زور سے اور یاد کرتے ہو  
 دِيْنَهُ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنۢۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ  
 اس میں ہے شاید تم کو ڈر ہو پھر تم پھر گئے اس کے بعد سو اگر وہ نہ تھا فضل اللہ کا تم پر

مَرَحْمَتُهُ لَكُنْتُمْ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝  
 اس کی مر تو تم خراب ہوتے

یہ پورا قصہ تو سورہ اعراف میں آویجا حاصل اسکا یہ ہے کہ فرعون کے جاگ ہو جانے کے بعد پہلے تو نبی اسرا ئیل  
 موسیٰ علیہ السلام سے یہ خواہش ظاہر کی کہ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ احکام اللہ تعالیٰ کی جملوت کے طریقے  
 ہم پر نازل ہو جاویں تو اپنے دشمن فرعون سے نجات پانے کے شکر میں ہم لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت ان احکام آتی



کی روایت سے اس قصہ کا حال یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص بڑا مالدار تھا۔ اس کے کوئی اولاد نہیں تھی فقط ایک  
 اس کا بھتیجا غریب سا تھا۔ اس مالدار شخص کے مرنے کے بعد ہی اس کا بھتیجا اس کا وارث ٹھہرنا تھا۔ مال کے بدلے ہی  
 ہاتھ آجانے کے لالچ سے اس کے اس بھتیجے نے موقع دیکھ کر اپنے چچا کو مار ڈالا۔ اور پاس کے ایک گاؤں کے دروازہ پر لاش  
 ڈال دی اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آنکلیا اپنے چچا کے خون کا دھوئے کیا۔ سپرستہ تعالیٰ نے ایک گائے کے  
 ذبح کرنے کا اور اس گائے کے گوشت کا ایک ٹکڑا اس مقتول شخص کے جسم پر مارنے کا حکم دیا پہلے تو بنی اسرائیل نے  
 یہ سمجھا کہ گائے کے ذبح کرنے کا ذکر حضرت موسیٰ نے دل لگی سے کیا ہے کیونکہ مقتول شخص کے قاتل کا حال دریافت کرنے  
 اور گائے کے ذبح کرنے میں کچھ تعلق نہیں پایا جاتا۔ لیکن ان کو جب یہ معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کا یہی حکم ہے تو انہوں نے  
 بڑے جھگڑنے اس گائے کی صفیں دریافت کرنے میں نکالے جن سے وہ گائے خاص صفوں کی ایک گائے ہو گئی  
 اس آٹھان صفوں کی ایک گائے ہم پہنچی اور وہ ذبح کی گئی اور اس کا ایک ٹکڑا اس مقتول شخص کے جسم پر مارا جس سے تھوڑی  
 دیر کے لئے وہ مقتول شخص زندہ ہوا اور اس نے اپنے بھتیجے کو اپنا قاتل بتلایا اور پھر مر گیا۔ اس ٹکڑے کا یہ حال کہ وہ  
 کس جگہ کا ٹکڑا تھا کسی صحیح روایت میں نہیں ہے اس لیے جن تفسیروں میں اس ٹکڑے کو خصوصیت کے ساتھ نام لیکر ذکر  
 کیا ہے وہ اہل کتاب کی روایتوں کی بنا پر ہے جن روایتوں پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ آنحضرت صلعم کے زمانہ کے یہود  
 کو یہ قصہ اس لئے یاد دلایا گیا ہے کہ گائے کے ذبح کے حکم میں طرح طرح کے جھگڑنے نکالنے سے جس طرح ان کے بڑے  
 ایک سختی اور مشکل میں پھنکے اسی طرح بنی آخر الزمان کی فرمانبرداری کے حکم میں یہ لوگ طرح طرح کے جھگڑے جو نکالتے ہیں  
 یہ بات ان کے حق میں مضری اور آخر کو یہ لوگ اس سے کسی نہ کسی سختی میں پھنس جاویں گے۔ اور بنی آخر الزمان کے اوصاف  
 کی آیتوں کے چھپانے میں یہ لوگ طرح طرح کے حیلے جو کر رہے ہیں یہ ان کے حیلے چھپ نہیں سکتے بلکہ ایک ان  
 یہ حیلے اسی طرح کھل جاویں گے جس طرح آخر کو ان کے بڑوں میں اس قاتل کا حیلہ کھل گیا۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے گائے  
 کے ذبح کا ذکر پہلے اور مقتول کے قتل کا ذکر بعد کو فرمایا ہے تاکہ قصہ میں جو تنبیہ کا ذکر ہے وہ پہلے آ جاوے پسند  
 امام احمد میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے جس کا حال یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ کوئی شخص ایک  
 ٹھوس پیچھر کے اندر کھسک بھی کوئی کام کرے تو اس کا وہ کام ایک نہ ایک دن لوگوں پر کھل جائیگا۔ حاکم نے اس  
 حدیث کی سند کو صحیح قرار دیا ہے ۴

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ ۖ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَا فَارِصَ وَلَا بَكْرٌ ۖ عَوَانَ  
 بولے پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو کہ بیان کرے ہم کو وہ فرماتا ہو کہ وہ ایک گائے ہے نہ بکری نہ بکرہ ۱۸  
 بَيْنَ ذَلِكَ ۖ فَافْعَلُوا مَا تُؤْمَرُونَ ۚ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا لَوْ هِيَ ۖ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ  
 ان کے ذبح اب کر دو جو تم کو حکم ہے ۱۹ بولے کہ پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو کہ بیان کر دے ہم کو کیا ہو گا کہ اس کا وہ فرماتا  
 إِنَّهَا بَقَرَةٌ ۖ فَافْعَلُوا مَا تُؤْمَرُونَ ۚ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ ۖ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ  
 وہ ایک گائے ہے نہ بکرہ نہ بکرہ ۲۰ بولے کہ پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو کہ بیان کر دے ہم کو کیا ہو گا کہ اس کا وہ فرماتا



اِنَّ الْبَقَرَ تَشْبَهُ عَلَيْنَا وَاَنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَمُحَمَّدٌ ؕ قَالَ اِنَّهُ يَقُولُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَا ذَلُولَ  
 کجیوں میں شبہ پڑا ہے ہم کو اور ہم اللہ نے چاہا تو راہ یا لینگے کہا وہ فرماتا ہے وہ ایک گائے ہے محنت والی  
 تَشْبِہُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِی الْحَرْثَ مُسَلَّمَةً لَا شِیْءَ فِیْهَا قَالُوا الْکَذِبُ جَشْتٌ بِالْحَقِّ  
 کہ باتی ہو زمین کو یا پانی دیتی ہو کھیت کو بدن سے پوری سے داغ کچھ نہیں اُس میں بولے اب لایا تو تھیک بات  
 فَذُجُوْهَا وَمَا کَادُوْا یَفْعَلُوْنَ ؕ  
 پھر اکونج کیا اور لگتے نہ تھے کہ کریں گے

تفسیر ان جریہ میں بسند صحیح حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ بنی اسرائیل کے جھگڑوں سے اس گائے  
 کے اوصاف سخت ہو گئے۔ اگر وہ لوگ بغیر ان جھگڑوں کے ایک معمولی گائے فوج کر لیتے تو یہ شکل پیش نہ آتی۔ اس گائے  
 کی پیش قیستی کی جو روایتیں ہیں وہ اہل کتاب سے لی گئی ہیں جن پر اعتما نہیں کیا جاسکتا۔ علامہ بسند صحیح جو روایت ہے اس سے  
 معلوم ہوتا ہے کہ تین اشرفی کو یہ گائے خریدی گئی تھی \*

لَمَّا ذُکِّرْتُمْ نَفْسًا فَاذْهَبْ فِیْهَا وَاللّٰهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ؕ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا  
 اور جب تم نے نفس مار ڈالا تھا ایک شخص پہر لگے ایک دوسرے پر دھڑکنا اور اللہ کو ناپا جو تم چاہتے تھے پھرنے لگا مار ڈا اس مردہ کو اس گائے کا کیا  
 کَذٰلِكَ یُخَوِّی اللّٰهُ اَوْلٰی وَاٰیٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ؕ  
 اس طرح جلاد کا مردہ اور دکھانا ہے تم کو اپنے منوں نے شاید کہ تم سمجھو

شروع قصہ کا یہی ہے مگر جس تنبیہ کے لئے قصے کی ترتیب بدلی گئی ہے اس کا ذکر اوپر گذر چکا۔ اس سورہ میں مردہ کے  
 زندہ ہونے کا ذکر پانچ آیتوں میں جگہ جگہ آیا ہے تاکہ منکرین حشر کے دل میں اچھی طرح یہ جم جاوے کہ جس طرح ان مردوں  
 کو اللہ تعالیٰ نے زندہ کیا اسی طرح سب مردے حشر کے دن زندہ کئے جاویں گے اور یہود لوگ اگرچہ حشر کے منکر نہیں  
 ہیں لیکن حشر کے ذکر سے ان کے دل میں یہ بات جم جاوے کہ آخر حشر نیک و بد کے حساب و سزا و جزا کے لئے ہے پھر  
 حشر کی اصلی غرض کو بھول کر عقبہ کے منظر کام کرنا بڑی نا اہلی کی بات ہو۔ ترمذی اور ابن ماجہ میں حضرت شداد بن اوسؓ سے  
 روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا عقل مند وہ شخص ہے جو اپنے نفس پر قادر نہ کر دینا میں موت کے مابعد کے  
 کافروں میں لگا رہے اور نادان وہ ہے جو نفس کے تابع ہو کر دنیا میں موت کے مابعد کی باتوں کو بھول جاوے۔ ترمذی  
 نے اس حدیث کو حسن کہا ہے \*

تَمَقَّقَتْ قُلُوْبُکُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِکَ فَهِيَ کَالْحِجَابِ ۚ اَوَاشِدُّ قَسُوَّةً وَلَیْسَ مِنَ الْبَرَآءَةِ کَا  
 پھر تمہارے دل سخت ہو گئے اس کے بعد سودہ ہیں جیسے پتھر یا اس سے ہی سخت اور پتھروں میں تو وہ بھی ہیں

لَا يَفْخَرُ مِنْهُ إِلَّا الْقُرْطُوانُ وَهِيَ لَمْ يَشْفَقْ فَيُخْرِجْ مِنْهُ الْمَاءَ وَلَنْ مِنْهَا لَمْ يَهْطُ مَنْ خَشِيَ  
پھنٹی ہیں نہیں۔ اور ان میں تودہ ہی ہیں جو پھٹ جاتے ہیں اور نکلتا ہے اُنے پانی اور ان میں تودہ ہی ہیں جو گر پڑتے ہیں اللہ

اللَّهُ وَمَا لِلَّهِ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ

کے ڈرے اور اللہ بخیر نہیں تمہارے کام سے

تفسیر ابن جریر میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جب اُس شخص نے تھوڑی دیر گیلیئے  
زندہ ہو کر اپنے قاتل کا نام بتلا دیا اور پھر وہ مر گیا تو اُس کے قاتل اور اُس کے ساتھیوں نے اُس پر بھی اُس شخص کے قول کو  
جھٹلادیا۔ اور اُس کے قتل سے صاف انکار کر دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ ان یہود و لوگوں کے دل بالکل پتھر  
یا پتھر سے بھی زیادہ ایسے سخت ہو گئے ہیں کہ پتھر میں جو نرمی کی باتیں کچھ پائی جاتی ہیں اُس قدر نرمی بھی ان کے دلوں  
میں باقی نہیں رہی۔ ابن کثیر میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جب تیرہ برس  
کا عرصہ قرآن شریف کو نازل ہوتے ہوئے ہو گیا اور مسلمانوں کے دل پر قرآن شریف کی نصیحتوں کا اثر کامل طور  
سے خدا تعالیٰ نے نہیں دیکھا تو سورہ حدید کی آیت دَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَلُ  
فَهَسَتْ قُلُوبُهُمْ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی۔ اَمَد کے معنی مدت کے ہیں۔ اور حاصل مطلب اس سورہ حدید کی  
آیت کا یہ ہے کہ اہل کتاب میں تو مدت سے کوئی نبی نہیں ہے۔ جدید وحی کے ذریعہ سے اب کوئی نصیحت اُن پر  
نازل نہیں ہوتی۔ نبی آخر الزمان پر قرآن شریف کے ذریعہ سے جو نصیحتیں نازل ہوتی ہیں اُن کو یہ اہل کتاب مانتے  
نہیں۔ اس لئے ان کے دل سخت ہو گئے۔ لیکن اے مسلمانوں تم میں تو نبی موجود ہے روز جدید نصیحتیں اُن شریف  
کے ذریعہ سے نازل ہوتی ہیں۔ تم کو اہل کتاب کی طرح سخت دل نہیں ہونا چاہیئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبوت کا  
زمانہ دور ہو جانے سے امت کے دل سخت ہو جاتے ہیں۔ اسی واسطے آپ نے خیر القرون قرنی فرمایا۔ یہ دور می نبوت  
اور نزدیکی قیامت کا زمانہ اب ہم لوگوں کا ہے۔ ہم کو چاہئے کہ قرآن شریف اور حدیث کی پُرانی نصیحتوں کو بنیاد خیال  
کریں۔ اور پڑھنے سے سننے سے جس طرح ممکن ہو اُن نصیحتوں کے اثر سے اپنے دلوں کو نرم کرتے رہیں۔ ورنہ بُری  
خزائی ہے۔ ترمذی اور موطا میں جو روایتیں ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ باتیں کرنے سے آدمی کا دل سخت ہو جاتا  
ہے۔ اس لئے بہت سی صحیح حدیثوں میں خاموشی کی بُری تعریف اور فضیلت آئی ہے۔ پتھروں کی کچھ حالتیں جو ان  
آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہیں بعض مفسروں نے طرح طرح کی تاویلیں کی ہیں۔ لیکن اُن تاویلوں  
کی کچھ ضرورت نہیں ہے آیتِ وَاِنْ مِنْ شَيْءٍ اَلَا يَسْجُدُ بِحَمْدِهِ وَلَكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُم۔ اور صحیح مسلم کی  
اُس روایت سے جس میں آپ نے فرمایا ہے میں اُس پتھر کو خوب پہچانتا ہوں جو نبوت سے پہلے مجھ سے سلام علیک  
کیا کرتا تھا۔ اور اس قسم کی اور آیات اور احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے پتھر اور پتھر جیسی ادبہاں  
جیزوں میں ایک طرح کی سمجھ دی ہے جو ہماری سمجھ سے باہر ہے۔ یہ جو چیز ہماری سمجھ سے باہر ہے اُسکی صحیح تاویل



اور بندہوں کے اور پھر پوجنے والوں کے بھائی کہا تھا۔ یہود کے علما اور سرداروں نے اپنی قوم کے ان لوگوں سے جو مدینہ میں آئے جاتے اور مسلمانوں سے ملتے جلتے تھے اس لئے یہ کہا تھا کہ اپنے دین کے بھید کی کوئی بات مسلمانوں سے مت کہہ کر دو۔ مسلمانوں کو یہ کیا معلوم تھا کہ یہود میں کے کچھ لوگ عذاب الہی میں گرفتار ہو کر سابق کے زمانہ میں بندہ اور سر ہو گئے ہیں۔ یا یہود میں کچھ لوگوں نے پھر پھر کی پوجا بھی کسی زمانے میں کی تھی۔ آخر تم ہی لوگوں کے لئے یہ بات کہی نہ کہی نکلی ہوگی آپس اللہ تعالیٰ نے یہود کے علما کو قاتل کر دینے کے لئے یہ فرمایا کہ یہ لوگ یہود کے علما کہلاتے ہیں ان کو اتنا بھی شعور نہیں کہ ان کی اس ایک بات پر کیا منحصر ہے تو رات کے بھید کی سینکڑوں باتیں مسلمانوں کو ان کے نبی کے ذریعہ سے اور نبی کو وحی الہی کے ذریعہ سے روزانہ معلوم ہوتی جاتی ہیں۔ یہ ایک بات یہود میں کا کوئی شخص مسلمانوں سے کہہ دیتا تو اس کی یہ سینکڑوں باتیں کہاں سے بن جاتیں مگر یہ شعور ان لوگوں کو ہوتا تو کیونکر ہوتا۔ بدبختی اصلی کسب الکی عقل ان کا شعور سب کچھ زائل ہو گیا ہے۔

وَمَنْ يَكْفُرْ أَفَظُنُّ أَنْ يَكُونَ الْكِتَابَ إِلَّا آمَانًا وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَفْتَنُونَ  
اور ایک ان میں ان پرہ میں خبر نہیں رکھتے کتاب کی مگر باندہ ہیں اپنی آنسو میں اور ان پاس نہیں مگر اپنے خیال  
فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُمُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ  
سو خرابی ہے ان کی جو کچھ ہیں کتاب اپنے ہاتھ سے یہ اللہ کے پاس سے ہے کہ  
لَيْسَ كَذَابًا مِنْهُمْ وَلَئِنْ هُمْ إِلَّا فَوَيْلٌ لَهُمْ كَذَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَهُمْ كَذَبُوا  
یہوں اس پر مول تھوڑا سو خرابی ان کو اپنے ہاتھ کے لئے سے اور خرابی ہے ان کو اپنی کمائی سے

ان آیتوں میں یہود کے ان پرہ اور علماء دونوں فرقوں کا حال ہے۔ ان پرہ فرقہ کا تو یہ کہ انہوں نے اپنے گروہ کے علما سے جو کچھ گہری گہرائی باتیں سن لی ہیں وہی ان کا دین و ایمان ہے سو ان باتوں کے ان کو کچھ معلوم نہیں کہ تورا کیا ہے افسوس میں کیا احکام الہی ہیں۔ دوسرا فرقہ ان کے علما کا ہے جنہوں نے اپنی طرف سے اپنے ہاتھوں سے کچھ جھوٹ مصنوعی باتیں جبل سازی سے کتاب الہی میں لکھ دی ہیں اور ان باتوں کو اللہ کا حکم بتلاتے ہیں اور جاہل لوگوں کو بہکا کر اس ذریعہ سے کچھ کما کھاتے ہیں۔ لیکن ان کا یہ جھوٹ اور یہ لقمہ حرام ایک دن ان کو خرابی میں ڈالے گا۔

وَقَالُوا لَنْ نَمُوتَ أَوْ نَكُونُ الْنَّارَ إِلَّا آيَاتٍ مِمَّا عِدَّ اللَّهُ قُلْ أَتُحَدِّثُ عَنْ عَمْدٍ اللَّهِ فَكُنْ  
اور کہتے ہیں ہم کو آگ نہ لگے گی مگر کئی دن گنتی کے تو کہہ کیا ہے جکے جو اللہ کے یہاں سے قرار  
يُخَالِفُ اللَّهُ عَمْدَهُ أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ  
اللہ کو خلاف نہ کرے گا اللہ اپنا قرار یا جوڑے جو اللہ پر جو معلوم نہیں رکھتے

علماء یہود میں دو باتیں زیادہ مشہور تھیں ایک تو یہ کہ دنیا کی عمر سات ہزار برس کی ہے۔ اگر ہر کو عذاب ہوا بھی تو فی ہزار ایک دن کا عذاب ہو گا اور آٹھویں دن ہم سب جنت میں چلے جاویں گے دوسری بات یہ ہے کہ اگر سات دن سے بڑھ کر ہر کو عذاب ہوا تو چالیس دن سے بڑھ کر کسی طرح نہو گا کیونکہ یہ وہ مدت ہے جس میں ہمارے بڑوں بچھڑے کی پوجا جاتی تھی۔ کم شہرت کی تیسری یہ بات بھی یہود کی زبان پر تھی کہ دوزخ کے منہ کی چوڑائی چالیس برس کے راستہ کی ہے۔ زیادہ عذاب ہر کو ہوا تو اسی مدت تک ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں آنحضرت سے فرمایا کہ تم ان یہود کے جھوٹے علمائے دریافت کرو کہ ان کے پاس ان جھوٹی باتوں کی کیا سند ہے اور سند نہ ملے تو ان کے دلائل کے دین میں ایسی جھوٹی باتیں بنانے کا وبال ایک دن ان پر آئے گا والا ہے +

بَلَىٰ مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ فَإِنَّهُ صَرَخَ مُبْطِلًا كَاسِيًا يُهْمُ فَنِيئًا  
کیونکہ جس نے گناہ اور گمراہی کی اس کے گناہ نے سو ہی ہیں لوگ دوزخ کے وہ اسی میں  
خَالِدُونَ ۚ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۚ  
وہ ہیں جو یقین لائے اور عمل کئے نیک وہ لوگ ہیں جنت کے وہ اسی میں رہ رہے

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے ان آیتوں میں گناہ کے معنی شرک کے لئے ہیں اور آیت کی یہ تفسیر کی ہے کہ جو شخص یہود کی طرح کے شرک اور کفر اور گناہوں میں ہمیشہ مبتلا رہ کر بغیر توبہ کے مر جاویگا تو وہ ہمیشہ دوزخ میں رہوے گا۔ یہ تفسیر درست سی صحیح حدیثوں کے موافق ہے جن کا مطلب یہ ہے کہ جو مومن گناہ بغیر توبہ کے مر جاویگا وہ آخر کو جنت میں جاویگا۔ ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہے گا +

وَلَا تَأْخُذْ بَعِثَاتِ بَنِي إِسْرَءِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ ۚ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۚ وَذِي الْقُرْبَىٰ  
اور جب بتے لیا تو بنی اسرائیل کا بندگی نہ کریو مگر اللہ اور ماں باپ کے سلوک نیک اور عزت و  
وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا ۚ وَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ ۚ وَكَلَّمُوا  
سے اور یتیموں سے اور محتاجوں سے اور کہو لوگوں کو نیک بات اور کثری رکھو نماز کو اور صحت بہرہ کو  
تَوَلَّيْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْكُمْ وَأَنتُمْ مُّعْرِضُونَ ۚ  
پھر گئے تم مگر تھوڑے تم میں سے اور تم منہ پھرنے والے ہو

تو اوپر گزر چکا ہے کہ بنی اسرائیل کے سر پر پہاڑ کھڑا کر کے ان سے تورات کے مسئلوں پر عمل کرنے کا عہد لیا گیا ہے۔ یہود کے قائل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں میں تورات کے آٹھ مسئلے ذکر کر کے فرمایا ہے کہ باوجود ایسے سخت عہد کے سوا چند آدمیوں کے تم سب ان مسئلوں پر عمل نہیں کرتے اور اپنے عہد سے پھرتے ہو۔ اور پھر آگے جا کر فرمایا کہ جو کوئی ایسے کام کرے اس کی یہی جزا ہے کہ دنیا میں وہ طرح طرح سے رسوا

ہوگا اور عقیبے میں سخت عذاب بھگتے گا۔ ان مسئلوں میں پہلا مسئلہ توحید کا ہے کہ اللہ کو وحدہ لا شریک جاننا اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرنا یہ حکم اللہ تعالیٰ نے ہر ایک رسول کی امت کو دیا ہے چنانچہ سورہ نحل میں فرمایا ہے وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ جِسْمِكَ مُطْلَب یہ ہے کہ دنیا بھر کی تمام امتوں میں جو رسول اللہ تعالیٰ نے بھیجے ہیں ان کی امتوں کو یہی بات سمجھانے کو بھیجے ہیں کہ اللہ ہی کی خالص عبادت کریں اور شرک سے دور رہیں۔ سو اللہ تعالیٰ کے جس چیز کی پوجا کی جاوے اسکو عربی میں طاغوت کہتے ہیں۔ صحیحین میں حضرت معاذ رحمہ سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ کا حق اس کے بندوں پر یہ ہے کہ وہ اللہ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کے اس حق کے ادا ہونے کے بعد بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ وہ قیامت کے دن اپنے ایسے بندوں کو دوزخ کے عذاب سے بچاوے شرک ایک تو ظاہری ہے کہ آدمی سو اللہ کے کسی چیز کی پوجا کرے۔ دوسرا چھپا ہوا چھوٹا شرک ریاکاری ہے کہ لوگوں کے دکھاوے کے لئے آدمی اللہ کی عبادت کرے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے کا یہ پیدا کرنے کے لئے انسان کو دونوں طرح کے شرک سے بچنا چاہیئے۔ مسند امام احمد میں محمود بن لبید کی صحیح سند سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جسکو اپنی امت کے چھوٹے شرک کا بڑا خوف ہے صحابہ نے پوچھا چھوٹا شرک کیا ہے۔ آپ نے فرمایا ریاکاری۔ یہود میں سے جب توراہ ضائع ہو گئی تو حضرت جبریل نے حضرت عزیر کو توراہ یاد کرادی اور حضرت عزیر نے بنی اسرائیل کو اپنی یاد سے ساری تورات لکھوادی اسپر یہود حضرت عزیر کو اللہ کا بیٹا کہنے لگے اور ایسے بڑے توحید کے عہد قائم نہیں رہے جسکا مفصل ذکر سورہ توبہ میں آویگا۔ اسی طرح اور مسئلوں کا عمل انہوں نے چھوڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور ماں باپ کے سبب ہر ایک انسان پرورش پاتا ہے اسلئے اللہ تعالیٰ نے اپنے حق کے ساتھ ماں باپ کے حق کا ذکر کیا ہے۔ مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رحمہ سے روایت ہے کہ جس شخص نے اپنے ماں باپ کو یا فقط ماں یا فقط باپ کو ان کے بڑھاپے کی حالت میں زندہ پایا اور پھر بھی ان کی خدمت کے اجر میں اس شخص نے جنت حاصل نہ کی تو ایسا شخص بڑا نڈب ہے لوگوں سے نیک بات کہنے میں وعظ و نصیحت بھی داخل ہے صحیح مسلم میں حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جو شخص ماتھ یا زبان سے خلاف شرع بات کو شمع نہ کر سکے تو ضعیف درجہ ایمان کا یہ ہے کہ دل سے اس خلاف شرع بات کو برا جانے۔ اس سے معلوم ہوا کہ لوگوں سے نیک بات کہنے میں وعظ و نصیحت کا خیال رکھنا ایمان کی نشانی ہے۔

وَإِذَا أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ وَلَا تَخْرُجُونَ أَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ  
اور جب لیا ہم نے قرار تمہارا کہ نہ کرو گے خون آپس میں اور نہ نکال دو گے اپنیوں کو اپنے وطن سے



ثُمَّ أَقْرَسْتُمْ وَأَنْتُمْ تَسْهَدُونَ ۚ ثُمَّ أَنْتُمْ هَؤُلَاءِ تَقْتُلُونَ أَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُونَ  
 ہر تم نے اقرار کیا اور تم مانتے ہو پھر تم ویسے ہی خون کرتے ہو آپس میں اور نکال دیتے ہو

فَرِيقًا مِّنْكُمْ مَّن دِيَارِهِمْ تَظْهَرُونَ عَلَيْهِمْ بِالْإِثْمِ وَالْعُدَاوَانِ وَإِن  
 اپنے ایک فریق کو ان کے وطن سے چڑھا کر دیتے ہو ان پر گناہ سے اور ظلم سے اور اگر

يَأْتُوكُمْ أَسْرَى تُغَدَّوْهُمْ وَمُؤَمَّرًا مَّوْحَرًا عَلَيْكُمْ إِخْرَاجُهُمْ أَفْئُومُونَ بَعْضُ  
 وہی آویں تم باس کسی کی قیدیوں پر لے آئے گی چڑھا کر دیتے ہو حالانکہ حرام ہے تم پر انکا نکال دینا پھر کیا مانتے ہو بھڑکی

الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَن يَفْعَلُ ذَلِكَ مِنكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ  
 کتاب اور منکر ہو توڑی ہے ہر کچھ سزا نہیں اسکی جو کوئی تم میں یہ کام کرتا ہے مگر رسوائی دنیا کی زندگی میں

الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَى أَسَدِّ الْعَذَابِ ۚ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۚ  
 اور قیامت کے دن پہچائے جاوےں سخت سے سخت عذاب میں اور اللہ بغیر نہیں تمہارے کام سے

مدینہ میں آؤس و خزرج دو بڑے قبیلے رہتے تھے۔ اسلام سے پہلے ان دونوں قبیلوں میں سخت عداوت  
 تھی۔ اور مدینہ کے اطراف میں یہود کے تین قبیلے بنی قینقاع بنی نضیر اور بنی قریظہ رہتے تھے بنی قینقاع  
 اور بنی نضیر عرب کے خزرج قبیلہ سے دوستی تھی اور بنی قریظہ کی آؤس قبیلہ سے جب یہ دونوں قبیلے عرب  
 کے آپس میں لڑتے تو یہود بھی اپنے اپنے دوست قبیلہ کے ساتھ ہو کر لڑتے اور ایک طرف کے یہودیوں  
 کے ساتھ ہوتے دوسری طرف کے یہودی ہمارے جاتے اور اگر ایک طرف کے یہودی دوسری طرف گرفتار  
 ہو جاتے تو توراۃ کے حکم کے موافق چھوڑ دانی کی رقم دیکر اپنے قیدیوں کو ضرور یہودی چھڑا لیتے۔ اللہ تعالیٰ  
 نے ان آیتوں میں یہود کو قائل کیا کہ توراۃ میں جس طرح ایک یہودی کا دوسرے یہودی قیدی کو چھڑوائی دے کر  
 چھوڑ لے گا حکم ہے اسی طرح یہودیوں کی آپس کی لڑائی آپس کی جلا وطنی حرام ہے۔ پھر توراۃ کی بعض آیات  
 پر اپنی مرضی کے موافق عمل کرنا اور بعض آیتوں پر عمل نہ کرنا یہ کونسی دیندار سی ہے۔ پھر فرمایا جو کچھ تم کر رہے ہو  
 اللہ تعالیٰ اس سے غافل نہیں ہے۔ بلکہ دنیا کی رسوائی عقبہ کا عذاب تمہاری سزا اللہ تعالیٰ کے نزدیک  
 نرا پابجی ہے۔ دنیا کی رسوائی تو ہو چکی بنی قریظہ قتل ہوئے بنی نضیر بنی قینقاع جلا وطن کئے گئے۔ حق ہے  
 عذاب باقی ہے جس کا ذکر آگے کی آیت میں ہے ۛ

وَلِكُلِّ الدِّينِ اشْرَءٌ وَالْحَيَاةُ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ فَلَا يَخَفُ عَنْهُمْ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يَنْصَرِفُونَ ۚ  
 ہر میں جنہوں نے خرید کی دنیا کی زندگی آخرت دیکر سو نہ ہلکا ہو گا ان پر عذاب اور نہ انکو مدد پہنچے گی

اس آیت میں یہودی اپنے اعمال کے سبب جس ٹوٹے میں پڑ گئے اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان لوگوں نے اپنی عاقبت ہاتھ سے دیکر دینا حاصل کی چند روزو ہے۔ لیکن اس پر عسالی کے سبب عیسے میں ان لوگوں پر ایسا عذاب ہو گا جس کی سختی میں کبھی کچھ کمی نہ ہوگی۔ اور وہاں ان کا کوئی مددگار بھی پیدا نہ ہوگا۔ صحیحین میں نعمان بن بشیر سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ سب دوزخیوں سے کم عذاب جس شخص ہو گا اسکو آگ کی جوتیاں پہنائی جاوے گی جس سے اُن کا بھیجا کھول جاوے گا۔ پھر جن لوگوں کے حق میں اللہ نے فرمایا ہو کہ اُن کو سخت عذاب ہو گا اور اُن کے عذاب میں کبھی کچھ تخفیف نہ ہوگی۔ اُن کا کیا حال ہوگا۔ خدا اپنے عذاب کی بلا سے سب کو محفوظ رکھے اور ایسے اعمال کی توفیق دیوے جس سے اُسکے عذاب محفوظ رہیں۔ کا حق ہر حال ہو۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ وَاتَّخَذْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ  
اور ہم نے دی موسیٰ کو کتاب اور پھر رہے پیچھے آئے رسول اور دینی عیسے مریم کے بیٹے کو  
الْبَيْتِ وَإِيذًا لَهُ رُوحُ الْقُدُسِ أَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَى أَنْفُسُكُمْ  
مبعوث صریح اور قوت دی اُسکو روح پاک سے پھر بلا جب تم پاس لایا کوئی رسول جو نہ چاہا تمہارے جی نے  
اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِّقَا لَنْ يَتَرَ وَفَرِّقًا تَقْتُلُونَ  
تم مکر کرنے لگے پھر ایک جماعت کو قتل کیا اور ایک جماعت کو مار ڈالے

حضرت موسیٰ اور حضرت عیسے کے مابین ایک ہزار نو سو پچیس برس کے زمانہ میں کتاب تو وہی تورات ہی تھی مگر حضرت نوکریا یوشیحے داؤد سلیمان علیہم السلام اور اور نبی اللہ تعالیٰ نے تورات کے احکام قائم رکھنے کے لئے متواتر بھیجے۔ اور اُن انبیاء نے جب کبھی اپنی اسرائیل کو تورات کے احکام کی پابندی پر زیادہ مجبور کیا اور برخلاف کتاب الہی کے جو باتیں یہود نے رائج کر رکھی تھیں اُن سے اُن کو روکا تو انہوں نے اُن کے مانع برسلو کی کر کے بعضوں کو اُن میں سے شہید کیا اور بعضوں کے ساتھ سخت مخالفت سے پیش آئے۔ روح القدس کی تفسیر میں صحیح قول یہی ہے کہ روح القدس سے مراد یہاں حضرت جبرئیل ہیں کہ وہ ہر وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رہتے تھے اور سورہ آل عمران میں آوے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تورات کے کچھ احکام مثلاً چربی اور اونٹ کے گوشت کے حرام ہونے کو اللہ کے حکم سے منسوخ بھی کیا۔ یہود کا تو یہ عقیدہ تھا کہ تورات کے احکام قیامت تک کبھی منسوخ نہیں ہوئے۔ حضرت عیسے کے جدید معجزات سے اور تورات کی بعض احکام کی منسوخی سے انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سخت مخالفت شروع کی یہاں تک کہ آخر اُن کے شہید کرنے پر مستعد ہوئے جس کا تفصیلی قصہ سورۃ النساء میں آوے گا۔

وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ ۚ بَلْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَّا يُؤْمِنُونَ ۝  
اور کہتے ہیں ہمارے دل پر غلاف ہیں یوں نہیں لعنت کی ہوا کہنے اُنکے انکار سے سو کم یقین لاتے ہیں

سورہ حم السجدہ میں یہود کے اس قول کی طرح اہل مکہ کا قول اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ ۚ مَّا لَنَا لَئِنْ دَرَأْنَاهُ أَهْلًا لَّيَكْفُرْنَ أَزْوَاجًا وَقَدْ آمَنَّا بِالْحَقِّ مِن قَبْلُ ۚ إِنَّا كَانُوا مِن قَبْلُ كَافِرِينَ ۚ ہمارے دل سن سکتے ہیں۔ نہ ہم میں اور غیر دین میں جو پردہ حائل ہے وہ اٹھ سکتا ہے۔ حاصل مطلب ان دونوں قولوں کا یہ ہے کہ غیر دین کی بات ہم پر کسی طرح اثر نہیں کرتی۔ اللہ تعالیٰ نے اہل مکہ کے قول کا تو یہ جواب دیا کہ یہ لوگ عقبے کے منکر ہیں۔ اس سبب ایسی باتیں کرتے ہیں۔ اور یہاں یہود کے اس قول کا جو جواب ملتا ہے وہ یہ ہے کہ اس کا حاصل یہ ہے کہ یہ اہل کتاب اور عقبے کے قائل ہو کر جو منکرین حشر کی سی باتیں کرتے ہیں تو ان پر خدا کی لعنت اور پھٹکار ہے جس پھٹکار کا اثر یہ ہے کہ اہل مکہ میں کی تو ایک جماعت راہِ راست پر آگئی ہے اور ان میں کے ابھی بھڑے سے لوگ راہِ راست پر آئے ہیں ۞

وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ  
اور جب اُنکو پہنچی کتاب اللہ کی طرف سے سچا بتاتی اُن پاس والے کو اور پہلے سے فتح مانگتے تھے  
عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَهُ اللَّهُ عَلَى الْكَافِرِينَ ۝  
کافروں پر پھر جب پہنچا اُن کو جو پہچان رکھتا تھا اُس سے منکر ہو کر سو لعنت ہے اللہ کی منکروں پر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصافِ توراۃ میں دیکھ کر یہود لوگ اللہ تعالیٰ سے نبی آخر الزمان کے جلد پیدا ہونے کی دعا میں مانگا کرتے تھے۔ اور جن مشرکوں سے اُن کی مخالفت تھی اُن سے یہ کہا بھی کر چکے تھے کہ بہت جلد نبی آخر الزمان کا زمانہ آنے والا ہے اُس وقت ہم اُن نبی کے ساتھ ہو کر تم سے دل کھو کر لڑیں گے اور تم کو خوب قتل کریں گے۔ اور آگے آویگا کہ یہ لوگ نبی آخر الزمان کے پیدا ہونے سے پہلے اُنکو ایسا پہچانتے تھے جس طرح ہر ایک باپ اپنے بیٹے کو پہچانتا ہے۔ کیونکہ نبی آخر الزمان کے اوصاف اُن کی کتابِ توراۃ میں صاف صاف تفصیل سے موجود تھے۔ لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اور مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں آئے اور ان یہود نے قرآن کی آیتیں بھی سنیں جن میں توراۃ کی تصدیق بھی موجود تھی۔ تو غفلتِ حق سے کہ یہ نبی ہم میں سے کیوں نہیں پیدا ہوئے جان بوجھ کر آپ کی نبوت کے منکر ہو گئے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو شخص جان بوجھ کر حق بات کا منکر ہو اس پر خدا کی لعنت اور پھٹکار ہے۔ ابن ماجہ وغیرہ میں چند صحابہ سے جو روایتیں ہیں اُن کا حاصل یہ ہے کہ جو شخص دین کی کوئی بات جان بوجھ کر چھپا دیکھا تو قیامت کے دن اُسکے منہ میں آگ کی لگام دمی جاوے گی ۞

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ أَنْ يَكْفُرُوا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ بَعِيًّا أَنْ يُنَزِّلَ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ  
 بڑے مول خرید کیا اپنی جان کو کہ منکر ہوئے اللہ کے اتارے کلام سے اس ضد پر کہ اتارے اللہ اپنے فضل سے  
 عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ قَبَاحٌ وَغَضَبٌ عَلَى الْكَافِرِينَ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ  
 جبر چاہے اپنے بندوں میں سے سو کمالے غصہ پر غصہ اور منکر دین پر عذاب ہے ذلت کا

اللہ تعالیٰ کا غصہ پر غصہ اس لئے ہوا کہ ایک تو ان یہود لوگوں نے اللہ کی کتاب توراہ کی آیتوں کو بدل ڈالا  
 دوسرے انجیل کے کتاب الہی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نبی ہونے کا انکار کیا۔ تیسرے نبی آخر الزمان کو  
 نبی برحق اور قرآن کو کتاب الہی جانکر محض اس حسد سے ان کے منکر ہوئے کہ ہماری قوم میں مدت سے نبوت  
 چلی آتی تھی غیر قوم نبی اسمعیل میں یہ نبوت کیوں گئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان باتوں سے انہوں نے اور کسی  
 کا کچھ نہیں بگاڑا۔ خود آپ ہی ذلت کے عذاب میں گرفتار ہوئے۔ ذلت کا عذاب اس لئے فرمایا کہ یہود نے  
 اس تکبر نخوت اور خود پسندی کے سبب نبی آخر الزمان کی نبوت کا انکار کیا کہ وہ نخوت کی راہ سے اپنے آپ کو  
 اپنی قوم کو نبی اسمعیل سے عالی درجہ سمجھتے تھے۔ ان کے اس تکبر نے اجازت نہیں دی کہ وہ غیر قوم کے نبی کی فرمانبرداری  
 کریں۔ اور یہ بات علم الہی میں قرار پا چکی ہے کہ قیامت کے دن ہر صاحب نخوت آدمی کو اس طرح کا عذاب  
 ہوگا جس میں اس کی ذلت ہو چنانچہ مسند امام احمد نسائی اور ترمذی میں معتبر سند سے جو روایتیں ہیں ان کا حاصل  
 یہ ہے کہ قیامت کے دن منکر لوگ چیونٹیوں کے جسم کے برابر آدمی کی صورت میں آٹھینگے۔ اور تمام مخلوقات کی ذلت  
 میں آویں گے تاکہ سب مخلوقات میں ان کی ذلت ہو +

وَإِذْ أَقْبَلُ لَهُمْ إِمْرًا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا تَوْحِيدٌ مِمَّا نَزَّلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُونَ بِمَا وَرَاءَهُ وَهُوَ  
 اور جب کیسے ان کو مانو اللہ کا اتارا کلام کہنے ہم مانتے ہیں جو اترا ہم پر اور وہ نہیں مانتے جو پیچھے آیا اس سے  
 هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِمَا مَعَهُمْ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُونَ أَنْبِيَاءَ اللَّهِ مِنْ قَبْلُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ  
 وہ سچ تھیں ہے سچ بتاتا ان پاس والے کو کہ پر کیوں مارے رہے ہو نبی اللہ کے پہلے سے اگر تم ایمان رکھتے تھے  
 وَلَقَدْ جَاءَكُمْ مُوسَى بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ اخْتَلَفْتُمْ إِلَيْهِمْ مِنْ بَعْدِهِ وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ وَإِذْ  
 اور آجکا تم پاس موسیٰ صریح معجزے لیکر پہنچے بنالیا بچھا اُسکے پیچھے اور تم ظالم ہو اور جب  
 أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَاسْمَعُوا قَالُوا  
 پہنچے لیا قرار تمہارا اور ادب کیا تم پر پہاڑ پکڑو جو ہم نے دیا تم کو زور سے اور سنو بولے  
 فَصَلُّوا وَاصْبِرُوا عَلَى آلِهَتِكُمْ فَخَلَّيْنَا بَيْنَهُمُ الْبَازِينَ فَكَفَرُوا بِهَذَا الَّذِي كُنْتُمْ تُعْهِدُونَ  
 نماز پڑھو اور صبر کرو اپنے الہوں پر تو ہم نے ان کے درمیان بے رحمی ڈالی تو ان کے الہوں سے انکار کیا اور ان کے الہوں سے  
 قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُمْ بِمَا نَسَى اللَّهُ فِي آيَاتِهِ أَنْ تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ وَتَعْبُدُوا الْإِصْنَانِ وَالشُّجُرَ وَالْأَنْدَادَ قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُمْ بِمَا نَسَى اللَّهُ فِي آيَاتِهِ أَنْ تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ وَتَعْبُدُوا الْإِصْنَانِ وَالشُّجُرَ وَالْأَنْدَادَ قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُمْ بِمَا نَسَى اللَّهُ فِي آيَاتِهِ أَنْ تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ وَتَعْبُدُوا الْإِصْنَانِ وَالشُّجُرَ وَالْأَنْدَادَ

اس آیت میں یہود نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ ہمارا ایمان حضرت موسیٰ اور توراۃ پر ایسا مضبوط ہے کہ غیر دین کے انکار پر ہم مجبور نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہود کے اس دعویٰ کو کئی طرح جھٹلایا۔ ایک تو یہ کہ جب قرآن میں توراۃ کی تصدیق ہو چکی ہے تو جس کا ایمان توراۃ پر مضبوط ہو گا وہ قرآن کا منکر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ قرآن کا انکار اس صورت میں توراۃ کے سچے ہونے کا گویا انکار ہے۔ دوسرے یہ کہ جس کا ایمان توراۃ پر مضبوط تھا اس نے ان انبیاء کو کیوں شہید کیا جو توراۃ کے احکام کی مضبوطی کے لئے آئے تھے۔ تیسرے یہ کہ جس کا ایمان موسیٰ علیہ السلام پر مضبوط تھا تو اُس نے بچپن سے ہی پوجا کیوں کی۔ کیا موسیٰ نے ان کو اس پوجا کے لئے کہا تھا۔ چوتھے یہ کہ جو وقت پہاڑ سر پر لایا جا کر توراۃ کے موافق عمل کرنے کا عہد لیا گیا تھا اس وقت تمہارے بڑوں نے چٹیکے سے دَعَصِیْنَا کہا تھا پھر تمہارا ایمان توراۃ پر کیونکر مضبوط ہو سکتا ہے۔ حاصل یہ کہ تم کو تو توراۃ پر مضبوط ایمان کا لانا کیا نصیب ہو گا تمہارے بڑے بھی اس سے محروم تھے۔ پھر فرمایا کہ اگر تم لوگ اپنے دعویٰ کے موافق ایماندار ہو اور تمہارا ایمان تم کو یہی سکھاتا ہے جو کچھ تم کہہ رہے ہو تو تمہارے ایمان کی تعلیم نہایت نالائق تعلیم ہے بلکہ ایمان داری کیا یہ تو عین بے ایمانی ہے۔ ابن ماجہ اور ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہدایت کے بعد گمراہ وہی قوم ہوتی ہے جو دین میں زبردستی کے جھگڑوں میں پڑ جاوے۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔ زبردستی کے جھگڑے اسی طرح کے ہوتے ہیں جس طرح حق بات کے معلوم ہونے کے بعد بھی یہود لوگ زبردستی کے روز کے جھگڑے حق بات کے ٹالنے کی غرض سے نکالتے تھے۔ امت محمدیہ کے علما کو اس طرح کے جھگڑوں سے پرہیز کرنا چاہئے۔

قُلْ إِنْ كَانَتْ لَكُمْ مِنَ الدِّارِ الْآخِرَةِ عِنْدَ اللَّهِ خَالِصَةٌ مِّنْ دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوْا الْمَوْتَ  
 نو کہ اگر تم کو ملنا ہے گھر آخرت کا اللہ کے یہاں الگ سوائے اور لوگوں کے تو تم مرنے کی آرزو کرو  
 إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ وَلَنْ يَّمْنُوهُ أُولَئِكَ بِمَا قَدَّمْتُمْ إِلَيْهِمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ  
 اگر سچ کہتے ہو اور یہ آرزو کسی نہ کرے گا جن اسلئے آگے بیج چکے ہیں بات آگے اور اللہ خوب جانتا ہے گنہگاروں کو  
 وَلَنُحْذَرَهُمْ أَوْ نَحْضُرُهُمْ عَلَىٰ خِطَاةٍ ۖ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا يَوَدُّ أَحَدُهُمْ وَلَيُعْمَرُ لَكَ  
 اور تو دیکھے ان کو سب لوگوں سے زیادہ حریص بچنے کے اور شرک پر پڑنے والوں سے ہی ایک ایک چاہتا ہے کہ عمر یادے ہر  
 سَنَةٍ ۖ وَمَا هُوَ بِمُزَحِّزٍ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ أَنْ يُعْمَرَ ۖ وَاللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ  
 برس اور کچھ کوسر کا نہ دیکھا عذاب سے اتنا جینا اور اللہ دیکھتا ہے جو کرتے ہیں

اس سورۃ میں آگے آویگا کہ یہود کہتے تھے لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ كَانَ يَهُودًا اور سورۃ مائدہ میں آویگا کہ توراۃ کی آیت کو بدل ڈالا تھا اور کہتے تھے خُذْ أَتْبَاءُ التَّوْحِيدِ وَأَتْبَاءُؤُهُ ان کے ان قولوں کا مطلب یہ تھا کہ ہم اللہ کے پیارے ہیں سو انہما سے اور کوئی جنت میں ہرگز نہیں جاویگا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے موت کی بددعا کا مباہلہ کرنے کو تیار ہوئے۔ لیکن یہود تو اپنے دل میں سمجھتے تھے کہ مباہلہ کرینگے تو اپنے جوٹ کے سبب سے

غارت ہو جاویں گے۔ مہابہ کی صورت یہ ہے کہ جب دو فریق میں زبانی بحث سے کوئی بات طے نہ ہو تو ہر ایک فریق جموں نے فریق پر بددعا کرتا ہے۔ سورہ آل عمران میں مہابہ کی آیت آئیگی جو نجران کے نصاریٰ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مہابہ کرنا چاہتا تھا لیکن وہ نصرائی لوگ مہابہ پر راضی نہیں ہوئے جس طرح اس آیت میں یہود لوگ جموں نے فریق کی موت کی بددعا پر راضی نہیں ہوئے مہابہ کو تمنا کے لفظ سے اس آیت میں اس لئے ذکر فرمایا ہے کہ ہر فریق جوئے فریق کی ہلاکت کی تمنا کرتا ہے۔ مشرکین سے مراد اس آیت میں پارس لوگ ہیں کہ ان کی قوم میں ہزار برس کے جینے کی دعا کا رواج ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ لوگ اپنی بد اعمالی کے سبب موت کے مہابہ پر تو ہرگز راضی ہونگے کیونکہ یہ جانتے ہیں کہ ان کے عیش کا مدار دنیا کی زندگی پر ہے لیکن شیطان کی طرح اگر ہزار ہا برس ہی یہ لوگ جی گئے تو ایک دن آخر مرینگے اور عذاب عقبے میں گرفتار ہونگے۔ اور عذاب عقبے کے جو کام یہ لوگ کر رہے ہیں اللہ کو سب معلوم ہیں۔

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلٰی قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرٰى لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ جَاۤءَتْهُ اَنْۢبَاۤءُ اَنْۢبَاۤءٍ هٰۤؤُلَاءِ كَانَتَا وَاحِدَةً يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْهُمۡ اِنَّهٗمۡ يَفْعَلُوْنَ كَبۡرًا ۝۱۵ ۝۱۶ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰۤى كُلِّ شَيْۡءٍ لَّكَافِرٌ ۝۱۷

جو اس کے آگے ہے اور زاد کھاتا اور خوشی سناتا ایمان والوں کو جو کوئی ہو گا دشمن اللہ کا اور اس کے فرشتوں کا اور اس کے رسولوں کا اور جبریل کا اور میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے ان کافروں کا

جب سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر توراہ کے چند احکام کے منسوخ ہونے کی وحی حضرت جبریل لائے اور ہر وقت فرماتے تھے کہ تم میرے ساتھ رہو اور اللہ کے احکام کے ساتھ رہو۔ اس وقت سے یہود لوگ حضرت جبریل کو اپنا دشمن جانتے تھے۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے تو یہود نے چند باتیں آپ سے پوچھیں ان میں ایک بات یہ بھی تھی کہ آپ پر وحی کون سا فرشتہ لاتا ہے اس کا جواب آپ نے دیا کہ جس طرح اور انبیاء پر حضرت جبریل وحی لاتے رہے اسی طرح مجھ پر بھی وحی لاتے ہیں۔ یہ سنکر یہود نے کہا کہ حضرت جبریل کو ہم لوگ پہلے سے اپنا دشمن جانتے ہیں۔ اس لئے ہم اسلام قبول نہیں کر سکتے۔ اگر اور کوئی فرشتہ آپ کا رفیق ہوتا تو ہم آپ پر ایمان لاتے۔ اُس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اور فرمایا کہ جبریل کا وحی لانا اللہ کے حکم سے ہے کہ وہ ملائکہ میں اللہ کے رسول ہیں۔ اس پر بھی جو کوئی اللہ کے فرشتوں اور رسولوں کا دشمن ہو گا اللہ کا دشمن ہے۔

وَلَقَدْ اٰتٰنَا اِلٰیكَ اٰیٰتٍ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَا اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ۝۱۸ ۝۱۹

اور ہم نے تم پر تیری طرف آیتیں واضح اور منکرہ ہونگے کہنے کے لئے بھیج دی ہیں جو بے حکم ہیں کیا اور جس بار



عَمَدًا وَعَمَدًا ابْنَدَہُ فَرِیقٌ مِّنْهُمْ بَلْ اَکْثَرُھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ وَلَمَّا جَاءَہُمْ  
 رسولٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ بَنَّ فَرِیقٌ مِّنَ الَّذِیْنَ اٰتَوْا الْکِتٰبَ  
 رسولِ الہ کی طرف سے سچ بتانا اُن پاس والی کتاب کو پسند کی ایک جماعت نے کتاب پائے والوں میں  
 کِتٰبَ اللّٰہِ وَرَکَّءَ ظُهُورُھُمْ کَاۡفِرُوۡلَا یَعْلَمُوْنَ ۝ وَاتَّبَعُوۡا مَا تَتْلُو الشَّیْطٰنُ  
 کتابِ الہ کی اپنی پیٹھ کے پیچے گویا کہ اُن کو معلوم نہیں اور سچے گئے اُس علم کے جو بڑھتے شیطان  
 عَلٰی مَلٰٓئِکَ سُلَیْمٰنٍ ۚ وَمَا کَفَرُ سُلَیْمٰنٌ ۚ وَلٰکِنَّ الشَّیْطٰنَ کَفَرٌ ۙ عَلٰی عٰلَمُوۡنَ  
 سلطنت میں سلیمان کی اور کفر نہیں کیا سلیمان نے لیکن شیطانوں نے کفر کیا لوگوں کو

النَّاسِ السَّجُوۡدَ وَمَا اَنْزَلَ عَلٰی الْمَلَکِیۡنَ بِبَابِلَہَا رُوۡتَ وَمَارُوۡتَ ۙ وَمَا  
 سکھانے تھے سحر اور وہ علم جو اُنرا دو فرشتوں پر بابل میں ناروت اور ماروت پر اور وہ  
 یَعْلَمٰنِ مِنْۢ أَحَدٍ حَتّٰی یَقُوۡلَا اِنَّمَا سَخْنٌ ۚ فَتَنَکَۡ فَلَا تَکْفُرْ فِیۡتَعْلَمُوْنَ مِنْہَا مَا  
 سکھاتے کسی کو جب تک نہ کہتے کہ ہم تو ہیں آزمائے کو سو تو مت کافر ہو پھر اُنہیں سیکھتے جس چیز سے  
 یَفْقَرُوۡنَ بِہٖ بَیٰنَ الْمَرْءِ وَنَرُوۡجَہُ ۙ وَمَا ظُہِرَ بِعَمَارَۃَیۡنِ بِہٖ مِنْۢ أَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ  
 جدالی دلاتے ہیں مرد میں اور اُسکی عورت میں اور وہ اُنکی بیوی بگارت نہیں سکتے بغیر اذنِ الہ کے  
 وَتَعْلَمُوۡنَ مَا یُضْرِبُوۡہُمْ وَلَا یَنْفَعُھُمْ وَلَقَدْ عَلِمُوۡا مَنِ اشْتَرٰہُ مَا لَہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ  
 اور سیکھتے ہیں جس سے اُن کو نقصان ہے اور نفع نہیں اور جان چکے ہیں کہ جو کوئی اُس کا خریدار ہو اُسکو آخرت میں نہیں  
 مِنْۢ خَلْقٍ ۙ وَلَبِۡسٌ مَّا شَرَوْا بِہٖ اَنۡفُسَھُمْ لَوْ کَانُوۡا یَعْلَمُوۡنَ ۝ وَلَوْ اَنَّھُمْ  
 کچھ حصہ اور بہت بُری چیز ہے جس پر بچا اپنی جان کو اگر اُن کو سمجھ ہوتی اور اگر وہ  
 اٰمَنُوۡا وَاتَّقَوۡا الْمُنۡوِبَۃَ مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ خَیۡرٌ لَّکُمْ لَوْ کَانُوۡا یَعْلَمُوۡنَ ۝  
 یقین لاتے اور پرہیز کرتے تو بدلاتھا الہ کے یہاں سے بہتر اگر اُن کو سمجھ ہوتی

بعضے یہود نے آنحضرت صلعم سے یہ کہا تھا کہ حضرت موسیٰ کے عصا اور ید بیضا کی طرح آپ کو کوئی صریح اور صاف  
 معجزہ نہیں ملا۔ پر ہم آپ کو کیونکر اسد کا رسول جان لیویں۔ اسی گفتگو میں بعضے یہود نے یہ بھی کہا تھا کہ توراۃ میں  
 ایسا کوئی عہد نہیں ہے جس سے ہم لوگوں پر نبی آخر الزمان کی مدد لازم ہو۔ امیر المومنین نے یہ آیتیں نازل  
 فرمائیں۔ اور یہود کی پہلی بات کا جواب تو یہ دیا کہ ان لوگوں کی وہ باتیں جو سوا ان کے علماء کے دوسرے کسی کو معلوم  
 نہیں جبکہ نبی آخر الزمان پر قرآن کے ذریعہ سے دوزخ نازل ہوتی ہیں اور نبی آخر الزمان باوجود اُمی ہونے کے اور باوقوف

کی ایسی صحیح اطلاع ان لوگوں کو دیتے ہیں جن کو یہ لوگ اپنی کتاب آسمانی کے مطابق پاتے ہیں تو پہلی آخر الزمان کے نبی اور قرآن کے کتاب آسمانی ہونے کے لئے ان لوگوں کو اور کیا معجزہ درکار ہے۔ اور دوسری بات کا جواب یہ دیا کہ نبی آخر الزمان کی فرمانبرداری اور مدد کے عہد کو یہ لوگ خوب جانتے ہیں لیکن یہ ان لوگوں کی عادت ہے کہ اپنے عہد پر یہ لوگ قائم نہیں رہتے۔ یہ اس لئے فرمایا کہ یہ عہد توراہ میں موجود ہے جس کا ذکر سورۃ الاعراف کی آیۃ اَلَّذِیْنَ یُحَدِّثُوْنَ کَلِمًا بَعْدَ کَلِمٍ فِی التَّوْرٰتِ وَ الْاِنْجِیْلِ میں ہے پھر فرمایا کہ ان کی بد عہدی کا سبب یہ ہے کہ ان لوگوں نے اپنی کتاب توراہ کو تو بالکل ایسا چھوڑ دیا ہے کہ اُس سے جان بوجہ کر انجان بن گئے ہیں۔ اور سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں جن والس کے سیل جول سے جادو کی جو دہشت لگ گئی تھی اسی کو انہوں نے اپنا دین سمجھ رکھا ہے۔ اور جادو کے رواج کو یہ لوگ سلیمان علیہ السلام کی طرف جو منسوب کہتے ہیں یہ بات ان لوگوں کی بالکل غلط ہے۔ یہ جادو تو شیاطین اور ماروت ماروت کے سبب پھیلا ہوا ہے ماروت کے قصہ کا حاصل یہ ہے کہ بنی آدم کو طرہ طرح کے گناہ دیکھ کر ملائکہ نے خدا تعالیٰ کے روبرو بنی آدم پر کچھ طعن کی تھی اللہ نے فرمایا اگر بنی آدم کی سی خواہشیں نفسانی تم میں ہوتیں تو تمہارا بھی گناہوں سے بچنا دشوار تھا۔ ملائکہ نے جواب دیا کہ ہم تو یا اللہ تیری نافرمانی ایسی کہی نہ کریں گے جیسی نافرمانی بنی آدم کرتے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ملائکہ میں کے بڑے عابد و فرشتے جہاننام ماروت ماروت تھا چھانٹے اور انسان کی سی سب خواہشیں ان میں پیدا کر کے کفر کی سرزمین پر جو ایک جگہ بابل ہے وہاں ان کو بیجا اور وہاں وہ ایک عورت زہرہ نام پارسن کی الفت میں مبتلا ہو کر گئے کہنے سے شراب پی گئے۔ اور شراب کے نشہ میں زنا کے علاوہ شرک اور قتل نفس کا گناہ بھی ان سے سرزد ہوا۔ اور ان گناہوں کی سزا میں قیامت تک ان پر طرہ طرح کا عذاب ہوتا رہیگا۔ یہی دونوں فرشتے لوگوں میں پابندی شریعت کے جانچنے کو پہلے جادو کے سیکھنے سے منع کرتے ہیں۔ پھر جب کوئی شخص زیادہ اصرار کرتا ہے تو اُسکو جادو سکھاتے ہیں ماروت ماروت کے اس قصہ کے صحیح ہونے کا اکثر علمائے مفسرین نے انکار کیا ہے۔ لیکن حافظ ابن حجر نے اس قصہ کی ہدایتیں ایک رسالہ میں جمع کی ہیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس قصہ کی روایت درجہ صحت تک پہنچتی ہے۔ اور اس قصہ کی اصل ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس کا قول ہے کہ یہ قصہ حضرت ادریس کے زمانہ میں ہوا ہے اور اسی زمانہ میں ایک عورت زہرہ ایسی خوبصورت تھی جیسے تاروں میں زہرہ تارہ خوبصورت ہے۔ فرقہ معتزلہ یہ کہتے ہیں کہ سرے سے دنیا میں جادو کا وجود ہی نہیں ہے۔ لیکن قرآن شریف میں چند جگہ جادو کا ذکر ہے وہ اور صحیحین میں حضرت عائشہؓ کی وہ حدیث جس میں لبید بن عامر کا آنحضرت صلعم پر جادو کرنے کا قصہ ہے اہل سنت کے مذہب کی تائید کے لئے کافی ہے راجادو کا سیکھنا اس میں امام ابو حنیفہ و مالک و احمد کا یہ مذہب ہے کہ جادو کا سیکھنا کفر اور سیکھنے کے بعد جو شخص جادو کا ایک دفعہ بھی عمل کرے تو اُس کی سزا قتل ہے۔ امام شافعی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ کے عمل سے نہیں بلکہ عادت کے طور پر چند دفعہ جادو کا عمل کرنے سے ایسا شخص واجب القتل ٹھہرتا ہے۔ صحیحین میں حضرت ابوہریرہؓ سے جو روایت ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ جادو کا سیکھنا کبیرہ گناہ ہے اور ترمذی کی جہاد کی روایت میں آپ نے جادو گر کی حد قتل قرار دی ہے

ان حدیثوں میں مطابقت پیدا کرنے کے لئے علمائے کہا ہے کہ اگر بغیر دخل تقدیر اتنی کے کوئی شخص جادو میں مستقل تاثیر کا اعتقاد رکھے تو کفر ہے ورنہ کبیرہ گناہ ہے۔ امام رازی نے معجزہ اور جادو کا فرق پہچاننے کی غرض سے جادو کے سیکھنے کو وجہ لکھا ہے اور علمائے اسپر اعتراف کیا ہے اور کہا ہے کہ اگر ایسا ہوتا تو صحابہ ضرور جادو سیکھتے۔ آیۃ الکرسی قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس میں روضہ کا ایک خاص اثر اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوا وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ مَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَلَا الْمُشْرِكِينَ أَنْ يُنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

اے ایمان والو تم نہ کہو راعنا اور کہو انظرنا اور سنے رہو اور منکروں کو کفر ذلک کی مار ہے۔ دل نہیں چاہتا ان لوگوں کا جو منکر ہیں کتاب والوں میں اور شرک والوں میں یہ کہ اترے۔ بہتر کچھ خیر من ربکم واللہ یختص برحمۃ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

نیک بات تمہارے رب اور اللہ خاص کرتا ہے اپنی مہر سے جسے چاہے اور اللہ بڑا فضل رکھتا ہے

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمان لوگوں کو راعنا کے لفظ کے کہنے سے منع کیا کیونکہ ظاہری معنی تو اس لفظ کے یہ ہیں کہ اے نبی اللہ کے ہماری طرف ہی متوجہ ہو جس وقت صحابہ آنحضرت صلعم سے دوبارہ کوئی بات پوچھنی چاہتے تھے اس وقت آپ کی توجہ اپنی طرف مصروف کرنے کے لئے یہ لفظ کہا کرتے تھے لیکن یہود نے اس لفظ کو جب مسلمانوں سے سنا تو خود ہی آنحضرت صلعم سے بات چیت کرتے وقت اس لفظ کو کہنا شروع کر دیا مگر یہ لوگ زبان کو دانتوں میں دبا کر عداوت کے سبب سے اس طرح اس لفظ کو بولتے تھے جسکے معنی نبی کی شان کے مخالف تھے۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تو آئینہ اس لفظ کے بولنے سے روک دیا اور فرمایا کہ یہود لوگ اپنے کفر کے سبب سے ایسی باتیں کرتے ہیں جن کے سبب سے ایک دن سخت عذاب میں پکڑے جاویں گے اور اللہ نے جب تک چاہا نبوت کو بنی اسرائیل میں رکھا اور اب وہ نبوت بنی اسرائیل میں آگئی۔ ان کو اس پر عداوت کا کچھ حق نہیں ہے یہ تو اللہ کی ایک نعمت ہے جو وہ جسکو چاہے دیکھ

مَا نَسَخَ مِنْ آيَةٍ أَوْ نَسَخْنَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلَهَا أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ

جو موقوف کرتے ہم کوئی آیت یا پہلا دیتے ہیں تو پہنچاتے ہیں اس سے بہتر یا اسکی برابر کچھ معلوم نہیں کہ اللہ ہر چیز پر شیخ قدیرہ اَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ

قادریہ کیا تجکو معلوم نہیں کہ اللہ ہی کی سلطنت ہے آسمان اور زمین کی اور نہیں تمہارا

سوا اللہ کے کوئی حمایتی اور مدد والا

یہود کا یہ اعتقاد تھا کہ تورات کے احکام قیامت تک کہی منسوخ نہیں ہوں گے۔ اسی اعتقاد کی وجہ سے انہوں نے انجیل کا

کتاب الہی ہونا تسلیم نہیں کیا کیونکہ اس سے ان کو توراۃ کے بعض احکام کا منسوخ ہو جانا تسلیم کرنا پڑتا تھا اب جبکہ قرآن شریف کی بعض آیتیں بعض آیتوں سے منسوخ ہوئیں تو یہودیوں کو مسلمانوں سے طرح طرح کی جھڑپیں اس باب میں کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کلام الہی کبھی منسوخ نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں اور فرمایا کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے جو چاہے سو کرے۔ اپنے بندوں کے حالات کی مصلحت سے جو احکام اس کو مناسب معلوم ہوئے اس نے سب سے پہلے صاحب شریعت نبی حضرت نوح سے لیکر حضرت موسیٰ تک وہ احکام نازل فرمائے اور ہر مصلحت وقت کے موافق ان احکام میں ترمیم کر کے توراۃ نازل فرمائی۔ اگر یہودی کا یہ اعتقاد صحیح ہو تا کہ کلام الہی کبھی منسوخ نہیں ہوتا تو کبھی شریعتوں کے احکام منسوخ ہو کر توراۃ کیونکر نازل ہوتی غرض یہودی کا یہ اعتقاد ان کا گھڑا ہوا ایک اعتقاد ہے کسی حکم الہی کے موافق نہیں ہے غلط عقائد نے عیسائیوں کو اسلام کے راز میں ان بد نصیبوں کو بھیل بھیل نہیں کرنے دیا اور یہی غلط عقائد قرآن پر عمل کرنے سے ان کو روک رہے ہیں کہ وہ منسوخ احکام کی مصلحت میں قتل دیں کیونکہ بندہ و نکر ہر وقت کی مصلحت کا علم نہیں ہے۔ پھر نامعلوم بات میں کوئی کیا دخل دے سکتا ہے اور اگر دخل دیا بھی تو وہ صحیح کیسے ہو سکتا ہے بلکہ بجا دخل کا یہ نتیجہ ہوتا ہے جو ان لوگوں کا ہو کہ وہ شریعتوں سے منکر ہو گئے اور طرح طرح کے عذاب میں اس انکار کے سبب سے پھنس گئے۔ حضرت عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کوئی تبدیل امر دشمنی میں ہو جاوے تو اس کو ناسخ و منسوخ کہتے ہیں جو پہلے کا حکم دوسرے جدید حکم سے بدل جاوے ان میں پہلے حکم کو منسوخ اور جدید دوسرے حکم کو ناسخ کہا جاتا ہے مثلاً اِنْ طَلَّقُوا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ اَوْ شَفَعُوْا فِيْ مَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ اور لَا يَخْفُفُ اللّٰهُ نَفْسًا اَلَا وَنَعْمَا اُنَّ كَانَا نَاسِخًا ہے۔ اب منسوخ آیتوں میں بعضی آیتیں تو ایسی ہیں کہ جبکہ حکم منسوخ ہو گیا ہے اور قرآن شریف میں ان کی تلاوت باقی ہے جیسے اِنْ طَلَّقُوا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ اَوْ شَفَعُوْا فِيْ مَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ اللّٰهِ اور بعضی آیتیں ایسی ہیں جن کی تلاوت باقی نہیں ہے مگر حکم باقی ہے جیسے اَوْ اِذَا زَوَّجْتِ الْوَارِثَ فَاَرْجُوْا حَتّٰى يَخْرُجَ اِلَيْكَ نَاسِخًا و منسوخ کی یہ سب قسمیں اور ان کی مثالیں اصول تفسیر اور اصول فقہ کی کتابوں میں بالتفصیل ہیں اور بھولی ہوئی آیتیں وہی ہیں جن کی تلاوت کا حکم کچھ بھی باقی نہیں ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ہم لوگ سورۃ براءۃ کی برابر کی ایک سورۃ قرآن شریف کی سورتوں میں پڑھا کرتے تھے مگر وہ اب یاد نہیں رہی۔ ناسخ آیت کبھی محنت و مشقت کے کم ہو جانے میں منسوخ آیت سے بہتر ہوتی ہے جیسے تجزہ کی ناز فرض ہونے کی منسوخی اور کبھی ثواب کے بڑھ جانے میں بہتر ہوتی ہے جیسے عاشورے کے دن کے روزے کے بدلے میں رمضان کے روزے۔ اور کبھی ناسخ و منسوخ دونوں برابر کے درجہ میں ہوتے ہیں جیسے بیت المقدس کی جانب کا قبلہ منسوخ ہو کر کعبہ کی جانب قبلہ کا قرار پانا کہ ثواب اور مشقت میں دونوں برابر ہیں۔ اکثر علماء کا یہ مذہب ہے کہ صحیح حدیث سے قرآن شریف کی آیت منسوخ ہو سکتی ہے۔ تفصیل اس مسئلہ کی اصول فقہ کی کتابوں میں ہے۔ اگرچہ بعض علماء نے منسوخ آیتوں کی تعداد میں آیتوں کی بتلائی ہے۔ لیکن شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ

نے فوز الکبیر میں بڑی بحث کے بعد صرف پانچ آیتیں منسوخ قرار دی ہیں جن کی تفصیل حسن الفوائد کے مقدمہ میں اور اس تفسیر کے مقدمہ میں بتلا دی گئی ہے ❖

أَمْ تَرِيدُونَ أَنْ تَسْأَلُوا رَسُولَكُمْ كَمَا سَأَلَ مُوسَى مِنْ قَبْلُ ط وَمَنْ يَتَّبِعْ  
کہا تم مسلمان ہی چاہتے ہو کہ سوال شروع کر دو اپنے رسول سے جیسے سوال ہو چکے ہیں موسیٰ سے پہلے اور جو کوئی انکار  
الْكَفَرُ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ  
یہوے بدلے یقین کے وہ بھولا سید ہی راہ سے

یہود کے بہکانے سے مسلمان آنحضرت صلعم سے غیر ضروری باتیں پوچھتے تھے اور قرآن شریف کے نازل ہونے کے زمانہ میں چکر کوئی پوچھتا تھا اس کا جواب قرآن شریف کی کسی آیت کے ذریعہ سے ضرور نازل ہوتا تھا اور غیر ضروری سوال کی صورت میں کوئی سخت حکم اگر ایسا نازل ہو جاتا جس کی تعمیل میں کوئی دشواری پیش آتی یا کوئی حلال چیز مسلمانوں پر حرام ہو جاتی تو بڑی خرابی کی بات تھی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کس کثرت سوال سے روکا اور فرمایا کہ کیا تمہارا ارادہ یہ ہے کہ تم بھی بنی اسرائیل کی طرح اللہ کے رسول سے ہر گھڑی غیر ضروری باتیں پوچھنے کی عادت ڈال لو۔ کیا تم کو معلوم نہیں کہ بنی اسرائیل کی ہر گھڑی کی پوچھ گچھ سے ان پر بعض احکام ایسے نازل ہو گئے کہ ان کی تعمیل میں پرانہوں نے تساہل کیا جس کے سبب سے وہ گمراہی میں پڑ گئے۔ صحیحین میں مغیرہ ابن شعبہ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے غیر ضروری کثرت سوال سے منع کیا اور فرمایا کہ پچھلی امتوں کے لوگ کثرت سوال سے طرح طرح کی ہلاکت میں پڑ گئے ❖

وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُّوْكُمْ مِّنْ بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفْرًا رَّحْسَدًا مِّنْ  
دل چاہتا ہے بہت کتاب والوں کا کسی طرح تم کو بہر کر مسلمان ہوئے پیچھے کافر کریں حسد کر کہ  
عِنْدَ أَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّ لَهُمُ الْحَقُّ ۖ فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرٍ  
اپنی انداز سے ابعد اس کے کہ کھل چکا ان پر حق سو تم درگزر کرو اور خیال میں نہ لاؤ جب تک بھیجے اللہ اپنا حکم  
إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۖ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ  
اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور کثرتی رکھو نماز اور دینے رہو زکوٰۃ اور جو آگے بھیجے اپنے واسطے  
مِنْ خَيْرٍ يُجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ  
بھلائی وہ پاؤ گے اللہ کے پاس اللہ تمہارے کام دیکھتا ہے

بادجو دمی ہونے کے آنحضرت صلعم یہود کو ایسی باتوں کی خبر دیتے تھے جو ان کی تورات کے بالکل موافق ہوتی تھیں اور دینا کے لالچ سے اگرچہ انہوں نے تورات کی ان آیتوں کو بدل ڈالا تھا جن میں نبی آخر الزمان کے اوصاف کا ذکر تھا

لیکن اپنے دل میں وہ اسحضرت کے نبی آخر الزمان ہونے کے قائل تھے۔ فقط اس جسد سے کہ نبی آخر الزمان انکی قوم بنی اسرائیل میں کیوں نہیں ہوئے۔ جہاں تک ان کا بس چلتا تھا مسلمانوں کو ان کے دین سے بچلائے نہیں کی نہ کرتے تھے۔ اسی کا ذکر اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں میں فرما کر یہ فرمایا ہے کہ یہود کی ہر طرح کی عداوت کی باتوں پر اسوقت تک صبر اور درگزر کرو جب تک اللہ کا کوئی حکم اخیر نازل ہو اور ہر حال میں نماز زکوٰۃ اس طرح کے نیک کاموں میں لگے رہو کہ اللہ اپنے بندوں کے عملوں کو دیکھتا ہے اور ایک دن سب عملوں کی سزا جزا وہ دیوے گا۔ یہود کے حق میں جب اللہ کا حکم اخیر اپنے وقت مقررہ پر نازل ہوا جس سے مدینہ کے گرد و نواح کے سب یہود برباد ہو گئے کیونکہ کچھ قتل کر دیے گئے اور کچھ مدینہ کے نواح سے نکال دیے گئے۔ درگزر کی سب آیتیں ایک وقت میں تک عمل کرنے کی غرض سے نازل ہوئی تھیں۔ اس لئے صحیح مذہب یہی ہے کہ جہاد کے حکم سے کوئی درگزر کا حکم منسوخ نہیں ہے۔

وَقَالُوا لَن يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُنَّ كَانَهُوْدًا أَوْ نَصَارَىٰ تِلْكَ آيَاتُ الَّتِي هَاقُوا  
اور کہتے ہیں ہرگز نہ جاویں گے جنت میں مگر جو ہونگے یہود یا نصاریٰ یہ آیتوں میں انہوں نے تو کہہ لے آؤ  
بَرَّهَانَكُمْ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ بَلَىٰ مَن أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرٌ  
سند اپنی اگر تم سچے ہو کیوں نہیں جسے تابع کیا مٹنا اپنا اللہ کے اور وہ نیکی پر ہے اسی کو ہر مژدوی  
عِنْدَ رَبِّهِ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ  
اپنے رب کے پاس اور نہ ڈرے ان پر اور نہ ان کو غم ہے

بادجو طرح طرح کی نافرمانیوں میں گرفتار ہونے کے اہل کتاب کا یہ دعویٰ تھا کہ یہود اپنے آپ کو جنتی اور سب کو دوزخی کہتے تھے۔ اور یہی دعوے نصاریوں کا اپنی قوم کے حق میں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے غلط دعوے کو بے سند قرار دیکر فرمایا کہ جنت میں جانے اور حشر کے وعدہ سے بچوت رہنے کے قابل وہی شخص ہے جس کا عمل حکم الہی کے موافق اور خالص اور اللہ ہو گا جس کے عمل میں دو شرطیں نہیں وہ جنت میں کیا جاسکتا ہے۔ جنت خدا کی ہے کسی کی میراث نہیں کہ بغیر رضی خدا کے زبردستی جنت میں گھس جاوے۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَىٰ عَلَىٰ شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصَارَىٰ لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَىٰ شَيْءٍ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ ۚ كَذَلِكَ قَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللَّهُ  
اور یہود نے کہا نصاریٰ نے کچھ راہ پر اور نصاریٰ نے کہا یہود نہیں کچھ راہ پر  
شَيْءٍ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ ۚ كَذَلِكَ قَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللَّهُ  
راہ پر اور وہ سب پڑھتے ہیں کتاب اس طرح کسی ان لوگوں نے جن پاس علم نہیں انہیں کی سی بات اب اللہ  
يَحْكُمُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۚ  
حکم کریگا ان میں قیامت کے دن جس بات میں جھگڑتے تھے

بخراں ایک جگہ ہے وہاں کے کچھ نصاریٰ اسحضرت مسلم کے پاس آئے تھے ان کے آنے کی خبر سنکر یہود کے کچھ عالم



لوگ اُس مجلس میں آئے اور دونوں فریق میں کچھ جگڑا ہو کر ایک نے دوسرے کے دین کو بے بنیاد بتایا۔ اُس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور فرمایا کہ یہ لوگ اہل کتاب ہیں اور ایک فریق کی کتاب میں دوسرے فریق کے دین کی تصدیق موجود ہے پہر ہی عرب کے اسی لوگوں کی سی باتیں یہ لوگ اس لئے کرتے ہیں کہ شیطان کے ہنکانے سے حق بات کے نہ ماننے میں ان سب کے دل ایک سے ہو گئے ہیں پھر فرمایا کہ حق تاحق کے فیصلہ کے لئے قیامت کا دن مقرر ہے اُس دن ان سب کا فیصلہ ہو جاوے گا۔

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ قَنَعَ مَسِيحَ اللَّهِ أَنْ يَنْ كَرَفِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا أُولَٰئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَائِفِينَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ

اور اُس سے ظالم کون جس نے منع کیا اللہ کی مسجدوں میں کہ پڑھئے وہاں نام اُس کا اور دوزخ اس کے آجائے کو

نہیں پہنچتا کہ وہ اللہ کی مسجدوں میں قدم رکھ سکیں مگر ڈرتے ہوئے ان کو دنیا میں ذلت ہی اور ان کو آخرت میں بڑی مار ہے

ہجرت کے بعد ۱۱ھ میں آنحضرت صلعم نے صحابہ کے ایک جماعت کے ساتھ ذی قعدہ میں عمرہ کے قصد سے مکہ کا ارادہ کیا اور مشرکین مکہ نے آپ کو مکہ کے اندر نہ جانے دیا بلکہ رستہ میں ایک مقام جس کا نام حدیبیہ ہے وہاں آنحضرت صلعم اور صحابہ کی جماعت کو روک دیا جس کا قصہ سورہ انفعا میں آویگا۔ حضرت عبداللہ بن عباس کا قول ہے کہ اُسی قصہ پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور مسجد الحرام میں ذکر الہی سے حج والوں یا عمرہ والوں کو روکنا بھی مسجدوں کو اوجاڑنا ہے۔ کیونکہ مسجدوں کی آبادی یہی ذکر الہی ہے۔ سورہ توبہ میں آویگا اِنَّمَا يَتَمَرَّسُ جَدُّ الشَّوْصِ اَمَّنْ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَاَقَامَ الصَّلَاةَ ۚ وَجَسَّ كَا حَالٍ مَطْلَبٍ ہے کہ مسجدیں ان ہی لوگوں سے آباد ہیں جو مسجدوں میں نماز پڑھتے ہیں جس سے یہ معلوم ہوا کہ جو وہ مسجدوں میں کسی کو ذکر الہی سے روکتے ہیں وہ گویا مسجدوں کے اوجاڑنے کے درپے ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ بعض مفسروں نے حضرت عبداللہ بن عباس کے قول پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اہل مکہ نے قصہ حدیبیہ کے وقت مسجد الحرام کے اوجاڑنے کا کوئی کام نہیں کیا فقط آنحضرت صلعم اور آپ کے صحابہ کو مکہ کے اندر جانے سے روکا تھا۔ سورہ توبہ کی اس آیت کے مطلب سے ان مفسروں کا یہ اعتراض صحیح نہیں معلوم ہوتا اور ترجمہ کے اس جملہ کا کہ ایسوں کو نہیں پہنچتا کہ وہ اللہ کی مسجدوں میں قدم رکھ سکیں مگر ڈرتے ہوئے یہ مطلب ہے کہ اب تو ان مشرکین مکہ نے رسول اور ان کے ساتھ والوں کو عمرہ سے روکا ہے قریب ہ وقت آتا ہے کہ یہ مشرک لوگ مسجد الحرام میں ڈرتے ہوئے گھسا کر بیٹھے۔ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ تھوڑے دنوں کے بعد مکہ فتح ہو گیا اور مسجد الحرام میں جانے اور طواف کرنے سے مشرک لوگ روک دیئے گئے۔ اور صلح والے مشرکوں میں سے کوئی شخص فتح مکہ کے بعد اگر مسجد الحرام میں جاتا بھی تھا تو اس کو یہ خوف لگا رہتا تھا کہ کسی سبب سے اس کو مسلمانوں کے ہاتھ سے کوئی ضرر نہ پہنچ جاوے۔ اس آیت میں مسلمانوں کو یہ بشارت تھی جس کا ظہور فتح مکہ کے وقت ہوا اُس سے ہی حضرت عبداللہ بن عباس کے اس قول کی تائید ہوتی ہے کہ یہ آیت مشرکین مکہ

کی شان میں ہے۔ دنیا کی ذلت و توفیح مکہ کے وقت ان مشرکوں نے دیکھی کہ جن بتوں کو یہ لوگ خدا کا شریک گنتے تھے وہ جا کر توڑے مسلمانوں کے پیروں میں روندے گئے عقبے کا عذاب جو مشرکوں پر ہو گا وہ بھی قیامت کے دن سب کی آنکھوں کے سامنے آ جاویگا ۛ

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَاَيُّمَا تُولُوْا فَاَتَتْوَجْهَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ وَّاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝  
اور اللہ ہی کی ہے مشرق اور مغرب سوجن طرف تم منہ کرو وہ وہاں ہی متوجہ ہے اللہ برحق اللہ بخائش رکھنے والا ہر سب فہر رکھتا ہے

ہجرت کے بعد جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی جاتی تھی آنحضرت صلعم اور صحابہ کو مکہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا کسی قدر رخ رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اور مسلمانوں کی تسلی کے لئے یہ آیت نازل فرمائی اور فرمایا کہ اللہ کے حکم سے جدہر نماز پڑھی جاوے تو اب میں سب برابر ہے بیت المقدس ہو تو کیا مکہ ہو تو کیا۔ کعبہ کو قبلہ ٹھیرانے کا وقت جو علم الہی میں مقرر تھا جب وہ آگیا تو کعبہ کو قبلہ ٹھیرانے کا حکم جو نازل ہوا وہ آگے آگیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس سے یوں بھی روایت ہے کہ جب کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم آیا اور ادھر منہ کر کے آنحضرت صلعم اور صحابہ نے نماز پڑھنی شروع کی تو بیت المقدس کی طرف کا قبلہ قائم نہ رہنے پر یہو طرح طرح کا اعتراض کرتے تھے اُس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مشرق اور مغرب سارے جہان کا مالک ہے اُس کے حکم سے جدہر نماز پڑھی جاوے وہ قبول کریگا اور ابرو دیو گنا مسلم ترمذی وغیرہ میں جو حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ نفل نماز سفر میں سواری پر آدمی پڑھے تو یہ آیت اُس باب میں نازل ہوئی ہے کہ اس طرح کی نفل نماز سواری کے جانور کا جدہر منہ ہو ادھر ہو سکتی ہے۔ احسن الفوائد کے مقدمہ میں اور اسی تفسیر کے مقدمہ میں یہ امر بیان کر دیا گیا ہے کہ کسی چند سبب جمع ہو کر ان سب کے حکم کے طور پر ایک آیت نازل ہوتی ہے اور ایسی آیتوں کی شان نزول میں سبب کی چند روایتیں ہوتی ہیں کسی روایت میں ایک سبب نزول ہوتا ہے اور کسی میں دوسرا یہ آیت بھی اسی قسم کی ہے ۛ

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۚ وَلَئِنْ لَّمْ يَرَوْا آيَةً يُعْجَبُوا اَنْ يَّاتِيَهُمْ بِلَا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَئِنْ لَّمْ يَرَوْا آيَةً يُعْجَبُوا اَنْ يَّاتِيَهُمْ بِلَا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَئِنْ لَّمْ يَرَوْا آيَةً يُعْجَبُوا اَنْ يَّاتِيَهُمْ بِلَا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۚ  
اور کہتے ہیں اللہ رکنتا ہے اولاد وہ سب سے بڑا بلکہ اس کا مال ہے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں سب اس کے آگے ادب ہیں بَلْ يَعْجَبُونَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَئِنْ لَّمْ يَرَوْا آيَةً يُعْجَبُوا اَنْ يَّاتِيَهُمْ بِلَا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۚ  
یہاں بنائے والا آسمان اور زمین کا اور جب حکم کرتا ہے ایک کام کا تو یہی کہتا ہے اُسکو کہ ہو وہ ہوتا ہے

یہو و حضرت عزیر کو نضار و حضرت یصلے کو اللہ کا بیٹا اور مشرکین عرب فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے تھے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ ان سب کو جھٹلایا۔ حاصل معنی آیت کے یہ ہیں کہ باپ اور اولاد میں کچھ مناسبت ضرور ہو اللہ کی

ذات پاک تو زالی ہے۔ زمین آسمان۔ عزیر۔ سچ۔ ملائکہ سب کچھ اُس کا پیدا کیا ہوا عالم ہے۔ خالق اور مخلوق میں کیا مناسبت ہے جو مخلوقات میں سے کسی کو اُس ذات پاک کی بی بی اور کسی کو اولاد قرار دیا جاوے اس طرح کی بات کا منہ سے نکالنا اس طرح کا ایک بتان ہے جس سے آسمان پھٹ کر گوے تو گر سکتا ہے پہاڑ جگہ سے ہلجادیں تہل سکتے ہیں صحیحین اور صحیح بخاری وغیرہ میں جو روایتیں ہیں اُن کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انسان نے جھکو جھٹلایا اور جھکو گا لیاں دیں جھٹلایا تو یوں کہ میں اپنے کلام میں اُسکو ایک دفعہ ناکر پھر جلا کی خبر دیتا ہوں اور وہ اُس بات کو جھٹلاتا ہے اور گالیاں یہ دیں کہ وہ جھکو صاحب اولاد قرار دیتا ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ بڑا بردبار ہے۔ لوگ اُسکے بیٹا بیٹی ٹھیراتے ہیں اور وہ انکو رزق اور تندرستی دیتا ہے ۛ

وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللَّهُ أَوْ تَنْزِيلُنَا آيَةً ۖ كَذَلِكَ قَالَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۖ فَلَوَجِدُوهُمْ قَدْ بَيَّنَّا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ ۝  
 اگلے انہیں کی سی بات ایک سے ہیں دل ہی اُن کے ہنسنے بیان کر دین نشانیاں اُسے اُن لوگوں کو جنکو یقین ہو

قائد کے قول کے موافق یہ آیت مشرکین مکہ کی شان میں ہے اور آیت وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَ رَبِّهِمْ كَذَلِكَ قَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَ رَبِّهِمْ نے اس قول کی تائید بھی ہوتی ہے کیونکہ اس کی سورۃ سورۃ فرقان کی اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ یہ مشرکین مکہ جن کو حشر کا اقرار اور امید نہیں ہے یہ کہتے ہیں کہ اے محمد تمہاری نبوت کی تصدیق کوئی فرشتہ یا خود خدا ہمارے پاس آنکھ کیوں نہیں کہہ دیتے اس صورت میں ان سے اگلوں سے مراد اہل کتاب ہیں اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ مشرکین عرب اور اہل کتاب ان سب کا برکھانے والا ابلیس علیہ اللعنة ہے جو ایک سی باتیں ان کے دلوں میں ڈالتا ہے اس لئے یہ سب ایک سی باتیں کہتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ ان کی یہ باتیں محض جبل اور عباد کے سبب ہیں ورنہ تصدیق رسول میں صاحب یقین کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں نشانیاں تو کافی بیان کر دی ہیں مثلاً قرآن کے کتاب الہی ہونے کی یہ نشانی ان سب کے لئے کیا کم ہے کہ قریش باوجود تقاضے کے ایسا کلام بنانے سے عاجز ہیں اور اہل کتاب جن کتابوں کو کتاب الہی جانتے ہیں اُن کی پوری تصدیق قرآن میں موجود ہے اور ان نشانوں سے قرآن جب کلام الہی ہے تو جس اللہ کے رسول پر یہ قرآن اللہ کی طرف سے نازل ہوتا ہے اُس کے رسول برحق ہونے میں کوئی صاحب عقل شک و شبہ نہیں کر سکتا ۛ

إِنَّا أَرْسَلْنَا بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَا تُسْأَلُنَا عَنْ أَصْحَابِ الْجَحِيمِ  
 ہم نے بھیجا ہے تجھکو ٹھیک بات بیکر خوشی اور ڈر سناتے کو بھڑے پوچھ نہیں روزخ و انوں کی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہی کہی اس بات کا رنج ہوتا تھا کہ باوجود کامل فہم ایش اور کافی دلیلوں کے اہل عرب اور اہل کتاب

میں کے بہکے ہوئے لوگ راہِ راست پر کیوں نہیں آتے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کا یہ رنج رنج کرنے کو آیت نازل فرمائی اور فرمایا کہ باوجود غمائش کے جو لوگ راہِ راست پر نہیں آتے اُن کے باب میں قیامت کے دن تم سے یہ نہیں پوچھا جائیگا کہ وہ راہِ راست پر کیوں نہیں آئے۔ راہِ راست پر لانا خدا کا کام ہے تمہارا کام صرف اتنا ہی ہے کہ راہِ راست والوں کو نجات اخروی کی خوشخبری کی اور گمراہوں کو خرابی عقیقت کی آیتیں سنانے کی کوشش کرتے رہو۔ اس کے بعد علمِ الہی میں جن لوگوں کا راہِ راست پر نہ آنا اور اُن سے دوزخ بھرا جانا قرار پایا چکا ہے وہ تو آخر ہو کر رہے گا۔

وَلَنْ تَرْضَى عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَى حَتَّى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ قُلْ إِنْ هَدَى اللَّهُ  
ہرگز راضی نہیں گئے تھے یہود اور نصاریٰ جب تک تابع نہ ہو تو اُن کے دین کا تو کہہ جو راہ اللہ دکھائے

هُوَ الْهُدَىٰ وَلَئِنْ أَتَيْتَ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ الَّذِي جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ  
وہی راہ ہے کسی تو چلا اُن کی پسند پر بعد اُس علم کے جو تجھ کو پہنچا

مِنَ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَفِيْرِهِ الَّذِينَ اتَّبَعَهُمْ يَكْفُرُونَ لَهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ  
اللہ کے ہاتھ سے حمایت کرنے والا نہ مددگار جن کو ہم نے دی ہے کتاب وہ اُسکو پڑھتے ہیں جو حق ہے پڑھنے کا

أُولَٰئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ ۖ وَمَنْ يَكْفُرْ بِهِ ۖ إِنَّ لَكَ هُمْ الْخٰسِرُونَ ۝  
وہ آپس پر یقین لاتے ہیں اور جو کوئی منکر ہو گا اُس سے سوائے انہیں کو نقصان ہے

اہل کتاب ملنے جلنے کے وقت کبھی کبھی مسلمانوں سے ایسی باتیں ظاہر میں کرتے تھے جن سے توقع ہوتی تھی کہ شاید وہ راہِ راست پر آجاویں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کے دل کا حال اپنے رسول کو جتلا یا کہ وہ لوگ اپنے ہی دین کو راہِ راست سمجھتے ہیں۔ اس لئے جب تک انسان اُن جیسا نہ ہو جاوے وہ لوگ ہرگز رضا مند نہیں ہو سکتے اس واسطے ان لوگوں کی ظاہری باتیں دل سے نہیں ہیں محض اوپری ہیں اور یہ تو معلوم ہے کہ ان لوگوں نے اپنے دین کے اکثر احکام کو بدل ڈالا ہے اور کچھ احکام اُن کے دین کے منسوخ ہو گئے ہیں۔ اس بات کے معلوم ہو جانے کے بعد بھی اُن جیسا جو کوئی ہو جاویگا اُس سے اللہ مواخذہ کریگا۔ اور اللہ کے مواخذہ سے اُس کو کوئی نہ بچا سکے گا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مخاطب نہیں کر ائمہ کے لوگوں کو یہ بات سنائی ہے۔ آخر آیت میں جو اہل کتاب راہِ راست پر آگئے تھے اللہ تعالیٰ نے اُن کے حق میں فرمایا کہ وہ کتاب الہی کو اس طرح پڑھتے ہیں جو پڑھنے کا حق ہے۔ مطلب اُس آیت کا یہ کہ اُس کی آیتوں میں کچھ رد و بدل نہیں کرتے بلکہ اُس کے احکام کے پورے پابند ہیں۔ پھر فرمایا جو لوگ اس ڈھنگ پر نہیں وہ ٹوٹے ہیں ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ چند روزہ دنیا کے لئے انہوں نے اپنی عقیقت برباد کی۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ٹوٹا ہو گا۔

يٰۤاَيُّهَا اِسْرٰٓئِيْلُ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاِنِّیْ فَعَلْتُكُمْ عَلٰی الْعٰلَمِیْنَ ۝

اے بنی اسرائیل یاد کرو احسان میرا جو میں نے تم پر کیا اور وہ کہ بڑا کیا تم کو سارے جہان پر  
وَاتَّقُوا یَوْمًا لَا یُخْرِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْئًا وَلَا یُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ ۚ  
اور جو اس دن سے کہ نہ کام آوے کوئی شخص کسی شخص کو ایک ذرہ اور نہ قبول ہو اسکی طرف سے بذلہ اور نہ کام آسکے سفارش  
وَلَا هُمْ یَنْصُرُوْنَ ۝  
اور نہ اُن کو مدد پہنچے

آنحضرت صلعم کے زمانہ کے یہود اُن نعمتوں کو بھول گئے تھے جو اللہ تعالیٰ نے اُن کے بڑوں پر کی تھیں جنکے سبب  
وہ بنی زلزلے اور بادشاہ زلزلے کہلاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جگہ جگہ اُن کو ہوشیار کرنے کے لیے پہلے یا بنی اسرائیل  
کے لفظ سے مخاطب کیا ہے اور پھر اپنی نعمتوں کو یاد دلایا ہے تاکہ وہ مجاہدوں کے جو اللہ نعمتوں کے دینے پر قادر رہے  
وہ ایک دم میں اپنی نعمتیں چھین لینے پر بھی قادر رہے۔ محمد رسول اللہ صلعم ایک نواسہ کے رسول ہیں جس بات کو  
اُن کے دل خوب ہی جانتے ہیں کیونکہ اس پر اُن کی کتاب یورسی گواہی دیتی ہے۔ دوسرے وہ اُن کے چچا زاد  
بھائی بھی ہیں۔ اتنی مدت اولاد اسحاق میں نبوت رہی اب اگر بنی اسمعیل میں ایک نبی ہوئے تو اسپران کو  
اس قدر حسد کیوں ہے جس کے سبب اللہ کی نافرمانی اور اس سے اپنی بربادی کے یہ لوگ دن بدن درپے  
ہوئے جاتے ہیں۔ باوجود اللہ کی اس قدر فحاشی کے یہود نے اللہ تعالیٰ کی نصیحت کو نہ مانا۔

وَإِذْ ابْتَلٰٓ اِبْرٰٓهٖمَ رَبُّہٗ بِکَلِمٰتٍ فَاٰمَنَہُنَّ ۚ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلٌکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ۝

جب آزمایا ابراہیم کو اُسکے رب نے کئی باتوں میں پھر اُسے وہ پوری کہیں فرمایا میں تمکو کر دنگا سب لوگوں کا پیشوا

قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظَّالِمِیْنَ ۝

بولا اور میری اولاد میں کہا نہیں پہنچنا میرا اقرار ہے انصافوں کو

مشرکین کہ اہل کتاب سب کا سلسلہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملتا ہے اسلئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو  
یہ سب مانتے تھے لیکن حضرت ابراہیم کے طریقہ پران میں سے کوئی نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کا حال  
اور ملت ابراہیمی کا حال بیان فرمایا کہ یہ سب لوگ قائل ہوں۔ بنی اسرائیل کو یہ دعویٰ تھا کہ ہم اولاد ابراہیم  
میں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم سے وعدہ کیا تھا کہ نبوت اُن کے ہی گھر میں رہے گی اللہ تعالیٰ نے  
اس کا جواب دیا کہ وعدہ الہی کے موافق نبوت تو اب ہی ابراہیم کے گھر میں ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے  
اسحاق و اسمعیل اپنے دونوں بیٹوں کے نبوت کی دعا کی تھی وہ قبول ہوئی اور ایک مدت تک اولاد اسحاق میں  
اُس دعا کے اثر سے نبوت رہی۔ اب بنی اسمعیل میں آئی۔ یہ کیا ہے انصافی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے

ایک بیٹے کی اولاد میں ہمیشہ کے لئے اُس دعاے ابراہیمی کا اثر باقی رہے۔ اور ایک بیٹے کی اولاد ہمیشہ کے لئے اُس دعا کے اثر سے محروم رہے۔ اس طرح کی بے انصافی سے تو استحقاق نبوت ہو تو یہی زائل ہو جاتا ہے کیونکہ اللہ نے ابراہیم علیہ السلام سے جو وعدہ کیا ہے خود اُس میں یہ موجود ہے کہ اولاد ابراہیمی میں بے انصافوں کو الگ عہد نبوت نہیں پہنچ سکتا۔ مگر کیا یہ دعویٰ ہے کہ ہم اولاد ابراہیم ہونے کے علاوہ اُس گھر کے خدمتگار ہیں جو ہمارے دادا ابراہیم علیہ السلام کا بنایا ہوا ہے اور طرہ ابراہیمی اُس طریقہ کا نام ہے جس پر ہم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کے جواب میں فرمایا وَعَمَدًا نَارًا اِلٰی اِبْرٰہِیْمَ وَاسْمٰعِیْلَ اَنْ طَرٰہِیْمَیْ جِس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے تو پہلے ہی اپنے گھر کو ہر طرح کی نجاست سے پاک و صاف رکھنے کا عہد ابراہیم و اسمعیل دونوں سے لے لیا تھا اور اس خاندان میں وَلَا تَمُوتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ کی وصیت بھی اس عہد کے موافق چلی آتی تھی۔ تم نے اللہ کے گھر میں بت پرستی کے شرک کی نجاست پھیلا رکھی تھی۔ جن دادا کے یہ لوگ اپنے آپ کو پوتے کہتے ہیں اُن ادا کا حال کیا اُن کو اتنا ہی معلوم نہیں کہ ابراہیم علیہ السلام نے تو نمرود کے بتوں کو توڑا اور اپنے آپ کو اسپرگ میں ڈالے جانے کا سختی ٹھیرایا۔ دادا وہ بتوں کے دشمن پوتے وہ بتوں کے غلام خانہ زاد۔ غرض عہد ابراہیمی وصیت ابراہیمی طریقہ ابراہیمی سب کو بالائے طاق رکھ کر ہم کو اولاد ابراہیم ہونیکا کیا فخر ہے پوتا وہی جو دادا کا طریقہ پروردہ جو دادا کا طریقہ کو مٹا و اڑا، مثلاً ابراہیم ربّہ بکلمات میں کلمات سے مراد امامت نبوت اور ملت ابراہیمی کے وہ سب احکام ہیں جو دس صحیفوں کے ذریعہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نازل ہو سکے تھے۔

وَلَدَجَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا وَابْتِخَانًا وَاَمِّنْ مَّقَامِ اِبْرٰہِیْمَ مَوْصِلًا  
جب ٹھیرایا ہم نے یہ گھر کعبہ اجتماع کی جگہ لوگوں کے لئے اور پناہ اور کر رکھو جہاں کھڑا ہوا ابراہیم نماز کی جگہ

مَثَابَةً لِّلنَّاسِ کے معنی لوگوں کے اکٹھے ہونے کی جگہ امن سے مراد بے کشمکش رہنا لوٹ کسٹھ میں کسی چڑھائی کسی بات کا کچھ اندیشہ نہیں۔ بعضے علمائے اس آیت سے یہ مطلب نکالا ہے کہ اگر کوئی مجرم حرم میں امن کے ارادہ سے جا بیٹھے تو اُس پر حد قائم نہیں ہو سکتی لیکن صحیح قول یہ ہے کہ اُس کو کھانے پینے سے یہاں تک تنگ کیا جاوے کہ وہ حرم سے باہر آجاوے پھر اُس پر حد شرعی قائم کی جاوے۔ زمانہ جاہلیت میں بھی حرم کی یہ عظمت تھی کہ وہاں کوئی کسی کو نہیں ستاتا تھا صحیحین وغیرہ میں جو صحیح حدیثیں ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ کہ میں اور یہی امن کی باتیں ہیں وہاں حرم کی حد میں شکار حرام ہے وہاں کی گری پڑی چیز ویسی شخص اٹھا سکتا ہے جو اُس کو مالک تک پہنچا دیوے وہاں کی گھاس تک نہیں کاٹی جاتی۔ فتح مکہ کے وقت خاص طور پر آنحضرت صلعم کو وہاں کچھ تھوڑی دیر کے لئے لڑائی اور قتل کی جائزہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ملگئی تھی۔ پھر قیامت تک وہی بات قائم ہو گئی۔ مکہ کی عظمت دنیا کے پیدا ہونے کے وقت سے ہے۔ مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ عظمت لوگوں کو دوبارہ جھٹلائی ہے۔ ہجرت کے بعد یہی عظمت آنحضرت صلعم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے مدینہ منورہ کے دونوں پہاڑوں کے مابین جتنی زمین ہے



اُس کی فرمائی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جو باتیں حد حرم کے اندر جائز نہیں ہیں وہ مدینہ منورہ کی اُس قدر زمین پر بھی ناجائز ہیں۔ رہی یہ بات کہ ان دونوں متبرک مقاموں میں مکہ افضل ہے یا مدینہ۔ جمہور کے نزدیک مکہ افضل ہے لیکن امام مالک کا اس میں اختلاف ہے مگر بات یہی ہے کہ مکہ کا مکہ ہے اور مدینہ اللہ کے رسول کا مقام ابراہیم اُس پتھر کا نام ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم نے خاکِ کعبہ کی تعمیر کی ہے۔ آنحضرت صلعم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں یہ پتھر کعبہ کی ایک دیوار میں لگا ہوا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُس کو وہاں سے نکال کر اُس جگہ رکھ دیا جہاں اب وہ موجود ہے۔ حج کے وقت طواف سے فارغ ہونے کے بعد مقام ابراہیم کے پیچھے دو نفل کا پڑھنا سنت ہے۔ بخاری اور مسلم کی روایتوں میں ان نفلوں کا ذکر ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق جو آیات قرآنی نازل ہوئی ہیں ان میں یہ آیت بھی داخل ہے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مقام ابراہیم کو مصلے شیرانے کا ذکر آنحضرت صلعم سے کیا تھا اُس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ بخاری اور مسلم وغیرہ میں جو روایتیں ہیں انہیں یہ شان نزول بیان کی گئی ہے۔

وَعَهْدًا نَّالَ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنَّ طَهْرًا بَيْتِي لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ  
 کہہ دیا ہم نے ابراہیم و اسماعیل کو کہ پاک رکھو گھر میرا واسطے طواف والوں اعقاب کا ان کے رکوع سجدہ کرنے والوں کے  
 وَلَذَقَالِ إِبْرَاهِيمَ رَبِّا جَسَلْ هَذَا الْبَلَدِ الْأَمْنَا وَأَرْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُمْ بِاللَّهِ  
 جب کہا ابراہیم نے اسے رب کہ اس کو شہر امن کا رزق دے اس کے لوگوں کو جو سے جو کوئی ان میں یقین لاوے اللہ  
 وَالْيَوْمِ الْآخِرِ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلَىٰ عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ وَلَذِ  
 اور بچھے دن پر فرمایا اور جو کوئی منکر ہے اس کو بھی فائدہ دوں گا تو بڑے نون پر اس کو تیر کر لاؤں گا ورنہ کے عذاب میں اور بڑی جگہ پہنچ کر  
 يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمَ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ رَبَّنَا  
 اُٹھائے لگا ابراہیم بنیادیں اس گھر کی اور اسماعیل نے رب قبول کر ہم سے قبول ہے اصل سنتا جانا اسے رب  
 وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ  
 کر ہم کو حکم بردار اپنا اور ہماری اولاد میں بھی ایک امت حکم بردار اپنی اور جہاں ہم کو رہتوں گے کرنے کے اور معاف کر ہم کو تو  
 أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ  
 ہی ہے اصل معاف کرنے والا مہربان

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس آیت میں اللہ کے گھر کو پاک نہ کہنے سے  
 ہمارا ہے کہ مشرک کی باتوں بت پرستی وغیرہ سے اس کو پاک رکھا جائے۔ سورہ حج کی آیت وَلَذِ بَوَّالًا لِّإِبْرَاهِيمَ  
 مَكَانَ الْبَيْتِ اِنَّ لَا شَرَّكَ لِي دُنِيَ شَيْئًا سے حضرت عبداللہ بن عباس کی اس تفسیر کی پوری تائید ہوتی ہے  
 کیونکہ معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیت اللہ بنانے کے لئے وہ خالی جگہ اس ہدایت  
 سے بتلائی گئی تھی کہ وہ اس گھر کو ایسی خالص توحید کی نیت سے بناویں کہ یہ گھر بت پرستی سے پاک رہے اور جب

خالی جگہ پر کعبہ بن گیا اور آئندہ نسل ابراہیمی سے بستی بڑھ کر وہاں ایک شہر آباد ہونے کی امید حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہو گئی تو اُس ہدایت الہی کے موافق وہ دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی جس کا ذکر سورہ ابراہیم میں ان لفظوں سے ہے **وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ لِي الْبَيْتَ آرَافًا وَاجْتَنِبِي وَتَرْتِي أَنْ تَعْبُدَ الْأَصْنَامَ رَبِّ انْتَنُ بَيْنَ يَدَيْكَ** کثیر ازین الناس مطلب اس دعا کا یہ ہے کہ یا اللہ اس جگہ کو امن کی جگہ بنا دے اور مجھ کو اور میری اولاد کو بت پرستی کی بلا سے بچا جو بلا اس جگہ کے گرد و نواح میں کثرت سے پھیل رہی ہے جس نے بہتوں کو گمراہ کر دیا ہے۔ اس تفسیر میں یہ بات بیان کی جا چکی ہے کہ قرآن شریف میں پچھلے قصے محض قصہ کے طور پر نہیں ذکر کئے جاتے بلکہ اُن کے ذکر سے زمانہ نزول قرآن کا کوئی مطلب تاریخی دلیل سے ثابت کیا جاتا ہے چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ ذکر مشرکین مکہ کی اس تنبیہ کے لئے ہے کہ اگرچہ بنائے کعبہ کے وقت سے ہی کہ میں شرک نہ پیسنے کا اہتمام تھا مگر اغواءے شیطانی سے وہاں بت پرستی پھیل گئی ہے اور اس شرک کے دفع کرنے کے ارادے سے اللہ نے نبی آخر الزمان کو پیدا کیا ہے اور خواہ نرمی سے ہو خواہ سختی سے اللہ کا یہ ارادہ وقت مقررہ پر ضرور پورا ہو گا اور دعائے ابراہیمی کا اثر مکہ میں جس طرح پہلے تھا وہی پھر قائم ہو جاوے گا اللہ سچا ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے آخر کو مکہ کیا کل جزیرہ عرب سے بت پرستی ایسی گئی کہ جسکے آنے کا خوف اب قیامت تک جاتا رہا۔ چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت جابر سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان جزیرہ عرب کی بت پرستی سے توبہ پاؤں ہو گیا ہاں جزیرہ عرب میں اُسکا اسی قدر کام باقی رہ گیا ہے کہ وہ مسلمانوں کو آپس میں لڑاؤ لگا۔ قسطلانی میں ہے کہ کعبہ دس دفعہ بنایا گیا ہے پہلے دفعہ فرشتوں نے بنایا پھر حضرت آدم نے پھر شیث نے پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پھر قوم عمالقہ کے لوگوں نے پھر قوم جرہم کے ایک شخص نے جس کا نام حارث بن مضاض تھا پھر قس بنی لہو پانچویں پیر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وادتا پھر قریش نے پھر ابن زبیر نے پھر حجاج نے پھر عمارت اخیر تک رہو گئی۔ صحیحین وغیرہ میں روایتیں ہیں جن کا حاصل یہ ہے کہ یا جوج ماجوج کے نکلنے کے بعد جب حج عمرہ موقوف ہو جاوے گا تو ایک سو کسی سو کسی پندرہ لاکھ والا حبشی اُس کو ڈھا دیوے گا۔ نبوت کی دعائیں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو منع کیا تھا کہ ظالم نا انصاف اولاد کے لئے نبوت کی دعائے مانگی جاوے۔ اُسی خیال سے یہاں کشائشِ رزق کی دعائیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فقط ایماندار اولاد کے لئے کشائشِ رزق کی دعا کی اللہ تعالیٰ نے فرمایا نبین کشائشِ رزق دئیوی میں اس قید کے لگانے کی ضرورت نہیں۔ اس دعا کے متنی رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور امت مسلمہ آپ کی امت اور حکمت آپ کی سنت مسند امام احمد وغیرہ میں جو روایتیں ہیں اُن کا حاصل یہ ہے کہ انبیاء کے گروہ میں سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اپنی دعائیں کیا ہے پھر انبیوں نے آپ کے پیدا ہونے اور نبی آخر الزمان ہونے کی خبر دی ہے \*

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِرْعَانَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ  
اے رب ہمارے اُنہاں میں ایک رسول انہیں میں کا پڑھے اپنی تیری آیتیں اور سکھاوے اُن کو کتاب اور پکی باتیں اور سنو اُن کو

اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

تو ہے اصل زبردست حکمت والا

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اُس دعا کا یہ خاتمہ ہے جو انہوں نے اپنی اُس اولاد اور اولاد الاولاد کے لئے  
کی تھی جو مکہ میں سکونت کرنے والی تھی ابو العالیہ قتادہ وغیرہ سلف نے لکھا کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے  
اہل حرم میں سے ایک رسول کے پیدا ہونے کی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہاری دعا تو قبول ہوگئی لیکن  
اس دعا کے اثر کا ظہور آخری زمانہ میں ہوگا۔ اور سلف کے اس قول کی تائید عرابض بن ساریہ کی اس  
حدیث سے ہوتی ہے جس کو امام احمد ابن ماجہ اور بیہقی نے سند معتبر سے روایت کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ  
آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ حضرت آدم کے پیدا ہونے سے پہلے اگرچہ میرا نام لوح محفوظ میں خاتم النبیین لکھا ہوا  
تھا لیکن انبیاء کے گروہ میں میرے نام کی شہرت پانے کی ابتدا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہو مطلب  
اس حدیث کا یہ ہے کہ نوشتہ لوح محفوظ کے موافق حضرت ابراہیم کی دعا کے جواب میں پہلے پہل اللہ تعالیٰ  
نے نبی آخر الزمان کے پیدا ہونے کی بشارت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دی اور پھر تورات اور انجیل کے  
نازل ہونے کے بعد یہ بشارت انبیاء سے بنی اسرائیل میں متواتر ہوگئی آیت میں کتاب کے معنی قرآن ہیں اور  
حکمت کے معنی سنت رسول کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا یہ ہے کہ وہ رسول ایسا ہو کہ کتاب و حکمت  
لوگوں کو سکھاوے اور یہ ظاہر بات ہے کہ رسول صلعم نے قرآن و سنت ہی دو چیزیں صحابہ کو سکھائی ہیں

وَمَنْ يَرْغَبْ عَنْ مِلَّةِ اِبْرٰهٖمَ الْاِمْنِ سَفِهَ نَفْسَهُ وَلَقَدْ اصْطَفَيْنَا فِي الدِّيْنِ اٰدٰمَ وَنٰوٓءَ

اور وہ کون پسند نہ رکھے دین ابراہیم کا اگر کوئی عیب و قوت ہو اپنے جی سے بچنے اسکو خاص کیا دنیا میں

اَلْاٰخِرَةِ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ اِذْ قَالَ رَبِّ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَوَصَّيْ بِهَا اِبْرٰهٖمَ

آخرت میں نیک ہے جب کہا اسکو اس کے رب کے حکم پر دار ہو بولائیں حکم میں آجا جہاں کے صاحب کی وصیت کر گیا ابراہیم

بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبَ يٰٓيُنٰى اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰ لَكُمْ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْنُ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ

اپنے بیٹوں کو اور یعقوب اے بیٹو اللہ نے چن کر دیا ہے تمکو دین پہر نہ مرو تم مگر مسلمان بنو

سورہ نحل میں آویگا وَلَمْ يَكُنْ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ جس کا مطلب یہ ہے کہ ملت ابراہیمی میں پوری توحید تھی اسلئے  
ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ اہل مکہ کا سا یا حال کے یہود و نصارا کا سا ہرگز نہیں تھا کیونکہ اہل مکہ تو صریح صریح  
بت پرست ہیں اور اہل کتاب نے بھی طرح طرح کی شرک اور بدعت کی باتیں نکال رکھی ہیں حالانکہ ابراہیم علیہ السلام



وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصَارَى فَنُفِخَ فِي سُورَةٍ لَّيْلَةٍ مِّنَ اللَّيْلِ فَسَفَرْنَا بِهِمْ حَقْبًا وَمَا كَانُوا يُشْعِرُونَ

یہود اپنے دین کو راہِ راست بتا کر آنحضرت صلعم اور مسلمانوں سے کہتے تھے کہ ہمارے دین کو اختیار کر لو کہ دنیا میں نجات کا طریقہ ہے تو یہی ہے اسی طرح نصاریٰ بھی کہتے تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور فرمایا انکو جواب دیا جاوے کہ تم تو ملتِ ابراہیمی کے پیرو ہیں جس میں کسی طرح کے شرک کا لگاؤ نہیں ہے مطلب یہ ہے کہ تم دونوں فرقوں نے اپنے دین کو بگاڑ کر شرکی دین کر رکھا ہے اس لئے تمہارا دین ابراہیمی ملت نہیں ہے ملتِ ابراہیمی تو حنیفی ہے جس کے معنی شرک کو چھوڑ کر توحید اور خالص اطاعتِ الہی کی طرف رجوع کرنے کے ہیں۔ بُت پرستی سے بیزار ہو کر حضرت ابراہیمؑ نے اپنے وطن کو باپ کو قوم کو سب کچھ چھوڑا اور اتنی وجہت و جہی للذی نظر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین کہہ کر توحید اور خالص اطاعتِ الہی کو اختیار کیا اس لئے حضرت ابراہیمؑ کو حنیف اور ملہ ابراہیمی کو ملہ حنیفی کہتے ہیں۔ پہلے صاحبِ شریعت نبی حضرت نوحؑ ہیں اور خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلعم ہیں شریعتِ اعتقادی میں سب انبیاء ایک ہیں شریعتِ اعتقاد و عبادت کے معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو وحدہ لا شریک لہ جاننا اور کسی ذاتِ صفات اور عبادت میں کسی کو اس اعتقاد کے موافق شریک نہ کرنا۔ مان ہر امت کے حال کے موافق شریعتِ عملی جس کے معنی بطریقہ عبادت کے ہیں وہ ہر نبی کا جدا ہے۔ سورۃ الشوریٰ میں اس شریعتِ اعتقادی اور شریعتِ عملی کا ذکر آئے گا۔ بخاری وغیرہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ہم سب انبیاء عطا فی ہوائی ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم سب انبیاء کے اصول توحید ایک ہیں شریعتِ تفصیلی میں البتہ مختلف ہیں جس سے حلال حرام وغیرہ امور تفصیلی ہر وقت کی مصلحت سے بدلتے رہتے ہیں۔ اصول توحید کسی نہیں بدلتے گئے اصول توحیدی وہی شریعتِ اعتقادی ہے جس کا ذکر اوپر گزرا۔ اور سورۃ شوریٰ میں ہم عسق میں تفصیلی سے آوے گا۔

قُولُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ  
 تم کو ہنہ یقین کیا اللہ کو اور جو ابراہیم اور جواثر ابراہیم  
 وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُمْ مَشِيقُونَ  
 اور جو ملا موسیٰ کو اور جو ملا سب پیغمبروں کو اپنے رب سے ہم فرق نہیں کرتے ایک ہیں ان سب سے ہم اسی حکم پر ہیں

ہو دو نصاراؤں کے دین میں ایک یہ بھی عجیب شہاد اور اب بھی موجود ہے کہ وہ سب انبیاء کو نہیں مانتے یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اور نبی آخر الزمان کے منکر ہیں نصارا نبی آخر الزمان کے منکر ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسے محمدؐ کو فرمایا کہ تم پر جو قرآن اتر رہا ہے اُس پر ایمان لا کر عمل ہی اُسکے موافق کرو اور اعتقاد میں سب انبیاء کو حق پر جانو یہود اور نصارا کی طرح بعضے انبیاء کو مانتا اور بعضے کو نہ مانتا کسی طرح شکیک نہیں ہے کیونکہ توحید ہر نبی کے دین میں ہے اس سبب سے ایک نبی کے انکار سے ہی توحید کا انکار لازم آجاتا ہے جو عین کفر کا عقیدہ ہے جس طرح نبی اسماعیل

میں قبائل ہیں اسی طرح بنی اسرائیل میں بھی اسباط ہیں سوائے حضرت نوح ہود و صالح شعیب لوط ابراہیم اسحق یعقوب اسماعیل اور محمد صلعم کے اور سب صاحب شریعت بنی اسباط بنی اسرائیل میں سے ہوئے ہیں \*

فَإِنْ أَمِنُوا بِمِثْلِ مَا أَمِنُكُمْ بِهِ فَقَدْ أَهْتَدَ وَوَلَّانَ تَوَلَّوْا فَمَا هُمْ بِمُشِقَّاقٍ فَنَسِيكَفِيكُمْ كُفُومَ بَرَّكَدِهِ بِيَقِينٍ لَّادِينَ جِسْطِطٍ طَرَمَ لِيَقِينٍ لِّلَّهِ تَوَرَّاهُ بَادِينَ اور اگر ہر جاوین تواب دہی ہیں ضد پر سواب کفایت ہے  
اللَّهُمَّ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ صَبْغَةَ اللَّهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صَبْغَةً زَوْجْنُ لَهُ جَبَلٌ وَنَهْ  
نیری طرح سے کوا اور دہی ہے سننا جانتا ہے ببارنگ اللہ کا اور کس کا رنگ ہے اللہ سے بہتر ہم اسی کی بندگی پر ہیں

اور ملت ابراہیمی کا ذکر فرما کر اس آیت میں مسلمانوں کو یہ فہمائش ہے کہ اگر تمہاری طرح اہل کتاب بھی راہ درست پر گامگر سب کتب آسمانی اور انبیاء پر ایمان لائیں اور ملت ابراہیمی کے پورے پابند ہو جاویں تو جان لینا کہ انہوں نے ہدایت اتنی کاراستہ پالیا اور اگر ایسا نہ ہو تو ان کی ہٹ دہری ہے اور اس ہٹ دہری کے سبب وہ تم سے مخالفت کریں تو کچھ خوف نہ کرو تمہاری مدد کے لئے اللہ کافی ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے ان اہل کتاب میں سے کچھ تو قتل کئے گئے اور کچھ جلا وطن ہوئے اور بعضوں کو جزیہ دینا پڑا۔ نافع کہتے ہیں میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ شہداء کے وقت حضرت عثمان کا خون اسی آیت نسیکفیکم اللہ وهو السميع العليم پر گرا تھا حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ اللہ کے رنگ سے مراد اس آیت میں اللہ کا دین ہے اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ نصاریٰ نے اگرچہ یہ طریقہ نکالا ہے کہ وہ جس کو عیسائی کرتے ہیں تو زرد رنگ میں اُس کو بناتے ہیں لیکن اے مسلمانوں تم کو اللہ کی توحید کا رنگ ماتھے سے نہ دینا چاہئے کہ یہ اللہ کا رنگ ہے اور اللہ سے بہتر کسی کا رنگ نہیں ہے اور اہل کتاب سے کہہ دو کہ ہم تو ملت ابراہیمی کے موافق خاص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اسلئے تم کو اسی کا رنگ دینا ہے

قُلْ أَتُحَاجُّونَنَا فِي اللَّهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ وَلَنَا أَعْمَالُكُمْ وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُخْلِصُونَ أَمْ  
کہ کیا اب تم جگہ کرتے ہو ہم سے اللہ میں اور دہی ہے رب ہمارا اور رب تمہارا ہکو ہے عمل ہمارا تمکو ہے عمل تمہارا ہم اسی کے ہیں رب کے کیا  
تَقُولُونَ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطَ كَانُوا هُودًا أَوْ نَصَارَى  
تم کہتے ہو کہ ابراہیم اسماعیل اسحق یعقوب اور اُس کی اولاد یہود تھے یا نصاریٰ  
قُلْ أَفَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ هُوَ الَّذِي ظَلَمَ الْمُؤْمِنِينَ لَکُمْ شَهَادَةٌ عِنْدَ اللَّهِ وَاللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا  
کہ تم کو خبر زیادہ ہے یا اللہ کو اور اُس سے زیادہ ظالم کون جسے چھپائی اگر اسی جو تھی اس کے اللہ اور اللہ بخیر نہیں  
تَعْمَلُونَ تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ  
تمہارے کام سے وہ ایک جماعت تھی گزشتہ گئی اُن کا ہوا جو وہ کما گئے تمہارا ہے جو تم کماؤ گے تم سے پوچھ نہیں اُن کے کام کی

اہل کتاب کی اُس بات کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی ہے جو انہوں نے بھی تھی کہ کونوا ہودا او نصاریٰ  
مطلب آیت کا یہ ہے کہ ہم تم سب ایک خدا کے بندے اور فرمانبردار ہیں پھر تم جو اپنے آپ کو صاحب ہدایت



اور اوروں کو گمراہ سمجھتے ہو اُس کی دلیل تمہارے پاس کیا ہے رہی بہادی دلیل وہ خود تمہاری کتاب میں ہیں جن میں یہ موجود ہے کہ نبی آخر الزمان کے پیدا ہونے اور نبی ہو جانے کے بعد اور کوئی دین قائم نہیں ہو سکتا اگرچہ کہتے اپنی کتابوں کی وہ آیتیں بدل ڈالی ہیں لیکن تمہارے علماء میں کے عبد العبد بن سلام وغیرہ جو اسلام لے آئے ہیں وہ تم کو ہر وقت قائل کرتے ہیں اس پر بھی تم کو کچھ حجت ہو تو ہمارا کیا ہمارے آگے اویگا اور تمہارا تمہارے آگے مگر اتنی بات ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کی خالص عبادت کرتے ہیں اور تم شرک کرتے ہو اور تم یہ جو کہتے ہو کہ ابراہیم اسمعیل اسحق و یعقوب تمہارے دین پر تھے یہ بالکل خدا تعالیٰ کے نزدیک غلط ہے جس کی تفصیل اوپر گذر چکی کہ یہ لوگ ملت ابراہیمی تھے اور خود تمہاری کتابوں میں بھی اس بات کی گواہی موجود ہے کہ یہ لوگ ملت ابراہیمی پر تھے اب تم جان بوجہ کہ خدا تعالیٰ کے دین کی اس گواہی کو چپاتے ہو یہ تمہاری بڑی بے انصافی ہے ہاں اب یہ تو بتاؤ کہ تم اہل کتاب ہو کر جس بات کی خبر خود خدا تعالیٰ نے جب دیدی ہے اُس کو جو جھٹلاتے رہے ہو تو کیا تمہارا علم کچھ خدا سے ہی بڑھا ہوا ہے یہ فرمایا کہ جو کچھ یہ لوگ کر رہے ہیں اُس کی ابتدا کو سب خبر ہے وہ اُس سے غافل نہیں ہے ایک دن اُس کا مواخذہ ہونے والا ہے اور پھر دوبارہ اس بات کو یاد دلایا جو اوپر کی آیتوں میں فرمائی تھی کہ قیامت کے دن ہر ایک کے اعمال اُس کے ساتھ ہونگے پچھلے لوگوں کے اعمال کے گھڑی گھڑی کے حوالہ سے اُن کو کیا فائدہ ہے اور پھر وہ حوالہ بھی غلط جو اور وبال کا سبب ہے۔ حضرت ابوہریرہ کی صحیح مسلم کی حدیث اوپر گذر چکی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ خواہ یہودی ہو خواہ نصرانی جو کوئی نبی آخر الزمان کے زمانہ میں ہو گا اور نبی آخر الزمان پر ایمان نہ لاویگا اُس کا ٹھکانا دوزخ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی آخر الزمان کے نبی ہو جانے کے بعد اہل کتاب کو سزا پوری شریعت محمدی کے اور کچھ چارہ نہیں ہے۔ اس حدیث کی تائید سورہ آل عمران کی آیت ومن یتبع غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه وھو فی الاخرۃ من الخاسرین سے ہوتی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ صحت الہی کے موافق دین اسلام کے مقابلہ میں اور کوئی دین اس آخر زمانہ میں قابل قبول الہی نہیں ہے سب کو یہی دین اب اختیار کرنا چاہیے جو کوئی اس کے خلاف کرے گا وہ حق تعالیٰ میں نقصان اٹھاوے گا کیونکہ عقوبت میں وہی شخص فائدہ اٹھا سکتا ہے جو مرضی الہی کے موافق کام کرے حاکم کے خلاف مرضی اور خلاف قانون کوئی کام کرنا اُسی کا نام جرم ہے ۞

# حسن التفاسیر

اس تفسیر کی تفصیلی خوبیاں تو ناظرین کے ملاحظہ کے بعد معلوم ہونگی مگر مؤلف دام فیضہ جن اصول پر تفسیر کی ایف کی وہ حسبِ نیل ہیں (۱) جہاں تک ہو سکا مختصر آیت کی تفسیر دوسری مفصل آیت سے کی گئی ہو (۲) جہاں یہ امر ممکن تھا وہاں آیت کی تفسیر مرفوع صحیح حدیث سے کی گئی ہو (۳) جہاں یہ بھی ممکن نہ تھا وہاں اقوال صحابہ سے تفسیر کی گئی ہو کیونکہ تفسیر کے باب میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا قول مثل مرفوع حدیث کے ہو (۴) صحابہ کے اقوال میں جہاں کہیں اختلاف تھا وہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو ترجیح قرار دیا گیا ہو کس لئے کہ اس فن کے وہ امام ہیں (۵) تابعیوں کے قول میں مجاہد کے قول کو اکثر ترجیح دیا گیا ہو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگردوں میں ان کے قول کا بڑا اعتبار ہو (۶) صحیح روایتوں میں جن آیتوں کی شان نزول کا ہماوردہ بھی بیان کر دیا گیا ہے (۷) حکم تشابہ آیتوں کی بحث واضح طور پر بیان کر دی گئی ہو (۸) نسخ نسخ آیتوں کو خود صاف کر دیا گیا ہے (۹) ایک آیت سے دوسری آیت کی مناسبتہ حد صحیح تک بیان کر دی گئی ہے (آخری نوٹ) اس تفسیر کی عبارت عام فائدہ کی غرض سے بہت سلیس لکھی گئی ہے اور کسی مذہب کے تعصب کا دخل اس تفسیر میں نہیں دکھایا گیا ہو کہانی چھپائی سب سے زیادہ لائق چکنا سفید پاؤ وارہرینے کے شروع میں شائع ہونے کی قیمت فی پارہ ۸۰ روپے وصول ہو گا

## بلوغ المرام من اولی الاحکام عمر بنی محشی

مصنف علامہ شیخ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ جو مشہور اور مفید متن بڑی محنت اور جانفشانی سے طبع فاروقی دہلی نے اور کتاب کے چھپتے وقت ان چند ضروری اور مفید باتوں کی رعایت کی گئی ہو جو کسی اہل بیت کے چھپتے وقت نہیں کی سکتی تھیں یہ کہ کتاب کی تہذیب و تنقیح ایسی ہو کہ کسی کیسے نہ کی گئی ہو کہ بیان سے باہر ہو۔ علامہ زین جاب مولانا مولوی حاجی سید احمد حسن صاحب لالہ تلمذ دار حمید آباد کوں اور رئیس دہلی نے اسکی تہذیب میں جو منت احتیاتی ہو انکا اندازہ تو تھا کہ چھپنے ہی سے ہوگا لیکن نبولے دلائل کلاہ کا یہ کہ حاشی کی چند خبریں مختصر عرض کیا ہیں (۱) جن کتابوں کی اولویت متن میں نقل کی گئی ہیں مولف نے اختصار کے خیال سے ان سب کا ذکر نام متن میں نہیں کیا بلکہ ان حاشی میں متروک کتب کا نام بتا دیا گیا ہو تاکہ حدیث کی تخریج پوری ہو سکا (۲) بعض جگہ مولف نے عمل طور پر کسی حدیث کا ضعف بتلایا تھا مگر ضعف کا سبب کچھ نہیں بتلایا تھا ان حاشی میں ضعف کا سبب کی پوری تفصیل کر دی گئی ہو (۳) کسی ضعیف حدیث کی قنوت جہاں تک دیکر حدیث سے ممکن تھی کر دی گئی ہو تاکہ صحبت حدیث میں کوئی حالت منظور باقی نہ رہے (۴) اختصار کے خیال سے مولف نے متن میں کسی حدیث کو اگر نقل کیا تھا اسکو پرکار دیا گیا ہو (۵) متن کی وہ حدیثوں میں جہاں تعارض تھا اسکو اپنی طرح رفع کر دیا گیا اور جمع بین الحدیثین کی وجہ بیان کر دی گئی ہو (۶) جہتین مذاہب جس حدیث سے کچھ ہتدال کیا تھا وہ بیان کر دیا گیا ہو (۷) متن کی شرح بدر اللہام بیل السلام۔ فتح اللہام کے علاوہ حدیث کی جس راہ اور کتاب سے دیکر متن کو بطرح حل کر دیا ہو کہ طلبہ کو متن کا مطلب سمجھنے میں بہت بڑی کٹائی ہوگی (۸) متن کے تمام غریب لغات کو اپنی طرح واضح لکھی کر دیا گیا ہو (۹) جن کتب سے اخذ مطلب کیا گیا ہو حاشی کے ہر قول کے آخر پر ان کتابوں کا نام لکھ دیا گیا ہو تاکہ ضرورت کی وقت اصل کتاب سے ہی متدال ہو سکے (۱۰) چند اقوال میں جو قول بطرح تھا وہ ان حاشی میں بیان کیا گیا ہو تاکہ سب کے کا قول بطرح معلوم ہو سکا (۱۱) حاشی کے بعض

تمام فرخو آستین بنام مولوی سید محمد معظم و سید عبدالسلام تاجران کتب مالک مطبع فاروقی دہلی بازار پٹھان پور دہلی چھپیں

ہم ایک خانہ کھدایا جس سے کتب الفوائد میں سے بعض الامداد ملے خواہ مخواہ کہنا اور قیمت ہر دو حصہ کا مال کا فائدہ لاتی مفید ہوتا چھپائی۔ کہانی کی محنت نہایت سہوار ایک دویہ آیت ہر حصہ کا مال کا فائدہ لاتی مفید ہوتا چھپائی۔ کہانی کی محنت نہایت سہوار

# تسلیں مع حرب و تحسین

اے مصنف علامہ جمال الدین عبدالرحمن بن علی جوہر جوڑی کے نام سے مشہور ہیں آپ کو تاریخی دربار میں شہرت کی اعلیٰ  
 کسی حد تک حاصل ہو چکا ہے طبقات ابن رجب جیسی مستند قوانین میں آپ کے حالات پندرہ درتوں میں قبضہ کیے ہوئے  
 ہیں ان میں سے چند فقرے نقل کیے جاتے ہیں آپ چھٹی صدی میں گئے ہیں۔ بلا مبالغہ کہتے ہیں کہ آپ کے وعظ میں  
 وسعہ آراؤمی حاضر ہوتے تھے اور یہاں اوقات آپ کے وعظ میں ایک ایک لاکھ آدمی حاضر ہوتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ  
 کی طرف سے لوگوں کے دلوں میں کچی قبولیت اور بہت پڑی ہوئی تھی اور آپ دنیا میں زاہدہ زندگی بسر کرتے تھے اور دنیا  
 سے کم تعلق رکھتے تھے اور مفتہ وارقرآن شریف ختم کرتے تھے اور گھر سے صرف لفظ اور جہد کے لیے نکلتے تھے اور کبھی  
 کسی سے ہنسی مذاق نہیں کیا۔ اور نہ مشکوک کما لکھا یا اور مرتے دم تک سیطرہ زندگی بسر کی۔ آپ قطعی کہتے ہیں کہ لوگوں  
 نے آپ کے وعظ سے بہت فائدہ اٹھایا۔ بعض مرتبہ ایک مجلس میں سو سو آدمی اور اس سے بھی زیادہ گناہ سے توبہ کیے  
 تھے اور سال میں ایک دو روز جامع منصور میں بیٹھتے تھے تو مشہورات تقسیم ہوتے تھے اور ایک ایک لاکھ آدمی جمع  
 ہو جاتے تھے۔ ابن قادسی نے اپنی کتاب میں لکھا کہ شیخ رات کو نماز پڑھا کرتے تھے اور دن کو اکثر روزہ رکھا کرتے تھے۔  
 اور کام بھی کرتے تھے۔ رات کی خلعت میں بزرگوں سے ملنے تھے اور ذکر الہی سے کبھی نہ ٹھکتے۔ حافظہ دیشی نے اپنی تاریخ  
 میں لکھا کہ آپ کی بہت سی تصنیفات مختلف علوم میں ہیں جیسے تفسیر فرقہ۔ حدیث۔ وعظ۔ وقائق۔ قوانین۔ وغیرہ حدیث اور  
 علوم حدیث کی معرفت اور صحیح ضعیف حدیث کی اہمیت انہیں ختم ہو گئی اور عدا کا کتاب دارین خلکان اور جوی اور ابن بخارا اور ابو شامہ  
 وغیرہ متبر موضحین نے اپنی تواریکوں میں آپ کے بڑے بڑے اوصاف لکھے ہیں انہی۔ اور اگر آپ اس کتاب کی مفصل کیفیت معلوم کرنا  
 چاہتے ہیں تو یہ بات محال ہے جو بغیر کتاب دیکھنے معلوم نہیں ہو سکتی مگر اتنا یاد رکھیے کہ کتاب کی مجموعی صورت اور زمانہ کی ضرورت پر غور  
 کرنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہر طبیب شیخا ہوا ہے اور زمانہ کی بغض اس کے اقد میں ہے۔ اور اہل زمانہ کی تمام علمی بیماریاں اس سے  
 تشخیص کر لی ہیں اور ہر ایک بیمار کے لیے نہایت فراست کے ساتھ نسخہ لکھ دیا ہے جو مصنف نے اس کتاب میں تیر و باب ہر  
 کئے ہیں جن میں یہ باتیں بیان کی ہیں۔

(۱) سننے اور جانتے کو اٹھانے کی روک تھام	(۲) بڑے اور بڑے کے متعلق شیطانی قریب	(۳) بڑے اور بڑے کے متعلق شیطانی قریب	(۴) بڑے اور بڑے کے متعلق شیطانی قریب
(۵) بڑے اور بڑے کے متعلق شیطانی قریب	(۶) بڑے اور بڑے کے متعلق شیطانی قریب	(۷) بڑے اور بڑے کے متعلق شیطانی قریب	(۸) بڑے اور بڑے کے متعلق شیطانی قریب
(۹) بڑے اور بڑے کے متعلق شیطانی قریب	(۱۰) بڑے اور بڑے کے متعلق شیطانی قریب	(۱۱) بڑے اور بڑے کے متعلق شیطانی قریب	(۱۲) بڑے اور بڑے کے متعلق شیطانی قریب
(۱۳) بڑے اور بڑے کے متعلق شیطانی قریب	(۱۴) بڑے اور بڑے کے متعلق شیطانی قریب	(۱۵) بڑے اور بڑے کے متعلق شیطانی قریب	(۱۶) بڑے اور بڑے کے متعلق شیطانی قریب

اس کتاب میں یہ باتیں بیان کی ہیں کہ شیطان مختلف حالات سے لوگوں کو کھینچتا ہے اور وہ اس سے بچنے کے لیے اپنی کمالی اور ضرورت کی چیزیں  
 ہر ایک میں سے اس لیے لے لے کر اپنے گھر میں رکھتا ہے اور وہ اس سے بچنے کے لیے اپنی کمالی اور ضرورت کی چیزیں ہر ایک میں سے اس لیے لے لے کر اپنے گھر میں رکھتا ہے  
 نہایت آسان ہے کہ اس کتاب کو ہر ایک کی دل میں مصنف کے اشارے اور اس کے طریقہ کے طور پر لکھتے ہیں اور ایک بہت  
 مستفید ہو سکتے ہیں جو کہ خود مصنفین آسانی کے ساتھ لکھتے ہیں اور وہ اس سے بچنے کے لیے اپنی کمالی اور ضرورت کی چیزیں ہر ایک میں سے اس لیے لے لے کر اپنے گھر میں رکھتا ہے

المشہور سید محمد عظیم سید عبدالسلام تاجر کتب و مالک مطبع فاروقی دہلی محلہ کلبہ مالان

(۱) دل بند کے خریدنے کے لیے خاص رعایت ہے

اطلاع ضروری: مطبع فاروقی دہلی بازار پیرا لان سے ہر قسم کی کتابیں خریدیں اور وہ قرآن مجید مختلف نسخوں کے لیے خاص طور پر تیار ہیں۔ (واقعہ پشاور)

وَلَا يَأْتِيَنَّكَ مِثْلُهَا لَا يَجْنِيكَ بِهَا لَوْ تَفْسَّرُهَا

خدا تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہو کہ محض اسی کے فضل و توفیق سے کتاب فیض انساب  
نسخہ لاجواب مرد و مکہ ششم اولیٰ الاباب و حقیقت تمام تقاسیر متبرہ کا مہینہ تھا  
اور احادیث حسنہ مقبولہ کا بہ نظیر اقتباس اور حسن الفوائد کا کامل او

مکمل اضافہ ہو غرضی تمہارا

# احسن التفاسیر

مؤلفہ رئیس المفسرین شہ المثنیٰ

خاقان قایم تحقیق قہرمان مالک قیق مروج دین متین نبوی شہسوار عرفہ  
معانی علامہ زمین خانبے لسانیہ محمد حسن سابق تعلقہ دارا اول حیدر آباد دکن و  
ایمانی الجید اکرم سید محمد عظیم مرحوم مغفور مالک مطبع فاروقی بابتہام تہذیب الانام سید عبد السلام

مطبع فاروقی واقع دہلی میں سن ۱۳۴۵ھ از نبی شہ مطبوع ہوا

سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّيْتُمْ عَنْ قِبَلَتِكُمْ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا قُلْ لِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ

ابہیں گے بیوقوف لوگ کا ہے ہر پہر گئے مسلمان اپنے قبلے سے جس پر تھے۔ تو کہہ دیجئے کہ اللہ کی ہے مشرق اور مغرب  
یُكَذِّبُكَ مَنْ يَشَاءُ إِلَى صَوَاطِئِ مُسْتَقْبِلِيهِ وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا مَوْتَهُ وَنَسْطًا لِّتَكُونُوا شَاهِدًا عَلَى النَّاسِ

چلاوے جسکو چاہے سیدھی راہ اور اسی طرح کیا ہے تمکو امت مقلد کہ تم ہو بتائیوالے لوگوں پر  
وَيَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتُمْ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعِ الرَّسُولَ

اور رسول ہو پھر بتانے والا اور وہ قبلہ جو ہے پھر یا جس پر تو تہا نہیں مگر اسبواسطے کہ معلوم کریں کون تابع ہو گیا رسول  
مَنْ يَنْتَقِلِبْ عَلَى عَقْبِيهِ وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّ

اور کون ہر جا وگیا اٹلے پاؤں اور یہ بات ہماری ہوئی مگر اپنر جسکو راہ دی اللہ نے اور اللہ ایسا نہیں کہ ضائع کرے

إِنَّمَا نَكْنُزُكَ اللَّهُ بِالنَّاسِ لِرُؤُوفٍ رَحِيمٍ

ہمارا یقین لانا البتہ اللہ لوگوں پر شفقت رکھتا ہے مہربان

صحیح بخاری میں برابر بن عازب سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے سولہ سترہ مہینے تک اللہ تعالیٰ کے  
حکم سے بیت المقدس کو قبلہ ٹھہرا کر نماز پڑھی لیکن آپ کو اس بات کی بڑی خوشی تھی کہ کعبہ کی طرف مومنہ کر کے نماز پڑھیں

کا حکم جلدی سے ہو جاوے کیونکہ آپ صلیت ابراہیمی پر تھے اس لیے اس ملت کے قبلہ کی آپکو آرزو تھی۔ اور اس  
سولہ سترہ مہینے میں ولس مہینے کے قریب مدینہ منورہ کے قیام کے ہیں۔ باقی کہ کے کیونکہ قریش کے طرح طرح

کے جھگڑوں کے سبب آپ کے قیام مکہ ہی کے زمانہ میں آپکو بیت المقدس کی طرف مومنہ کر کے نماز پڑھنے کا  
حکم ہو گیا تھا۔ اب حکم تبدیل قبلہ سے پہلے اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ اور یہاں تک تبدیل قبلہ کے بعد

مخالف لوگ طرح طرح کی باتیں بناویں گے۔ لیکن اون کی باتوں کا کچھ خیال نہیں کرنا چاہیے۔ مشرق مغرب سب  
جھٹیں الشکی ہیں جس امت کا جد ہر وہ چاہے قبلہ ٹھہرا سکتا ہے۔ پھر فرمایا جب طرح وسط زمین کعبہ کو اللہ تعالیٰ

نے امت محمدیہ کا قبلہ ٹھہرایا ہے اسی طرح اس امت کو اس نے سب امتوں میں معتدل ٹھہرایا ہے۔ تاکہ یہ امت  
سب انبیاء کے سامنے ایک اعتدال کا درجہ رکھے اور قیامت کے دن اور انبیاء کی تائید میں اون کی امتوں کے

مقابلہ میں شہادت ادا کرے مسند امام احمد بخاری نرمذی وغیرہ میں جو روایتیں ہیں اونکا حاصل یہ ہے کہ سیدنا محمد  
صلی اللہ علیہ وسلم کے اور نبیوں کی امتیں اپنے نبیوں کو قیامت کے دن خدا تعالیٰ کے روبرو جھٹلاویں گی۔ اور یہ

کہیں نہ کہ ہم کو کسی نبی نے خدا کا حکم نہیں پہنچایا ورنہ ہم ضرور اس کے موافق چلتے انبیاء کہیں گے کہ یا اللہ تمہیں  
اون کو تیرا حکم پہنچا دیا۔ لیکن اونہوں نے اوسکو نہیں مانا اب یہ ہوٹا بوسٹے ہیں اگرچہ خدا تعالیٰ

عالم الغیب ہوا اس سے کوئی بات چھپی ہوئی نہیں ہے۔ لیکن ان مشکراتوں کو قائل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ  
اپنے رسولوں نے فرما دیا کہ تم اپنے بیان کی تائید میں کوئی شہادت پیش کر سکتے ہو ورنہ امت محمدیہ کو اپنا

گواہ قرار دیں گے وہ پہلی امتیں کہیں گی یا اللہ یہ لوگ تو ہم سے بہت پیچھے دنیا میں پیدا ہوئے ہیں۔



انکو ہمارے حال کی کیا خبر ہے امتہ مجریہ کے لوگ کہیں گے کیا اللہ تو نے ہمارے نبی آخر الزماں پر جو قرآن اتارا تھا  
 اوس میں پہلے نبیوں کا اور پہلی امتوں کا سب ذکر ہے اس واسطے ہم تیرے کلام کی اور تیرے رسولوں کے سچے ہونے  
 کی گواہی دیتے ہیں پھر آنحضرت صلعم اپنے امتہ کی بیان کی تصدیق فرماویں گے اور اس طرح کی شہادت پر یہ معاملہ تصفیہ  
 پاوے گا۔ اس معاملہ اور اس شہادت کا ذکر اس آیت میں ہے پھر فرمایا کہ اس تبدیل قبلہ میں ایک مسئلہ یہی  
 ہے کہ اس سے جو لوگ اطاعت رسول میں پکے اور ثابت قدم ہیں اون کا اور جو لوگ کچے ہیں اون کا حال کھلچاؤ گا  
 کیونکہ ثابت قدم لوگو کو تو ہر طرح فرمانبرداری حکم الہی اور اطاعت رسول سے کام لیتا ہے کسی حکم الہی کا رد و بدل  
 اگر خدا کی طرف سے ہو تو ان کا یقین اللہ کے رسول کے سچے ہونے کا اور بڑھ جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اوس کے  
 دلیں ایک نور ہدایت جو دے رکھا ہے اوس سے وہ سمجھ لیتے ہیں کہ جو شخص اپنی طرف سے کوئی بات کہتا ہے  
 تو اوس کو اکثر اپنی بات کی تیج ہوتی ہے یہ بلا شک اللہ کے رسول میں بیج میں کچھ دخل نہیں دیتے۔ اللہ کا جیسا حکم  
 آتا ہے وہ ہلکوسنا دیتے ہیں۔ ہاں جو لوگ کچے ہیں ان کو ایسے موقع پر طرح طرح کے شک و شبہ پیدا ہو جاتے  
 ہیں سلف کے اپنی تفسیروں میں لکھا ہے کہ کچھ لوگ اس تبدیل قبلہ کے حکم سے شک و شبہ میں پڑ کر صاف مرتد  
 ہو گئے ترمذی وغیرہ میں صحیح روایتیں ہیں جبکہ حامل یہہ ہے کہ بیت المقدس سے کعبہ کی طرف قبلہ بدل جانے  
 سے پہلے جن چند صحابہ کا انتقال ہو گیا تھا اون کی نماز کے قبول ہونے اور فضل ہونے نہ ہونے کا ذکر صحابہ میں  
 اکثر ہو کر آتا تھا اور سہرہ اللہ تعالیٰ نے وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضَيِّعَ أَمْرًا ذِكْرُ آيَةِ كَا تَنْزِيلِ فَسُرَّاهُ جَا سَطَبِ  
 یہ ہے کہ اون لوگوں نے کعبہ کے قبلہ تار پانے سے پہلے بیت المقدس کی طرف اللہ کے حکم سے نماز پڑھی  
 ہے اون کی نماز کا اجر پورا ملے گا۔ علما نے لکھا ہے کہ یہود کے قبلہ کا ذکر توراۃ اور انصاری کے قبلہ کا ذکر انجیل  
 میں نہیں ہے بلکہ دونوں کو وہ کا قبلہ اون کے علما کا ٹھہرایا ہوا ہے۔ امتہ مجریہ کو ایک فخر یہ بھی ہے کہ اون کا  
 قبلہ خود خدا کا ٹھہرایا ہوا ہے صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے جس کا حامل یہہ ہے کہ دنیا کی  
 ابتدا سے قیامت تک جو کچھ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے علم ازلی کے موافق ہونے والا تھا اوس کو دنیا کے پیدا  
 ہونے سے پچاس ہزار برس پہلے اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں لکھ لیا ہے اسی لئے اس آیت میں یہہ جو فرمایا  
 اَلَا نَعْلَمُ مَنْ يَلْقَىٰ التَّائِبِينَ لَمَّا يَتَقَلَّبُ عَلٰى عَرْشِ يٰۤهٖ اِس کے یہہ معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ کے علم ازلی کے  
 موافق مطمح اور مرتد کا ظہور دنیا میں ہو جاوے۔ ورنہ خدا تعالیٰ کے علم ازلی میں تو سب کچھ ازل سے ٹھہرا ہوا  
 ہے اور دنیا کے پیدا ہونے سے پچاس ہزار برس پہلے وہ سب کچھ لکھا ہی جا چکا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے  
 سزا جزا کا مدار حیرت کے ذہنی ظہور پر رکھا ہے اپنے علم غیب پر نہیں رکھا آیات قرآنی میں جہاں کہیں علم  
 الہی کا ذکر ایسے موقع پر آوے گا جیسا کہ اس آیت میں ہے تو اوس کے یہی معنی ہونگے جو یہاں بیان کر گئے ہیں

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا مَقُولٌ وَجْهَكَ لَشَطْرٍ  
 ہم دیکھتے ہیں ہر جہاں تیرے موہنے کا آسان میں سو البتہ پھیریں گے تجھ کو جس قبلہ کی طرف تو رغبتی ہے اب پھر نہ اپنا طرف



الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ وَإِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ

مسجد الحرام کے اور جس جگہ تم ہو اگر وہ پیر و منہ اسی کی طرف منسوب ہے کتاب

لِيَعْلَمُونَ أَنَّ الْحَقَّ مِمَّنْ رَزَقَهُمُ وَاللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ

البتہ جانتے ہیں کہ یہی بات ٹھیک ہے ان کے رب کی طرف اولاد بھی نہیں دن کا مٹی جو کرتے ہیں

شطر کے معنی جہت کے ہیں حضرت عبداللہ بن عباس سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ خاص کعبہ مسجد الحرام میں نماز پڑھنے والوں کا قبلہ ہے اور حرم کے اندر رہنے والوں کا قبلہ بھی الحرام ہے اور جہت حرم سب روئے زمین کے رہنے والوں کا قبلہ ہے امام ابو حنیفہ مالک اور امام احمد کا مذہب اسی حدیث کے موافق ہے بیہقی نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے اور اس کی سند کو ضعیف بتلایا ہے لیکن یہ حدیث کئی سندوں سے روایت کی گئی ہے جس سے ایک سند کو دوسری سند سے قوت ہو جاتی ہے۔ ایسے تین اماموں نے اپنے مذہب کی مدار اس حدیث پر رکھا ہے صحیح بخاری صحیح مسلم وغیرہ میں جو روایتیں ہیں ان کا حاصل یہ ہے کہ حالت سفر میں نماز سواری پر جہد سواری کا منہ نہ ہو اور ہر ہو جاتی ہے۔ اس طرح فرض نماز حالت خوف میں اور حالت سفر میں قبلہ کے مشتبہ ہو جانے کی صورت میں بغیر جہت کعبہ کے ہو جاتی ہے پھر فرمایا کہ ان اہل کتاب کو یہ تبدیل قبلہ کا مسئلہ تو اچھی طرح معلوم ہے کیونکہ صفات نبی آخر الزماں کی آیتوں میں یہ مسئلہ ان کی کتابوں میں موجود ہے لیکن فقط اس حد سے کہ نبی آخر الزماں ان کی قوم نبی اسرئیل میں سے کیوں نہیں ہوئے۔ انہوں نے ان آیتوں کو جو بدل ڈالا ہے اوسکو اور ان کے اس طرح کے اور سب کاموں کو اسد خوب ثابت ہے۔ وقت مقررہ کی دیر ہے اوس کے آتے ہی ان کی پوری خبر لی جاوے گی ۔

وَلِئِنْ آتَيْتَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ كُلَّ آيَةٍ مَا تَبِعُوا قِيلَتَكَ وَمَا أَنْتَ بِتَارِعٍ قِيلَتُمْ

اور اگر تو لاوے کتاب والوں پاس ساری نشانیاں نہ چلیں گے تیرے قیلے پر اور تو نہ مانے اون کا قبلہ

وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَارِعٍ قِيلَةُ بَعْضٌ وَلَئِنْ أَتَيْتَ أَهْلَهُمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُ مِنَ الْعِلْمِ

اور ان میں ایک ماننا ہے دوسرے کا قبلہ اور کسی پہلا اون کی پسند پر بعد اس علم کے جو تم کو پہونچا تو

إِنَّكَ إِذَا أَمَرْنَا الظَّالِمِينَ

بِشَيْءٍ تَوْبَهُ هِيَ بَعْضُ الظَّالِمِينَ

جو شخص حقیقت میں حق پسند ہوتا ہے مگر کبھی کسی حق بات کے سمجھنے میں اوسکو کوئی شبہ پڑ جاتا ہے تو جب اوس کا وہ شبہ رفع ہو جاتا ہے تو پھر وہ شخص فوراً راہ راست پر آ جاتا ہے لیکن جب کوئی شخص ضد یا حسد سے حق بات کے سمجھنے کا سرے سے قصد ہی نہیں کرتا تو اوس کا راہ راست پر آنا مشکل ہے اہل کتاب کا کفر کسی شک و شبہ کے سبب سے نہیں تھا بلکہ وہ جس طرح غیر کی اولاد میں سے اپنی اولاد کو پہچان سکتے تھے اسی طرح ان اوصاف سے جو ان کی کتابوں میں تھے نبی آخر الزماں کو پہچانتے تھے لیکن انہوں نے

اس حد سے کہ نبی آخر الزماں اون کی قوم میں کیوں نہیں پیدا ہوئے اللہ کی کتاب کی آیتوں کو بدل ڈالا اور اسی حد و حد سے وہ باوجود نبی کے معجزات کے دیکھنے کے راہ راست پر نہیں آتے تھے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی تسکین کے لئے یہ آیت نازل فرمائی۔ اور فرمایا کہ ان لوگوں کا کفر عنادی ہے اور کو سنیکرو مجھے بھی دکھائے جاویں تو کچھ فائدہ نہیں کیونکہ جب تک یہ لوگ اپنے عناد کو نہ چھوڑیں گے وہ عناد و کبھی ان کو نہ چھوڑے گا کہ یہ حق بات کو سمجھیں اور راہ راست پر آجائیں اور کعبہ کو قبلہ تسلیم کریں پھر فرمایا کہ تمہارا قبلہ خدا کی طرف سے ہر چکاپے اس واسطے تم بھی مثل سابق کے اب بیت المقدس کو قبلہ نہیں بنا سکتے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب ہوا کہ اگر امت کے لوگوں کو تینینہ کے یہ سنایا کہ اللہ کی طرف سے ایک ختم آجائے کے بعد اب اگر کوئی مسلمان شخص اہل کتاب کے ہرکانے میں آجا دیگا تو وہ بڑا سنا انصاف ہے اگرچہ اس تینینہ کا تعلق عام مسلمانوں سے ہے۔ لیکن تبدیل قبلہ کے حکم سے چند مسلمان بہرک کر جو مرتد ہو گئے اون سے اس تینینہ کا تعلق زیادہ ہے۔

الَّذِينَ آمَنُوا هُمُ الْكِتَابُ يَعْرِفُونَ كَمَا يَعْرِفُونَ آبَاءَهُمْ وَإِنْ فَرِيقًا مِنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ  
خود ہی نے کتاب وہ پہچانتے ہیں یہ بات جیسے پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں اور ایک فرقہ اونہیں کا چھپاتا ہے  
الْحَقُّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَلِينَ  
حق کو جان کر حق وہ ہے جو تیرا رب کہے سوہو تو شک لانے والوں میں

پہلی کتابوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی علامتیں بہت صراحت سے تھیں اسی لئے اہل کتاب اون علامتوں سے آپ کو سطح پہچانتے تھے سطح اپنی اولاد کو پہچانتے تھے لیکن نبی آخر الزماں کے بنی اسرائیل میں پیدا ہونے سے ان لوگوں کو حضرت کے ایک دشمنی سی ہو گئی تھی جس کے سبب ان لوگوں نے وہ علامتیں بدل ڈالی تھیں اور آپ کی نبوت کے انکار کرتے پر کمر باندھ لی تھی اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اگرچہ اہل کتاب ہیں تو ان لوگوں نے بدل ڈالی ہیں۔ مگر جب اللہ تعالیٰ نے قرآن میں جتلا دیا ہے تو کسی مسلمان کو اس میں کچھ شک شبہ نہیں کرنا چاہیے کہ نبی آخر الزماں کی پوری علامتیں اہل کتاب کی کتابوں میں موجود ہیں مستدرک حاکم صحیح ابن حبان مسند ابی یعلیٰ ابن ماجہ میں صحیح روایتیں ہیں جن کا اصل یہ ہے کہ جو شخص دین کی کوئی بات جان بوجہ کر چھپائے گا اور اس کے نفع سے لوگوں کو محروم رکھے گا قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی لغام دھکا دے گی۔

وَلَكِنْ وَجْهَهُ هُوَ مَوْلَاهُ فَاَسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ اَيُّهَا تَكُونُوا يَاتِ بِكُمْ اللَّهُ جَمِيعًا  
ہر کسی کو ایک طرف ہے جدہ روہ منہ کرتا ہے سو تم سبقت چاہو کیونکہ نہیں جبکہ تم ہو گے اللہ کو اکٹھا کر لاوے گا  
اِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ  
بیشک اللہ ہر چیز پر سکتا ہے۔

قبلہ کی تبدیلی کے بعد اہل کتاب اور اہل مکہ طرح طرح کی باتیں بناتے تھے اور سپر اسمہ تعالیٰ نے یہ آیت  
 نازل فرمائی اور فرمایا کہ ہر ایک امت کا ایک قبلہ ہے جسکی طرف وہ لوگ موہبہ کرتے ہیں یہود کا قبلہ۔ مثلاً  
 بیت المقدس ہے نصاریٰ کا مشرق اور مسلمانوں کا قبلہ جنہیں حکم تھا بیت المقدس رہا اب اوکا قبلہ کعبہ  
 قرار پایا ہے قبلہ کا مسئلہ استقدر بڑھا نا اور اس میں ہر وقت بحث کرنا کچھ فائدہ کی بات نہیں ہے۔ دین کی بڑی  
 بڑی باتیں مثلاً اہل مکہ کا شرک کو چھوڑ کر اسلام لانا اہل کتاب کا اپنی کتابوں پر اور اہل کر کے بنی آخر الزماں  
 پر ایمان لانا ان باتوں میں سبقت کرنی چاہیے کہ یہ باتیں نجات عقیقے کا موجب اور اہل دین ہیں۔ اصل دین  
 سے جیڑ کر قبلہ کے مسئلہ کی طرح چھوٹی چھوٹی باتوں میں بحث اور اونکی پابندی سے عقیدہ شریک کی یا انکا  
 کتاب الہی کی کیا اصلاح ہو سکتی ہے سورہ فرقان میں فرمایا وَقَدْ مَنَّا اِلَى مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ  
 هَبَاءً مَنْثُورًا۔ جسکا حاصل یہ ہے کہ بغیر اصلاح عقیدہ کے مشرکین مکہ یا اہل کتاب چھوٹے چھوٹے سے  
 کچھ نیک عمل کریں گے تو اون کا کچھ اجر نہ پاویں گے بلکہ اون کے وہ نیک عمل قیامت کے دن اس طرح  
 اوڑجا دیں گے جس طرح تیز ہوا میں عمار اوڑجاتا ہے صحیحین کی حضرت معاذ کی حدیث اوپر گزر چکی ہے جسکا  
 حاصل یہ ہے کہ اللہ کا حق بند و پیر یہ ہے کہ بندے اللہ کی عبادت میں کیسکو شریک نہ کریں اور اللہ کے اس حق  
 کے ادا ہو جانے کے بعد بند و نکاح حق اللہ تعالیٰ پر یہ ہوگا کہ وہ اون کو دوزخ کے عذاب سے بچا دے اس  
 معلوم ہوا کہ بغیر اصلاح عقیدہ شریک کے بندہ اپنا کوئی حق اللہ کی بارگاہ سے نہیں پاسکتا۔ اسی واسطے آخر  
 آیت میں فرمایا کہ اللہ اس پر قادر ہے کہ طرح طرح کے عقیدہ اور عمل والوں کو سب کو ایک دن جہاں وہ ہوں وہاں  
 اکٹھا کرے تاکہ ہر ایک گروہ کے عقیدے اور عمل کا نتیجہ اس کے سامنے آجاوے حضرت معاذ کی دوسری  
 روایت معتبر سند سے مستدرک حاکم میں ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جس شخص کا دین خالص اور عقیدہ اچھا ہے  
 اسکو نیک عمل ہوڑا باہمی کافی ہے مطلب یہ ہے کہ توحید کے ساتھ توڑا عمل ہی بہت کام دیوے گا  
 ورنہ بہتے اعمال ہی ہوا میں اوڑ جائیں گے حاصل یہ کہ اسدن کے پیش آنے سے پہلے جس طرح حکم دیا گیا ہے  
 دین کی اصولی اعتقادی باتوں میں ہر ایک گروہ کو سبقت کرنی چاہیے۔ کیونکہ بغیر اس سبقت کے چھوٹی باتوں  
 اجر اسدن ہوا میں اوڑ جاوے گا یہ اعتقادی باتیں وہ ہیں جنکا ذکر آیت لیس البر ان تولوا وجہکم میں آدیا۔  
 وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاتَّخِذْ الْحَقَّ مِنْ رَبِّكَ وَمَا لِلَّهِ  
 بِشَيْءٍ عَاجِلٌ فَتَعَالَوْا لِنُحْجِّجَنَّكُمْ اَوْ تَكْفُرُوا لَكُمْ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ مَعْلُومًا۔  
 بے خبر نہیں ہمارے کام سے جہاں سے تو نکلے موہبہ کر۔ طرف مسجد الحرام کے ادھی تحقیق ہے۔ ترے رب کی طرف ہے اللہ  
 کا کنتھ قولوا وجہکم شطرہ لئلا یكون للناس علیکم حجج الا الذین ظلموا  
 تم ہوا کرو موہبہ کرو اسی کی طرف تاکہ نہ ہے لوگوں کو تم سے جھگڑنے کی جگہ مگر جو ان میں سے انصاف

مِنْهُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي ۚ وَلَئِمَّ نِعْمَتِي عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝

سواوٹے مت ڈرو اللہ مجھے ڈرو اور اس واسطے کہ پورا کروں میں پتر فضل اپنا شاید تم راہ پاؤ

قرآن شریف میں یہ پہلا حکم ناسخ ہے جس سے بیت المقدس میں مومنہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم منسوخ ہوا ہے۔ یہ اوپر گزر چکا ہے کہ یہودیوں جہاں اور غلط باتیں رواج پکڑ گئی تھیں اون میں سے ایک بات یہ بھی تھی کہ احکام الہی میں سے کوئی حکم کسی منسوخ نہیں ہوتا اپنے اس غلط اعتقاد کی وجہ سے تبدیل قبلہ کے باب میں وہ لوگ طرح طرح سے مسلمانوں کو بہکاتے تھے اسلئے اللہ تعالیٰ نے اس حکم کے نازل فرمائے میں یہ اہتمام فرمایا کہ تمہید کے طور پر پہلے آیتہ سیقول اسفہا نازل فرما کر مسلمانوں کو ہوشیار کر دیا اور اب حکم تبدیل قبلہ کو یہی تاکید کے طور پر دو دفعہ فرمایا توراۃ میں جہاں بنی آخر الزماں کی اور علامتوں اور نشانیوں کا ذکر تھا وہاں ایک علامت تبدیل قبلہ کی بھی تھی اس واسطے فرمایا کہ تبدیل قبلہ کے بعد انصاف سے اہل کتاب کو باتیں بنانے کے سوا توراۃ کے حوالہ سے کچھ بحث کرنے کا موقع باقی نہیں رہا پھر فرمایا اگر اون میں سے کوئی شخص کچھ غلط حجت کرے بھی تو اوسکا کچھ خوف نہیں کرنا چاہیئے بلکہ خوف تو ہر مسلمان کو سب بات کا چاہیئے کہ کہیں اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کی مخالفت نہ ہو جاوے کہ اوسکا عذاب بھگتنا پڑے حالانکہ اوسکا عذاب انسان کی برداشت سے باہر اور بہت سخت ہے ترمذی وغیرہ کی روایت سے حضرت ابوذر کی حدیث مشہور ہے جس میں آنحضرت صلعم نے صحابہ سے یہ فرمایا کہ عذاب الہی کا جو حال مجھ کو معلوم ہے اگر وہ حال تم لوگوں کو معلوم ہو جاوے تو تمہاری ہنسی بالکل کم ہو جاوے اور تم اپنے گہروں اور اہل و عیال کو چھوڑ کر جنگ کو نکل جاؤ ترمذی نے اس حدیث کو حسن غریب کہا ہے۔ جو لائق عمل ہے اسلئے اس آیتہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انسان کو بہ نسبت اور کسی کی مخالفت کے خوف کے اللہ کے حکم کی مخالفت سے اوسکے عذاب کا بڑا خوف کرنا چاہیئے نعمت الہی کے پورا کرنے کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح سے تم لوگ ملتہ ابراہیمی کی نعمت پرستے جو مشرک کے بالکل پاک و صاف ہے اویسی طرح قبلہ ابراہیمی کا حکم نازل ہو جانے سے وہ نعمت اب پوری ہو گئی ۝

كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ

جیسا بھیجا ہم نے تم میں رسول تم ہی میں کا پڑھتا ہے تمہارے پاس آیتیں ہماری اور تمکو سناتا ہے اور سکھاتا ہے کتاب

وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ۚ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُوا

اور سکھاتا ہے تمکو جو تم نہ جانتے تھے۔ سو تم یاد کرو مجھ کو میں یاد رکھوں تمکو احسان انور اور ناشکری مت کرو

یہ آیتہ پہلی آیتہ کے متعلق ہے اور معنی آیتہ کے یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ملت ابراہیمی کی نعمت تم کو عطا کی اویسی طرح اوسکی بہت ہی نعمت ہے کہ وہ ملت تمہاری قوم نبی امین میں کی بنی کی معرفت تمکو عطا ہوئی تاکہ

غیر قوم کی اطاعت کا روکا و باقی تر ہے ۔

قرآن شریف میں جہاں کتاب و حکمت کے دونوں لفظ ایک جگہ آئے ہیں اون کی تفسیر سلف نے قرآن - اور حدیث سے کی ہے اور اس تفسیر کی تائید مقدم بن محمد کرب کی اس حدیث سے ہوتی ہے جو مستد امام احمد ابو داؤد وابن ماجہ میں مجتہد سند ہے آئی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مجھ کو قرآن اور تشرآن کے ساتھ ہی قرآن کی مانند حدیث اللہ کی طرف سے دی گئی ہے معنی اس حدیث کے علماء نے یہ بیان سیکھے ہیں کہ فقط قرآن کے سیکھ لینے سے مسلمان آدمی کو دین کی طرف سے بے پروا ہی ہو سکتی - جب تک اللہ کی رسول کی حدیث کو آدمی نہ سیکھے کیونکہ نماز روزہ حج زکوٰۃ ارکان دین کے اکثر مسئلے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے مختصر طور پر ذکر فرما کر ان کا تفصیلی بیان اپنے رسول کے سپرد کیا جو پانچ سورۃ نخل میں منسرایا و انزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیہم و لعلمہم تیفکرون مطلب آیت کا یہ ہے کہ قرآن کی جو آیتیں ایسی ہوں کہ اون میں تفصیل کی ضرورت ہو تو تم اسے بنی اللہ کے اون آیتوں کی تفصیل قول سے فعل سے اچھی طرح امتہ کے لوگوں کو سمجھا دو تاکہ وہ لوگ قرآن کی آیتوں کے معنی میں فکر اور غور کر سکیں اس حکم کے موافق اللہ کے رسول نے قول کے موقع پر قول سے اور فعل کے موقع پر فعل سے قرآن کا مطلب سنجولی اپنے صحابہ کو اور صحابہ نے تابعیوں کو سمجھا دیا جو سلسلہ بہ سلسلہ آج تک چلا آتا ہے اور اسے یکتا قرآن کی تفسیر کہتے ہیں تفسیر قولی کی مثال مثلاً جب سورۃ الانعام کی یہ آیت الذین امنوا و لہم بلبسوا ایمانہم بظلمہ نازل ہوئی تو اپنے فرما دیا کہ ظلم سے مراد اس آیت میں شرک ہے بخاری مسلم ترمذی وغیرہ میں اس تفسیر کی روایتیں ہیں تفسیر فعلی کی مثال مثلاً ایک شخص نے اوقات نماز کا ذکر جو قرآن شریف میں ہے اس کی تفسیر آنحضرت صلعم سے پوچھی آپ نے اس سائل کو زبانی کچھ جواب نہیں دیا بلکہ اس کو دو روز تک اپنے ساتھ نماز میں شریک رکھ کر پہلے دن پنجگانہ نماز اول وقت پڑھی اور دو سکر دن آخری وقت پراور پھر اس سائل کو سمجھا دیا کہ نماز کا وقت دونوں دن کے وقتوں کے مابین میں ہے یہ روایت صحیح مسلم وغیرہ میں ہے - یہ جو فرمایا کہ تم یاد رکھو مجھ کو میں یاد رکھوں گا اس کی تفسیر اس حدیث قدسی میں آئی ہے جس کو بخاری مسلم وغیرہ نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے جس میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندہ کے ساتھ ہوں اگر وہ مجھ کو اپنے دل میں یاد کرے گا تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کروں گا اور اگر وہ مجھ کو انسانوں کی مجلس میں یاد کرے گا تو میں اس کو ملائکہ کی مجلس میں یاد کروں گا جو انسان کی مجلس سے بہتر ہے اور جب قدر وہ مجھ سے قریب ہوگا میں اس سے زیادہ قریب ہوں گا اور وہ میری راہ میں پاؤں چل کر آوے گا تو میں اس کی مدد کے لئے دوڑ کر آئے گا تو یہاں جو نعمت خدا دی ہو اس کو خدا کی مرضی کے موافق کام میں لانا اور نعمت کا شکر ہے اور خلافت مرضی کفران نعمت ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ٥ وَلَا تَقُولُوا

لے ایمان والو قوت پکڑو ثابت رہنے سے اور نماز سے بیشک اللہ ساتھ ہے صبر والوں کے نہ کہو جو کوئی

مَنْ يَتَّقِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَجْمَعُونَ وَلَكِنْ لَا تَنْصُرُونَ ۝

اے ایمان والے! اگر وہ مردے ہیں بلکہ زندے ہیں لیکن تم کو نہیں سہا

صحیح مسلم میں مہیب رومی سے روایت ہے جس کا اصل یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا مسلمان آدمی کو طہر سرج  
بہلانی پہنچ سکتی ہے اگر وہ نعمت کے وقت شکر اور مصیبت کے وقت صبر کرے پہلی آیت میں شکر نعمت کا ارشاد  
کھا اور اس آیت میں مصیبت کے وقت صبر کا ارشاد ہے اس لئے کہ انسان کی دو ہی حالتیں ہیں یا وہ صاحب نعمت  
ہو گا یا صاحب مصیبت ان دونوں حالتوں کے باہمی تعلق کے سبب ہے اللہ تعالیٰ نے صبر کا ذکر شکر نعمت کے  
بعد فرمایا تاکہ یہ آیت پہلی آیت کا ایک جز قرار پا کر شکر اور صبر کا حکم ایک جگہ ہو جاوے۔ مسند امام احمد ابو داؤد  
وغیرہ میں جو معتبر سند سے روایتیں ہیں ان کا اصل یہ ہے کہ جب آنحضرت صلعم کو کوئی رنج و غم کا موقع پیش  
آتا تھا تو آپ اس رنج و غم کو ٹانے کے لئے نماز پڑھنے میں مصروف ہو جاتے تھے اس کے معلوم ہوا  
کہ حطرح صبر کرنے سے مصیبت ہلکی ہو جاتی ہے اور طرح اللہ تعالیٰ نے نماز میں ایک اثر مصیبت کے ہلکا  
کرنے کا کہا ہے اور اسی مناسبت کے سبب اپنے کلام پاک میں نماز کو صبر کے ساتھ ذکر فرمایا ہے مصیبت  
کے وقت صبر کرنے کی فضیلت میں اور صبر کے اجر میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں مصیبت کے وقت صبر کے ثمر  
امور شرعی کے ادا کرنے اور ممنوع شرعی سے بچنے میں بھی خواہش انسانی کو روکنا اور صبر کرنا پڑتا ہے  
اس لئے صبر ہر عبادت کا گویا ایک جز ہے۔ چہاں میں طحس طرح کی تکلیفات پر آخری درجہ جان دینے کی تکلیف  
پر صبر و کار ہوتا ہے شہید لوگ اس صبر کے متحمل ہوئے اور خدا کی راہ میں اپنی جان دی اسی تعلق اور مناسبت  
کے لحاظ سے صبر کی آیت میں شہیدوں کا ذکر فرمایا تاکہ اور لوگ بھی اتنا صبر کا تحمل اختیار کریں کہ خدا کی راہ  
میں درجہ شہادت کا حاصل کر کے شہیدوں کے مرتبہ کو پہنچیں صحیح بخاری صحیح مسلم ترمذی وغیرہ میں حضرت  
انسؓ سے روایت ہے جس کا اصل یہ ہے کہ جنت میں داخل ہونے کے بعد کوئی جنت کی نعمتوں کو چھوڑ کر جنت سے  
نکلنا اور پھر دنیا میں آنا پسند نہ کرے گا۔ مگر شہید لوگوں کی یہ تمنا ہوگی کہ اگر وہ دس دفعہ دنیا میں آں کر خدا کی راہ  
میں شہید ہوں تو بھی اُن کی آرزو پوری نہ ہو۔ شہادت کے سبب بڑے بڑے درجہ بارگاہ الہی سے جو شہید ہو  
طیس گے اُن کے بڑھانے کی حرص میں شہیدوں کو دوبارہ دنیا میں آنے اور پھر شہید ہونے کی تمنا ہوگی  
صحیح مسلم ترمذی وغیرہ میں جو روایتیں ہیں ان کا اصل یہ ہے کہ اب قیامت سے پہلے ہر ایک شہید کی روح  
ایک خوبصورت سبز جانور کے پوٹے میں ہے وہ سبز جانور جنت میں سارا دن جہاں چاہتے ہیں طحس طرح  
کے جنت کے میوے کھاتے پھرتے ہیں اور شام کو عرش کے نیچے ایک قسم کی قندیلیں لٹک رہی ہیں انہیں  
بسیار لیتے ہیں چودہ صحابہ بدر کی لڑائی میں جو شہید ہو گئے تھے موافق لوگ ان کا منوس کرتے تھے اور مخالف  
لوگ کہتے تھے کہ اُن مرنے والوں نے نفعت اپنی جانیں کہوئیں اور پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی  
اور نہ یاد کیا کہ مزار تو ایک نہ ایک دن سب کو ہے لیکن اللہ کی راہ میں جان کا دنیا ہمیشہ کی زندگی کا حاصل کرنا ہر



چنانچہ شہداء عند اللہ اب بھی زندہ ہیں اچھی سے اچھی غذا پاتے ہیں لیکن تم لوگوں کو اون کی زندگی کا حال معلوم نہیں کیونکہ وہ تم سے جدا ہو گئے ہیں اور علوہ حال کے زندگی کے حُب میں بھی پہر اپنے اصلی جسم سے داخل ہو کر ہمیشہ زندہ رہیں گے ۔

وَلْيَبْلُغُوا أَشَدَّ مِمَّا كُنْتُمْ فِيهِ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصِ مِمَّا كُنْتُمْ فِيهِ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَلَيَبْشُرَنَّ  
 الصَّادِقِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابْتُم مِّصْرِبَةً قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ أُولَئِكَ  
 عَلَيْهِمْ صَلَواتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ

اونہیں یہ شاہدیں ہیں اپنے رب کی اور مہربانی اور وہی ہیں راہ پر

اور پر کی آیت میں مصیبت کے وقت صبر اور نماز سے مدد لینے کا ذکر فرما کر اوس کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی  
 جس کا مطالب یہ ہے کہ اور پر کی آیت میں جو اللہ کا وعدہ ہے کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے جو شخص  
 مصیبت کے وقت صبر کرے گا اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے موافق اوس کو پورا اجر دیوگا سورۃ الزمر میں آوے گا  
 انما یوفی الصابرین اجرہم بنجر حساب جس کا حاصل یہ ہے کہ ہر نیکی کا اجر دس وجہ سے لیکر سات سو تک ہے  
 مگر صبر جیسی مشکل چیز ہے اس طرح اوس کا ثواب بھی اندازہ سے باہر ہے صحیح ابن جان وغیرہ میں حضرت ابو ہریرہ  
 سے بسند معتبر روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بعض بندوں کو عقیقے میں بڑا درجہ  
 دینا چاہتا ہے لیکن اون بندوں کے اعمال اوس درجہ کے قابل نہیں ہوتے اس لئے اون کو بعضی مصیبتوں سے  
 آزماتا ہے اور جب وہ بندے اون مصیبتوں کے وقت صابر رہتے ہیں تو اون کے صبر کے اجر میں اللہ تعالیٰ  
 اون اپنے بندوں کو عقیقے کے اوس بڑے درجہ کے قابل کر دیتا ہے۔ اس طرح مصیبت کے وقت صبر کرنے سے  
 گناہوں کے معاف ہونے کی حدیثیں بہت سی ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ دنیا میں اکثر اچھے لوگ مصیبت میں  
 مبتلا ہوتے ہیں تاکہ مصیبت کے وقت صبر کرنے سے اون کا درجہ بڑھے اور ان کے گناہ معاف ہوں۔ اس لئے  
 مسلمان آدمی کو مصیبت کے گھبراہٹ میں چاہیئے بلکہ ایسے وقت پر صبر اور نماز سے مدد لینا چاہیئے۔ ہال کا نقصان  
 یہ ہے کہ مثلاً کسی تجارت میں گھٹا آجائے یا کوئی چوری ہو جائے جان کا نقصان رشتہ داروں یا دوستوں کا  
 مر جانا خوف سے مراد دشمنوں کا خوف ہے بھوک سے مراد محتاجی و قحط میوہ کا نقصان باغ کے پھروں میں پھل  
 کا نہ آنا یا کم آنا یا اولاد کی موت کیونکہ اولاد کو بھی پھل کہتے ہیں۔ چنانچہ ترمذی وغیرہ میں ابو موسیٰ اشعری سے  
 روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی مسلمان شخص کی اولاد کا انتقال ہو جاتا ہے  
 تو اللہ تعالیٰ ملک الموت سے فرماتا ہے کہ جس وقت تو نے میرے بندے کے دل کے پھل کو اوس سے چھین  
 لیا تو اوس میرے بندہ نے کیا کہا فرشتہ جواب دیتا ہے یا اللہ اوس وقت تیرے بندہ نے انا اللہ شری اور

تیری تعریف کی نہ کچھ بے صبری کی نہ کوئی ناجائز کلمہ مومنہ سے نکالا اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اچھا ایسے بندہ کے لیے جنت میں ایک گھڑ تیار کرو اور اس کا نام اللہ کی تعریف کا گھر رکھو ترمذی نے اس حدیث کو حسن غریب کہا ہے جو قابل اعتبار ہے اور سند امام احمد کی روایت سے ترمذی کی روایت کو ایک طرح کی تقویت بھی حاصل ہو گئی ہے غرض صابروں کو بڑا اجر عقبے میں ملنے والا ہے۔ اسی واسطے آخر آیت میں فرمایا کہ ان لوگوں پر اللہ کی رحمت رحمت ہے اور انہیں لوگوں نے حقے کی نجات کا راستہ ڈھونڈ لیا ہے۔

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَارِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوْ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ  
صفا و مروہ دو جہیں نشان ہیں اللہ کے پر جو کوئی حج کرے اس گھر کا یا زیارت تو گناہ نہیں اوس کو  
بھیا و من تطوع خیرا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ  
کہ طواف کرے ان دونوں میں اور جو کوئی شوق سے کرے کچھ نیکی نوازہ دے ان پر سب جاتا

اسان و مالہ و شخص تھے اونہوں نے کعبہ کے اندر زنا کیا اللہ تعالیٰ نے اُن کو پتھر کا کر دیا اوسوقت کے لوگوں نے ان دونوں پتھروں کی صورتوں کو کعبہ کے باہر رکھ دیا تاکہ لوگ اُن کو دیکھ کر عبرت پکڑیں پھر رفتہ رفتہ وہ صفا پر اس طرح سے رکھ دیئے گئے کہ صفا پر اسان کو رکھ دیا اور مروہ پر مالہ کو اور مثل اور بتوں کے اُن کی بھی چوڑی ہوئے لگی اسلام کے بعد لوگوں کو اسوجہ سے صفا و مروہ کے مابین دوڑنے میں تامل ہوا اوس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام کو عبادت حج جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سکھائے گئے ہیں صفا و مروہ کا دوڑنا بھی اونہیں میں سے ہے کیونکہ باجرہ پانی کی تلاش میں ان پہاڑوں کے مابین زمزم کا چشمہ نکلنے سے پہلے دوڑی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے اوس فعل کو حج کی عبادت میں داخل کر دیا ہے۔ بیچ کے دنوں میں جو وہاں بت رکھ دیئے گئے تھے تو اوس کے اصل عبادت کی ادائے میں اُن بتوں کے اوٹھ جانے کے بعد کوئی حج واقع نہیں ہو سکتا۔ صفا و مروہ کے دوڑنے کو بعض علما نے حج کا رکن قرار دیا ہے اور بعضوں نے اوس کو مستحب کہا ہے حجۃ الوداع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفا و مروہ کے مابین دوڑے اور عبادات حج کو ادا کرتے وقت اپنے صحابہ سے یہ فرمایا تھا خذوا عني مناسككم جبکہ مطلب تھا کہ عبادات حج کو تفصیل سے ادا کرتے رہنا اس لئے کہ تم لوگ بھی اُن کو حج سے کیجیو اوس صورت میں صفا و مروہ کے مابین دوڑنے کی سنت فعلی معنی میں تو کی طرح شک و شبہ باقی نہیں رہ سکتا۔ لیکن بعض روایتیں ہیں یوں آیا ہے ان اللہ کتب علیکم الصبیح جبکہ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ذمہ اداائے صفا و مروہ دوڑنے کی لکھ دی ہے ان روایتوں سے اُن علما کے قول کی پوری تائید ہوتی ہے جو صفا و مروہ کے مابین دوڑنے کو حج کا ایک رکن کہتے ہیں ومن تطوع خیرا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ کے یہ معنی ہیں کہ صفا و مروہ کے مابین کے دوڑنے پر کچھ منحصر نہیں ہے حکم شرع کے موافق چونکہ کام جس نیک نیت سے کیا جاتا ہے وہ اللہ کو سبب معلوم ہے اور ایک دن بارگاہ الہی سے اوس کا اجر

ترجمہ کرنے والا ہے :

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ مَا أَنزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ  
 جو لوگ چھٹاتے ہیں جو کچھ ہم نے اتارا تصاف اور راہ کے نشان بعد اسکے کہ ہم انکو کھول چکے تو کونکے واسطے

فِي الْكِتَابِ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّعْنَةُ ۚ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا  
 کتاب میں اونیہو لعنت دیتا ہے اللہ اور لعنت دیتے ہیں لعنت کرنے والے مگر جنہوں نے توبہ کی اور سوارا

وَيَتُوبُوا فَإِنَّكَ آتُوبٌ عَلَيْهِمْ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا  
 اور بیان کر دیا تو ان کو معاف کرتا ہوں اور میں ہوں معاف کرنے والا مہربان جو لوگ منکر ہوئے

وَهُمْ كُفَّارًا وَلَٰئِكَ عَلَيْهِمْ عَذَابُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ  
 اور منکر ہی مر گئے ان ہی پر ہے لعنت اللہ کی اور ترشتوں کی اور سب لوگوں کی

خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَخْفَىٰ عَنْهُمْ الْعَذَابُ لَهُمْ نِظَرٌ ۚ  
 رہ پڑے اوس میں نہ ہلکا ہو گا اور پسر عذاب نہ ان کو فرصت ملے گی

یہ آیت ان اہل کتاب کی شان میں ہے جنہوں نے توراۃ و انجیل کی آیتیں چھپائیں اور نبی آخر الزمان کی شانیں  
 اور صفوں کو عام لوگوں پر بظاہر نہیں ہونے دیا اب ان میں سے جو لوگ اس حال پر بغیر توبہ کے مر گئے

فرمایا وہ تو ملعون ہیں ہاں جنہوں نے توبہ کر لی ان کی توبہ اللہ تعالیٰ نے قبول کر لی حدیث میں آیا ہے کہ  
 عالم کے حق میں زمین و آسمان اور ملائکہ مغفرت کی دعا کرتے ہیں یہ اسلئے ہے کہ عالم علم پر صکر خود ہی راستہ

پر آوے گا اور اور لوگوں کو بھی نیک راہ سکھاوے گا جس عالم نے علم پر صکر پھیر جا ہوں اسکے سے کام یکے  
 اور اویسی حال میں بغیر توبہ کے مر گیا تو یہی مخلوق اللہ کی اوس پر لعنت کرے گی کیونکہ ایسے عالم نے ان کے

دعا مغفرت بالکل رائگاں کر دی اور جن مغفرت کے کاموں کی اس عالم سے توقع تھی مرتے دم تک اوس نے وہ  
 کام نہیں کیے لیکن آیتہ میں علماء اہل کتاب کا ذکر ہے جنہیں سوائے بد عملی کے کفر بھی تھا مسلمان گنہ گار

پر بالخصوص معین طبرج سے تو لعنت جائز نہیں ہے ہاں عام طور پر جیسے حدیث میں عام چوری کرنے سود  
 کھانے والے پر لعنت آئی وہ عام لعنت جائز ہے یہ تو دنیا کی لعنت ہوئی یہ بھی آیا ہے کہ دوزخ میں جانے

سے پہلے اللہ تعالیٰ اور ملائکہ اور مخلوق اتنی سب کافر پر لعنت کریں گے ۔

وَالْحُكْمُ لِلَّهِ وَاحِدٌ ۚ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ

اور بہتارا رب اکبار ہے کیسکو اوس کے سوا بوجہ نہیں بڑا مہربان ہے جسم والا

مشرکین نے اللہ تعالیٰ کی صفت پوچھی تھی اوس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور حدیث میں آیا ہے  
 کہ اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے وَالْحُكْمُ لِلَّهِ وَاحِدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ۔ اللہ لا الہ الا ہوا لہی المقیوم یہ حدیث

ابوداؤد و ترمذی و مسند امام احمد و ابن ماجہ میں ہے اور ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے ۔

لیکن اسکی سند میں ایک اوی شہرین حوثب سے جبکو اکثر علماء نے ضعیف بتلایا ہے مگر امام احمد اور یحییٰ بن معین نے اسکو ثقہ کہا ہے معنی آیتہ کے یہ ہیں کہ اللہ وحدہ لا شریک ہے اُس کی ذات وصفات میں کوئی شریک نہیں ہے +

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالاِخْتِلَافِ الْيَلِّ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي

تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَّاءٍ فَاجْتَمَعَتْ

بِهَ الْاَرْضُ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَيَّنَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ وَتَصْرِيفِ السَّيْلِ وَالسَّحَابِ

الْمُسِيْرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا اَيْتٌ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُوْنَ

جو حکم کا تابع ہے درمیان آسمان اور زمین کے انہیں نمونے ہیں عقلمند لوگوں کو

تفسیر ابن ابی حاتم وغیرہ میں معتبر سند سے ان آیتوں کا شان نزول جو حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت سے لکھی ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ قریش نے ایک وفد آنحضرتؐ کے کہا کہ آپ کی دعا سے اگر یہ مکہ کا صفا پہاڑ سونے کا ہو جاوے تو ہم لوگ آپ پر ایمان لے آئیں گے اور اُس سونے سے ہتھیار اور گھوڑے خرید کر کے آپ کے ساتھ جہاد کریں گے اسپر آپ نے قریش سے مضبوط وعدہ ایمان کا لیا اور اللہ تعالیٰ سے صفا پہاڑ کے سونے کے ہو جانے کی دعا کی حضرت جبریلؑ آنحضرتؐ کے پاس آئے اور اللہ تعالیٰ کا یہ پیام پہنچایا کہ صفا پہاڑ کے سونے کے ہو جانے کے بعد اگر یہ لوگ ایمان نہ لاویں گے تو انہیں بہت سخت عذاب نازل کیا جاوے گا اگر یہ شرط انکو منظور ہے تو صفا پہاڑ کو ابھی سونے کا کر دیا جاوے گا اسپر آنحضرتؐ نے دعا کی کہ یا اللہ ان لوگوں کو اسی حال پر چھوڑ دیا جاوے رفتہ رفتہ میں ان کو دعوت اسلام پہنچاتا رہوں گا اسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی مضمون آیتہ میں جو بتیہ ہے اسکا حاصل یہ ہے صفا پہاڑ سونے کا ہو جانا دور از عقل خیال کر کے ان لوگوں نے اپنے ایمان لانے کو جو اسپر مقرر کیا ہے عقلمند کے لئے اوس بڑھکدور از عقل نشانیوں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی دنیا میں موجود ہیں مثلاً آسمان کا بلاستون قائم ہونا اور تارون کا اس خوبی کے ساتھ اُس میں معلق ہونا ہوا کا بادلوں کو اکٹھا کرنا اور موسم پر ہر سال ضرورت کے موافق مینہ کا برسنا اور اُس سے طرح طرح کی پیداوار کا زمین سے حاصل ہونا زمین کی خاصیت تو یہ ہے کہ اُس میں جو چیز دبائی جاوے وہ خاک ہو جاتی ہے یہاں تک کہ لوہا جیسی سخت چیز کا بھی زمین میں وہی حال ہے لیکن حکم خدا جب یہیچ اُس میں دبا یا جائے تو بجائے خاک ہو جانے کے وہ اُبتا ہے پہلتا ہے پھوٹتا ہے کیا یہ بات

زمین کی خاصیت میں اللہ تعالیٰ نے نہیں رکھی ہے کہ اس خاصیت کے سبب زمین کے اندر ہی اندر مٹی اور پتھر سونا ہو جاتے ہیں اور جگہ جگہ زمین میں سونے کی کان نکلتی ہے جو سونا دینا بہر میں برتا جاتا ہے اس کی قیمت کے اثر سے ایک صفا پہاڑ سونے کا ہو جائے تو کیا اچنیہ کی بات ہے اور اسپر ایمان کا لانا کیا منحصر ہو سکتا ہے بلکہ وہ تو اتنی بات ہے کہ حبش اور سونے کی کانیں زمین میں ہیں اور سطح یہ بھی ایک کان گنی جائے گی اگر یہ لوگ اللہ کی قدرت کے نمونے دیکھ کر اس کو پہچاننا اور اسپر ایمان لانا چاہتے ہیں تو ہزاروں لاکھوں کروڑوں نمونے اللہ کی قدرت کے عقلمند کے لئے ایسے دنیا میں موجود ہیں جس طرح کی چند باتیں اس آیت میں ذکر کیے گئے ہیں :

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَخْشَى اللَّهَ أَنَدَا إِحْبَبُونَهُم كَرِهَ اللَّهُ طَائِفًا مِّنْهُمْ لِيُذْخِرَهُمُ مِنَ الْعَذَابِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا ۝۱۰  
 بعض لوگ ہیں جو پکڑتے ہیں اللہ کی بھلائی اور بڑی دوستی اور بڑی محبت رکھتے ہیں جیسے محبت اللہ کی اور ایمان والوں کو  
 اَمَّنُوا شَدَّ اللَّهُ طَوْلَهُ لِيُذْخِرَهُمُ مِنَ الْعَذَابِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا ۝۱۱  
 اور اس کی زیادہ محبت اللہ کی اور کبھی دیکھیں بے افسانہ اوس وقت کو جب دیکھیں گے عذاب کہ سارا زور  
 لِلَّهِ جِيءَ لَا وَآتَى اللَّهُ شَدِيدَ الْعَذَابِ ۝۱۲  
 اللہ کو ہے اور اللہ کی بار سخت ہے جب الگ ہو جاویں جنکے ساتھ ہوئے تھے ایسے ساتھ  
 اَتَّبَعُوا وَرَأَوْا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ ۝۱۳  
 والوں سے اور دیکھیں عذاب اور ٹوٹ جاویں اور ان کے سبب قطع ہو جائے اور کس کے ساتھ پکڑنے والے  
 اَن لَّنَا كَرَّةٌ فَتَتَّبِعُوا مِنْهُمْ كَمَا تَابَرُوا وَآمَنُوا كَذَلِكَ يُرْهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَنَاتٍ  
 کاٹنے کو دوسری بار زندگی ہو تو ہم الگ ہو جاویں اسے جیسے یہ الگ ہو گئے تھے اس طرح کہتا ہے اللہ کو کام اور کاموں کا لکھنا  
 عَلَيْهِمْ حُرُومًا هُمْ يَخْرُجُونَ مِنَ النَّارِ ۝۱۴  
 اور ان کو نکلتا نہیں آگ سے

اوپر کی آیت میں اللہ تعالیٰ نے جو اپنی قدرت اور وحدانیت کی نشانیاں بتلائیں ان نشانوں کو دیکھ کر قریش ایمان نہ لائے اور اپنے شرک پر اڑے رہے تو ان کے شرک کا دنیا اور آخرت میں حج انجام ہے اس کی حالت فرمانے کی غرض سے یہ آیت اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی۔ دنیا میں ان کے شرک کے سبب بد رکی ٹرائی میں وہ رسوائی ان کی ہوئی جس کی تفصیل جنگ بدر کے قصہ میں آوے گی کہ بڑے لوگ انہیں کے کچھ قتل ہو گئے اور کچھ قید سب عزت خاک میں مل گئی اور آخرت میں اس شرک کی بدولت ان کے لئے وہ عذاب مہیا ہو رہا ہے کہ اگر وہ عذاب دنیا میں نظر آ جاوے تو سب شرک و کفر ببول جاویں اور اللہ کو ہی معبود حقیقی جانے لگیں دنیا میں مجبور ہی کا ایمان اللہ کو پسند نہیں ہے۔ اس لئے وہ عذاب اللہ نے آخرت پر منحصر رکھا ہے اور دنیا میں اس عذاب کی یاد دہی ان کو کر دی ہے تاکہ اس عذاب کے حال سے وہ خبر اور غافل

نہیں آخرت میں سوا اس عذاب کے یہ اور شرمندگی ہے کہ اللہ کے سوا جنکو انہوں نے معبود ٹھہرایا تھا۔ وہ اسے بیزاری ظاہر کریں گے اور اس بیزاری سے انکا دل یہاں تک جلیگا کہ انکو یہ کہنا پڑے گا کہ کاشکے ایک دفعہ دنیا میں ہم پہر جاتے اور ہم بھی اپنے جھوٹے معبودوں سے بیزاری ظاہر کر کے ان کو ایسا ذلیل اور رسوا کرتے جس طرح انہوں نے ہکو ذلیل اور رسوا کیا ہے آخرت میں ان مشرکوں کے جھوٹے معبود اور سب لو معبود کا سرگردہ شیطان جس طرح اپنے ہوا خواہوں سے بیزاری ظاہر کریں گے اور اللہ تعالیٰ نے سورہ سبا سورہ ابراہیم میں تفصیل سے ذکر فرمایا ہے دونو سورتوں میں یہ ذکر آوے گا +

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُونُوا فِي الْوَحْيِ حُلُمًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ  
 نوگو کہاؤ زمین کی چیزوں میں سے جو حلال ہے۔ ستر اور نہ جلو قدموں پر شیطان کے وہ ہمت را  
 عَلَدٌ وَمُبِينٌ ۚ اٰمَّا يٰۤاٰمُرُكُمُ بِالْغَيْرِ وَالْفَحْشَاءِ ۚ اَنْ تَقُولُوْا عَلٰى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ  
 دشمن ہے صریح وہ تو یہی حکم کرے گا تمکو برے کام اور بیجائی کا اور یہ کہ جو بڑا بولوا اللہ پر جو تمکو معلوم نہیں

اور یہی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے معبود حقیقی اور خالق مخلوقات ہونے کا ذکر فرما کر اس آیت میں اپنے رازق مطلق ہونے کا ذکر فرمایا ہے مشرکین مکہ نے اپنے رسم و رواج کے طور پر بعض جانوروں کو اپنے اوپر حرام ٹھہرایا تھا مثلاً وہ جانور جنکو وہ ساند کے طور پر یا اس کے کان چیر کر چھوڑ دیتے تھے یا وہ اونٹ جس کے نطفہ سے دس جھول بچوں کے پیدا ہو چکے ہوں یا اونٹنی کے پیٹ میں بعض بچوں کو مردوں کے لیے مخصوص ٹھہراتے تھے عورتوں کو وہ گوشت نہیں کھانے دیتے تھے سورہ مائدہ اور انعام میں اسکا ذکر تفصیل سے آوے گا اصل تو ان کی تنبیہ میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ لیکن اب بھی جو شخص جاندار یا غیر جاندار حلال چیز کو قسم یا نذر مان کر اپنے اوپر حرام ٹھہرا دے یا حرام چیز کو حلال چیز کی طرح کام میں لاوے تو وہ اس آیت کے حکم میں داخل ہے چنانچہ ایک شخص نے مشرق تابعی کے زمانہ میں اپنے لڑکے کی قربانی کرنے کی نذر مانی تو انہوں نے بجائے اس لڑکے کے ایک بکری ذبح کرنے کا فتویٰ دیا اور کہا کہ شیطان کی پیروی جسکا ذکر اس آیت میں ہے ایسی ہی نذر ہے۔ سیطرح حضرت عبداللہ بن مسعود ایک روز بیوسی کا جامہ ہوا وہ وہ نکا کھا ہے تھو ایک شخص اور آگیا انہوں نے اسکی بھی صلح کھانے کی کی اسنے انکار کیا۔ اپنے پوچھا کیا تیرا روزہ ہے اسنے کہا نہیں میں نے اپنے جی سے عہد کر لیا ہے کہ میں بیوسی نہ کھاؤنگا اپنے فرمایا جس شیطان کی پیروی کا آیت میں ذکر ہے وہ سیطرح کی پیروی ہے صحیح مسلم میں عیاض بن حمار سے روایت ہے جسکا حامل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو چیزیں میں نے اپنے بندوں پر حلال کی تھیں شیطان کے بہکانے سے وہ انہوں نے اپنے اوپر حرام کر لیں ہیں +

وَ اِذْ اَقْبَلَ لَكُمْ اَرْبَعُوْا مَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا اَبْلُ نَبِّئْ مَا الْفِيْنَا عَلَيْنَا اَوْ لَوْ كَانَ  
 اور جو انکو کئے جلو اس پر جو نازل کیا اللہ نے کہیں نہیں ہم چلیں گے اس پر جو دیکھا اپنے باپ دادوں کو بہلا اگر چہ



أَبَا وَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ۝ وَمَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا كَمَثَلِ الْإِنْدِيِّ

اون کے باپ داد سے عقل رکھتے ہوں کچھ نہ راہ کی خبر اور مثال اون منکروں کی جیسے مثال ایک شخص

يَتَّبِعُ مِثْلَ الْإِنْدِيِّ دُعَاءُ وَنِدَاءُ صَوْرَتُكُمْ عَنِّي فَمَنْ لَا يَعْقِلُونَ ۝

کی کہ چلاتا ہے ایک چیز کو جسنکی نہیں مگر بکارنا اور چلانا ہرے گونگے اندر ہے ہوں سو اونکو عقل نہیں

ہیود اور مشرکین سے جب اسلام لانے اور قرآن شریف کی موافق چلنے کو کہا جاتا تھا تو وہ یہ جواب دیتے تھے کہ ہم تو

اپنے بڑوں کے قدم بقدم چلیں گے اون کی تنبیہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور فرمایا کہ ان لوگوں کی مثال

جانوروں کی سی ہے جس طرح انکا چرواہا اونکو آواز دیتا ہے تو وہ اس آواز کے مطلب کو تو کچھ سمجھتے نہیں صرف آواز ہی آواز

سن لیتے ہیں۔ اسی طرح ان لوگوں کے کانوں میں یہ آواز ہی بسی ہوئی ہے کہ جس طریقہ پر یہ لوگ ہیں وہ ان کے باپ

کا طریقہ ہے نیک و بد اور حق و ناحق کے امتیاز سے اونہوں نے جانوروں کی طرح اپنی زبان آنکھ کان کو بیکار کر رکھا ہے

یہاں سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ دین کی کوئی حق بات معلوم ہو جانے کے بعد کوئی شخص قومی رسم و رواج پر اڑا

رہے گا تو وہ مشیوہ انسانیت سے باہر ہے انسان کا کام ہمیشہ حق بات کا دریافت کرنا اور اس دریافت میں اپنے

حواس صرف کرنا ہے نہ کہ حیوان کی طرح ایک ناحق بات پر بلا دریافت اڑے رہنا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَكَلُوا مِنْ حَبِيبَتِ مَا سَرَّ قُلُوبُكُمْ وَأَشْكُرُوا لِلَّهِ مَا أَنْتُمْ

ایمان والو! کھاؤ شہری چیزیں جو منکر روزی دی تھیں اور شکر کرو اللہ کا اگر تم

آيَةُ تَعْبُدُونَ ۝

اوسکے بندے ہو۔

حلال مینا میں ہر مسلمان کے لیے بڑی چیز ہے کوئی عبادت اور کوئی دعا بغیر خدا کے حلال کے قبول نہیں ہوتی

امام احمد بن حنبل اور مسلم اور ترمذی میں ابو ہریرہ سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے بدون

پال چیز کے اور کوئی چیز اللہ کی بارگاہ میں مقبول نہیں ہوتی بعض لوگ رات دن یا اللہ یا اللہ کہہ کر گڑ گڑا کر طرح طرح

ی دعا میں اللہ کی جناب میں کرتے ہیں اور طرح طرح کی حاجتوں کا ردا ہونا اوسکی بارگاہ سے چاہتے

ہیں اور جب ان کی حاجت روا نہیں ہوتی تو مایوس ہو کر دل میں طرح طرح کے وسوسے پیدا کرتے ہیں

کہ ہماری دعا مقبول کیوں نہیں ہوتی حالانکہ اون کی قوت بصری رزق حلال سے جب تک نہ ہو اون کی

دعا کیا عبادت بھی اللہ کی بارگاہ میں ہرگز مقبول نہوگی۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے جس طرح اپنے رسولوں کو قد شیع

المؤمنون کی آیت یا ایہا المرسل کلو امن الطیبات میں غذا اچھے حلال کی تاکید اور حکم فرمایا ہے

اوس طرح اس آیت میں عام مسلمان لوگوں کو اوسکی تاکید اور اسکا حکم فرمایا ہے۔ تاکہ خدا نے

حلال سے رسولوں کے کلام میں تو یہ اثر پیدا ہو کہ امت کو جو کچھ وہ نصیحت کریں وہ باتا شیر ہو اور مسلمان

لوگوں کے کلام میں غذا کے حلال سے یہ اثر ہو کہ بطور دعا یا بطور عبادت کے جو بات ان کے

منہ سے نکلے وہ مقبول ہو اور انکاں نجاوے \*

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْكُمْ الْمِیْتَةَ وَالدَّمَ وَكُلَّ الْخَازِرِیْرِ وَمَا اُھْلَیْ بِہٖ لِخَیْرِ اللّٰہِ فَمَنْ اضْطَرَّ  
یَحِیْ سَلَمَ كِیَا ہے پیر مرد۔ اور خون اور گوشت سور کا اور جس پر نام بکارا اللہ کے سوا کا پیر جو کوئی

غَیْرِ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا اِشْرَاعَ عَلَیْہِ طَرَانٌ اللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

پہنسا ہونے والے حکمی کرتا نہ زیادتی تو اس پر نہیں گناہ تحقیق اللہ بخشنے والا ہے مہربان

اس سے اوپر کی آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ فرمایا تھا کہ جو کچھ تم نے دیا ہے وہ کہاؤ اور شکر کرو

اس آیت میں اس دی ہوئی چیز میں سے جو کچھ دینا دار الامتحان میں امتحان کے طور پر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر حرام کیا ہے اسکا ذکر فرمایا ہے۔ اس آیت میں فقط مردار کا لفظ فرمایا ہے اور سورہ مائدہ میں

مردار کی تفصیل فرمائی ہے کہ مردار خواہ اپنی موت سے جو یا گلا گھونٹنے سے یا لاشی وغیرہ کے مارنے سے یا اوپر سے گر پڑنے سے یا ایک جانور کے دوسرے جانور کے سینگ مارنے سے یا کسی درندہ جانور کے کہا جانے سے

سورہ مائدہ میں اسکی تفصیل زیادہ آوے گی اور قرآن شریف میں تو مردار اور خون کو مطلق طور پر حرام فرمایا ہے

مگر حدیث شریف میں اسکی صراحت ہے کہ مردار میں سے دو مردار۔ مچھلی۔ اور ٹنڈی اور خون میں سے دو خون یعنی اور تلی حلال ہیں سند امام احمد بن حنبل اور ابن ماجہ اور حاکم کی مستدرک۔ اور مسند شافعی اور دارقطنی میں پسند

معتبر حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت آئی ہے اور لہو کو یہاں اس آیت میں تو مطلق فرمایا ہے۔ مگر سورہ انفاء میں اسکی یہ صراحت فرمادی ہے کہ وہ لہو حرام ہے جو ذبح کے وقت رگوں میں سے نکل کر بہتا ہے اور صحیح

حدیثوں میں صاف آچکا ہے کہ گوشت میں مخلوط خون حلال ہے اور یہ جو فرمایا جو کچھ پکارا جاوے اور اس کے سوا خدا کے اسکا مراد یہ ہے کہ کسی جانور کے ذبح کے وقت سوا اللہ کے اور کسی کا نام لیکر اسکو ذبح کیا جائے

بطرح مشرکین کہ تہوں کے نام پر جانور ذبح کرتے تھے یا ذبح سے پہلے سوا اللہ کے کسی اور شخص کی تنظیم کی طرف سے کسی جانور کو اس شخص کے نام کا ٹھہرا کر ذبح کیا جاوے اور ذبح کے وقت بطور عادت اور رسم کے اللہ کا

نام لیا جائے یہ سب حرام ہے صحابہ اور تابعین نے اس آیت کی تفسیر بطرح سمجھے ہے بطرح کا مطلب اور پرینا ہوا ہے اور اس طرح صحابہ نے فتوے دیئے ہیں چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کسی شخص نے مسئلہ پوچھا کہ عجمی لوگ

اپنی عید میں جو جانور ذبح کرتے ہیں اور ان جانوروں کا گوشت مسلمانوں کو تحفہ کے طور پر بھیجتے ہیں وہ گوشت کھانا چاہیئے یا نہیں آپ نے فرمایا کہ نہیں اہل کتاب کے ذبیحہ کا ذکر اور اس میں علماء کا جو کچھ اختلاف ہے

اسکا ذکر تفصیل سے سورہ مائدہ میں آوے گا۔ لیکن حاصل کلام اس بارہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ فتوہ ہے کہ اگر معلوم ہو جاوے کہ کسی اہل کتاب نے اللہ کے نام کے سوا جانور کو مثلاً مسیح کے نام پر ذبح کیا ہے تو

بموجب اس آیت کے حرام ہے اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ اہل کتاب نے کس کے نام سے یہ جانور ذبح کیا ہے تو وہ گوشت مسلمان کو بموجب آیت و طعام الذین اتوا الكتاب حل لکم کے جائز ہے۔ یہ ذکر

اسوقت کے اہل کتاب کے ذہن کا تھا جبکہ معلوم ہو گیا ہے کہ اب کلام گھنٹ کر بھی اہل کتاب لوگ جانوروں کا گوشت کھاتے ہیں مختلفہ کی صاف حرمت سورہ مائدہ میں مذکور ہونے سے وہ گوشت طبعی حرام ہے یہ جو فرمایا کہ جو کوئی بے بس ہو اس سے مراد یہ ہے کہ اوس بے بسی کی حالت میں جس بے بسی سے جان کا خوف ہو حرام چیزوں کی حرمت بقدر جان بچانے کے اوشہ جاتی ہے ایسا سطلے علماء نے کہا ہے کہ اس طرح کا بے بس آدمی مردار چیز کو بہون کر یا پکا کر نہ کھاوے تاکہ غیر بائع دلاعا حد سے حد سے زیادہ مردار کا کھانا جو منع ہے بہنہ ہوئے یا پکے ہوئے حرام گوشت کو فرہ دار ہونے کی وجہ سے آدمی زیادہ نہ کھا جاوے۔ اور اس منع کی وعید میں داخل نہ ہو جاوے علماء نے یہ بھی کہا ہے کہ ایسی حالت میں جان بچانے کے لئے تین نعموں کی حد ہے اس حد سے نہیں بڑھنا چاہے مسروق بن اجدع ہمدانی کو فی طبقہ تعبیر کے ایک بڑے عالم ہیں اونہوں نے فتو ا دیا ہے کہ بے بسی کی حالت میں جو کوئی حرام چیز نہ کھاوے گناہ اور اس نہ کھانے کے سبب سے اپنی جان کو ضائع کرے گا تو وہ شخص دوزخی ہے یہ جو فرمایا نہ بے حکمی کرنا نہ زیادتی حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا ہے حلال چیز کے ملتے ہوئے جو حرام چیز گھٹون دوڑ یا جو حرام کو بے بسی میں حلال کی طرح پیٹ بہر کے کھاوے آخر آیتہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو بخشنے والا اس لئے فرمایا کہ ضرورت کے وقت حرام چیز کے مواخذہ کو اوس نے بخش دیا اور مہربان اس لئے فرمایا کہ براہ مہربانی اس نے ضرورت کے وقت حرام کو جائز فرمایا۔

[illegible]

جولوگ چھپاتے ہیں جھوٹا نازل کی اللہ نے کتاب لیتے ہیں اوسپر مول ستور اودہ نہیں  
مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ  
کہاتے اپنے پیٹ میں مگر آگ نہ بات کرے لگا اون سے اللہ دن قیامت کے اور نہ سنوارے لگا  
وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهَدْيِ وَالْعَذَابُ  
اون کو اون کے لئے ہے دہ کی مار وہی میں جنہوں نے فرید کی گرا ہی بدلے راہ کے اور مار بدلے  
بِالْغُرُفَةِ ۖ فَمَا أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ تَزَلُ الْكِتَابَ بِأَحَقِّ  
سو کیا سہار ہے اون کو آگ پر یہ اس واسطے کہ اللہ نے اوتاری کتاب سچی  
وَأَنَّ الَّذِينَ اخْتَفَوْا فِي الرِّبِّ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ  
اور جنہوں کی راہیں نکالیں کتاب میں وہ عند میں دور پڑے ہیں۔

وَلَقَدْ عَلِمْنَا ابْنَ الْيَمُوءِ اُولَئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوْا الضَّلٰلَةَ بِالْهَدٰى وَالْعَذَابَ  
 اَوْن كُوْا۟ن كَيْسٍ دَكَّاهٍ وَكُنْهُ لَمْ يَأْمُرْ بِالْحَقِّ وَالْبَاطِلِ يُرَاهُمَا سَوًى وَاَنْذَرَ مَن لَّا يُؤْمِنْ بِالْغُلُوْبِ اَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيمًا  
 وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ يَجْعَلْ لَّهِ فِتْنَةً وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ  
 وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ يَجْعَلْ لَّهِ فِتْنَةً وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ  
 وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ يَجْعَلْ لَّهِ فِتْنَةً وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ

وَالَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِي الْكِتَابِ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ

اور جنہوں نے کئی راہیں نکالیں کتاب میں وہ عند میں دور پڑے ہیں۔

یہود لوگ آنحضرت کے زمانہ سے پہلے بڑے عالم وقت کہلاتے تھے اور ان کی قوم کے جاہل لوگوں نے ان کے نقد اور غلے کے وظیفہ مقرر کر رکھے تھے اور عرب بھی یہود کے بزرگوں کی تعظیم کرتے تھے اور اس تعظیم کے سبب ہمیشہ تحفے یہود کو بھیجتے رہتے تھے آنحضرت کے بنی ہونے کے بعد یہود نے

آپ کے اون پہلی اوصاف کو جو توریت میں مذکور ہے اس خوف سے چپا ڈالا کہ آپ کے اصلی اوصاف لوگوں پر کھل جاویں گے تو لوگ آپ کو بنی برحق جانکر آپ کی طرف رجوع کریں گے اور ہکو پھر کوئی نہیں پوچھنے کا اور ہماری آمدنی بالکل بند ہو جاوے گی یہودی اس حرکت کی مذمت میں اللہ تعالیٰ نے بہت سی آیتیں قرآن شریف میں نازل فرمائی ہیں منجملہ ان کے یہ بھی ایک آیت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ تھوڑے لالچ کے مقابل میں اونہوں نے حق بات چپا کر اپنے پیٹ میں آگ بہری ہے اور اللہ ان سے ایسا ناخوش ہے کہ قیامت کے دن ان سے بات نہ کرے گا اور لوگ بھی جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سخت گنہگار ہیں ان کی نسبت بھی حدیث شریف میں یہ آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن سے بات نہیں کرے گا چاہے صحیح مسلم نسائی تفسیر ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی جس کا حاصل یہ ہے کہ بدکار بڑھے اور جھوٹ بولنے والے بادشاہ اور فقیر مغرور سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بات نہ کرے گا مطلب یہ ہے کہ اس قسم کی کوئی بات اللہ تعالیٰ نہ کرے گا جس کی نجات وہ گنہگاروں کو نہ دے گا ہرگز کہ جو تو قرآن و حدیث اکثر جگہ آیا ہے یہ آیت اور اس قسم کی اور آیتیں علماء یہودی شان میں نازل ہوئی ہیں۔ مگر اب بھی اس امت میں سے کوئی منفی لالچ یا رعایت کے سبب خلاف شریعت فتویٰ دے گا یا کوئی حاکم ایسا فیصلہ کرے گا تو تو وہ اس حکم میں داخل ہے۔

لَيْسَ الْبِرُّ أَنْ تُولُوا وَجْهَهُمْ قَبْلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِ الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّادِقِينَ فِي الْبَايَعَاتِ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ

نیک ہی نہیں کہ منہ کر دے اپنے مشرق یا مغرب کی طرف لیکن نیک وہ ہے جو کوئی ایمان لاوے باللہ و الیوم الآخر و الملائکۃ و الکتب و النبیین و ائی المال علی حبہ ذوی القربی و الیتامی و المسکین و ابن السبیل و السائلین و فی الرقاب و اقام الصلوٰۃ و اتی الزکوٰۃ و الموفون بعهدهم اذا عاهدوا و الصادقین فی البایعات ۚ اولئک ہم المتقون

اللہ پر اور پچھلے دن پر اور سرشت و پیر اور کتاب پر اور نبیوں پر اور پیچھے ہال اسکی محبت پر نائے والوں اور یتیموں کو اور محتاجوں کو اور راہ کے مسافر کو اور مانگنے والوں کو اور گردن چوڑے میں اور کڑی کے ناز اور دیا کرے زکوٰۃ اور پورا کرے دے اپنے اقرار کو جب قول کریں اور پھیرنے والے سختی میں والنصر آء وحین البایس اولئک الذین صدقوا و اولئک هم المتقون

اور تکلیف میں اور وقت لڑائی کے وہی لوگ ہیں جو سچے ہوئے اور وہی بچاؤ میں آئے۔

جب قبلہ بیت المقدس سے کعبہ کی طرف بدلاتا تو کچھ مسلمان اس بدل بدل قبلہ سے متروک ہو کر آپس میں قبلہ کی بابت چرچے کرتے تھے کہ دونوں قبلوں میں کونسا قبلہ بہتر تھا۔ اور یہود اور نصاریٰ بھی اپنے اپنے قبلہ کے اچھے ہونے کی بحثیں کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی جس کا حاصل یہ ہے کہ قبلہ تو فقط سجدہ کرنے کا ایک واسطہ ہے یہ واسطہ جس زمانہ میں جو کچھ اللہ کی طرف سے شہر ادا کیا وہی کافی ہے

اس واسطے پر ہدائی منحصر نہیں ہے۔ جہل ہدائی کی باتیں یہ ہیں کہ اللہ پر اور غیر و پیر اور اللہ کے فرشتوں پر اور کتابوں پر پورا ایمان ہو نہ یہ کہ جیسے یہود و نصاریٰ ہیں کہ ایک توحید کو نہیں مانتے اور دوسرے انجیل کو۔ اور قرآن اور نبی احمد الزماں کے دونوں منکر ہیں اور بلا تکبر ایمان کا یہ حال ہے کہ یہود لوگ جبریل کو اپنا دشمن بتلاتے ہیں اور سلمانوں کو عہد کا ذکر نہ کرنا گویا یہ ہدایت کی کہ تم اللہ پر ایمان لا کر اس کے حکم کی اطاعت کرنے کا جب عہد کر چکے تو جس قبلہ کی طرف مومنہ کرنے کا اس کا حکم ہو اس کی بلاترود طاعت کرو اور یہ تکمیل ایمان کی اور باتوں کی ہدایت فرمائی جیسے نماز کو تہ نفل صدقہ ایقائے عہد علی جبہ میں دو مطلب نکلتے ہیں یا تو یہ خالص اللہ کی محبت میں مال خرچ کیا جاوے یا کام اس میں کچھ دخل نہ ہو۔ اس صورت میں جبہ کی ضمیر کا مرجع اللہ تعالیٰ ٹھہر گیا یا یہ کہ صدقہ میں ایسی چیز دی جاوے جس چیز کی محبت صدقہ دینے والے کے دل میں ہو پڑی گری۔ دل سے اوتری ہوئی چیز نہ دی جاوے کیونکہ اللہ تعالیٰ کچھ محتاج نہیں ہے دنیا میں سب کچھ اوس کا دیا ہوا ہے وہ تو فقط دل کے خلوص کو آزماتا ہے اور دل کا خلوص اللہ کے ساتھ جب ہی ہو گا کہ اللہ کی راہ میں اچھی سے اچھی چیز کو آدمی عزیز نہ جانے یہاں تک کہ جان کو نبی اللہ کی راہ میں فدا کرنے میں دریغ نہ کرے مال تو کیا چیز ہے یہ خلوص قلب کا درجہ آدمی کو پورا ایمان حاصل ہونے کے بعد عطا ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابی ذر نے ایک مرتبہ حضرت ابو جحافہ کو عرض کیا ہے آپ نے اپنی اہل بیت پر کئی کچھ ایک نرا نہیں حضرت یہی سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ ایمان یہ چیز ہے کہ جب آدمی یا نذر کوئی نیک کام کرے تو اس نیک کام کے ادا ہو جانے پر اندر سے اس کا دل شاد ہو جاوے اور برے کام پر دل اندر سے ناراض ہووے اگرچہ ابو ذر کی اس حدیث کی سند میں کلام ہے مگر ابو امامہ کی روایت مسند امام احمد وغیرہ میں اس کے قریب قریب دونوں روایتیں ملکر ایک قوی روایت بن جاتی ہے اب آپ کے ان دونوں ارشادوں سے یہ مطلب نکلا کہ اس آیت میں جو باتیں مذکور ہیں وہ تکمیل ایمان کی باتیں ہیں اور خلوص ایمان کی یہ نشانی ہے کہ دین کا کام ادا تو ہوتا ہے مگر اثر اس کا دل پر پیدا ہونے لگے ہر ایک آدمی کا دل اس کے پہلو میں ہے پھر صادق نے خلوص ایمان کی یہ ایسی اچھی نشانی بتلائی ہے کہ ہر ایک آدمی جب چاہے اپنے دل کا حال غور کر کے اپنے ایمان کے کامل اور نا کامل ہونے کا اندازہ کر سکتا ہے عہد کو پورا کرنا جسطرح متقی کی علامت اس آیت میں ہے اوسطرح صحیح حدیثوں میں منافق کی علامت عہد شکنی ہے ۲

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلِ أَلَمْ تَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَنْزِلُ فِي السَّحَابِ الْحَدِيدَ

اے ایمان والو! حکم ہوتا ہے برابر بدلہ لینے کا بارے گیوں میں صاحب کے بدلے صاحب غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت پر حکم معاف ہوا اوس کے بہائی کی طرح کہہ تو چاہیے مرنے پر چلنا ملوف و متوف

وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ وَرَأَى رِيشًا مِنْهُمْ فَقَالَ اللَّهُ بَعْدَ ذَلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَوةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

اور تم کو قصاص میں زندگی ہے اے عقلمندو  
 شاید تم سبچے رہو

اس آیت کے نازل ہونے سے پہلی طرح طرح کی بے عنوانیاں قصاص اور خون بہائیں رائج تھیں چنانچہ مدینہ منورہ کے گرد ولوح میں دو قبیلے بنی قریظہ اور بنی نضیر تھے اون دونوں لڑائی ہوئی بنی نضیر اس لڑائی میں غالب آئے انہوں نے اوس دن سے یہ قرار داد قبیلہ مغلوب سے شہر لائی تھی کہ اگر قبیلہ غالب کا کوئی شخص مقتول ہو تو اس کا خون بہا قبیلہ مغلوب کو دینا پڑے گا اور فرقہ غالب کے لوگوں کے ہاتھ سے فرقہ مغلوب کا کوئی مارا جاوے تو اس کا خون بہا قبیلہ مغلوب کو دینا پڑے گا اور اپنے قبیلہ کے مقتول کا قصاص بھی جائز رکھا تھا اور قبیلہ مغلوب میں فقط خون بہا جائز رکھا تھا اور بعض قبیلوں میں یہ عہد تھا کہ اپنے غلام کے قصاص میں آزاد شخص کو قتل کرتے تھے اور عورت کے قصاص میں مرد کو قتل کرتے تھے اور مقابل کے قبیلہ کو ان حقوق سے محروم رکھتے تھے ان بے عنوانیوں کو روکنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور سورہ مائدہ میں النفس کی آیت سے اس آیت کا حکم منسوخ ہے اوس آیت کے حکم سے عورت کے معاوضہ میں مرد قاتل کا اور غلام کے معاوضہ میں آزاد شخص قاتل کا قصاص کیا جاسکتا ہے صرف اس قدر مسئلہ اجماعی ہے کہ خود آقا کو اوس کے غلام کے معاوضہ میں قصاص نہیں کیا جاتا اس اجماع کی دلیلیں قاضی شوکانی نے نیل الاوطار میں بالتفصیل بیان کی ہیں اور کافر شخص مقتول کے معاوضہ میں مسلمان کا قصاص یہ مسئلہ اختلافی ہے بخاری میں حضرت علیؓ کی جو یہ روایت ہے کہ مسلمان کو کافر شخص کے معاوضہ میں نہ قتل کیا جاوے۔ اوسکی بنا پر جمہور کا مذہب اس حدیث کے موافق ہے مگر امام ابو حنیفہؒ اس کے مخالف ہیں وہ کہتے ہیں کہ سورہ مائدہ کی آیت میں النفس بالنفس عام ہے اس واسطے مسلمان کو کافر کے معاوضہ میں قتل کیا جاسکتا ہے اور علماء نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ آیت مجمل ہے اور حدیث لا یقتل مسلم بکافر میں جسکو بخاری وغیرہ نے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے اس مجمل کی صراحت آئی ہے اسلئے اس صراحت کا ماننا ضرور ہے۔ اس طرح ایک شخص کو کئی شخص ملکر مار ڈالیں تو ایک شخص کے معاوضہ میں کئی شخصوں کو قتل کرنا یہ مسئلہ بھی صحابہ کا اختلافی ہے جسکی تفصیل حدیث کی شرح کی کتابوں میں ہے اس آیت میں یہ جو ارشاد ہے کہ حکم قصاص باعث زندگی ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ قصاص کا حکم لوگوں کو قتل سے روکے گا اور



اپنی جان کے خوف سے کسی کو کوئی بے جا قتل نہ کرے گا اور اس آیت میں تخفیف کا حکم یہ ہے کہ اور متوفیوں  
و وصیت کا حکم قتل عام میں نہیں تھا۔ اب وصیت لینے کے بعد جو شخص قاتل کو قتل کرے تو فرمایا کہ اس کو عذاب  
ہو گا تا اس کے معنی محتاجی کے ہیں ضرار کے معنی بیماری کے اور صلیح الیاس کے معنی جہاد کے ۛ

کُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدُكُمْ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا ۖ وَالْوَصِيَّةُ لِلْوَٰلِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ  
حکم ہوا تبہ جب حاضر ہو کسی کو تم میں سے موت اگر کچھ مال چھوڑے کہ دلوا کرے ماں باپ کو اور  
قربین یا المعروف وحقا علی المتقین ۖ فمن بدله بعد ما سمعه فانما رشه  
ناتے والوں کو دستور سے ضرور ہے پر بیزاروں کو پر جو کوئی اس کو بدلے بد اس کے کہ سن چکا تو اس کا گناہ نہیں  
عَلَى الَّذِينَ يَبْدِلُونَ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۖ فَمَنْ خَافَ مِنْ مَوْصٍ جُنْأَ  
ہے جنہوں نے بدلا بیشک اللہ ہے سنتا جانتا پر جو کوئی ڈرا دلوانے والے کی طرف راستی یا گناہ  
أَوْ إِنَّمَا فَاصلهم بئيم فلا انثر عليه ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ  
پہر انہیں صلح کروادی تو اوپر گناہ نہیں البتہ اللہ بخشنے والا ہے مہربان

اسلام سے پہلے عرب میں دستور تھا کہ اہل قرابت کو چھوڑ کر اپنے نام نمود کے لئے مرتے وقت وصیت  
کر جاتے تھے کہ ان کا مال غیروں کو لئے ابتدائے اسلام میں اللہ تعالیٰ نے اس طریقہ کو روکنے کے  
لئے یہ آیت نازل فرمائی جس سے ماں باپ اور قرابت داروں کے لئے وصیت فرض تھی پھر سورہ نسا میں  
میراث کا حکم نازل ہوا کہ وصیت کے فرض ہونے کا حکم اب نسخ ہے مستحب کے طور پر جو شخص چاہے اپنے  
مال کے تیسرے حصہ تک وصیت کر سکتا ہے تیسرے حصہ سے زیادہ مال کے وصیت منع ہے تاکہ وہ لوگوں کو  
جسے جو اللہ تعالیٰ نے سورہ نسا میں ٹھیرا دیئے ہیں انہیں وصیت کے سبب کمی نہ پڑ جاوے صحیحین میں سعد بن  
ابی وقاص کا قصہ ہے جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مال کے تیسرے حصہ سے زیادہ مال کی وصیت  
سے روکا ہے سیطرح منہ امام احمد نسائی ابو داؤد میں معتبر سند سے ابو یزید انصاری کی روایت ہے جس کا حاصل  
یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنے سب مال کی وصیت کی تھی آنحضرت نے جب یہ حال سنا تو فرمایا کہ اگر اس شخص  
کے دفن سے پہلے بھگو خبر ہوتی تو میں اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہونے دیتا اس واسطے اکثر علماء  
دین کا یہ قول ہے کہ جس شخص کا کوئی وارث موجود ہو اس کو ثلث مال سے زیادہ مال کی وصیت کیسیطرح جائز  
نہیں ہے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے وصیت کرنے والے شخص اور اوپر والوں کو ہدایت کر دی ہے وصیت  
کرنے والے کو یہ کہ وصیت اچھی طرح کرے کیسکو کم کیسکو زیادہ مال نہ وصیت کر جاوے اوپر والوں کو یہ کہ  
اگر وصیت کرنے والا چوک جاوے یا جان بوجھ کر حق تلفی کرے تو اوپر والے اس کی اصلاح کر دیوں۔  
وصیت میں حق تلفی کرنا بڑا گناہ ہے ابو داؤد واور ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ بعض  
مسلمان مرد اور عورتیں عمر بھر نیک کام کرتے ہیں اور مرتے وقت وصیت میں حق تلفی کر کے اپنی عاقبت

خواب کر لیتے ہیں ترندی نے اس حدیث کو جن غریب کہا ہے شاید غریب اس لئے کہا ہے کہ اس کی سند میں  
شہرین حوشب ضعیف ہے لیکن اوپر گزر چکا ہے کہ امام احمد اور یحییٰ بن معین نے اس کو ثقہ کہا ہے۔ غرض  
غیروں کے نام وصیت کرنے کا جو رواج اور دستور اہل عرب میں تھا اس کو اللہ تعالیٰ نے حکمت سے  
توڑ کر اہل قرابت کا حق رفتہ رفتہ جایا پہلے اہل قرابت کے نام وصیت کرنے کا حکم دیا ہر اس کو منسوخ فرما کر اہل  
قرابت کے حصے سورہ نسا میں ٹھہرا دیئے تاکہ قدیم دستور کو ایک دفعہ ہی چھوڑنا لوگوں کو شاق نہ گزرے  
اسی طرح پہلے حکم کی منسوخی میں خواہ وہ ایک آیت کی دوسری آیت سے منسوخ ہو یا ایک شریعت دوسری  
شریعت سے کہلتی ہے۔

شرعیات سے بہت بڑی حکمت اور وحی  
 لَا يُمْسِكُ الَّذِينَ آمَنُوا كِتَابَ الصِّيَامِ كِتَابَ عَلَى الَّذِينَ مِنَ قَبْلِهِمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

[illegible]

کئی نین میں گنتی کے پہر جو کوئی تم میں پایا رہو یا سفر میں گونستی چاہیے

مَنْ آيَاكُمْ أَخْرَأَ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ

اور دلوں سے اور جگہ طاقت ہے تو بدلا چاہیے ایک فقیر کا کھانا پہر جو کوئی شوق سے کرے

اور دلوں کے اور جلو طاقت کے موافق ہوتا ہے۔  
 خَيْرَ اَقْسَمُوْا خَيْرًا وَّ اِنْ تَصُوْمُوْا خَيْرًا لِّكُمَّ اَنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۔ شہرِ مَضَانِ  
 نیکی تو اسکو بہتر ہے اور روزہ رکھو تو تمہارا بہلا ہے اگر تم سمجھ سکتے ہو۔ مہینہ رمضان کا

الَّذِي أَنْزَلَ فِيهِ الْقُرْآنَ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ

فَمَنْ شَرِهْدَ مِنْكُمْ اَلشَّهْرَ فَلْيَصْحَبْهُ ۚ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ

پھر جو کوئی پاوے تم میں سے یہ ہمیں رورہ رہا اور یہ کہ اور بڑی باتیں ہیں۔

مِنْ آيَاتِهِ أَنْ يُرِيدَ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدَ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلَ الْعِلْمَ

اور وہ تو یہ ہے کہ خدا چاہتا ہے تم پر آسانی نہیں چاہتا ہے تم پر مشکل اور اس واسطے کہ پوری کرو گئی

وَلْيُكْفِّرُوا بِاللَّهِ عَلَى مَا هَدَانَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝

اور بڑائی کر دے اور اس کی اس پر کہ چھوڑ دے بتائی شاید تم احسان مانو  
ارکان دین میں سے روزہ دوسرا رکن ہے دوسرا رکن اس سبب سے کہ جب آنحضرت مکہ  
میں تھے اور آپ کو معراج ہوئی تھی جبکہ ذکر سورہ بنی اسرائیل میں آوے گا تو نماز اسی رات فرض ہو چکی  
تھی جسکی تفصیل صحیحین کی حدیث میں ہے کہ پچاس نمازیں فرض ہوئیں اور حضرت موسیٰ کی صلاح سے

آنحضرتؐ اس لئے سے تخفیف کی خواہش کی اور آخر کو رات دن میں یہ پانچ وقت کی نازیں باقی رہیں اب فورہ اس آیت سے ہجرت کے دو ستر سال فرض ہوا ابتدا سے اسلام میں اختیار دیا گیا تھا کہ جو چاہے روزہ رکھے۔ اور جو چاہے ہر روزہ کے عوض میں دونوں وقت ایک مسکین کو کھانا کھلا دیوے پھر اس حکم سے کہ ہر چاہے تم میں یہ مہینہ تو روزہ رکھے فدیہ کا حکم منسوخ ہو گیا مرہض اور مسافر کا ذکر اس آیت میں وودفعہ اسما سے ہوا ہے کہ پہلی دفعہ فدیہ کے حکم کے ساتھ مرہض اور مسافر کا ذکر ہو کر جب وہ فدیہ کا حکم منسوخ ہو گیا تو یہ شبہ پڑتا تھا کہ شاید فدیہ کے حکم کی منسوخی کے ساتھ مرہض اور مسافر کا حکم ہی منسوخ ہو گیا ایسے اللہ تعالیٰ نے دوسری دفعہ مرہض اور مسافر کا ذکر نہ کر کر صراحت فرمادی کہ مرہض اور مسافر کی قضا کا حکم منسوخ نہیں ہوا بلکہ باقی ہے روزہ کی فضیلت میں بہت حدیثیں آئی ہیں مسند امام احمد بن حنبل صحیح مسلم وغیرہ میں حضرت ابوہریرہ کی روایتیں ہیں جنکا حائل یہ ہے کہ اور نیکیوں کا ثواب دس درجہ سے سات سو تک بچنے کا فرشتوں کو حکم ہے مگر روزہ کے ثواب کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہہ دیا ہے کہ تم کوئی درجہ ثواب کا روزہ کے اجر میں نہ قائم کرنا روزہ کا ثواب میں خود اپنی ذات کے قیامت کے دن دوں گا اور رمضان کے مہینے کی بزرگی میں بھی بہت حدیثیں وارد ہیں یہاں تک کہ سارے آسمانی کتابیں اللہ تعالیٰ نے بوجہ بزرگی اس مہینے کے اسی مہینے میں نازل فرمائیں ہیں مسند امام احمد بن حنبل اور طبرانی اور بیہقی میں معتبر سند سے یہ روایت رمضان کی فضیلت میں آئی ہے اس لئے آدمی کو چاہیے کہ جہاں تک ہو سکے رمضان کے روزے اسی مہینے میں رکھے روزہ قضا کی صورت میں خود مہینہ رمضان کی جو فضیلت ہے وہ ہاتھ سے جاتی رہے گی بہت عرصہ آدھی جو روزہ کی طاقت نہ رکھتا ہو ہر روزہ کے عوض میں کسی محتاج کو کھانا کھلا دیوے اور روزہ نہ رکھے تو جائز ہے حالہ اور وودہ پلانے والی عورت کا بھی یہی حکم بعض علماء کے نزدیک ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ان کے ذمہ قضا ہی ہے۔ اس کی بڑائی کرنے کے یہ مہینے ہیں کہ عبادت سے فائز ہونے کے بعد اللہ کا ذکر کرے جیسے بعد ختم رمضان کے عید کے دن تکبیر کا حکم حدیث میں آیا ہے ۛ

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَا ۖ فَلْيَسْتَجِبُوا  
 ۚ وَالْيَوْمَ نُنَازِلُكُمْ شِرَارَ بَدُوءٍ ۖ لَكُم مَّا تَشَاءُونَ ۚ وَلَئِن سَأَلْتُمُوهُ لَيُخْبَرَكُمْ بِمَا لَمْ تَحِيطُوا بِهِ ۖ وَهُوَ الْعَلِيمُ ۚ

اور جب تجھے پوچھیں بندے میرے جبکہ تو میں نزدیک ہوں پہنچتا ہوں پکارنے کی پکار کو جو وقت پکارتا ہو تو پہنچ کر حکم دینگا  
 وَالْيَوْمَ نُنَازِلُكُمْ شِرَارَ بَدُوءٍ ۖ لَكُم مَّا تَشَاءُونَ ۚ وَلَئِن سَأَلْتُمُوهُ لَيُخْبَرَكُمْ بِمَا لَمْ تَحِيطُوا بِهِ ۖ وَهُوَ الْعَلِيمُ ۚ

اور یقین لاؤں مجھ پر شاید نیک راہ ہر آئیں۔

بعض لوگوں نے آنحضرتؐ سے پوچھا تھا کہ اللہ تعالیٰ پاس ہے یا دور اگر وہ پاس تو ہم چپکے چپکے اس سے دعا مانگا کریں اور اگر دور ہو تو چلا کر دعا مانگا کریں اور پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور ہدایت فرمادی کہ جو کوئی اللہ کی اطاعت پوری کرے گا اور اللہ کے حکم کو مانے گا اللہ اس سے قریب ہے۔ اور اس کی ہر خواہش کا جواب دینے اور اس کے دعا قبول کرنے کو موجود ہے اور پھر یہ آیت روزہ کے

ذکر میں تھی ابھی روزہ کا ذکر پورا نہیں ہوا تھا کہ بیچ میں اس دعا کا ذکر فرمایا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دعا کو روزہ کے ساتھ ایک خاص تعلق ہے جسکی وجہ سے روزہ دار کی دعا بہ نسبت بے روزہ دار کے زیادہ قبول ہوتی ہے۔ ترمذی ابن ماجہ نسائی اور مسند امام احمد بن حنبل میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ تین شخص حاکم عادل اور روزہ دار اور مظلوم کی دعا راسے گاں نہیں جاتی بلکہ اُن کی دعا کے لئے فوراً آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اس دعا کے اپنی عزت اور جلال کی قسم کھا کر فرماتا ہے کہ میں ضرور تمہاری مدد کروں گا فقط وقت مقررہ کے آنے کی دیر ہے۔ ترمذی نے اس حدیث کو حن کہا ہے اور سیوطی نے اس آیت میں قبولیت دعا کے لئے شرط پھرائی ہے کہ دعا کرنے والا اللہ کا مطیع اور احکام الہی کا پابند ہو۔ سیوطی حدیث میں تفصیل سے مقبولیت دعا کی شرائط وارد ہوئے ہیں مثلاً اکل حلال قبولیت میں دیر ہونے سے مایوس نہ ہونا کیونکہ تقدیر الہی میں ہر کام کا وقت مقرر ہے اور دعا کے پہلے اللہ کی حمد اور آنحضرت پر درود کا ہونا حضور قلب سے دعا کا مانگنا ممنوعات شرعیہ کی دعا نہ مانگنا ان شرائط کے ساتھ جو دعا ہو اسکی نسبت سند معتبر ہے جو مسند امام احمد مستدرک حاکم مسند ابی یعلیٰ وغیرہ میں روایتیں ہیں اُن کا حاصل یہ ہے کہ ایسی دعا یا تو فوراً قبول ہو جاتی ہے اور اگر مصلحت الہی میں وہ دعا اس شخص کے لئے فائدہ مند نہیں ہے تو کوئی بُرائی اس شخص سے ٹل جاتی ہے اور آخرت میں اس شخص کے لئے ایک اجر اس دعا کا مقرر ہو جاتا ہے انسان اپنے نیک بُد کے انجام کے جاننے سے ایسا بے خبر اور غافل ہے کہ بہت سی چیزیں یہ اپنے حق میں بہتر جان کہ اوں کے ظہور کی آرزو کرتا ہے مگر علم الہی میں اوں چیزوں کا ظہور اس شخص کے لئے مضر ہوتا ہے۔ اس لئے مصلحت الہی میں اسکی آرزو پوری کرنے کے قابل نہیں ہوتی مثلاً ایک شخص کی دو شتمنی ہوئی ہے اس شتمنی کی وجہ سے یہ شخص اپنے دشمن کی ہلاکت کی دعا مانگتا ہے اور علم الہی میں یہ بات قرار پائی ہوئی ہوتی ہے کہ یہی دشمن دوست ہو جاوے گا اور اس بد دعا کرنے والے شخص کو بہت بڑا نفع ہو چاوے گا۔ اس واسطے مصلحت الہی میں اس شخص کی دعا قبول کرنے کے قابل نہیں قرار پاتی دعا کی فضیلت میں بہت سی صحیح حدیثیں آئی ہیں بعض صحیح روایتوں میں یہ بھی ہے کہ آدمی کی تقدیر میں جو بُرائی لکھی ہو وہ دعا کے اثر سے ٹل سکتی ہے۔

اَحْلَلْ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفْتُ اِلَى نِسَائِكُمْ هُنَّ لَكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٍ لَّهُنَّ  
 حلال ہوا تمکو روزے کی رات میں بے پردہ ہونا اپنی عورتوں سے وہ پوشاک ہیں تمہاری اور تم پوشاک ہو گئی  
 عَلِمَ اللّٰهُ اَنْكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ وَالَّذِيْنَ  
 اللہ نے معلوم کیا کہ تم اپنی چوری کرتے تھے سو مفاہ کیا تمکو اور گزر کی تھے پہراب

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا كُتِبَ لَكُمْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ

المَخِطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتُمُوا الصَّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ

اور چاہو جو کھدیا اور نہ تھکو اور کھاؤ اور پیو جب تک کہ صان نظر آئے تھکو  
دھاری سفید جدی دھاری سیاہ فجر کے پھر پورا کرو روزہ رات تک

وَلَا تَبْشُرُوا هُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسْجِدِ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرُبُوهَا

اور نہ تھکو ان سے جب کہ اعتکاف بیٹھے ہو مسجدوں میں یہ حدیں باندھی ہیں کی سونگے نزدیک جاؤ

كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ۝

اس طرح بیان کرتا ہے اللہ آیتیں اپنی لوگوں کو شاید وہ بچتے رہیں

جب رمضان شریف کے روزے فرض ہوئے تو ابتداء سے اسلام میں یہ حکم تھا کہ عشا کی نماز سے

پہلے جس کی کو جو کچھ کھانا پینا ہوتا تھا وہ کھاپی لیتا تھا عشا کی نماز کے بعد پھر کھانا پینا مباشرت سب

کچھ حرام ہو جاتا تھا بسطیح عشا کی نماز سے پہلے اگر کسی کی آنکھ لگ جاتی تو عشا کی نماز سے پہلے ہی

یہ سب چیزیں حرام ہو جاتی تھیں۔ یہ حکم صحابہ کرام پر بہت شاق ہوا اور اس حکم کی پابندی میں رخنہ بیٹھنے

لگا۔ قیس بن حمیر ایک صحابی تھے وہ روزہ کو لو کر بغیر کھانا کھانے کے ایک دفعہ سوئے اور دوسرے

دن روزہ پر روزہ رکھنے کے سبب دوپہر کے وقت اون کو غش آگیا۔ آنحضرت اور سب صحابہ نے

اون کے حال پر بڑا تاسف کیا اور بعض صحابہ سو جانے کے بعد پھر رات کو اوٹھ کر مباشرت کی جرأت کر

بیٹھے اس رخنہ کے رفع کرنے کی غرض سے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور صبح صادق کے شروع

تک یہ چیزیں حلال فرمادیں جس میں سحری کا کھانا بھی داخل ہے حدیث میں سحری کے کھانے کی بہت

فصیلت آئی ہے کہ سحری کے کھانے والوں کے لئے فرشتے رحمت کی دعا مانگتے ہیں اور صحیح مسلم کی عمرو

بن عاص کی روایت میں بھی ہے کہ اہل کتاب کے روزوں میں اور ہمارے روزوں میں اتنا ہی

فرق ہے کہ ان کے روزوں میں سحری نہ تھی اور اس کھانے کا نام آپ نے خذائے مبارک رکھا

تھا اور نہ راتے تھے کہ جو کوئی سحری کو کھانا نہ کھاوے تو فقط پانی ہی پی لیا کرے تاکہ سحری کی برکت

سے محروم نہ رہی افطار میں جلدی کرنا اور سحری میں دیر کرنا یہ بھی سنت ہے صحابہ کا مقولہ ہے کہ حضرت

کے وقت میں سحری کرنے کے بعد پچاس آیتیں قرآن شریف کی پڑھنے میں صبح کی نماز کا وقت ہو جاتا

تھا ایک اوجال آسمان پر صبح کا نوب کا بہت راستہ ہو جاتا ہے اوپر سحری کا کھانا بند نہیں ہوتا یہ

اوجال آسمان کے طول میں ایک بلے ستون کے طرح ہوتا ہے سحری کا کھانا صبح صادق پر بند ہوتا

ہے جو آسمان کے کنارے پر آسمان کے عرض کی طرف پیدا ہوتی ہے۔ پھیلتی جاتی ہے۔ اور اونچی

جگہ پر اس کی روشنی کا عکس پڑتا ہے اور اس میں کی قدر سُرخی بھی ہوتی ہے اور صبح صادق تک

جگہ پر اس کی روشنی کا عکس پڑتا ہے اور اس میں کی قدر سُرخی بھی ہوتی ہے اور صبح صادق تک

جگہ پر اس کی روشنی کا عکس پڑتا ہے اور اس میں کی قدر سُرخی بھی ہوتی ہے اور صبح صادق تک

اللہ تعالیٰ نے مباشرت کی جواز دے دی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مباشرت کے بعد فوراً صبح صادق ہو جائے اور حالت ناپاکی میں روزہ کی نیت کر کے کوئی شخص روزہ رکھے اور پھر صبح کو نہاؤے تو اس کے روزہ میں کوئی فتور نہیں پڑتا۔ چنانچہ حضرت عائشہ اور ام سلمہؓ نے صحیحین میں روایت ہے کہ آنحضرت کو مباشرت کی وجہ سے نہاؤے کی حاجت ہوتی تھی اور صبح کو آپ نہا کر روزہ رکھا کرتے تھے اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرتؐ کو چھو کہ مجھ کو ناپاکی کی حالت میں صبح ہو جاتی ہے۔ اور پھر میں روزہ رکھتا ہوں آپ نے فرمایا میں بھی تو ایسا کیا کرتا ہوں اور اس شخص نے کہا کہ آپ کے تلوے گھلے گناہ اللہ تعالیٰ معاف کر چکا ہے آپ کو ہم لوگوں سے کیا نسبت ہے آپ کے حجاب دیا کہ میں بنسبت ہمارے خدا سے زیادہ ڈرتا ہوں اور اس حدیث کے مخالف حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک یہ حدیث کہ جب صبح کی آذان ہو جائے اور کوئی شخص ناپاکی کی حالت میں ہو تو وہ شخص اور سدن روزہ نہ رکھے اس فتوے سے آخر کو حضرت ابو ہریرہؓ نے رجوع کیا ہے اور پہلے حدیث کے موافق اجماع منعقد ہو چکا ہے۔ اعتکاف کی حالت میں مباشرت منع ہے اعتکاف میں بعض کے نزدیک روزہ منقطع ہے اور سنت یہ ہے کہ رمضان کے اخیر عشرہ میں اعتکاف ہو روزوں کے آخر پر اللہ تعالیٰ نے اعتکاف کا ذکر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے کسی خاص جگہ میں بیٹھنے کو شرع میں اعتکاف کہتے ہیں جامع مسجد میں اعتکاف اولیٰ ہے۔

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتَذَلُّوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِنَأْتِيَ نِقْمًا مِّنْ رَبِّكُمْ كَمَا ذُكِّرْتُمْ ۚ  
اور نہ کہاؤں مال ایک دوسرے کا آپس میں ناحق اور نہ ہو چلاؤ انکو حاکموں تک کہ کہا جاؤ گاٹ کر لوگوں کے  
أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْأَثَرِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۚ  
مال میں سے ارے گناہ کے اور تم کو معلوم ہے۔

اوپر کی آیت میں کھانے پینے کا ذکر آیا تھا اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قید لگا دی کہ اسی مال کے کھانے پینے کی اجازت نکو دی گئی ہے جو حق طور پر ہو اور شریعت نے اسکا کھانا پینا اور برتنا ہمارے لیے جائز رکھا ہو اور آپس میں ایک شخص دوسرے کا مال آپس کی خیانت یا حاکموں سے خلاف واقع کر کے ہرگز نہ کھاؤے آپس کی خیانت کی صورتیں یہ ہیں کہ مثلاً کسی کی امانت لیکر مکر جافے یا جوئے میں کسی کا مال حبت لیوے یا حاکم ہو کر کسی محکوم سے رشوت لے لیوے اور حاکموں سے خلاف واقع فیصلہ کرانے کی صورتیں یہ ہیں کہ جوٹی قسم یا جوٹی گواہی دیکر یا دلا کر یا چوب زبانی سے ناحق بات کو حق قرار فیصلہ کر لیا جاوے صحیحین میں حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں ہی بشر ہوں بشریت کے سبب کسی شخص کی چربے بانی پر اس شخص کو کچھ مال یا کوئی چیز دلانے کا فیصلہ اگر میں کروں گا تو یہ یاد رہے کہ وہ مال اور وہ چیز آخرت میں اس شخص کے پیسے آگ کا ٹکڑا ہے اس حدیث اور اس آیت کے مطالب سے معلوم ہوا کہ حاکم کا ظاہر کا فیصلہ باطن کے ناحق کو حق نہیں



يَسْمَاؤُنَكَ عَنِ الْاَهْلِيَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحُجَّةِ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِانْ تَاوَا  
 تجتہ پڑھتے ہیں چاند کا نیا نکلتا تو کہہ یہ وقت شیرے ہیں واسطے لوگوں کے اور اس کے حج کے اونکی یہ نہیں کہ گھر میں آفریت  
 الْبُيُوتِ مِنْ ظُهُورِهَا وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَى وَأَتَى الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا وَاتَّقُوا  
 پر سے لیکن نیکی وہی جو کوئی بچتا رہے اور گھر میں آؤ دروازوں سے اور اللہ سے ڈرتے رہو  
 اللَّهُ لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُونَ ه

شاید تم مراد کو پہنچو

بعض صحابہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا کہ حضرت چاند کا یہ کیا حال ہے کہ شروع مہینے میں لکل تپتا ہے پھر بڑھا جاتا ہے  
 پھر گھٹنا شروع ہوتا ہے پھر آخر مہینے میں کبھی ایک لک کبھی وراثت بالکل نکلتا ہی نہیں اور پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی  
 حاصل آیت کا یہ ہے کہ چاند کی احوال میں بڑی حکمت ہے اٹھائیں منزلیں اور بار بار برج جن کے علیحدہ نام ہیں چاند  
 کے لئے مقرر کئے گئے ہیں جنکی تفصیل سورہ یونس اور سورہ یسین میں آوے گی۔ اول میں سے  
 چاند ایک منزل جب طے کرتا ہے تو ایک رات ہوتی ہے اور دو منزلیں اور ایک دن کا تیسرا حصہ جب طے  
 کرتا ہے تو ایک شب چاند روز ہوتا ہے اور پوری منزلیں اور برج طے کرتا ہے تو ایک مہینہ ہوتا ہے  
 اور سب برجوں کے بارہ پیرے جب کرتا ہے تو ایک سال ہوتا ہے۔ اس مہینہ اور سال پڑ لوگوں  
 کے ہزار ما دین دینا کے کام مثلاً لکین۔ دین۔ تجارت کے وعدے۔ عمر حیض و عدت کا حساب۔ موسم حج  
 منحصر ہیں۔ حج کا ذکر خاص کر اللہ تعالیٰ نے دو وجہ سے فرمایا ایک تو یہ کہ اہل مکہ نے چاند کا یہ حساب  
 چھوڑ کر حج کے لئے ایک اپنا فرضی حساب نکال رکھا تھا۔ اوس حساب سے کبھی سوا ذ الحجہ کے اور مہینے  
 میں حج کا موسم ٹھہرا لیتے تھے جس کا ذکر سورہ توبہ میں آوے گا۔ چاند کا حساب بنلا کر اللہ تعالیٰ نے اسے  
 اس فرضی حساب کو باطل کر دیا۔ دوسرا اہل مدینہ میں یہ دستور تھا کہ احرام باندھنے کے بعد حالت  
 احرام میں گھر کے دروازہ سے گھر میں نہیں آتے تھے۔ بلکہ یا دیوار پر سے سیڑھی لگا کر یا گھر کی  
 پچھلی دیوار میں نقب لگا کر آیا کرتے تھے۔ اور اسکو بھی اللہ تعالیٰ نے فرما دیا کہ یہ کوئی شرعی بات او  
 نیک بات نہیں اس سے معلوم ہوا کہ دین میں جب تک کوئی بات کسی دلیل شرعی سے نہ ثابت ہو وہ نیک  
 بات نہیں قرار پاسکتی اور اللہ اسکو پسند نہیں فرماتا۔ بلکہ وہ بدعت ہے۔ اور ہر مسلمان پر اس کا چھوڑ دینا

لازم ہے \*

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يَقَاتِلُوكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ  
 اور لڑو اللہ کی راہ میں اونسے جو لڑتے ہیں تم سے اور نہ زیادتی کرو اور نہ نہیں جاہت زیادتی  
 الْمُعْتَدِينَ ۝ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ تَقْبَلُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُمْ مِنْ حَيْثُ أَخْرَجُوهُمْ  
 اور مارو انکو جہاں پاؤں لڑو مارو اور ان کو جہاں سے انہوں نے تمکو نکالا دین سے بچلانا

وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ وَلَا تَقْتُلُوهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتَّى يَقْتُلُوكُمْ  
 مارنے سے زیادہ ہے نہ لڑو اور نہ مسجد الحرام پاس جب تک وہ نہ لڑیں تم سے

فِيهِ ۚ فَإِنْ قَاتَلَكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ كَذَلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ۚ فَإِنْ ائْتَمَرُوا  
 اور جنگ پیر اگر وہ لڑیں تو ان کو مار دین سزا ہے منکروں کی پیر اگر وہ باز آویں  
 فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۚ وَاقْتُلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ  
 تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے لڑو ان سے جب تک نہ باقی رہے فتنہ اور حکم رہے

لِللَّهِ فَإِنْ ائْتَمَرُوا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ ۚ

اللہ کا پیر اگر وہ باز آویں تو زیادتی نہیں مگر بے انصافی پر

ہجرت سے پہلے جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے تو قوت اسلام نہ ہونے سے اور مسلمانوں کی  
 جماعت تھوڑی سی ہونے سے جہاد کا حکم نہ تھا۔ ہجرت کے بعد جب آپ مدینہ تشریف لائے اور انصاف  
 لوگوں کے سب سے مسلمانوں کی جماعت کو غلبہ ہو گیا تو اس آیت میں جہاد کا حکم اتر آیا۔ اور مکہ میں گذر  
 کرنے کی جتنی آیتیں تھیں وہ سب اس حکم سے منسوخ ہو گئیں۔ اس آیت میں یہ جوارشاد فرمایا کہ جو تم سے  
 لڑیں ان سے لڑو۔ علماء مفسرین کے نزدیک اس کے دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ عورتیں بچے۔ بدھے  
 جو تم سے لڑنے کے قابل نہیں ان سے مت لڑو اور ان کو موت مارو۔ اس صورت میں یہ آیت کسی  
 دوسری آیت سے منسوخ نہیں ہے دوسرے معنی یہ کہ عورتوں اور بچوں اور بدھوں کے سوا ہی جو جو ان  
 مرد تم سے لڑیں اور مقابلہ کریں ان سے ہی لڑو۔ بلا مقابلہ کرنے والوں سے مت لڑو اس صورت  
 میں یہ آیت آگے کی اس آیت سے کہ لڑو ان سے یہاں تک کہ ٹھہرے کفر منسوخ ہے اور مسجد حرام کے نزدیک  
 لڑائی کرنے میں ہی بعض علماء مفسرین نے اس شرط کو کہ فقط مقابلہ کرنے والے سے ہی حرم کی حدیں  
 رفع بشرکی غرض سے لڑو منسوخ کہا ہے اور ان کے نزدیک حرم کی حدیں بھی مشرکین سے محض اور کسی  
 مشرک کی وجہ سے لڑائی جائز ہے خواہ مشرک لوگ مقابلہ کریں یا نہ کریں۔ لیکن صحیحین کی اس حدیث کی  
 بنا پر ہمیں اپنے فرمادیا ہے کہ حرم شریف کی حد کے اندر قیامت تک لڑائی حرام ہے۔ فتح مکہ کے دن فقط  
 اپنے رسول کو اللہ تعالیٰ ایک گھڑی پہر کے واسطے حرم کی حدیں لڑائی جائز فرمائی تھی یہ مذہب قابل  
 تردید ہے +

الشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمَتُ قِصَاصٌ ۚ فَمَنْ اعْتَدَى عَلَيْكُمْ  
 حرم کا مہینا مقابل حرم کے مہینے کے اور ادب رکھنے میں بدلا ہے پیر جسے تہیز زیادتی کی تم اور پیر زیادتی  
 فَأَعْتَدُوا عَلَيْهِمْ مِثْلَ مَا اعْتَدَى عَلَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ  
 کرو۔ جیسے اوس نے زیادتی کی تہیز اور ڈرتے رہو اللہ سے جان رکھو کہ اللہ ساتھ پیر نگاروں کے

ہجرت کے چھٹے سال ذیقعدہ کے مہینے میں آنحضرت ﷺ نے مدینہ سے زیارت مکہ کا قصد کیا تھا۔ اور جب مکہ کے قریب ایک جگہ حدیبیہ ہے وہاں آپ کا مقام ہوا تو مشرکین مکہ نے وہاں آنکر آپ کو مکہ میں داخل ہونے سے روکا۔ آخر صلح اس بات پر ہوئی کہ اس سال تو آپ مدینہ کو واپس ہوں اور آئندہ سال پہر آؤں۔ اور مکہ کی زیارت کریں۔ اس صلح کا نام صلح حدیبیہ ہے اور اسکا ذکر تفصیل سے انا فتحنا میں آؤگا یہ ذکر اسوقت کا ہے کہ جنگ مکہ کی فتح نہیں ہوئی تھی۔ اور مشرکین مکہ کا زور باقی تھا اب اس صلح کی موافق ہجرت کے ساتویں سال جب آپ نے ذیقعدہ کے مہینے میں زیارت مکہ کا قصد کیا تو صحابہ کرام کے دل میں یہہ خدشہ پیدا ہوا کہ اگر اب کے بھی مشرکین مکہ نے صلح کو قائم نہ کرکھا اور مکہ میں داخل ہونے سے روکا۔ اور اسپر باہم لڑائی کا موقع پیش آگیا تو ذیقعدہ کے مہینے میں لڑنا پڑے گا۔ حالانکہ رجب ذیقعدہ والی الحجہ۔ محرم۔ یہ چاروں مہینے حرمت والے کہلاتے ہیں اور ان چاروں مہینوں میں لڑائی منع ہے۔ اور سپر اللہ تعالیٰ نے کچھ آیتہ نازل فرمائی اور مسلمانوں کو جنگلا دیا کہ اللہ کے عدل اور انصاف میں حرمتوں کا بدلہ ہے جب صلح حدیبیہ کے وقت اسی ذیقعدہ حرمت والے مہینے میں اون مشرکوں نے اس مہینے کی حرمت کو حرم کے حد کی حرمت کو قائم نہ رکھا تو اگر لڑائی کا موقع پیش آجاوے تو کچھ خدشہ کی بات نہیں ہے اللہ کی طرف سے بدلے کے طور پر تمکو لڑنے کی اجازت ہے۔ مگر اتنا کرنا کہ جب قدرتم پر کسی کی طرف سے زیادتی ہو تو تباہی اوس کے بدلہ لینا بدلہ کی حد سے بڑھکر زیادتی سے پرہیز کرنا اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے ۔

وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تَلْقُوا إِيَّاكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ

اور خرچہ کرو اللہ کی راہ میں نہ ڈالو اپنی جان کو ہلاکت میں اور نیکی کرو اللہ

مُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝

چاہتا ہے نیکی والوں کو

بخاری نے حضرت حذیفہ سے جو شان نزول اس آیتہ کی بتائی ہے اس کی صراحت حضرت ابوالیوب انصاری کی حدیث میں ہے جسکو ابو داؤد اور ترمذی اور حاکم اور نسائی اور ابن جان وغیرہ نے روایت کیا ہے اور حاکم نے شرط شیخین پر اسکو صحیح کہا ہے۔ حضرت ابوالیوب انصاری فرماتے ہیں کہ جب ہم انصار لوگ چند لڑائیاں آنحضرت کی ہمراہی میں لڑچکے تو ایک دن ہم چند انصاروں نے خفیہ طور پر آپس میں مشورہ کیا کہ اب تو آنحضرت کے ساتھ اہل اسلام بہت ہیں اگر ہم لوگ چند لڑائیوں پر آنحضرت کے ساتھ نہ جاویں تو اس میں ایسا ہوگا کہ مدلوں گھر سے باہر رہنے میں اخراجات جو پڑے ہیں اوس کی تلافی ہو جاوے گی۔ اور سپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتہ نازل فرمائی۔ اور نہ لیا کہ اس طرح کے اخراجات کا ہاتھ کوز کرنا موجب ہلاکت ہے۔ اسی ہلاکت میں اپنے آپ کو مت ڈالو۔ اور آئندہ نیک کام میں لگے رہو اس طرح کے بڑے دوسروں سے بچو صحابہ کے زمانہ میں یہ ایک بات رائج تھی کہ ایک خاص معاملہ میں ایک

آیت نازل ہو کر پہرہ دوسرے کوئی معاملہ ایسا ہو کہ جس پر اس آیت کا مطلب صادق آتا ہو تو اس دوسرے معاملہ کو ہی آیت کی شان نزول قرار دیتے تھے چنانچہ یہ آیت بھی اسی قسم کی ہے اصل شان نزول تو وہی ہے جو حضرت عذیر اور حضرت ابوالیوب کے بیان ہو چکی اب نفعان بن بشیر کے طبرانی کی روایت میں یا اور بعض صحابہ کے تفسیر ابن ابی حاتم وغیرہ میں شان نزول اس آیت میں یہ امر جو بیان ہوا ہے کہ انصار لوگ صدقہ دیا کرتے تھے ایک سال قحط پڑا تو وہ قحط سے ڈر کر صدقہ سے ہاتھ کو روکنے لگے اور سپر یہ آیت نازل ہوئی یا ایسا شخص جو گناہ کر کے توبہ سے مایوس ہو کر مٹیہ رہے اوس کے حق میں یہ آیت اتری ہے یا ایسے مجاہدین جو بلا خراج جہاد کو چلے جاویں اور وہاں تکلیف اٹھادیں اون کے حق میں یہ آیت اتری ہے مطلب اس سے یہی ہے کہ ان معاملات پر بھی اس آیت کا مضمون صادق آتا ہے \*

وَأَمَّا أَنْتُمْ وَالْعَمْرُؤُ فَانْ حَضَرْتُمْ فَمَا اسْتَلَيْسَمِنْ الْهَدْيِ وَلَا تَخْرُقُوا رِءُوسَكُمْ  
 اُپور اکرو نج اور عمرہ کے واسطے پہر اگر تم نے گئے تو جو میر ہو قربانی بیجو اور حجامت نہ کرو سر کی  
 حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحَلَّهُ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ فَفُلْيُ  
 جب تک پہنچ نہ چکے قربان اپنے ٹھکانے پر پہر جو کوئی تم میں مریض ہو یا اوسکو دکھ یا اوس کے سر سے تو بدلہ دیوے  
 مَنِ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ فَإِذَا أَمِنْتُمْ فَمَنْ كُنتُمْ بَالِغِي الْحَجِّ فَإِنَّمَا اسْتَلَيْسَمِنْ  
 بولے یا خیرات یا زچ کرنا پہر جب تمکو خاطر جمع ہو تو جو کوئی فائدہ کیو عمرہ ملا کر حج کیسا تو جو میر ہو  
 مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامٌ تَلَاكُمُ أَيَّامٌ فِي الْحَجِّ وَتَسْبِعَةً إِذَا وَجَعْتُمْ تِلْكَ  
 قربانی پہنچانے پر جسکو پیدا نہ ہو تو تین روزے کی بجگے کئی وقت میں اور سات روزہ رکھو جب تم پہر کر جاؤ  
 عَشْرَةً كَأَمَلِكُمْ طَوْلُكَ لَيْسَ لَكُمْ يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرُكُمْ فَسَبِّحُوا الْحَمْدَ لِلَّهِ  
 یہ کس ہو پوسے یہ اوسکو ہے جسکے گھر والے ہوں رہتے مسجد الحرام پاس اور ڈرتے رہو اور  
 وَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ  
 اور جان رکھو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے

اس آیت سے حج کا ذکر شروع ہوا حج اسلام کا ایک بڑا رکن ہے حج کی فضیلت میں اور اس وعید کی تاکید میں کہ جس کیسکو قدرت ہو اور وقت پر حج کو بنادے بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں سورہ آل عمران میں بھیہ آیت وثقلی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا۔ سے حج فرض ہوا ہے اور اس آیت میں یہ تاکید ہے کہ حج اور عمرہ کو پورے ارکان کے ساتھ ادا کیا جاوے ارکان حج کے پانچ ہیں احرام عرفات میں جا کر وقت متعزہ پر ٹہرنا۔ طوان کرنا۔ صفا مروہ کا دوڑنا سمرندہ وانا یا بال کتر وانا عمرہ میں عرفات میں جا کر ٹہرنے کے سن اور یہی باقی کے چار رکن ہیں سیوٹی نے اسباب النقول فی اسباب النزول میں تفسیر ابن ابی حاتم کے چوتھے سے یہ جو کہا ہے کہ ایک شخص آنحضرت سے عمرہ کا سوال کرتے آیا تھا۔ اوس کے جواب میں یہ آیت اتری

بہر وایتہ ضعیف ہے کیونکہ صحیحین میں جو عمرہ کی بابت سوال کرنے والے شخص کی حدیث ہے اس میں نزول آیت کا ذکر نہیں ہے۔ علماء مفسرین کا اسباب میں بھی اختلاف ہے کہ حج کب اور کونسے سال فرض ہوا ہے۔ بعضے کہتے ہیں کہ ہجرت سے پہلے حج فرض ہوا ہے۔ مگر یہ قول بالکل شاذ ہے اور بعضے ہجرت کے پانچویں اور بعضے دسویں سال فرضیت حج کے قائل ہیں۔ مگر جمہور مفسرین کا یہ قول ہے کہ ہجرت کے چھٹے سال حج فرض ہوا ہے۔ اور اسی سال آپ زیارت مکہ کے ارادہ سے مدینہ سے سفر کر کے حدیبیہ تک تشریف لینگے اور وہاں مشرکین مکہ نے آپ کو روکا اور صلح حدیبیہ ہوئی اور یہ آیت اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ جو شخص احرام کے بعد روک دیا جاوے اور اس سال حج نہ کر سکے تو مقدور کے موافق قربانی کرے اعلیٰ درجہ قربانی کا اونٹ ہے اور اوسط درجہ گائے اور اونٹے درجہ بکری تشریف بانی کرنے والے کا جو مقدور ہو وہی وہ کرے اگرچہ بعض مفسرین کا یہ قول ہے کہ روکنا دشمن کا ہی اس آیت میں مراد ہے مگر صحیح حدیثوں میں یہ صراحت آچکی ہے کہ بیماری ہی آیت کے حکم میں داخل ہے۔ چنانچہ صحیحین میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے امیر بن عبدالمطلب کی بیٹی ضباعہ کے پاس تشریف لائے ضباعہ نے آنحضرتؐ سے یہ مسئلہ پوچھا کہ حضرت میرا ارادہ حج کا ہے۔ لیکن مجھ کو بیماری کا دورہ ہوا کرتا ہے آپ نے فرمایا کہ تم اس شرط سے حج کا سفر کرو کہ جہاں بیماری کا دورہ ہوگا وہیں رک جاؤ گی حج اور عمرہ کے ادا کرنے کی تین شکلیں ہیں ایک تو حج کے مہینوں میں حج کا احرام باندھ کر حج کر لیوے اور عمرہ حج کے بعد کرے یا حج سے پہلے سو حج کے مہینوں کے اور دونوں میں عمرہ کر لیوے حج کے مہینے یہ ہیں۔ شوال۔ ذیقعدہ۔ دس راقین و انج کی دسویں تاریخ و انج کی صبح صادق کے شروع ہوتے ہی حج کا موسم پورا رہتا۔ اس شکل کو افراد کہتے ہیں اور دوسری شکل یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ کرے۔ اور پھر احرام کھنڈل ڈالے اور عین حج کے وقت پھر حج کا احرام باندھے اسکو تمتع کہتے ہیں اور اسکا ذکر اس آیت میں ہے کہ اس طرح کا شخص ایک جا نور کی تشریف بانی کرے یا دس روزے رکھے اور یہ بھی ذکر ہے کہ مسافروں کی راحت کے لئے یہ تمتع جائز ہے اہل مکہ کو یہ تمتع جائز نہیں ہے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ حج اور عمرہ کا ملا کر احرام حج کے مہینوں باندھا جاوے اسکو تشریف آن کہتے ہیں سر میں جو میں پڑ جاویں اور کوئی دماغی مرض ایسا ہو جس سے سر کے بال منڈانے ضرور ہوں تو بال احرام کچال میں منڈانے کا حکم بھی اس آیت میں ہے جو حکم حدیبیہ کے سفر کے وقت کعب بن عجرہ صحابی کے جو میں پڑ جانے کے وقت اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے جمہور کے مذہب کے موافق اگرچہ سنہ چھ ہجری میں حج فرض ہوا ہے۔ لیکن آپ نے حج مکہ سے پہلے تو اس کو اہمیت کی وجہ سے کہ مکہ اور صفارہ میں بت دھرے ہوئے تھے حج نہیں کیا۔ سنہ آٹھ ہجری میں فتح مکہ ہو جانے سے بت تو ٹوٹ پھوٹ گئے۔ مگر مشرک لوگ جاہلیت کی رسم کے موافق برہنہ ہو کر طواف کیا کرتے تھے اسلئے سنہ ہجری میں حضرت ابو بکرؓ اور حضرت علیؓ کو آپ نے موسم حج کی وقت

کہ روانہ نہ کر لوگوں کو اعلان کر دیا کہ سنہ دس ہجری سے کوئی مشرک یا کوئی برہمنہ شخص طواف کر سکتا ہے یا وہ گا۔ اور اسی سال میں آپ نے حج کیا جسکو حجۃ الوداع کہتے ہیں +

الْحَجَّ أَشْهَرُ مَعْلُومَةٍ، فَمَنْ قَرَضَ فِيهِ مِنَ الْحَجَّةِ فَلَا رَفْعَ وَلَا قَسْوَاقَ وَلَا حُدُودَ  
ج کے کئی مہینے ہیں معلوم ہے کہ حج کرنا اور حج تو نہ بے پردہ ہونا ہے عورت کے لیے گناہ کرنا ہے  
فِي الْحَجِّ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمُهُ اللَّهُ وَتَزُودُوا وَإِنْ خَيْرُ الزَّادِ التَّقْوَى  
کسی حج میں جو کچھ تم نیکی کرو گے وہ اللہ کو معلوم ہے خیر راہ لیا کرو کہ بہتر خیر راہ یہی گناہ سے بچنا ہے

وَاتَّقُوا يَا أُولِيَ الْأَلْبَابِ

اور مجھے ڈرتے رہو اے عقلمندو

جس طرح نماز اور روزہ کا وقت مقرر ہے اسی طرح حج کے مہینے بھی مقرر ہیں اکثر صحابہ اور تابعین اور ائمہ ثلاثہ کا مذہب یہ ہے کہ حج کے مہینے شروع شوال سے ذی الحجہ کی دسویں کی صبح صادق تک ہیں یا شاک کہ مقام عرفات میں داخل ہونے سے پہلے اگر کسی شخص کو صبح صادق ہو جاوے گی تو اس کا اس سال کا حج فوت ہو جاوے گا۔ مگر امام مالک سے ایک روایت ہے کہ آخر ذی الحجہ تک حج کے مہینوں کی مدت ہے مگر اس سے انکار یہ مطلب نہیں ہے کہ ذی الحجہ کی دسویں کے بعد بھی حج ہو سکتا ہے بلکہ ان کا مطلب یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں عمرہ ناجائز ہے اور اس ناجائز ہونے کی مدت آخر ذی الحجہ تک ہے اور آنحضرت کے چار عمرے جو ذیقعدہ میں ہوئے ہیں انکو وہ مخصوصات بنی قرار دیتے ہیں اسی طرح صحیح ابن خزیمہ میں حضرت ابن عباس سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں سنت یہی ہے کہ حج کا احرام بغیر حج کے مہینوں کے جائز نہیں ہے اور یہ ایک اصول حدیث کی مسلم بات ہے کہ صحابی جس روایت کو طریقہ مسنونہ بیان کریں وہ روایت مرفوع حدیث کا حکم کہتی ہے لیکن بعض علماء نے برس روز تک احرام حج کو جائز رکھا ہے مگر بالاتفاق اسے سب کے نزدیک یہی ہے کہ حج کا احرام حج کے مہینوں میں ہی ہونا چاہیے۔ احرام باندھنے کے بعد مباشرت اور اور خلاف شریعت باتوں سے بموجب حکم اس آیت کے جو شخص بچے گا اسی کا حج مقبول ہونے کا ذکر حدیث شریف میں آیا ہے کچھ لوگ بغیر حنیچ کے حج کو چلے جاتے تھے اور پہر لوگوں سے سوال کر کے اون کو تنگ کرتے تھے اون کی تنبیہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور فرمادیا کہ آئندہ ایسا کرنے سے پرہیز کرو اور اللہ سے ڈرو اے عقلمندو نہ فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ سے ڈرنا عقلمندوں کا کام ہے جو خدا سے ڈر رہو کچھ کام کرتے ہیں اون کی عقل میں فتور ہے۔ احرام یہ ہے کہ حج یا عمرہ کے شروع کرنے کی نیت کرے اور نہ ہاں لبیک کہے احرام کے بعد مباشرت سر کا ڈھانکنا خوشبو کا ملنا ناخن کٹنا شکار کھیلنا آپس کا لڑائی جھگڑا بال منڈانے یا کتروانے مرد کو سیا ہوا کپڑا پہننا عورت کو منہ پر کپڑا ڈالنا یہ سب باتیں منع ہیں +



لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ فَإِذَا أَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفَاتٍ

نہیں پتہ کی گناہ کر تلاش کرو فضل اپنے رب کا ہر جب طواف کو چلو عرفات سے

فَإِذْ كُرُوا بِاللَّهِ عِندَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوا لَهُ كَمَا هَدَيْتُمْ وَإِنْ كُنْتُمْ مِّنْ

تو یاد کرو اللہ کو نزدیک مشعر الحرام کے اور اسکو یاد کرو جس طرح تمکو سکھایا اور تم تھے اس سے

قَبْلِهِ لِمَنِ الضَّالِّينَ ۝ ثُمَّ أَفِضُوا مِمَّنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا

پہلے راہ ہو لے پر طواف کو چلو جہاں سے سب لوگ پٹیں اور گناہ بخشو اور

اللَّهُ طَائِفَاتٍ ۝ فَإِذَا أَفَضْتُمْ مِّنْهَا سَكَمُوا فَادْكُرُوا بِاللَّهِ كَذِكْرِكُمْ

اللہ سے اللہ سے بخشے والا مہربان ہر جب پورے کر چکو تم اپنے حج کے کام تو یاد کرو اللہ کو جیسے یاد کرتے

أَبَاءَكُمْ أَوْ أَشْدَّ ذِكْرًا ط فَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا وَقَالَ

اپنے باپ و داد کو بلکہ اس سے زیادہ یاد پسر کوئی آدمی کہتا ہے اے رب ہمارے دے ہمکو دنیا میں دنیا کو

فِي الْآخِرَةِ مِّنْ خَلْقٍ وَمِنْهُمْ مَّن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً

آخرت میں کچھ حصہ اور کوئی اُن میں سے کہتا ہے اے رب ہمارے دے ہمکو دنیا میں بخوبی

وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ أُولَٰئِكَ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّمَّا كَسَبُوا

اور آخرت میں بخوبی اور بچا ہمکو دوزخ کے عذاب سے یہ لوگ انہیں کو ہے کچھ حصہ اپنی کمائی سے

وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝

اور اللہ جلد لیتا ہے حساب

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اسلام سے پہلے موسم حج میں مکہ کے پاس تین بازار لگا کرتے تھے اون میں طرح طرح کی خرید و فروخت ہوتی تھی اور سال بھر کی گنت اکثر لوگوں کی اس خرید و فروخت میں نکل آتی تھی اسلام کے بعد لوگوں کو تردد ہوا کہ اس تجارت کیوجہ سے ہمارے حج میں کچھ فتور نہ پڑتا ہو بلکہ اس طرح کی تجارت پیشہ اور اجرت پیشہ لوگوں کو دوسرے لوگ یہ کہہ اٹھتے تھے کہ تم حاجی نہیں ہو بلکہ تجارت کی نعرہ سے ملے ہو آئے ہو اور پسر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر اس تردد کو رفع کر دیا۔ اس شان نزول پر اکثر صحابہ کا عمل ہے چنانچہ ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ حضرت ہم لوگ مکہ تک اپنے اونٹ لکرایہ کر کے آتے ہیں اور اس ذیل میں ہم حج بھی کر لیا کرتے ہیں لوگ کہتے ہیں کہ تمہارا حج نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا کہ آنحضرت کے زمانہ میں میری رو بہو ایک شخص نے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر اس طرح کا ذکر کیا تھا اوس وقت یہ آیت اتری اور آپ نے اس قسم کی تجارت و اجرت پیشہ لوگوں کو خاص طور پر بلا کر اس آیت کا حکم سنا دیا اور فرمادیا کہ تم لوگ بلا شک حاجی ہو۔ یہ

حدیث مسند امام احمد بن حنبل میں بھی ہے اور اس کے طریقے کئی ہیں جس حدیث کو صحیح کہا جاسکتا ہے اور صحیح بخاری کی حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت سے اس کی پوری تائید بھی ہوتی ہے حضرت عبداللہ بن عباس احرام کے پہلے اور احرام کے بعد کسی حال میں لوگوں کو تجارت یا اجرت سے منع نہیں کیا کرتے تھے یہ جو فرمایا پھر طواف کو چلو جہاں سے سب لوگ چلیں تفسیر اس کی یہ ہے کہ مکہ سے رات بے کے راستہ پر عرفات ایک جگہ ہے۔ نویں ذی الحجہ کے زوال کے بعد سے دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق سے پہلے وہاں جا کر تہرانج کا ایک بڑا رکن ہے۔ یہاں تک کہ حجۃ الوداع کے وقت جب آپ نے لوگوں کو حج کے مسائل بتلائے تو تین تین دفعہ آپ نے فرمایا کہ بڑی چیزیں حج میں عرفات کا ٹھکانا ہے قریش لوگ اسلام سے پہلے عرفات تک نہیں جاتے تھے کہ عرفات حرم کی حد کا باہر ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور فرمایا کہ جہاں سے سب لوگ طواف کو چلتے ہیں تم بھی وہیں سے چلا کر وہ حج میں عرفات کا جانا ضرور ہے یہ اس لئے فرمایا کہ باقی کے ارکان حج اور عمرہ میں مشترک ہیں صیغہ یہ ایک رکن خاص الخاص حج میں ہی ہے عمرہ میں نہیں ہے جب یہی فوت ہو جاوے گا تو خواہ مخواہ حج کا عمرہ رہ جائے گا۔ حاکم کی مستدرک میں مسور بن محرز سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے وقت عرفات میں آنحضرت نے خطبہ پڑھا اور اسی خطبہ میں فرمایا کہ مشرکین عرفات سے غروب آفتاب کے پہلے اور غروب سے سورج نکلنے کے بعد واپس ہو کر تے تھے اب طریقہ اسلامیہ یہ ہے کہ عرفات سے ہم غروب کے بعد اور غروب سے طلوع سے پہلے منے کو واپس چلے جاؤ گے حاکم نے اس حدیث کو صحیح شرط بخین پر کہا ہے قریش لوگ اسلام سے پہلے حج سے فائز ہونے کے بعد اپنی باپ دادا کی طرح میں قصائد پڑھا کرتے تھے اسلام میں اللہ تعالیٰ کو اس طریقہ کا بدلنا منظور نظر ہوا۔ اس لئے اس آیت میں اس طریقہ کو بدل کر حکم فرمایا کہ حج سے فراغت کے بعد اون مدیہ قصائد کے پڑھنے کا طریقہ موقوف کر کے اللہ کا ذکر کیا جاوے اور اللہ سے ایسی دعا مانگنی چاہئے جس میں دنیا کی بھلائی ہو فقط دنیا کی بہبودی پر گرویدہ نہیں ہونا چاہیے کہ فقط دنیا کی بہبودی کی گرویدگی آدمی کو آخرت سے محروم کر دیتی ہے۔

وَاذْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْدُودَاتٍ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَأَخَّرَ  
اور یاد کرو اللہ کو کئی دن گنتی کے پھر جو کوئی جلدی چلا گیا دو دن اس پر نہیں گناہ جو کوئی روکیا  
فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ لِمَنِ اتَّقَىٰ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ إِلَٰهِي مُخْشَوْنَ  
اوپر نہیں گناہ جو کوئی ڈرتا ہے اور تم ڈرتے رہو اللہ سے اور جان رکھو کہ تم اسی پاس جمع ہو گے۔

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ گئے ہوئے دن چار دن ہیں عید الضحیٰ کا ایک روز اور تین روز اس کے بعد کے اور ایک جماعت صحابہ اور تابعین کا یہی قول ہے صحیح مسلم و مسند امام احمد وغیرہ میں جو روایتیں ہیں ان کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے ان دنوں میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا کہ یہ دن کہانے پینے اور اللہ کی یاد کرنے کے ہیں موسم حج میں لوگ حشر کی طرح جمع ہوتے ہیں۔ اس لئے حج کے ذکر کے ساتھ

اللہ تعالیٰ نے حشر کے دن کے جمع ہونے کو یاد دلایا اور ان دنوں میں اللہ کا ذکر کرنے سے مراد وہ بکیرات ہیں جو ان دنوں میں نسرین نماز کے بعد کبھی جاتی ہیں اور وہ بکیرات بھی ہیں جو حاجی لوگ شیطانوں کے کنکریاں مارنے کے وقت ان دنوں میں کہتے ہیں اور اسلام سے پہلے بعض لوگ تو مقام منے سے گیا رہیں ذی الحجہ کو چلے آتے تھے اور بعض بارہویں کو اور جلدی کرنے والے دیر کرنے والوہیہ اعتراض کرتے تھے اور وہ اپنے اللہ تعالیٰ سے نفع بھج کے لئے دونوں حالتوں کو جائز قرار دیا۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَجْجِبُكَ قَوْلُهُ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيُشْهَدُ اللَّهُ عَلَى مَا فِي قَلْبِهِ وَهُوَ  
اور بعض آدمی ہے کہ خوش آتی تجھ کو بات اسی دنیا کی زندگی میں اور گواہ بڑا ہے اللہ کو اپنے دل کی بات پر اور وہ  
الَّذِي اخْصَاهُ وَإِذَا تَوَلَّى سَعَى فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ  
سخت جگڑا لو ہے اور جب پیٹ پھرے تو دوڑتا پھرے ملک میں کہ اسیں دیرانی کرے اور ہلاک کرے کیتیاں اور جانیں  
وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفُسَادَ وَإِذَا قِيلَ لَهُ اتَّقِ اللَّهَ أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ فَحَسْبِهِ  
اور اللہ خوش نہیں رکھتا فساد کرنا اور جو کہا جائے اس کو ڈر اللہ سے تو کہیں لگتا ہے اس کو غرور گناہ پر کہ بس ہے اس کو  
كُفِّرُوا بِلَنَسٍ لَّهَا دُ

دوزخ اور جہنم طاری ہے۔

بعض مفسرین نے کہا ہے کہ آنحضرت کے زمانہ میں ایک شخص خنس بن شریق منافق کی شان میں یہ آیت اترتی ہے وہ آنحضرت کے پاس جب آتا تھا تو سلام کی تائید میں بڑی میٹھی باتیں کرتا تھا اور جب آپ کے پاس سے جاتا تھا تو سلام کی بدخواہی کی باتیں کرتا تھا اور طرح طرح کے جھگڑے اور فساد کھڑے کرتا تھا اور بعضوں نے کہا ہے کہ واقعہ ربيع کی خبر جب مدینہ میں پہونچی تو بعض منافقوں نے ظاہر میں تو مسلمانوں کی ہمدردی کے کلمات اور شہداء کی شان میں منہ سے نکالے۔ لیکن باطن میں ان شہداء اور مسلمانوں کی ہجو اور ندمت ان کو مقصود تھی اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان منافقوں کی ندمت میں اور شہداء ربيع کے مع میں یہ آیت نازل فرمائی واقعہ ربيع کی پوری تفصیل تو بخاری میں ہے چل اس اقمہ کا اسے قدر ہے کہ جنگ احد کے بعد دس صحابہ کرام کو آنحضرت نے جاسوسی کے طور پر قبریش کی خبر لانے کے لئے روانہ فرمایا تھا اور عاصم بن ثابت صحابی کو باقی کے نو شخصوں پر سردار قرار دیا تھا۔ دن بھر یہ لوگ پہاڑوں میں چپے رہتے تھے اور رات کو رہتے چلتے تھے ہذیل قبیلہ کے یہاں میں سے ایک گاؤں ربيع ہے وہاں کے پہاڑوں میں ایک روز انہوں نے مقام کیا اور رات کو رہتے چلتے چلتے مدینہ منورہ کی سرزمین کے چھوڑے جو ان کے پاس بطور زوارہ کے تھے وہ چھوڑے انہوں نے کھا کر گھٹلیاں جنگل میں پھینکیں ایک عورت اس جنگل میں بکریاں چراتی تھی اس نے بنی لیحان اپنے قبیلہ میں یہ چہر چا کیا کہ مدینہ کی سرزمین کے چھوڑے کی گھٹلیاں جنگل میں نظر آئی تھیں بنی لیحان نے یہ سن کر خیال کیا کہ مدینہ کے کچھ لوگ ضرور مخالفانہ اس سرزمین پر آئے ہونگے اس خیال سے بنی لیحان میں سے تلو

آدمی کے قیصر ہتھیار بارہ حکمرانیہ کے لوگوں کی تلاش میں نکلے اور جمع مقام کے پاس طرفین کا مقابلہ ہوا۔  
 بنی بھان کے لوگوں نے ان دس شخصوں سے یہ کہہ کر اٹھا کہ اگر تم ہتھیار ڈال کر ہماری امان میں آ جاؤ تو ہم تمہاری  
 جان بخشی کر دیتے ہیں مگر صحابہ کرام کی بہت ایسی ہمت تھی کہ ان کی باتوں کو کب گوارا کرتی تھی۔ حضرت عاصم بن ثابت  
 نے صاف منہ سے کہا کہ ہم کو مشرکوں کے امان ہرگز منظور نہیں۔ آخر اڑائی شروع ہوئی اور عاصم بن ثابت اور چھ شخص  
 ان کے علاوہ بہت صحابی تو شہید ہوئے اور تین شخصوں کو مشرکوں نے قید کر لیا۔ عاصم بن ثابت جنگ بدر میں  
 مشرکوں کے بڑے نامی سرداروں کو قتل کیا تھا اور اس جہن سے مشرکوں نے چاہا تھا کہ حضرت عاصم کی لاش ہم  
 پونہا کر کچھ بے اپنی کر دیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیاں لاش کے گرد گرد بھیج دیں اور ان کھیلوں نے لاش  
 کی حفاظت کی اور مشرکین لاش تک نہ پہنچ سکے۔ گرفتار شدہ تین شخصوں کو بھی مکہ میں لجا کر آخر کو مشرکوں نے شہید  
 کر ڈالا۔ جن میں ایک جنیب بھی تھے جنکے شہید ہونے کا بڑا دردناک واقعہ بخاری اور شرح بخاری میں تفصیل مذکور  
 ہے حافظ ابن کثیر نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ آیت ان دونوں سببوں میں سے خدا کو کسی سبب کے یا دونوں سببوں  
 کے لکھا ایک سبب ہو جانے سے نازل ہوئی۔ لیکن آیت کا مضمون عام منافقین کی شان میں ہے اور آیت کے مضمون  
 میں مسلمانوں کو منافقوں کی عاداتوں سے پرہیز کرنے اور شہداء و جہاد کی سی ہمت اختیار کرنے کی ہدایت ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ مُرَاقِبٌ بِأَلْبَابِهِ

اور کوئی آدمی ہے کہ بیچتا ہے اپنی جان۔ تلاش کرتا خوشی اللہ کی اور اللہ شفقت رکھتا ہے بندوں پر۔  
 ابو بکر صہیبؓ ایک صحابی تھے آنحضرتؐ کی ہجرت کرنے کے بعد انہوں نے ہی ہجرت کر لیا اور مکہ سے باہر کو مشرکوں کے خبرداران کے کوئی کا قید کیا اور  
 اسے میں نکر لوگوں کا انہوں نے شکنے والوں کو مخاطب ٹھہرا کر کہا تھیں معلوم ہے کہ مکہ کے لوگوں میں میں نامی  
 تیر انداز ہوں میں ہمارے قابو کا نہیں ہوں بہتر ہے کہ تم میرا بیچا کر دو اور جو کچھ میرا مال ہے وہ میں نے تم کو دیا۔  
 جاؤ وہ مال میں کو مشرکین مال لیکر مکہ کو چلے آئے اور حضرت صہیبؓ مدینہ کا راستہ پکڑا ابھی مدینہ میں نہیں پہنچے  
 تھے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی حضرت عمرؓ اور چند صحابہ نے اس آیت کو یاد کر کے مسرور مدینہ پہنچے  
 حضرت صہیبؓ کو جلا لیا اور ان سے کہا وہاں نفع کی تجارت کی اور انہوں نے کہا اللہ نہیں دینے کا نفع دیلوں  
 بتلاؤ تو وہی کیا بات ہے مجھ کو کہ جسے تجارت میں نفع ہو واجب حضرت عمرؓ اور اور صحابہؓ ان کو اس آیت کے نازل  
 ہونے کا حال تفصیل سے بتلایا بعض مفسرین کا قول ہے کہ شہداء و جہاد بلکہ عام مجاہدین کی شان میں یہ آیت نازل  
 ہوئی ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلَاحِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَنُكَرُّ  
 لَكُمْ وَهُوَ قَوْلُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَإِنْ زِلْتُمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْكُمُ الْبَيِّنَاتُ فَاذْكُرُوا أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ  
 دشمن ہے ہر اگر ڈر گئے مگو بعد اسکے کہ پہنچے تمکو صاف حکم تو جان رکھو کہ اللہ زبردست کھٹکتا

بعض اہل کتاب جو اسلام لے آئے تھے انہوں نے آنحضرتؐ کی ایک دن عرض کیا کہ اگر آپ اجازت دیں تو ہمارے چاہتا ہے کہ سطح ہفتہ کے دن کی تعظیم ہم لوگ یہود ہو کر ادا کیا کرتے تھے ایک رات ہم پہرہ رسم ادا کریں اور اسی رات توریت کی چند آیتوں کے موافق عمل کرنے کا ہمارے دین میں حکم تھا وہ بھی بجا لاویں اور سپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ناح حکم کے معلوم ہو جانے کے بعد منسوخ حکم پر عمل کرنے کا خیال نہیں لانا شیطان کی پیروی ہے اللہ کے حکم کی پیروی نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ سلم کے معنی اس آیت میں اسلام کے ہیں۔

هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ فِي ظُلُلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلَائِكَةُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ إِلَىٰ اللَّهِ  
کیا لوگ یہی انتظار رکھتے ہیں کہ آدھے آہر اسدہ ابر کے سائبانوں میں اور شکر اور فیصل ہو سکے کام اور اسدہ ہی  
تَرْجُمُ الْأُمُورِ

کی طرف جمع ہونے سے سب کام

اس قسم کی آیات اور احادیث میں دو مذہب ہیں ایک مذہب تو زمانہ سلف کے تنقید میں کا ہے کہ سطح کی آیات اور احادیث میں وہ سطح کی تاویل نہیں کرتے بلکہ ان کو ظاہر معنوں پر چھوڑ کر اون کی تلاوت کرتے ہیں۔ اور اون کی پوری کیفیت اور حالت کو اللہ کے علم پر سونپ دیتے ہیں اور ایک مذہب متاخرین کا ہے جنہیں اکثر متاخرین کے فقہ کے لوگ ہیں اب جن علما مفسرین نے اپنی تفسیروں کا مدار سلف کے مذہب پر رکھا ہے انہوں نے اس قسم کی آیات کے تحت میں اس مضمون کی حدیں ہی نقل کی ہیں اور بلا کیفیت کے ظاہر منہ پر آیت کو زیادہ واضح کر دیا ہے۔

سَلِّ بَنِي إِسْرَءِيلَ كَمَا آتَيْنَاهُمْ مِّنْ آيَةٍ بَيِّنَةٍ وَمَنْ يُبَدِّلْ نِعْمَتَ اللَّهِ مِن بَعْدِ مَا جَاءَ  
پوچھ بنی اسرائیل سے سکتی دین ہے ان کو آیتیں واضح اور جو کوئی بدل لے اللہ کی نعمت بعد اسکے کہ پہنچ چکے

ثُمَّ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝

اسکو تو اللہ کی مار سخت ہے

اور یہ تو گزر چکا ہے کہ آنحضرتؐ کی پیدائش اور نبوت کے پہلے یہود لوگ آپ کو اچھی طرح آپ کے اوصاف جانتے تھے اور لڑائیوں میں آپ کے نام سے فتح کی دعائیں مانگا کرتے تھے اب جب آپ کے تشریف لانے کے بعد وہ آپ کی نبوت کے منکر ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی نبی کو مخاطب ٹھہرا کر یہ آیت نازل فرمائی اور فرمایا کہ آپ قائل کرنے کے طور پر ان سے ذرا پوچھئے تو یہی کہ سلف کے لیکر اللہ تعالیٰ نے اون کو کیا کچھ اپنی قدرت کی نشانیاں کھلا کر جنہیں کی ہر ایک نشانی خود ایک نعمت ہے یا کسی بڑی نعمت کا سبب مثلاً من و سلوا کا آسمان سے اترنا نشان قدرت الہی ہی ہے اور خود نعمت ہی ہے اور ہاکت فرعون ایسی نشانی ہے جو اون کو نعمت اور بادشاہت ملنے کا سبب ہے اور ان نعمتوں کا پوچھنا ان سے اس غرض سے ہے کہ ان کو ان پہلی نعمتوں کے یاد کرنے سے





سامنے سے اوٹھ جانے کا بڑا فتنہ ہوا شیطان نے موقع پا کر اون لوگوں کے جی میں یہ وسوسہ ڈالا کہ اگر ان  
مرے ہوئے بزرگ لوگوں کی صورت کے موافق پتیل اور تانبے کی مورتیں بنا کر جہاں عبادت خانوں میں وہ نیک لوگ بیٹھا  
کرتے تھے وہاں وہ مورتیں رکھ لی جاویں اور ان مورتوں کے وہی نام رکھے جاویں جو اون اصل نیک شخصوں کو  
تھے تو تم لوگوں کا جی ہی عبادت میں ویسا ہی لگی گھسٹے اور نیک لوگوں کی زندگی میں گنتا تھا اور ان کی صورتیں  
آنکھوں کے سامنے رہنے سے ان کی وفات کا غم ہی کچھ بھولا رہے گا اور ان لوگوں نے اس وسوسہ کی موافق  
وہ مورتیں بنائیں اور رفتہ رفتہ آخر کو ان مورتوں کی پوجا ہونے لگی جو پوجا آج تک بت پرست لوگوں میں  
قائم ہے اور اس عمرانی کی اصلاح کے لیے حضرت نوح سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انبیاء نے ہیں اور  
حسبہ اللہ تعالیٰ کہ منظور رہی اور مقدر بت پرستی دینا سے اوٹھ بھی گئی۔ مثلاً ایک زمانہ وہ تھا کہ کہ جو خود اللہ  
تعالیٰ کا گھر کہلاتا ہے وہاں تین سو سے زیادہ بت رکھے ہوئے تھے اور بت پرستوں کے زور کے سبب سے  
ہر مسلمان کو کہ سے ہجرت فرض تھی۔ اب اللہ تعالیٰ نے وہ زمانہ کر دیا ہے کہ اور شہروں سے ہجرت کر کے  
کہہ کو جانا موجب اجر ہے اور کہہ تو کیا جزیرہ عرب میں ہی بت پرستی کا نام نہیں ہا۔ اس آیت میں اتنی بات  
مخدوف ہے کہ جب کے لوگوں نے توحید چھوڑ کر بت پرستی اور آپس کا اختلاف شروع کیا اور سوت سے  
اللہ تعالیٰ نے صاحب شریعت انبیاء کو بھیجا شروع کیا چنانچہ سورہ یونس کی آیت وما کان الناس الا امۃ واحدة  
فاختلفوا میں اللہ تعالیٰ نے اس مخدوف کو ظاہر فرمایا ہے اسلئے حاکم نے اپنی مستدرک میں اسی مضمون کی  
حدیث کی روایت کی ہے اور اسکو صحیح کہا ہے اور عبد اللہ بن مسعود کی قرأت ہی یہ ہے۔ کان الناس امۃ  
واحدة فاختلفوا فبعث اللہ النبیین الایم کل نبی ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں جن میں تین سو تیرہ رسول ہیں پانچ رسول  
حضرت نوح ابراہیم موسیٰ محمد رسول اللہ و لو العزم کہلاتے ہیں اور صحابہ کو ملا کر کل ایک سو چار کتابیں  
آسمان سے اتری ہیں ۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمْ يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسْتَهْمِ  
کیا تم کو خیال ہے کہ جنت میں چلے جاؤ گے اور ابھی تم پر آئے نہیں احوال اون کے جو آئے ہو مگر تم کو نہیں  
الْبَاسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزَلْزَلُوا لَوْ اَنَّ الْقَوْمَ لَكَفُّوا عَنْ رِسَالَتِ الْوَحْيِ يَقُولُ الرَّسُولُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا مَعَهُ نَخْشَىٰ  
سستی اور تکلیف اور جڑ جڑائے گئے بیان تک کہ کہنے لگا رسول اور جو آئے ساتھ ایمان لائے کب آؤ گی تو اللہ کی او  
اَلَا اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيبٌ ۝  
سن کہہ دو اللہ کی نزدیک ہے

علماء مفسرین نے کہا ہے کہ جنگ اخراج کے دنوں میں جب کو جنگ خندق ہی کہتے ہیں۔ تین دن کے فاقوں کی  
تکلیف مہینہ ہر تک دشمنوں کی محاصرہ کی تکلیف سخت جاڑہ اور مہاوٹ کے موسم میں مہینہ ہر تک جنگل میں بلا ساء  
پڑے رہنے کی تکلیف اس قسم کی تکلیفات سے جب مسلمان بہت ہراساں ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی

لکن کے لئے یہ آیت نازل فرمائی اور سزا کہ تم پر انکوئی یہ مصیبتیں نہیں آئی ہیں بلکہ تم سے پہلے جو لوگ تھے  
 وہ بھی اس قسم کی مصیبتیں جھیل چکے ہیں اور حنبت کا عیش ادا کرنے کے لئے کچھ مصیبت کا جیلنا ضرور ہے۔  
 تاکہ مصیبت کے بعد نعت کی قدر ہو خندق کی لڑائی اس لڑائی کو اسلئے کہتے ہیں کہ لشکر اسلام کے گرد اگر وہ  
 اس لڑائی میں خندق کو دوی گئی تھی اور جنگ اضراب اسلئے کہتے ہیں کہ چند گروہ مشرکوں کے چڑھ کر مدینہ میں اس  
 لڑائی میں آئے تھے اس لڑائی کو کہتے ہیں کہ حاصل یہ ہے کہ بنی نضیر یہود کا ایک قبیلہ تھا جنکو آنحضرت نے بوجہ انکی  
 عہد شکنی کے جلا وطن کر دیا تھا جس جلا وطنی کا ذکر سورہ حشر میں آوے گا۔ اس قبیلہ کے لوگوں نے قریش اور  
 اور مختلف قبائل سے اپنی عاجزی ظاہر کر کے مدد اور مدینے کی چڑھائی کی خواہش کی اومان سب قبائل نے  
 بنی نضیر کی خواہش کو مان لیا اور شہر ہجری میں سب قبائل نے جمع ہو کر دین ہزار آدمیوں کی بیڑے  
 مدینہ چھڑھائی کی مسلمان چھڑھائے سو کے قریب تھے۔ آنحضرت صلعم نے ان لوگوں کے آگے کی خبر سن کر مدینہ  
 منورہ کے باہر پڑا دیا۔ اور حضرت سلمان فارسی کے مشورہ سے اس پڑاؤ کی گرد خندق کو دوی۔ دین و دین  
 زمین لشکر اسلام کے ہر شخص کے حصے میں اپنے بانٹ دی تھی۔ ہر شخص اسکو کو دنا تھا۔ اس خندق کے کو دنا  
 میں آنحضرت سے دو معجزے بھی ظاہر ہوئے۔ ایک تو یہ کہ صحابہ کے خندق کو دنے میں ایک جگہ پر ایسی سخت  
 زمین نکل آئی کہ پہاڑ ادا ہاں بالکل کام نہیں دیتا تھا۔ ان صحابہ نے ان کر یہ ماجرا آپ کے روبرو بیان  
 کیا آپ نے وہاں جا کر پہاڑ ادا دیا اور پہلے حملے میں تیسرا حصہ اس کھنکر کا کاٹ ڈالا۔ اس کھنکر کے کھنڈے  
 وقت اس کے نیچے سے ایک جہلک و مہوب کیسی نکلی اسوقت آپ نے تکبیر زور سے کہی صحابہ نے بھی آپ کے ساتھ  
 تکبیر کی یہ آپ نے فرمایا اللہ اکبر شام کے ملک کے مکانات جھکویاں سے نظر آرہے ہیں اور اس ملک کی  
 بھینیاں جھک ویدی گئیں ہیں۔ دوسری دفعہ اس طرح آپ نے کھنکر کا ٹکڑا پہاڑ سے توڑا اور ملک فارس کا  
 اور تیسری دفعہ ملک یمن کا ذکر کیا دوسرا معجزہ یہ ہے کہ حضرت جابر نے آنحضرت کو پہاڑ سے وہ کھنکر  
 توڑتے وقت دیکھا تو آپ کے پیٹ پر تیغ نبدھے تھے اور حضرت جابر کو دریافت سے معلوم ہوا کہ آپ کو  
 تین روز کا فاقہ ہے اس حال کی تاب نہ لا کر حضرت جابر اپنے گھر گئے اور ایک بکری جو ان کے گھر میں تھی اسکو  
 ذبح کیا اور تھوڑے سے جوتے اونکا آٹا بھی اپنی بیوی سے پیئے کو کھا اور خود پیرشکر میں آئے اور خفیہ طور پر  
 آنحضرت سے ذکر کیا کہ حضرت کچھ کھانا میں نے تیار کر لیا ہے آپ یہ سن کر آٹھ سو کے قریب لشکر کے سب  
 آدمیوں کو اذن عام حضرت جابر کے گھر پر کھانا کھانے کا دے دیا اور حضرت جابر سے فرمایا کہ جاؤ آٹا دینا  
 گوندھا ہوا اور مہنڈیہ گوشت کی چوڑی پر میسے دہاں آئے تک رہنے دینا۔ میں آتا ہوں۔ اس کے بعد حضرت  
 جابر کہتے ہیں کہ آپ سب صحابہ کو ام کو لاسے اور سب پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور رات کو سب پر رات  
 یَسْأَلُونَكَ مَاذَا أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ قُلْ مَا أَنْعَمْتُ مِنْ خَيْرٍ فَلْيُوا لِلدِّينِ وَالْأَقْرَبِينَ  
 تجھے پوچھتے ہیں کیا چیز حسنہج کریں تو کہہ جو چیز خرچ کرو فائدے کی سماں باپ کے لئے ناستے والوں کو

وَالْيَقِينِ وَالْمُسْلِكِينَ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ

اور یقینوں کو اور محتاجوں کو اور راہ کے مسافر کو اور جو کروئے بہلائی سودہ اللہ کو معلوم ہے۔

ابن جریر نے اپنی تفسیر میں ابن جریر سے روایت کی ہے کہ بعض صحابہ نے آنحضرت سے نفل صدقہ کے خرچ کا محل اور موقع دریافت کیا تھا اور پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اس صورت میں جبکہ نزول اس آیت کا خود نفل صدقہ کے حکم میں ہے تو زکوٰۃ کی آیت سے اس آیت کو منسوخ ٹھہرانے کی ضرورت نہیں زکوٰۃ کا حکم اور زکوٰۃ کے خرچ کا محل موقع جدا ہے اور اس آیت میں نفل صدقہ کا حکم اور اس کے خرچ کے محل کا موقع بیان ہے جو زکوٰۃ سے بالکل جدا ہے خرچ کے محل موقعیں سے ایک موقعہ جہاد کا بھی ہے کس لئے

کہ جہاد میں ہتھیار رسواری وغیرہ ضروریات کے لئے خرچ درکار ہوتا ہے اس لئے اسی ذیل میں اللہ تعالیٰ نے جہاد کا بھی ذکر فرمایا جو مورخوں کے نزدیک جہاد فرض کفایہ ہے۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كَرْهٌ لَّكُمْ وَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ

حکم ہوا بہر لڑائی کا اور وہ بری لگتی ہے تم کو اور شاید تم کو بری لگے ایک چیز اور وہ بہتر ہو تم کو

وَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

اور شاید تم کو غرض لگو ایک چیز اور وہ بری ہو تم کو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے

جہاد کے حکم کی تعمیل میں جان کے جانے کے خوف کو زحمتی ہو جانے کے اندر شیعہ کو گھبراہل و خیال چھوٹنے کی تکلیف کو خیال کر کے بعض لوگ جہاد کے حکم کی تعمیل سے گھبراتے تھے ایسے لوگوں کی ہمت بڑھانے کو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور فرمایا کہ تم لوگوں کو علم غیب نہیں ہے اس لئے دنیا کی اکثر چیزوں کی ظاہری حالت دیکھ کر تم ان کو اچھا نہیں جانتے اللہ تعالیٰ کے علم غیب میں انکا انجام اچھا ہوتا ہے۔ جہاں وہی یہی طرح کی چیز ہے کہ اسکا انجام اچھا ہے چنانچہ جہاد کے حکم کی تعمیل میں مسلمانوں کو یا درجہ شہادت عقیقہ میں ملایا۔ دنیا میں بادشاہت ہارنے والی ہے۔

اسْأَلُونَا عَنْ الشَّهْرِ الْحَرَامِ أَوْ قِتَالٍ فِيهِ قُلْ فِيهِ كِبِيرٌ وَصِدْقٌ سَبِيلُ اللَّهِ

تجہ سے پوچھتے ہیں مہینے حرام کو اس میں لڑائی کرنی کو تو کہہ لڑائی اویں بڑا گناہ ہے اور روکنا اللہ کی راہ سے

وَكُفْرٌ بِهِ وَالْمَسْجِدَ الْحَرَامَ وَإِخْرَاجَ أَهْلِهِ مِنْهُ الْكَبِيرُ عِنْدَ اللَّهِ وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ

اور اسکو نہ ماننا اور مسجد حرام سے روکنا اور نکالنا اسکے لوگوں کو وہاں سے اس سے زیادہ گناہ ہے اور وہین بھلا نا

مِنَ الْقَتْلِ وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّى يَرُدُّوكُمْ عَنْ دِينِكُمْ رَبَّنَا سَتَطَاعُوا أَمْرًا

لہڑانے سے زیادہ گناہ اور وہ تو لگے ہی رہتے ہیں جتنے لڑنے کو یہاں تک کہ تم کو پیروں ہتھائے دین سے اگر مقدور ہوں

وَمَنْ يَرُدَّ كَدُّكُمْ عَنْ دِينِكُمْ فَمَا وَلِيَّكَ جَبَلٌ أَعْمَالُهُمْ وَاللَّهُ يَبْدِئُ

اور جو کوئی پس گناہ تم میں اپنے دین سے پھر جہاد کا کفر ہی پر تو ایسوں سے ضائع ہو سے عمل دنیا

وَالْآخِرَةُ ۖ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ

اور آخرت میں اور وہ آگ والے میں وہ اوس میں رہ چڑھے جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے  
 ہاجروا واجہدا وانی لبییل اللہ اولیک یرجون رحمت اللہ واللہ عفو رحیم  
 اور رھے اسکی راہ میں وہ آمیدوار ہیں اللہ کی مہر کے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

اس آیت کی شان نزول قصہ طلبہ کے حاصل اس قصہ کا یہ ہے کہ جنگ بدر سے دو مہینے پہلے آنحضرت کو معلوم ہوا کہ مشرکین مکہ کے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ان کے پاس سے راستہ سے مکہ کو لارہے ہیں لیکن نخلہ میں اور مکہ کے بیچیں ایک مقام ہے آپ نے یہ خبر سنا کہ حضرت عبداللہ بن جحش صحابی کو جو آپ کے چچا اور بہائی ہیں ایک خط دیکر چند صحابہ کے ہمراہ روانہ کیا اور کچھ یہ نہیں فرمایا کہ ان کو اور ان کے ساتھیوں کو کہاں اور کس ضرورت سے پہنچا جاتا ہے۔ بلکہ عبداللہ بن جحش سے یہ فرما دیا کہ بسم اللہ کر کے مدینہ سے سفر کر دو ورنہ نہیں جتنی گئے تھے یہ خط جو تم کو دیا گیا ہے اسکو ہرگز کہو مگر نہ دیکھنا۔ دو روز کے بعد اس خط کو کہوں کہ پڑھنا اور جو کچھ میں لکھا ہے اس کے موافق عمل کرنا اور اپنے ساتھ کے لوگوں کو یہی یہ خط سنا دینا۔ مگر ان میں سے کسی کو اس خط کی تعمیل پر مجبور نہ کرنا دو روز کے بعد عبداللہ بن جحش نے جب وہ خط کو لکھ پڑھا تو اس میں بسم اللہ کے بعد یہ لکھا تھا۔ کہ عبداللہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ لیکن نخلہ پر پہنچ کر قریش کے مقابلہ کا انتظار کریں اللہ چاہے تو اس قافلہ میں سے کچھ مال ہاتھ لگاؤ جس کو ہرگز عبداللہ بن جحش نے اپنے ساتھیوں کے اس خط کا مضمون بیان کیا اور یہ بھی کہہ دیا کہ اس خط کے لفظوں میں قریش کی کو مجبور نہیں تاکہ خواہ مخواہ تم بھی لیکن نخلہ تک چلو لیکن میں ضرور وہاں آؤں گا تم میں سے کجا کجا چاہے دنیہ کو واپس چلاؤ۔ عبداللہ بن جحش کے سب ساتھیوں نے نیے کی اپنی اتار کیا اور لیکن نخلہ عبداللہ کے ساتھ جانے پر مستعد ہو گئے مگر جس روز عبداللہ لیکن نخلہ میں داخل ہوئے ان کے ساتھیوں میں سے دو شخص ایک سعد بن ابی وقاص دو سکر عتبہ بن عروان عبداللہ کے ساتھ لیکن نخلہ اس سب سے پہنچ سکے کہ ان دونوں صاحبزادوں کو نخلہ جنگل میں کہیں جاسے۔ رہے تھے یہ دونوں صحابی اپنے اونٹوں کی تلاش میں عبداللہ سے چھوٹ گئے عبداللہ کے لیکن نخلہ پہنچنے کے بعد قریش کا قافلہ بارادو مکہ کے لیکن نخلہ پر آیا اور مسلمانوں نے اس قافلہ پر جس کے ساتھ چار آدمی تھے حملہ کیا اور مشرکین میں کا ایک شخص عمرو بن حفص مارا گیا۔ اور ایک فرار ہو گیا اور دو شخص گرفتار ہو گئے عبداللہ ان دونوں قیدیوں اور مال کے اونٹوں کو بیکر مدینہ آئے مگر جس رات عبداللہ نے قافلہ پر دھاوا کیا اسی رات رجب کا چاند ہو گیا تھا۔ اسلئے مشرکین مکہ نے بڑا غل مچایا کہ محمد نے حرمت والے مہینے میں لڑائی اور لوٹا جائز کر لی اور مسلمانوں کو بھی خدشہ پیدا ہوا کہ باوجود اتنے سفر اور اتنی محنت کے لڑائی کے رجب میں آن پڑنے سے واللہ اعلم خدا کے نزدیک اس لڑائی کا کچھ حشر ہو گیا یا نہیں اسلئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی جس کے پہلے ٹکڑے میں تو مشرکین کا یہ جواب دیا ہے کہ تم خود حشر والے مہینے میں کیا کیا بددائیاں کر چکے ہو فوراً یاد تو کرو پھر ہلکا ہمتا کر کیا مومنہ ہے کہ تم مسلمانوں کو حرمت رجب توڑنے کا اولاد ہنا دیتے ہو اور تو

مکرتے میں مسلمانوں کو ہتھکین جی ہے کہ جب تم نے جاوی الاثنی کا مہینہ خیال کر کے رجب میں ہوئے سے ہمسہ  
اجر جہا دیکھا ہے تو تمکو اپنے بھول کی معافی اور اپنے جہاد کی توقع اللہ سے ضرور رکھنی چاہیے اس آیت کے نزول  
تک آنحضرت نے ہی قیدیوں کو لشکر اسلام کے حوالہ میں لینے اور مال غنیمت کی تقسیم میں داخل فرمایا تھا آیت کے اور  
کے بعد مال تو آپ کے تقسیم کر دیا اور دونو قیدیوں کو فدیہ دیکر چھوڑائے کی خواہش مشرکین نے پیش کی پہلے تو  
آپ نے فرمایا کہ سعد اور عتبہ دو آدمی صحیح و سالم جب آجائیں اسوقت ہم تمہارے قیدیوں کو فدیہ لیکر چھوڑیں گے اور  
اگر تمہیں سنا کہ تم نے موقع پا کر ہمارے دونوں آدمیوں کو شہید کر ڈالا تو ہم ہی تمہارے ان دونو قیدیوں کو مار  
ڈالیں گے لیکن بعد میں جب سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزو ان اپنے اوشوں کو لیکر مدینہ میں داخل ہو گئے  
تو آپ نے ان دونو قیدیوں کو فدیہ لیکر چھوڑ دیا۔ رجب ذیقعدہ ذی الحجہ محرم ان مہینوں میں نفع شرکے طور پر  
لڑنا جائز ہے غزو لڑائی کی ابتدا اپنی طرف سے جائز نہیں ہے بعض مفسروں کا یہ قول ہے کہ ان چار مہینوں کی  
لڑائی پہلے منع تھی پھر آیت قاتلو المشرکین کا فہ اور اس قسم کی اور آیتوں سے یہ حمانعت منسوخ ہو گئی۔ لیکن صحیح  
قول یہ ہے کہ عام حکم و فائدہ اٹھانے والا شہر الحرم خاص حکم منسوخ نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ زیادہ تفصیل اسکی سورہ توبہ میں آو گی۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْمِرِ قُلْ فِيهِمَا لَشَرٌ كَثِيرٌ وَمِنْ مَنَافِعِ النَّاسِ وَلَهُمَا أَكْبَرُ  
مِنْ نَّفْعِهِمَا وَلْيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُحْفَوْنَ قُلِ الْعَفْوَ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ  
آيَاتِهِ اور پوچھتے ہیں بھتے کیا خرچ کریں تو کہہ جو انسود ہو اسطرح بیان کرتا ہے اللہ تمہارے  
الایات لعلکم تتفکرون فی الدنیا والآخرۃ ولیسئلونک عن الکسر  
واسطے حکم شاید تم دھیان کرو دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور پوچھتے ہیں بھتے سے یتیموں کا حکم  
قُلْ اِصْلَحُوا لِنَفْسِهِمْ اِنْ تَحَاطُّوا لَهُ فَاِخْوَانُكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ  
تو کہہ سنو اللہ کا بہتر ہے اور اگر خرچ ملا کہو تو تمہارے بھائی ہیں اور اللہ کو معلوم کجائی کرنے والا اور  
المصلح لو شاء الله لاعتکف ان الله عن غیر حصر  
سنوارنے والا اور اگر چاہتا اللہ تمہارے مشکل ڈالتا اللہ زبردست ہے تدبیر والا

اس آیت میں تین سوال ہیں جو لوگوں نے آنحضرت سے پوچھے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان تینوں کا جواب ایک  
ہی جگہ اس آیت میں نازل فرمایا ہے پہلا سوال شراب کے متعلق تھا اور شراب کی چار حالتیں زمانہ اسلام میں  
رہی ہیں پہلی حالت تو یہ ہے کہ جب تک آنحضرت ہجرت کے پہلے مکہ میں تھے اور اس آیت سے نازل ہوئے سے  
پہلے مدینہ میں تشریف لے کر گئے تھے تو شراب حلال تھی چنانچہ سورہ نحل میں جہاں دودھ اور شہد کا ذکر ہے اور  
نے بطور اپنی نعمتوں کی یاد دہی کے فرمایا ہے وہاں شراب کا ذکر بھی فرمایا ہے اسلئے جنگ احد میں چند صحابہ  
ایسے شہید ہوئے جو شراب کے نشہ میں غمور تھے جکا ذکر سورہ مائدہ میں آوے گا۔ اور جس زمانہ میں شراب

حلال تھی تو شراب پانی کر حالت نشہ میں اکثر لوگوں میں جھگڑے اور فساد رہتے تھے یہاں تک کہ کبھی کبھی نوبت مار پیٹ کی ہی آجاتی تھی اس حالت کو دیکھ کر حضرت عمرؓ اور معاذ بن جبلؓ اور چند انصار نے آنحضرت کے پاس آنکر عرض کیا کہ حضرت شراب اور جوئے کی بابت کوئی خاص فتوے دے کر رہے ان دونوں چیزوں کے جاری رہنے میں سوا نقصان ہوش و حواس اور نقصان مال کے کوئی فائدہ متصور نہیں ہے اور سپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور فرمایا کہ شراب اور جوئے میں فائدہ تو ہوتا ہے اور خرابیاں بہت ہیں علماء مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ آیت گویا شراب کے حرام ہونے کی تہدید ہے اس حکم پر بعض لوگوں نے تو شراب چھوڑ دی اور بعض بچے تھے رہے یہ گویا شراب کی دوسری حالت ہے اس دوسری حالت میں یہ ہوا کہ بعض صحابہ نے نشہ کی حالت میں قرآن شریف نماز میں غلط پڑھ دیا چہرہ سورہ نسا کی وہ آیت نازل ہوئی جس کا چل یہ ہے کہ اپنے مومنہ کی کبھی ہوئی بات کے سمجھنے کی ہوش و حواس جب تک ہوں تو نماز کا قصد کوئی شخص نہ کرے یہ شراب کی تیسری حالت ہے اسکا ذکر تفصیل سے سورہ نسا میں آوے گا اس آیت کے نزول کے بعد نماز کے اوقات ٹال کر لوگ شراب پیا کرتے تھے ایک روز عتبان بن مالکؓ کے گھر ولیمہ کی دعوت تھی وہاں دعوت میں لوگوں نے خوب شراب پنی اور ایک انصاری نے شراب کے نشہ میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا سر ہموڑ ڈالا حضرت عمرؓ نے پراسر سے حواگی کر یا اللہ شراب کی بابت کوئی صاف حکم نازل نہ ہوا اور سپر اللہ تعالیٰ نے سورہ مائدہ کی آیت شراب اور جوئے کی حرمت میں نازل فرمائی اور مشرکین اپنی عبادت کے لئے بتوں کی بہیٹ میں جو جادو ج کیا کرتے تھے اوس آیت میں اون جانوروں کے گوشت اور شراب کو ایک ساتھ ذکر فرما کر آمیدہ کے لئے شراب کو قطعی حرام فرمایا اور یہ شراب کی چوتھی حالت ہے جسکی پوری تفصیل سورہ مائدہ میں دی گئی دوسرے سوال یہ تھا کہ نفلی صدقہ میں کس قدر مال خرچ کیا جاسکتا ہے اوسکی نسبت اللہ تعالیٰ نے یہ جواب نازل فرمایا کہ آدمی کی ذات اور اہل و عیال کی خرچ سے جو بچے اوسکو آدمی نفلی صدقہ میں خرچ کر سکتا ہے چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ایک شخص کو فتویٰ دیا کہ تیرے پاس جو کچھ ہو پہلے اپنی ذاتی ضرورت میں اوسکو خرچ کر اور جب اس سے بچے تو اپنے اہل و عیال میں خرچ کر اور جب اس سے بچے تو نفلی صدقہ دے تیسرے سوال کی صراحت یہ ہے کہ جب سورہ نسا میں یتیموں کے مال کی نسبت یہ سخت حکم اتر کر کہ جو لوگ یتیموں کا مال زبردستی اور بے جا طور پر کھا جاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں انگارے بھر رہے ہیں تو اوپر جن لوگوں کی پرورش میں کچھ یتیم تھے اون لوگوں نے ڈر کر یتیموں کا کھانا بھی اپنے کھانے سے جدا کر دیا اور آنحضرتؐ کے یتیموں کی بابت مسئلہ پوچھا کہ ہم سطح کا برتاؤ یتیموں کے ساتھ آخر کھانے پینے میں رکھیں اور سپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور فرمایا کہ یہ لوگ چاہے اپنا اور یتیموں کا کھانا ملا کر ایک جا پکاویں چاہے علیحدہ پکاویں اہل حکم اتنا ہی ہے کہ نیت خیر رکھیں اور یتیموں کا مال بجا صرف نہ کریں ۔



وَلَا تَنْكُحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّى يُؤْمِنُوا وَلَا مَلَائِكَةً مُؤْمِنَةً خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ  
اور نکاح میں نہ لاؤ مشرک والی عورتیں جب تک ایمان نہ لاویں اور الملائکہ کو بھی کسی شرک والی سے اگرچہ تم کو خوش آئے  
وَلَا تَنْكُحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّى يُؤْمِنُوا وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ  
اور نکاح نہ کرو مشرک والوں کو جب تک ایمان نہ لاویں اور عید غلام مسلمان بہتر ہے کسی شرک والی سے اگرچہ تم کو خوش آئے  
أُولَٰئِكَ يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَى الْجَنَّةِ وَالْغَفْرِ بِأَرْزَاقِهِ وَيَسِيرُ  
وہ لوگ بلا تے ہیں دوزخ کی طرف اور اللہ بلا تے جنت کی طرف اور بخشش کی طرف اپنے حکم سے اور بتاتا ہے

إِنِّي لِلنَّاسِ لَعَلَّهِمْ تِلْكَ كَرِينٌ  
اے اپنے حکم کو لوگوں کو شاید وہ چوکس ہو جاویں۔

فتح مکہ سے پہلے آنحضرت نے ایک صحابی کو بھی گنیت ابو مرثدہ سے کہہ کر اس عرض سے بھیجا تھا کہ میں جو لوگ مسلمان  
ہیں ان کو مخفی طور پر دینیہ میں لے آؤں جب ابو مرثدہ کو پوچھے تو ایک عورت مشرکہ نے جس کا نام عناق تھا ابو مرثدہ سے  
نکاح کی خواہش کی ابو مرثدہ نے کہا کہ میں آنحضرت کے پوچھ لوں تو پھر اس کا جواب دوں گا جب ابو مرثدہ دینیہ واپس آئے  
تو انہوں نے آنحضرت سے عناق کی خواہش کا ذکر کیا اوسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور فرمایا  
کہ مسلمان مرد کو مشرک عورت سے اوس وقت تک نکاح نہیں کرنا چاہیے جب تک وہ عورت مسلمان نہ ہو جاوے اور  
یہ مشرک عورت سے مراد اس آیت میں بت پرست یا آتش پرست عورتیں ہیں اہل کتاب عورتیں نہیں ہیں کس لئے  
کہ اہل کتاب عورتوں سے مسلمان مرد کو نکاح کرنا جائز ہے چنانچہ اس کا ذکر سورہ مائدہ میں آوے گا حضرت عمر رضی  
کی یہ حکایت جو مشہور ہے کہ آپ کو جب خبر ہوئی تھی کہ کسی مسلمان مرد نے اہل کتاب عورت سے شادی کر لی ہے  
تو فوراً اون دونوں میں تفسیق کرا دیتے تھے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ حضرت عمر اہل کتاب عورتوں کا  
نکاح حرام جانتے تھے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عمر کو یہ خیال تھا کہ اہل کتاب عورتوں کے نکاح  
کے مسلمانوں میں زیادہ رواج پا جانے سے مسلمان عورتوں کی ایک طرح کی ناقدری نہ ہو جائے اس مصلحت  
حضرت عمر اہل کتاب عورت کے کسی مسلمان کا نکاح پسند نہیں فرماتے تھے چنانچہ ابن جریر نے اپنی تفسیر میں شقیق  
ابن سلمہ سے روایت کی ہے کہ حضرت خذیفہ صحابی نے ایک یہودیہ عورت سے نکاح کر لیا تھا حضرت عمر رضی  
اون سے ناراضی ظاہر کی اور اس عورت کے چوڑھینے کا حکم دیا حضرت خذیفہ نے حضرت عمر سے پوچھا کہ کیا اہل  
اہل کتاب عورتوں سے نکاح حرام جانتے ہیں حضرت عمر نے فرمایا نہیں حرام تو نہیں جانتا مگر یہ خیال گذر تا ہے کہ  
رفتہ رفتہ کہیں مسلمان عورتوں کی ناقدری نہ ہو جاوے اور بعض مفسروں نے حضرت عمر کے اس عمل راہ کی تائید  
میں یہ یہ جو کہا ہے کہ سورہ مائدہ کی آیت اس آیت سے منسوخ ہے یہ قول ضعیف ہے کیونکہ سورہ بقرہ پہلے نازل  
ہوئی اور سورہ مائدہ بعد عبد اللہ بن رواحہ ایک صحابی تھے اون کے گھر میں ایک حبشی لونڈی تھی ایک روز  
اونہوں نے عصفہ میں اوس لونڈی کے ایک ٹاپخہ مار دیا پھر آنحضرت سے اس واقعہ کا ذکر کیا آپ نے فرمایا۔

ہی کر دی۔ اس طرح امام مالکؒ کی طرف جو یہ روایت منسوب کی جاتی ہے اسکی صحت کے ہی اکثر محدثین منکر ہیں۔  
 اس آیت میں یہ جواشاد ہے کہ آگے ہیچود اسطے جاؤ اپنی کے اسکی تفسیر حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی اس حدیث  
 میں ہے جسکو امام بخاریؒ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے یوں روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ آنحضرتؐ  
 نے فرمایا کہ جو وقت کوئی شخص اپنے نبیؐ بی سے مباشرت کا قصد کرے تو بسم اللہ کر کے یہ دعا پڑھے جس دعا کا  
 حاصل یہ ہے یا اللہ کہو شیطان سے بچا اور کوئی اولاد ہمارے نصیب میں تو نے لکھی ہے تو اس سے  
 شیطان کو دور رکھے اپنے منہ سے کہے کہ جو کوئی اس دعا کو پڑھے گا شیطان اسکی اولاد کو کبھی ضرر نہ پہونچائے گا  
 اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کی وصیت اور نہایت فرما کر بہت سی مومنوں کو اپنی ملاقات کی بشارت دی  
 ہے اسکا خلاصہ یہ ہے کہ ایک آنسا سنا تو اللہ تعالیٰ کا اور عام خلائق کا قیامت کے دن ہوگا آسمان  
 تو مسلمان منافق کا فرسب شریک ہیں اور ایک دیدار اللہ تعالیٰ کا۔ اگرچہ خاص مسلمانوں کو جنت میں داخل  
 ہونے کے بعد ہوگا۔ لیکن وہ عالم برزخ اور حشر اور حساب و کتاب و دخول جنت کے بعد ہے۔ ہاں محض  
 ایمان و تقویٰ کے سبب روح کے جسم سے علیحدہ ہوتی ہے۔ خاص مسلمانوں کو فوری طور پر ایک ملاقات  
 جو اللہ تعالیٰ کی نصیب ہوگی وہ سب ملاقاتوں سے پہلے اور جلد ہونیکے سبب زیادہ بشارت کے قابل ہے  
 اس ملاقات کی کیفیت ابوداؤد ابن ماجہ سنداً احمد بن حنبل اور صحیح ابن جان میں جو بالتفصیل مذکور ہے خلاصہ  
 اسکا یہ ہے کہ متقی مسلمان شخص کا جب قبض روح کا وقت آتا ہے تو چند فرشتے جنت کی خوشبو کا ساہوا ایک  
 ریشمی کپڑا آسمان سے لاکر جتنی دور تک آدمی کی نگاہ کام دے سکتی ہے اسقدر فاصلہ سے بیٹھے رہتے  
 ہیں اور حضرت عزرائیلؑ اس شخص قریب المرگ کے سرانے آنکر نہایت سہولت سے قبض روح فرماتے ہیں  
 اور فوراً وہ فرشتے جو دور بیٹھے تھے اوٹھ کر پاس آنکر حضرت عزرائیلؑ سے وہ روح لیکر اس خوشبودار کپڑے  
 میں رکھتے آسمان پر لیجاتے ہیں اور ہر آسمان کے فرشتے اپنی حد تک اس روح کو پہونچاتے جاتے ہیں۔  
 اور حسب طرح دنیا میں بڑی عزت سے اس شخص کا نام لیا جاتا تھا اس طرح اسکا نام لیکر آپس میں ذکر کرتے ہیں کہ یہ  
 فلاں شخص کا بیٹا ہے اس روح سے اور اور مسلمانوں کی ارواحوں سے آسمانوں پر ملاقات بھی ہوتی ہے وہ  
 ارواحیں اس روح سے دنیا کے کچھ حالات بھی پوچھتے ہیں اور پھر آپس میں کہتے ہیں چلو ابھی اسکو جانے دو  
 ابھی تو اسکو دنیا کا غم و الم کا صدمہ باقی ہے غرض رفتہ رفتہ اس طرح روح کو اللہ تعالیٰ کی پیشگاہ میں پہونچتی  
 لیجاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے اس بندہ کی روح کو عیسیٰ کی روحوں میں لکھ لو۔ اور ہاں  
 منکر نکیر کے جواب کے لئے وہ روح پہر مردہ کے جسم میں پھیر دی جاتی ہے۔ منافق اور کافر کی روح اس طرح  
 آسمان پر جاتی ہے اس کے لئے آسمان گروازے نہیں کھلتے ہیں۔ بلکہ اس کے زمین پر پھینکنے کا حکم  
 ہو جاتا ہے کہ جہنم میں اس روح کو لکھ لو یہ حدیث صحیح ہے چنانچہ منذری نے اس حدیث کے صحیح  
 ہونے کی تصدیق کی ہے عیسیٰ ساتویں آسمان پر وہ مقام ہے جہاں مسلمانوں کے نامہ اعمال ہیں۔

سچیں ساتویں زمین کے نیچے وہ مقام ہے جہاں کافر اور منافقوں کے نام اعمال ہیں۔

وَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ عُرْضَةً لِأَيْمَانِكُمْ أَنْ تَبَرُّوا وَتَتَّقُوا وَتُصْلِحُوا بَيْنَ النَّاسِ وَاللّٰهُ

اور نہ شرارت اور نہ کہنہذا اللہ کو ہتھکڑیاں نہ لگائیں کہ تم اپنی تمہیں کہانے کا کہ سلوک نہ کرو اور پھر نہ گاری اور صلح درمیان لوگوں کے اور نہ سب سے بڑا کہ لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم ولا ینکحکم اللہ ما کسبتہ سنا ہے جانتا نہیں پڑتا متکو اللہ تمہاری ناکاری تمہوں پر لیکن پکڑتا ہے اس کام پر جو کرتے ہیں

قُلُوْا بَکُمْ وَاللّٰهُ مَغْفُوْرٌ حَلِیْمٌ

دل ہمارے اور اللہ بخشتا ہے تحمل والا

علامہ مفسرین نے اس آیت کی شان نزول دو بتلائے ہیں ایک تو یہ کہ عبد اللہ بن رواحہ صحابی اور ان کے داماد بشر بن نفعان میں کچھ تکرار ہو گئی تھی اوسپر عبد اللہ بن رواحہ نے قسم کھالی تھی کہ وہ اپنے داماد سے بات چیت نہ کرے اور نہ اس کی صورت دیکھیں گے اور نہ اس کے کسی نیک بد میں شریک ہوں گے اوسپر یہ آیت نازل ہوئی۔ دوسری یہ کہ لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ پر جو بہتان باندھا تھا اوس بہتان میں مسطح ایک صحابی بھی عبد اللہ بن ابی منافق کے صلاح کا رہتے ان مسطح کے باپ مسطح چھوٹی عمر میں مر گئے تھے اور مسطح کی ماں اور حضرت ابو بکر صدیق میں قرابت تھی اسوجہ سے چھوٹی عمر سے مسطح کو حضرت ابو بکر صدیق نے پالا تھا۔ اب جو حضرت ابو بکر صدیق نے سنا کہ عبد اللہ بن ابی نے جو حضرت عائشہ صدیقہ کی نسبت بہتان اوٹھایا ہے اس میں مسطح بھی شریک ہے تو غصہ میں آکر حضرت ابو بکر صدیق نے مسطح کا جو کچھ مقرر کر رکھا تھا وہ موقوف کر دیا اوسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی عبد اللہ بن ابی منافق نے جو بہتان حضرت عائشہ پر باندھا تھا اوس کی پوری تفصیل تو سورہ نور میں آوے گی لیکن خلاصہ اس قصہ کا یہ ہے کہ سترہ ہجری میں جب آنحضرت بنی مصطلق کی لڑائی سے فارغ ہو کر مدینہ تشریف لارہے تھے تو راستہ میں ایک روز پچھلی رات سے حضرت عائشہ حاجت کو جنگل میں تشریف لے گئیں ابھی یہ واپس نہیں آئی تھیں کہ اتنے میں قافلہ کے کوچ کا وقت آگیا اور قافلہ والوں نے اوس خالی کجاوہ کو ہمیں حضرت عائشہ سوار ہوا کرتی تھیں یہ خیال کر کے کہ حضرت عائشہ اوس میں ہیں وہ کجاوہ اونٹ پر لا دیا اور قافلہ چل نکلا وہاں جنگل میں حضرت عائشہ کے گلے کا پوتوں کا ہار گر گیا تھا اس کے پوتے اوس میں ان کو ڈرا دیر ہو گئی جب ہار کو ڈھونڈ سکر یہ وہاں تشریف لائیں جہاں قافلہ اور تراتا تو قافلہ روانہ ہو کر بہت دیر تک چکا تھا آخر یہ پریشان ہو کر وہیں جنگل میں لیٹ گئیں اور ان کی آنکھ لگ گئی اتنے میں صبح ہو گئی صبح ان کے کان میں ان اللہ کے پڑھنے کی آواز آئی۔ آنکھ کھول کر دیکھا تو صفوان بن معطل صحابی ہیں ان کو دیکھا کہ حضرت عائشہ نے اپنا مونہ ڈھانک لیا یہ صفوان قافلہ کے پیچھے رو گئے تھے جب یہ اس مقام پر پہنچے جہاں قافلہ اور تراتا تو انہوں نے تن تنہا ایک شخص کو سوتے ہوئے دیکھا پر وہ کی آیت کے نازل ہونے سے پہلے صفوان نے حضرت عائشہ کو دیکھا تھا اسلئے انکو پہچان لیا اور سچر گئے کہ قافلہ سے خبر کر یہ یہاں گئیں

اون کے جاگ اٹھنے کی غرض سے صفوان نے انا لہ پڑھی تھی جب یہ جاگ اٹھیں تو صفوان نے اپنا اونٹ بٹھایا اور حضرت عائشہ اوپر سوار ہوئیں اور صفوان اونٹ کے ساتھ ہوئے اور قافلہ کے پیچھے یہ دونوں ہی مدینہ میں داخل ہو گئے اور سپر عبداللہ بن ابی اور اور چند لوگوں نے ملکر ان دونوں پر فضلی کا بہتان اور ٹھٹھا جکی برأت اللہ تعالیٰ نے سورہ نور میں نازل فرمائی ہے۔ چل معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ کسی کام سے رکنے کے لئے اس کی قسم کھا کر باج میں اگر آدمی دیکھے کہ قسم پر قائم نہ رہنے کی صورت میں دینی یا دنیوی کوئی زیادہ فائدہ کی بات ہے تو ایسی حالت میں ضرور اس فائدہ کی بات کو کر لینا چاہیے اور قسم کا کفارہ دیدینا چاہیے قسم کے کفارہ کا ذکر آگے سورہ مائدہ میں آوے گا کہ دس سکینوں کو کھانا کھلا دینا ہے یا کپڑا بنا دینا یا ایک بردہ آڑ کر یا تین روزے رکھنا صحیحین میں حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ اگر اللہ نے چاہا تو میری ہر ایک قسم ایسی ہے کہ قسم کھانے کے بعد کوئی چیز اگر میں اس چیز سے بہتر دیکھ پاؤں جس چیز میں نے قسم کھائی تو فوراً میں اپنی قسم کا کفارہ دے دوں اور اس بہتر کام کو ضرور کر لوں سو اس حدیث کے اور بھی صحیح حدیث اس باب میں اردو ہوئی ہیں ابوداؤد کی صحیح روایتوں میں یہ بھی ہے کہ قطع رحم یا اور کسی گناہ کے کام کرنے پر اگر آدمی قسم کہا بیٹھے تو اس طرح کے کام کو چھوڑ دینا ہے قسم کا کفارہ ہے جدا کفارہ کی ضرورت نہیں ہے تکیہ کلام کے طور پر جو آدمی کے مومنہ سے والدہ باللہ لگ جاتا ہے یا ایک بات کو ایک طرح گمان کر کے آدمی قسم کھا ليوے اور حقیقت میں وہ بات اس طرح سے نہ ہو وہ قسم میں داخل نہیں نہ اس کا کفارہ ہے نہ اوپر کچھ مواخذہ ہے اوسیکو ہمیں لغو کہتے ہیں اور کسی کا ذکر اس آیت میں ہے کہ یمن لغو پر کچھ مواخذہ نہیں ہے اور نہ وہ قسم ہے مواخذہ کے قابل ہی قسم ہے جو دل کے قصد سے ہو یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ قسم یا اللہ کے نام کی ہوتی ہے مثلاً جیسے اللہ کی قسم یا اللہ کی صفات کی ہوتی ہے مثلاً جیسے اللہ کی جاذبہ جلال کی قسم سو اللہ کی ذات اور صفات کے اور چیزوں کی قسم کھانا جیسے لوگوں میں رواج ہے کہ فلاں کے سر کی قسم یا فلاں کی جان کی قسم یہ بالکل منع ہے صحیحین میں حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ ایک سفر میں آنحضرت اور حضرت عمر و عبداللہ بن عمر سب ساتھ تھے حضرت عمر نے کسی بات پر اپنے باپ کی قسم کھائی آنحضرت نے فوراً اُن کو روکا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو اس سے منع کیا کہ سو اے اللہ کے اور کسی چیز کی قسم کھاؤ اس لئے جو کوئی قسم کھاوے تو اللہ کی کھائے نہیں تو چپکا رہے قسم کھانے کی آدمی کی دو حالتیں ہیں یا آئندہ کی کسی بات پر قسم ہوتی ہے کہ آئندہ اتنے مدت کے بعد ایسا ہوگا یا کسی گزری ہوئی بات پر قسم ہوتی ہے جسے کسی آدمی کو کوئی گذشتہ بات معلوم ہو اور پر وہ لالچ یا رعایت کے سبب جان بوجھ کر اصلی حالت کو چھپا کر قسم کھا جائے تو یہ کبیرہ گناہ ہے اور ایسی کو یمن عموں یعنی گناہ میں ڈوبی ہوئی قسم کہتے ہیں

لَٰكِنَّ يُولُوْنَ مِنْ نِّسَائِهِمْ رَضًا اَرْبَعَةً اَشْهُرًا فَاِنْ فَاَوْفَاتِ اللّٰهُ

جو کوئی قسم کھا بیٹھے ہیں اپنی عورتوں سے اُن کو نہ صحت ہے چار مہینے کی بہر اگر مل گئے تو اللہ

خُفُوْرٌ رَّحِيْمٌ وَإِنْ عَرَفْتُمُ الطَّلَاقَ فَإِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيْمٌ  
 بخشنے والا مہربان ہے اور اگر نہ پڑیا طلاق دینا تو اللہ سنتا ہے جانتا ہے۔

اسلام سے پہلے عرب میں یہہ دستور تھا کہ جو شخص اپنی بی بی سے کسی بات پر خفا ہو جاتا تھا تو کوئی برس دو برس کے لئے اور کوئی ہمیشہ کے لئے اس عورت کے پاس آنے کی اوس سے بات چیت کرنے کی قسم کھالیا کرتا تھا مطلب اس سے عورتوں کو ستانا اور انکو تنگ کرنا ہوتا تھا کہ عورت دوسرے نکاح ہی نہ کر سکے اور یہاں ہی خاوند کی صحت کو ترستی رہے اللہ تعالیٰ نے اسلام کے بعد اوس طریقہ کو بند فرمانے کے لیے یہہ آیت نازل فرمائی اب چار مہینہ کی مدت بڑھ کر پینتھم حبکو ایلا کہتے ہیں جائیز نہیں ہے نہ اگر کسی نے زیادہ مدت کی قسم کھائی ہی تو قاضی چار مہینے کے بعد یا ملاپ کروا دیا یا طلاق دلا دے گا۔ اب رہا علماء کا یہ اختلاف کہ چار مہینے گزرنے کے ساتھ ہی بغیر خاوند کے طلاق دینے کے خود بخود اوس عورت کسی قسم کی طلاق پڑ جاتی ہے یا نہیں اسکی تفصیل فقہ کی کتابوں میں ہے اگر کوئی شخص چار مہینے کی مدت کم کی قسم کھائے تو وہ قسم اپنی مدت مقررہ پر ہو جاوے گی جیسے حضرت نے ایک دفعہ ایک مہینے کے لئے ازواج مطہرات کے پاس آنے کی قسم کھائی تھی جبکی روایت حضرت انس سے بخاری میں اور مسلم میں جاری ہے۔

وَالْمُطَلَّاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكْتُمْنَ خَلْقَ اللَّهِ  
 اور طلاق والی عورتیں انتظار کرائیں اپنے تئیں تین حیض تک اور انکو حلال نہیں کہ چار کہیں جو پید کیا اللہ  
 فی ارحامہن ان کن یؤمنن باللہ والیوم الآخر وبعولتهن احق برحمن  
 اون کے پیٹ میں اگر ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور پچھلے دن پر اور ان کے خاوندوں کو پہنچتا ہے پیر لینا اور کا  
 فی ذلک ان ارادوا اصلاحا ولهن مثل الذی علیہن بالمعروف و  
 اتنی دیر میں اگر چاہیں صلح کرنا اور عورتوں کا بھی حق ہے جیسا اُن پر حق ہے موافق دستور کے  
 للرجال علیہن درجۃ واللہ سَمِيعٌ عَلِيْمٌ  
 اور مردوں کو اُن پر درجہ ہے اور اللہ بدوست ہے تدبیر والا

ابوداؤد اور تفسیر ابن ابی حاتم میں ہمارے نبی زید بن سکن کی روایت ہے جبکا جاہل یہہ ہے کہ جب تک اوس کے خاوند نے اوسکو طلاق دی اوسوقت تک طلاق شدہ عورت کے لئے کوئی عدت کی مقرر نہ تھی۔ خاص اُس کی طلاق کے وقت یہہ آیت نازل ہوئی ہے اور اس آیت میں فقط ان عورتوں کی عدت کا ذکر ہے جسے نکاح کے بعد مباشرت ہوئی ہو اور جنکی عمر ایسی چھوٹی نہ ہو کہ حیض نہ آتا ہو اور نہ ایسی بڑی عمر ہو کہ حیض بند ہو گیا ہو اور نہ حاملہ ہو کس لئے کہ بلا مباشرت کے عورت اور چھوٹی عمر والی اور بڑی عمر والی اور حاملہ ان سب کی عدت کا حکم علیہ علیہ آگے آدیکاقدر کے معنی طہ اور حیض دونوں کے ہیں سیواؤ علماء انکا اس اختلاف کا آیت میں کون سے معنی مراد ہیں جنہوں نے طہ کے معنی لئے ہیں یہی چند جہات پیش کرتے ہیں۔ اور جنہوں نے حیض کے معنی لئے ہیں وہ بھی چند وجوہات پیش کرتے ہیں۔

جکی تفصیل فقہ کی کتابوں میں ہے مگر جن علماء نے حیض کے معنی آیت میں لیے ہیں انکی جبری وجہ البودا وادوار  
نسائی کی وہ حدیث ہے جو فاطمہ بنت ابی جیش سے مروی ہے کہ آپ نے اوس حدیث میں حیض کے معنی میں  
قر کا لفظ استعمال فرمایا ہے اس سند میں منذر بن مغیرہ راوی مجہول ہے ہاں ابن جان نے اوس کو ثقہ  
لوگوں میں رکھا ہے۔

الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ فَأَمْسَا لَمْ يَمْصُرُوفٍ وَلَمْ يَرْجِعْ بِإِحْسَانٍ

طلاق ہے دوبار تک پھر رکنا موافق دستور کے یا رخصت کرنا نیکی سے

ترمذی اور مستدرک حاکم میں حضرت عائشہ سے اور نسائی اور تفسیر ابن جریر ابن ابی حاتم و عبد بن حمید و ابن  
مروہ میں اور صحابہ سے روایت ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے طلاق کی کوئی حد اور گنتی نہیں  
تھی بقدر طلاقیں مرد اپنی عورت کو بے عدت کی مدت کے اندر پھر رجوع کر سکتا تھا بلکہ لوگوں نے عورتوں کی  
ایذا دہی کی ایک یہ عادت پکڑ کر رکھی تھی کہ بے گنتی طلاقیں دیتے تھے اور عدت کے اندر پھر رجوع کر لیتے  
تھے اوس طریقہ کے بند کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی جس کا اب یہ حکم شرعی نہ رہ گیا کہ تین  
طلاق کے بعد کوئی حق رجوع کرنے کا مرد کو باقی نہیں رہا۔ حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوا بِهَا أَنْ تَتَمَوَّهَنَّ شَيْئًا إِلَّا أَنْ يَخْتَفَا أَلَا يُقِيمَا حَدًّا لِلَّهِ

تکو و انہیں کہ یلو کچھ اپنا دیا ہوا عورتوں کو مگر کہ وہ دونوں ڈریں کہ ٹیک ٹیکو قاعدے اللہ کے

فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حَدًّا لِلَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِطَرِيقٍ

پھر اگر تم لوگ ڈرو کہ وہ ٹیک رکھیں قاعدے اللہ کے تو نہیں گناہ دونوں پر جو بدلا دیکر چوئے عورت یہ دستور

حَدًّا لِلَّهِ فَلَا تَعْتَدُوا مِنْ بَيْنِهِمَا حَدًّا لِلَّهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ

باندہ ہیں اللہ کے سوائے آگے مت بڑھو اور جو کوئی بڑھ چلے اللہ کے قاعدوں سے سو وہی لوگ ہیں گنہگار

اس آیت میں دو حکم ہیں شروع آیت میں تو بغیر مہنی عورت کے مرد کو اوس مال کے کہانے اور تصرف

میں لانے کی ممانعت ہے جو مال مہر کے طور پر یا اور تحفہ کے طور پر ایک فقہ مرد عورت کو دیکھا ہے

اور عورت اوس مال کی مالک بن چکی ہے اور آخر آیت میں عورت کے خلع کا حکم ہے ان دو حکموں کی ایک

ہی جگہ ایک آیت میں ہونے کے سبب حدیث اور تفسیر کی کتابوں میں اس آیت کے دو شان نزول کہے

ہیں چنانچہ ابو داؤد میں حضرت عبد اللہ بن عباس کی روایت سے پہلے حکم کو بطور شان نزول کے بیان

کر کے دوسری روایت میں حضرت عائشہ سے دوسری شان نزول میں حنہ بنت سہل زوجہ ثابت بن

قیس کے خلع کو ذکر کیا ہے۔ اسی طرح تفسیر ابن جریر میں بھی دونوں شان نزول کو ذکر کیا ہے۔ میاں اور

بی بی میں ناموافق ہو کر کچھ مال عورت خاوند کو دیکر مفارقت کر لے تو اس کو خلع کہتے ہیں بکر بن عبد اللہ

تابعی سے تفسیر ابن جریر میں اس خلع کی آیت کا سورہ نسائی آیت وَاَتِمُّوا حُلَّانَ قَنَطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا



منسوخ ہونے کی وجہ روایت ہے اسکا اکثر علماء نے ایک قول ضعیف ٹھہرایا ہے کہ واسطے کہ اول تو بغیر ثبوت نقلی کے محض اجتہاد و راستے سے کسی آیت کو منسوخ نہیں کہا جاسکتا۔ دوسرے جنبک و حکموں میں باہمی مخالفت نہو ایک حکم کو ناسخ اور دوسرے کو منسوخ نہیں کہہ سکتے ان دونوں آیتوں میں باہم کچھ مخالفت نہیں ہے سورہ بقرہ کی اس آیت میں خلع کا حکم یہ ہے کہ عورت کی طرف سے ناموافقت کی ابتدا ہو اور مرد کی مرضی عورت کو چھوڑنے کی نہ ہو اور عورت اپنی خوشی سے مرد کی مفارقت حاصل کرنے کے لئے کچھ مال کا لالچ دے تو مرد کو یہ مال لینا جائز ہے اور سورہ نسا کی آیت کا حکم یہ ہے کہ مرد کی طرف سے ناموافقت پیدا ہو کر مرد ایک عورت کو طلاق دینا اور دوسری عورت سے نکاح کرنا چاہے اور جس عورت کو طلاق دینا چاہتا ہے اسکو مجبور کرے کہ مہر میں سے وہ عورت اس مرد کو کچھ دیکر جاوے تو نکاح اور قرار داد مہر کے وقت عہد و پیمان جو عورت کی طرف سے ٹھہراتا یہ مجبوری اوسکے صحیح مخالف ہے یہ مطالبہ مرد کو ناجائز ہے۔

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ أَنْ يَكُونَ زَوْجًا غَيْرَهَا وَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُتَرَاجَعَا إِنْ ظَنَّا أَنْ يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ وَلَوْلَا ذَلِكَ لَفُتِنَ الْفَاسِقُونَ

اوسکو طلاق دے تب گناہ نہیں ان دونوں پر کہ پہل جاویں اگر خیال کریں کہ ٹھیک رہیں گے قاعدے اللہ کے اور وہ بتورہانہ ہیں لہذا لَفُتِنَ الْفَاسِقُونَ

بیان کرتا ہے اسطے جاننے والوں کے۔

تفسیر ابراہیم بن المنذر میں ابولبطام مقاتل بن حیان سے روایت ہے کہ رفاعہ بن وہب ایک شخص نے آنحضرت کے زمانہ میں اپنی بی بی عائشہ بنت عبد الرحمن بن عتیک کو تین دفعہ طلاق دیدی اور اس نے عبد الرحمن بن زبیر سے دوسرا نکاح کر لیا ایک روز اس عورت عائشہ نے آنحضرت سے آنکر عرض کیا کہ عبد الرحمن نے مجھکو بغیر مباشرت کے طلاق دیدی ہے۔ کیا اب میں رفاعہ سے پہر نکاح کر سکتی ہوں آپ نے فرمایا کہ جنبک عبد الرحمن بھتہ سے مباشرت نہ کر لیا تو رفاعہ کے پاس تو نہیں جاسکتی۔ اوسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور یہ اصل حدیث بغیر ذکر شان نزول آیت کے صحاح کی سب کتابوں میں ہے صرف ابو داؤد میں رفاعہ کا نام نہیں ہے عرض یہ حدیث حضرت عائشہ کی روایت سے صحیح ہے اور یہی حدیث آیت کی تفسیر ہے اور اس شان نزول کی پوری مودید ہے جبکہ ابن منذر نے روایت کیا ہے خاص حلالہ کی میت کے جو کوئی نکاح کرے ایسے آدمی پر حضرت عبد اللہ بن مسعود کی صحیح حدیث میں آپ نے لعنت فرمائی ہے اسلئے حامل معنی آیت کے یہ ہیں کہ تین طلاق کے بعد اگر وہ عورت دوسرا نکاح کرے اور اس دوسرے خاوند کی نیت محض حلالہ کی نہو اور فقط خلوت نہیں بلکہ مباشرت بھی یہ دوسرا خاوند کرچکے اور اتفاق سے یہ دوسرا خاوند ہی طلاق دیدیوے تو سہالت میں پہلا خاوند اپنے گذرا وقت جن اسلوبی سے خیال کرے تو اس عورت سے پہر نکاح کر سکتا ہے

من معاشرت کی تاکید کے لئے پہلے شوہر کے حق میں ان قیام حدود و العدا کے فرمایا کہ پہلے ایک فحشیاں بل بی بی میں جھک رہا ہو کر طلاق ہو چکی ہے اب ایسا نہیں ہونا چاہئے۔

وَإِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَلَكُمْ مِنْ أَجْلِهِنَّ وَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَحْرُوفٍ أَوْ سِرِّهِنَّ بِمَعْرُوفٍ  
اور جب طلاق دی تے عورتوں کو پہر پہنیں اپنی عدت تک تو رکھ لو انکو دستور سے یا رخصت کرو دستور سے  
وَلَا تُنْفِقُوا مِنْهُنَّ لِتَعْتَدُوا وَأَنْ تَفْعَلَ ذَلِكَ فَقَدْ ظَلَمْتُمْ أَنْفُسَكُمْ  
اور مت بند کرو ان کے سنا نیکو تا زیادتی کرو اور جو کوئی یہ کام کرے۔ اس نے بڑا کیا اپنا۔

اس آیت میں ہی دو حکم ہیں ایک تو یہ کہ دو طلاقیں کے بعد عدت کے اندر جو کوئی طلاق سے رجوع کر کے اس عورت کو اپنے پاس پہر رکھنا چاہیے تو حسن معاشرت سے اس کو رکھے تا پھر ناموافقت اور طلاق کی نوبت نہ پہنچے دوسرے یہ کہ عدت نزدیک پہنچنے کے وقت خاص عورت کے ستانے کی غرض سے طلاق نزدیک جسطرح عدت کی مدت بڑھانے کے لئے مثلاً ثابت بن یسار اور اور لوگوں نے گہری گہری طلاق مینا اور عدت کے اندر رجوع کرنا شروع کیا تا جبکو العدا تھالے نے اس آیت میں روکا ہے۔ ان دو حکموں کے سبب ان دونوں شان نزول کو ابو جعفر ابن جریر نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے۔

وَلَا تَنْكِحُوا النِّسَاءَ الَّهِنَّ وَأَذْكُمُ اللَّهُ عَلَيْكُمْ وَمَا أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ  
اور مت بھراؤ حکم اللہ کے ہنسی اور یاد کرو احسان اللہ کا جو پتھر ہے اور وہ جو اونٹاری پتھر  
مِنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ لِيُعْظِمَ بِهِمُ اللَّهُ تَعَالَى وَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بَكِلُ شَيْءٍ عَلَيْهِ  
کتاب اور کام کی باتیں کہ تم کو بھروسے اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان رکھو کہ اللہ سب چیز جانتا ہے

تفسیر ابن منذر میں عبادہ بن صامت روایت ہے کہ لوگ طلاق و عتاق کا پہلے اقرار کر کے پہر کہہ دیتے تھے کہ ہم نے تو ہنسی سے کہا تھا اوپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور قبلا دیا کہ اللہ تعالیٰ کی پتھر یہ نعمت ہے کہ رسول وقت تم میں موجود ہیں طرح طرح کے احکام اترتے ہیں اگر تم ان احکام کو جو آیات الہی میں ہیں ٹھٹھا ٹھراؤ گے تو یہ یاد رکھو کہ اللہ کو سب کچھ معلوم ہے یا تو وہ اپنے علم کے سبب یہاں دنیا میں تمہارے عتاب کا ایسا کوئی حکم نازل نہ فرماویگا کہ اس ہنسی کے بدلے تمکو بہت شرمندگی اور ہشامی پڑے گی یا عاقبت میں اس ہنسی کا مواخذہ ہو جاوے گا ابو داؤد ابن ماجہ مستدرک حاکم میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے جسکا اصل یہ ہے کہ نکاح طلاق اور طلاق رجعی سے عدت میں رجوع کرنا ان تین چیزوں میں ہنسی کا کچھ دخل نہیں ہے۔ حاکم نے اس حدیث کو صحیح کیا ہے۔

وَإِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَلَكُمْ مِنْ أَجْلِهِنَّ فَلَا تَعْضِلُوهُنَّ أَنْ يَسْكُنَ أَرْوَاجَهُنَّ  
اور جب طلاق دی تے عورتوں کو پہر پہنیں اپنی عدت تک تو اب نہ روکو انکو کہ نکاح کریں۔ اپنے خاندانوں سے۔

اِذَا تَرَ اٰخِصًا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوفِ ۖ ذٰلِكَ يُوعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ  
 جب راضی ہو جاویں آپس میں موافق و مستور کے یہ نصیحت ملتی ہے اچھا جو کوئی تم میں یقین رکھتا ہے البدر اور پہلے  
 الْاٰخِرِ ۚ لَكُمْ اُنْزِلَ لَكُمْ وَاٰطَمَ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ ۚ وَانْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ  
 دن پر ایمیں نور زیادہ ہے تمکو اور سترائی اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے

بخاری ابو داؤد ابن ماجہ اور ترمذی میں معقل بن یسار سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی بہن کا ایک شخص سے  
 نکاح کر دیا کچھ دنوں تو وہ میاں بی بی اچھی طرح ہو ساتھ رہی پھر وہ کہتے ہیں کہ اس شخص نے میری بہن کو طلاق دیدی اور عدت کے  
 اندر اس نے رجوع ہی نہیں کیا جب عدت گزر چکی تو کوئی جگہ سے اور یہی اُس کے نکاح کا پیام آیا اور اُس میرے بہنوئی  
 نے یہی پہر پیام نکاح کا بھیجا میں نے اُس اپنے بہنوئی کو بڑا ہلکا کہا اور یہی قسم کھالی کہ اب میں دوبارہ اُس سے اپنی  
 بہن کا نکاح ہرگز نہ کروں گا۔ اوسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ بعض مفسروں نے یہ جو کہا ہے کہ جابر بن عبد  
 الصاری کے چچا کی بیٹی بہن کے حقیقی یہ آیت نازل ہوئی ہے شاید انکا مطلب یہ ہے کہ اس سالہ پر یہی اس آیت کا  
 مضمون صادق آتا ہے ورنہ پہلے شان نزول کی روایت بہت صحیح ہے ترمذی نے اس حدیث کی صحت کی ہے آیت  
 میں عورت کے رشتہ داروں کو استیصال سے روکا گیا ہے کہ طلاق کی عدت گزر جانے کے بعد وہ عورت کو پہلے خانہ  
 سے نکاح کرنے سے منع کرتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ عورت اپنا نکاح خود نہیں کر سکتی جو عورت اپنا نکاح کرے  
 اوسکو اپنے بدکار فرمایا ہے اس باب میں چند روایتیں ہیں جسکے سبب سے ایک روایت سے دوسرے کو تقویت  
 ہو جاتی ہے ۔

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ ۚ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يَكُمِ الرِّضَاعُ عَظْمًا  
 اور لڑکے والیاں دودھ پلاویں اپنے لڑکوں کو دو برس پورے جو کوئی چاہے کہ پوری کرے دودھ کی مدت اور  
 عَلَی الْمَوْلُودِ لَهُ رِضَاعُهُمْ وَاَنْ يَكُوْنُوا بِالْمَعْرُوفِ ۚ لَا تَكْلَفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا  
 لڑکے والی پر کہنا اور پہننا اُنکا موافق و مستور کے تکلیف نہیں کسی شخص کو لڑکے کی بخشش ہے  
 لَا تَضَارُّ وَالِدَةٌ بَوْلًا لِّهَا وَلَا مَوْلُودٌ لِّهٖ بَوْلًا ۚ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ  
 نہ ضرر ہے ماں اپنی اولاد کا اور نہ لڑکے والا اپنی اولاد کا اور وارث بھی یہی ذمہ ہے

فَاِنْ اَرَادَ اِفْصَاۤءُ عَنْ تَرْضَاعٍ مِنْهُمَا وَتَشَاوَرَا فَلَاجُنَاحَ عَلَيْهِمَا ۚ وَاِنْ اَرَادَتْ  
 پھر اگر دونوں چاہیں دودھ چھڑا آئیں کی رضا سے اور مشورت سے تو اُنکو گناہ نہیں اور اگر تم لوگ چاہو  
 اَنْ تَسْتَرْضِعُوْا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّا اَنتُمْ بِالْمَعْرُوفِ  
 کہ دودھ پلاؤ اپنی اولاد کو تو تمہیں گناہ نہیں جب عداوت نہ ہو دینا شیر یا تمہارے موافق و مستور کے  
 وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

اور ڈرو اللہ سے اور جان رکھو کہ اللہ تمہارے کام دیکھتا ہے ۔

بعد ذکر نکاح و طلاق کے اللہ تعالیٰ نے یہ بچے کے دودھ پلانے کا ذکر اسلئے فرمایا ہے کہ کبھی عورت مسئلہ بانہ اس حالت میں ہو جاتی ہے کہ اسکی گود میں دودھ پتیا بچہ ہی ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں فرمایا کہ وہ عورت مطلقہ بچہ کو دو برس تک دودھ پلائے اور بچے کا باپ موافق اپنی حیثیت اور مقدر کے بچہ کی ماں مسئلہ کو روٹی کپڑا دیوے اور اگر اس حالت میں بچے کے باپ کا انتقال ہو جاوے تو بچے کے وارث دودھ پلانے والی ماں کی ولی کپڑے کی دودھ پلانے کی مدت تک نومہ وار ہیں گے پھر یہ فرمایا آپس کی طلاق کی بخشش کے سبب نہ ماں دودھ کی مدت کے اندر بچہ کو زبردستی باپ پر ڈال کر چلی جاوے نہ باپ زبردستی دودھ کی مدت کے اندر بچہ کو ماں سے تحین لینے کا قصد کرے یاں ماں باپ دونوں کی مشورہ سے دو برس کے اندر اگر بچہ کے دودھ چھوڑانے کی صلاح پھر جاوے تو اس صورت میں دودھ چھوٹ جانے کے بعد دو برس کے اندر بھی بچہ ماں سے علیحدہ کیا جاسکتا ہے۔ سیطرح ماں باپ دونوں کی صلاح سے کسی انا کا دودھ بچہ کو پلایا جاوے تو جائز ہے مگر قتنے دن ماں نے دودھ پلایا ہے اسکا حق پورا اسکو دیدیا جاوے آخر کو فرمایا اللہ سے ڈرو اور اللہ کے حکموں کی پوری تعمیل کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے اور ایک دن اس کے موافق جزا و سزا دینے والا ہے۔ دودھ پلانے کے مسئلہ کی زیادہ تفصیل آیتہ دامہا حکم التی ارضنکم کی تفسیر میں آوے گی۔ دو برس کے بعد دودھ پلانے کا کوئی حکم باقی نہیں رہتا۔ چنانچہ ترمذی میں حضرت ام سلمہ سے روایت ہے جسکا حائل یہ ہے کہ دودھ کی مدت کے بعد دودھ پلانے سے کوئی چیز حرام نہیں ہوتی ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

وَالَّذِينَ يَتَّبِعُونَ مِنْكُمْ ذُرِّيَّتَهُمْ أُولَٰئِكَ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ عِلْمٌ شَيْءٌ فَذَٰلِكَ يُخَوِّلُ اللَّهُ لَكُمْ فِيهِ مَا يَشَاءُ ۖ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۚ

اور جو لوگ مراہوں تم میں اور جوڑ جاویں عورتیں وہ انتظار کر آئیں اپنے تئیں

آشہا و عسرا ۖ فَاذْ اَبْلَغْنِ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي

میں اور دس دن پر جب پہنچ چکیں اپنی عدت کو تو پھر نہیں گناہ جو وہ اپنے حق میں

الْفَنَسِ لَنْ يَأْتِيَنَّكُمْ مِنَ اللَّهِ عِلْمٌ شَيْءٌ ۚ

کریں موافق دستور کے اور اللہ کو تمہارے کام کی خبر ہے

نکاح طلاق اور دودھ پلانے کے مسئلوں کے بعد پھر شوہر کی وفات اور اسکی عدت کا ذکر ہے کہ جس عورت کا شوہر خر جاوے اسکی عدت چار مہینے دس دن کی ہے صحیحین وغیرہ میں جو روایتیں ہیں اونکا حائل یہ ہے کہ کسی ایماندار عورت کو جائز نہیں ہے کہ سوائے اپنے شوہر کے کسی رشتہ دار کے مرنے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے یاں شوہر کی وفات پر عورت کو چار مہینے دس دن رات کا سوگ کرنا چاہیے۔ سوگ یہ ہے کہ عدت کے دنوں میں عورت اپنے کپڑے زیور نہ پہنے خوشبو کی چیز کا استعمال نہ کرے غرض سبب و سنگ عدت کے دنوں میں چھوڑ دیوے یہ عدت اس صورت میں ہے جبکہ شوہر کی وفات کے بعد عورت حاملہ نہ ہو ورنہ حاملہ عورت کی عدت کا حکم سورہ طلاق کی آیتہ اولات الاحال اجلهن ان یضمن حملهن میں ملے گا

کہ اس کی عدت بچہ کا پیدا ہو جانا ہے خواہ چار مہینے دس رات کے اندر ہو یا اس سے بھی زیادہ عرصہ میں جو حضرت  
عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ حاملہ عورت اگر بچہ کے پیدا ہو جانے سے چار مہینے دس رات کے اندر فارغ ہو جا  
تو اس کے چار مہینے دس رات کی عدت پوری کرنی چاہیے اور اگر بچہ سے اس مدت کے بعد فارغ ہو تو بچہ کے پیدا  
ہونے تک اس کی عدت ہوگی سبب سے اس لیے کہ قصہ کی حدیث جو صحیحین وغیرہ میں ہے وہ اس قول کے مخالف  
ہے اصل مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے فتوا دیا ہے کہ شوہر کی وفات کے بعد خواہ کسی  
قدر مدت میں بچہ پیدا ہو جاوے حاملہ عورت کی وہی مدت عدت کی ہے ابن عبداللہ نے جو روایت نقل کی  
ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس نے اپنے اس قول سے رجوع اختیار کیا ہے  
عبداللہ بن عباس کے معتبر اصحاب سبب سے اس حدیث کے موافق جو فتوے دیے ہیں ان سے ابن عبداللہ  
کی روایت کی پوری تائید ہوتی ہے صحیحین وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے جس کا اصل یہ  
ہے کہ حمل رہنے کی تاریخ سے چار مہینے میں بچہ پیٹ میں پھر لگتا ہے اور حمل کا حال بخوبی معلوم ہو جاتا  
ہے۔ اس واسطے احتیاط کے طور پر دس روز اور بڑھا کر چار مہینے دس رات کی عدت اس آیت میں اللہ تعالیٰ  
نے شوہر کی وفات کی قرار دی ہے تاکہ حمل کا حال بخوبی معلوم ہو جائے۔ اس آیت سے برس دن کی عدت  
کی آیت جو آگے آتی ہے وہ منسوخ ہے جس سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ نہ آیت تلاوت میں مقدم اور نہ  
میں اس آیت سے موخر ہے یہ وہ دس دن اس لئے بڑھائے گئے ہیں کہ کوئی مہینہ اوتیس دن کا ہوتا ہے  
کوئی تین دن کا اس عدت کے بعد عورت بناؤ سنگار کرے یا دوسرے نکاح کرے تو اس کی اجازت اللہ کی  
طرف سے اس آیت میں ہے ۔

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَضَتْ بَعْدَ ضُحْمٍ مِنَ خُطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكُنْتُمْ فِي الْفَرْسِ  
اور گناہ نہیں تم پر جو بے پروائی میں کہو پیغام نکاح کا عورت کو یا چہاں کہو اپنے دہلیز  
عَلِمَ اللَّهُ أَنْكُمْ سَتَدْرِكُونَهُنَّ وَلَكِنْ لَا تَوَاعِدُوهُنَّ سِوَا الْإِنِّ أَنْ تَقُولُوا  
معلوم ہے اللہ کو کہ تم ابستہ اٹکا دیان کرو گے لیکن وعدہ نہ کرو ان سے چہاں کہو مگر یہی کہہ دو  
قَوْلًا مَعْرُوفًا وَلَا تَعْرَضُوا عَقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّى يَبْلُغَ أَجَلُهُ وَعَلِمُوا  
ایک بات جکارواج ہے اور نہ باوجود گناہ نکاح کی جب تک پہنچ چکے حکم اللہ کا اپنی مدت کو اور جان رکھو  
أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي أَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ وَعَلِمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ  
کہ اللہ کو معلوم ہے جو تمہارے دل میں ہے اس سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ بخشنے والا  
رحیم ہے

جب تک عورت سوائے طلاق جہی کے اور کسی طرح کی طلاق یا خاوند کی وفات کی عدت میں ہو تو جائز نہیں  
ہے کہ کوئی شخص اس کے اندر خفیہ طور پر اس عورت نکاح کرے یا صاف لفظوں میں نکاح کا پیغام دیوے  
یا اشارہ کنایہ کے طور پر کچھ کہہ دیوے تو مضائقہ نہیں ہے مثلاً یوں کہہ دیوے کہ کوئی نیک عورت مل جاوے

تو میرا ہی ارادہ نکاح کرنے کا ہے ہاں مطلقہ حبیبہ کی عدت میں یہ اشارہ کنایہ کی بات بھی غیر مرد کو جائز نہیں ہے اگر عدت کے اندر کسی نے نکاح کر لیا تو دونوں میں تفریق کرادی جاوے اور اگر نکاح کے بعد مباشرت بھی ہوگئی ہے تو حضرت عمر سے ایک روایت ہے کہ وہ عورت اوس مرد پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے۔ لیکن اسکی سند ضعیف ہے اور یہ بھی روایت ہے کہ حضرت عمر نے اپنے اس قول سے رجوع کیا ہے خلوت میں اختلاف ہے کہ وہ قائم مقام مباشرت کے ہے یا نہیں ہے +

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ مَسُوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً  
 گناہ نہیں ہے اگر طلاق دوئم عورتوں کو جب تک یہ کہ ان کو ہاتھ نہ لگایا ہو یا منکر کیا ہو انکا کچھ حق  
 وَصِتَّوهُنَّ عَلَى الْمَوْسِعِ قَدَرًا وَعَلَى الْمَقْتَرِ قَدَرًا مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ  
 اور انکو حشر حج دو وسعت والے پر اس کے موافق ہے اور تنگی والے پر اس کے موافق جو حشر دستور ہے  
 حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ ۝ وَإِنْ طَلَقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ مَسُوهُنَّ  
 لازم ہے نیکی والوین اور اگر طلاق دو ان کو ہاتھ نہ لگانے سے پہلے

وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَمِنْكُمْ مَا فَرَضْتُمْ إِلَّا أَنْ يَعْفُونَ أَمَّنْ  
 اور پھر اچھے ہو انکا حق تو لازم ہوا آدھا جو کچھ پھر ایاتھا مگر یہ درگزر کریں عورتیں یا  
 يَعْفُوا الَّذِي بَيْنَهُمَا عَقْدٌ أَوْ يَكْفُوا وَانْ تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى وَلَا  
 درگزر کرے جسکے ہاتھ گره ہے نکاح کی اور درگزر کر دے تو قریب ہے پرستار کا ایسے اور  
 تَتَسَوَّأُ الْفَضْلُ بَيْنَكُمْ إِنْ أَلَّهِ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرَةً  
 بہلادو بڑائی رکھنی آپس میں تحقیق اللہ جو کرے ہو سود بگھتا ہے

نکاح ہو کر مباشرت کی ذمہ داری آوے اور طلاق دیدی جاوے تو بموجب اس آیت کے یہ طلاق جائز ہے اور اس طلاق کی صورت میں نکاح کے وقت مہر نہ قرار پایا ہو تو اپنے مقدور کے موافق کچھ دیگر عورت کو خوش کر دینا چاہیے جو بہر حال کپڑوں کے ایک جوڑے سے کم نہ ہو اور زیادہ کی کوئی حد نہیں اور اگر مہر قرار پایا ہو تو نصف مہر دینا چاہئے یہاں بات ہے کہ عورت اپنا حق چھوڑ دیوے یا مرد جن سلوک کے طور پر پورا مردے دیوے صحیح قول آیت کی تفسیر میں یہی ہے کہ الذی بیدہ عقدہ النکاح سے مراد شوہر ہے کہ وہی مختار نکاح کے قائم رکھنے اور نہ لکھنے کا ہے یہی قول بہت صحابہ اور تابعین کا ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ کا مذہب بھی یہی ہے دوسرے قول یہ ہے کہ الذی بیدہ عقدہ النکاح سے مراد عورت کا منولی ہے دلیل ہر ایک قول کی بڑی تفسیروں میں ہے +

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ

خبردار ہو نمازوں سے اور بیچ والی نماز سے



مسند امام احمد بن حنبل ابو داؤد و بیہقی تاریخ بخاری اور تفسیر ابن جریر میں حضرت زید بن ثابت سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نماز ٹھیک دوپہر کو پڑھا کرتے تھے اور وقت بعضے لوگ تو قیلولہ میں رہ جاتے تھے اور بعضے اور کاموں میں لگے رہتے تھے غرض دھوپ کے بہتے تھوڑے سے آدمی نماز میں آتے تھے اسلئے بھی ایک صف آپؐ کے پیچھے مقتدیوں کی ہوتی تھی انتہا درجہ کبھی دو صفیں ہوتی تھیں اس لیے نماز کو بروقت ادا ہونے کی تاکید میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی صحیحین میں حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے جسکا ایک ٹکڑا یہ ہے کہ نماز کا وقت پر پڑھنا سب علموں سے بہتر ہے اس حدیث کا یہ ٹکڑا آیت کے اس ٹکڑے کی تفسیر ہے بیچ والی نماز میں اگرچہ پہلے صحابہ کا اختلاف تھا کہ وہ کونسی نماز ہے مگر خندق کی لڑائی میں جب آپؐ کی عصر کی نماز فوت ہو گئی اور آپؐ نے اس صراحت کے ساتھ کافروں کو بددعا دی کہ خدا ان کے گھروں اور قبروں میں انگارے بھرے کہ انہوں نے ہماری بیچ کی نماز کھوا دی یہ حدیث چند طریقوں سے بخاری مسلم وغیرہ میں ہے غرض اس صراحت کے بعد صحابہ بالاتفاق عصر کی نماز کو صلوۃ الوسطیٰ جاننے لگے چنانچہ حضرت علیؓ سے بعضے لوگوں نے پوچھا کہ حضرت صلوۃ الوسطیٰ کونسی نماز ہے تو آپؐ فرمایا جسطرح اب تم لوگ اختلاف میں پڑے ہو ہم بھی اسی طرح اختلاف میں تھے لیکن جب خندق والے دن آنحضرتؐ نے صراحت فرمادی ہم میں کوئی اختلاف باقی نہیں رہا۔ یہ قول حضرت علیؓ کا زیادات مسند امام احمد میں اور اور کتابوں میں چند طریقوں سے روایت کیا گیا ہے۔

## وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ ۝

اور کھڑے رہو اللہ کے آگے ادب سے

زید بن ارقم سے صحیح ستہ میں روایت ہے کہ نماز میں لوگ باتیں کیا کرتے تھے اس کے موقوف کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی بعضے علماء مفسرین کو اس شان نزول میں بڑا تردد پڑ گیا ہے وجہ تردد کی یہ ہے کہ صحیحین میں حضرت عبد اللہ بن مسعود کی یہ حدیث ہے کہ اکثر آنحضرتؐ کہ میں نماز پڑھا کرتے تھے اور میں آپؐ سلام علیک کیا کرتا تھا لیکن جب میں جہشہ سے واپس آیا اور آپؐ سلام علیک کی تو آپؐ نے جواب نہیں دیا اور نماز کے بعد نہ فرمایا کہ نماز میں جب آدمی مشغول ہو تو بات نہیں کیجا سکتی وہ حدیث یہ چاہتی ہے کہ نماز میں بات چیت کا کرنا ہجرت مدینہ سے پہلے حرام ہو چکا تھا کیونکہ عبد اللہ بن مسعود ہجرت مدینہ سے تین برس پہلے کے ہیں جہشہ سے واپس آن کر آنحضرتؐ سے ملے تھے اور زید بن ارقم کی حدیث یہ چاہتی ہے کہ مدینہ منورہ میں نماز میں کلام حرام ہوا ہے کیونکہ یہ آیت بالاتفاق مدنی ہے اور زید بن ارقم خود مدنی ہیں۔ اگرچہ ابن جہان نے کئی جواب اس تردد کے دیئے ہیں مگر وہ ضعیف غالی نہیں ہیں صحیح جواب وہی ہے جو خطاب نے دیا ہے کہ عبد اللہ بن مسعود ایک دفعہ جہشہ سے آنکر پھر جہشہ کو چلے گئے تھے پھر بدر کی لڑائی کے وقت مدینہ



جسین نکاح کے بعد بغیر مباشرت کے ایسی عورت کو طلاق دینے کا ذکر تھا جنکا مہر نہ ٹھہرا ہو اوس آیت میں  
حقاً علیٰ المحسنین کا لفظ جب نازل ہوا تو بعض لوگوں نے یہ کہا تھا اگر ہم کو ایسی عورتوں پر احسان کرنا ہوگا  
تو ہم کچھ دیونگے نہیں تو نہیں اوس پر یہ ٹکڑا آیت کا نازل ہوا کہ جو لوگ اللہ سے ڈرتے ہیں اُن کو ایسی  
عورتوں کو ضرور کچھ دینا چاہیئے \*

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَوَّجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ أَلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ  
اللَّهُ مَوْتُكُمْ أَحْيَاهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ  
لَا يَشْكُرُونَ وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ  
شکر نہیں کرتے اور لڑو اللہ کی راہ میں اور جان لو کہ اللہ سنتا ہے جانتا ہے

جہاد کے حکم کے نازل ہونے کے بعد جان کے خوف سے کچھ لوگ جہاد میں جانے سے پہلو تہی کر رہے  
تھے اوس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرما کر جہاد کی تاکید فرمائی اور اس تاکید سے پہلے ایک قصہ فرمایا  
جسکا حاصل یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں کے ایک بستی کے آٹھ ہزار کے قریب آدمی وابستے ہو کر اپنی بستی  
چھوڑ بھاگے اور بستی کو چھوڑ کر جہان گئے تھے وہاں اللہ کے حکم سے ایک م میں سب مر گئے اور  
ایک نبی کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے اُن کو پھر زندہ کیا۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ موت جب آئے والی  
ہوتی ہے تو وہ ہر حال میں آتی ہے موت کے ڈر کر بستی کا چھوڑنا جس طرح اس قصہ کے لوگوں کے کچھ کام  
نہیں آیا۔ اس طرح موت کا وقت جب آ جاوے گا۔ تو جہاد کی پہلو تہی اوس کو روک نہیں سکتی اس لیے  
اس وقت موت کے ڈرنا اور جہاد سے پہلو تہی کرنا بے فائدہ ہے \*

مَنْ ذَا الَّذِي يَقْرِضُ اللَّهُ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفْ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرًا  
کون شخص ہے ایسا کہ قرض دے اللہ کو اچھا قرض کہ وہ اسکو دونا کرے سکتے  
وَاللَّهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُطُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ  
اور اللہ تنگی کرتا ہے اور کشائی اور اسی پاس اُٹے جاؤ گے۔

معتبر صحیح ابن جان ابو تفسیر ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ میں حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے  
کہ جب سورہ بقرہ کی وہ آیت اترتی جس میں اللہ تعالیٰ نے خیرات کے ایک دانہ کی سات پالیں اور  
ہر بال میں سودا نہ کی پیدائش کی مثال فرمائی ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا مانگی کہ یا اللہ میری  
امت کے اجر اور ثواب کی تعداد میں کچھ اور زیادتی فرما اوس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی  
کہ جہاد میں صرف کرنے کے لئے جو کوئی اللہ کو تشریف دے دیوے گا اللہ تعالیٰ اوس کے اجر میں

بے شمار افزائش کرے گا پھر فرمایا کہ طہر سچ کے اجر کی کمی بیشی اللہ کے اختیار میں ہے اور ایک دن اس اجر کا ظہور ضرور ہوگا کیونکہ تم سب کو ایک اللہ کے سامنے جانا ہے مفسرین نے کہا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ ہم ایک ایک کے بہت بہتے دو گئے کر ڈینگے تو ظاہر ہے کہ جس چیز کو اللہ بہت فرماوے اس کے لئے لاکھوں کی گنتی بھی تھوڑی ہے ۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلٰٓئِمِۦنَۙ بَنِيۤ اِسْرٰٓءِیْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰی اِذْ قَالُوۡا لِنَبِیِّہِۥمْ اٰتِنَا مِمَّا کُنَّا نَعْمَلُۙ لَنَا مَلٰٓئِکَۃً نَّقَاتِلْ فِیۡ سَبِیْلِ اللّٰهِۚ قَالَ هَلْ عَسَیْتُمْ اَنْ کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِتَالُۙ اَنْ تَقَاتِلُوۡا قَالُوۡا اَوْ مَا لَنَا اَلَّا نَقَاتِلَ فِیۡ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِیَارِنَا وَاَبْنَاءِنَا قُلْتُ عَلَیْکُمْ الْقِتَالُ تَوَلَّوۡا اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْہُمْ وَاللّٰہُ

عَلِیْہِمْ بِالظَّالِمِیۡنَ

معلوم ہیں گنہگار

حضرت موسیٰ کے بعد جنگ بنی اسرائیل اللہ تعالیٰ کی فزائبر داری اور توراۃ کے موافق عمل پرستہ اور قائم رہنے اور وقت تک جس دشمن سے ان کا مقابلہ ہوا ہمیشہ اذکور فتح ہوتی رہی پھر جب بنی اسرائیل میں طرح طرح کی نافرمانیاں پھیل گئیں تو وہ فتنہ یابی اور اقبال مندی ان میں بالکل باقی نہیں رہی۔ وہ قوم عالمہ جب کو مغلوب کر کے انہوں نے ملک شام میں اپنا عمل دخل کیا تھا اوس ملک میں کے اکثر شہر قوم عاتقہ میں کے بادشاہ جاہلوت نے ان سے چھین لیے وہ فتنہ مندی کا صندوق جس کا نام تابوت سکینہ تھا ان کے قبضہ سے نکل کر دشمن کے ہاتھ لگ گیا سبط لاوی جہیں انبیا پیدا ہوتے تھے اوس میں سوائے ایک حاملہ عورت کے اور کوئی باقی نہیں رہا۔ جب بڑی آرزو اور تمنا کے بعد حضرت شمویل پیدا ہو کر نبوت کو پہنچ گئے تو بنی اسرائیل نے دشمن سے لڑنے اور لڑائی کے انتظام کے لئے ان سے ایک شخص کو بادشاہ بنادینے کی خواہش ظاہر کی بنی اسرائیل کے بدوین ہو جانے کے سبب حضرت شمویل کو بنی اسرائیل کے قتل قتل کا اعتبار نہ تھا اس واسطے حضرت شمویل نے بنی اسرائیل کی خواہش کا یہ جواب دیا کہ اگر تمہاری خواہش کیوناق اللہ تعالیٰ نے تم میں کوئی بادشاہ قائم کر دیا اور تم نے بد عہدی کر کے اللہ کے دین کی حمایت میں دشمن سے جہاد نہ کیا تو پھر کیا ہوگا بنی اسرائیل نے اس کے جواب میں کہا کہ ہم کیونکر بد عہدی کر سکتے ہیں جبکہ دشمن کے ہاتھ سے ہم پر یہ آفت آچکی ہے کہ ہمارے اکثر شہر چھین گئے اہل و عیال کے

دشمن کی قید میں چلے جانے سے ہم اپنے اہل و عیال سے جدا ہو گئے اب آخر آیتہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب انہیں بادشاہ ہی قائم ہوا اور اس بادشاہ کے ساتھ اُن کو دشمن سے لڑنے کا حکم بھی ہوا تو ایک بہتر کے پانی پینے کی آزمائش میں نہر ہار آدمیوں نے انہیں سے بد عہدی کی اور طالوت بادشاہ کی اطاعت چھوڑ اور صاف کہنے لگے کہ ہم میں جالوت اور اس کے لشکر سے لڑنے کی بالکل تاب و طاقت نہیں ہے غرض ایک بڑے لشکر میں سے فقط تین سوتیلہ آدمی اپنے عہد پر قائم رہے۔ باقی سب نے بد عہدی کی پھر نہر یا کہ اللہ تعالیٰ کو ایسے گنہ گاروں کا حال خوب معلوم ہے ایک دن یہ اپنے کیے کی سزا پا دیں گے۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَارِئًا مَلِكًا قَالُوا ائِنَّا بِكَوْنُكَ

اور کہا ان کو ان کے بھی نے اس کے کھڑا کر دیا تم کو طاقت  
 الْمَلِكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمَلِكِ مِنْهُ وَلَمْ يَكُنْ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ قَالَ  
 سلطنت ہمارے اور ان کے ہمارا جتنا

سلطنت ہمارے اوپر اور ہمارا حق زیادہ ہے سلطنت میں اس سے اور اس کو نہیں بکشاں مال کی کہا

إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ وَاللَّهُ

اللہ نے اسکو پسند کیا۔ اے اور زیادہ کشائش دی عقل میں اور بدن میں اور اللہ

يُؤْتِي مَلِكًا مَّنْ تَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا اَمْرَ الْمُشْرِکِیْنَ ۚ  
 دیتا ہے اپنی سلطنت جسکو چاہے اور اعدائے کثرت و لایہ سب کا تانا

مین کا تھا اور کچھ الدار بھی نہ تھا اسلئے جب حضرت شمویل نے بادشاہی کے لئے طاوت کا نام لیا تو نبی اسرائیل نے اوپر اعتراض کیا اور اسنے آسکہ کہ ایک بنو دان میں کا نہیں تھا ایک فوجی آدمی سبط بن

ن یامین کے خاندان میں سے تھا اور بیچہ خاندان بنی اسرائیل کے سب خاندانوں میں گھٹیا کہلاتا تھا حضرت

یوں نے ان کے اعتراض کا جواب دیا کہ بادشاہی کے لئے طالت کا انتخاب میں نے اپنی طرف سے نہیں بلکہ اسد تعالیٰ کے حکم سے یہ انتخاب ہوا ہے اس لئے کہ طالت پر نسبت تم لوگوں کے عقل اور قہر و قیامت

یہ لڑائی کے انتظام کی عقل و تدبیر اس کی بڑھی ہوئی تھی اور اسد تعالیٰ نے قہر و قامت کا ایک سانچہ

دشہا ہی اسد کے ملک کی ایک حکومت اسد کی طرف سے ہو چکی۔ اسد نے اسد کے ملک کی ایک حکومت اسد کی طرف سے ہو چکی۔ اسد نے اسد کے ملک کی ایک حکومت اسد کی طرف سے ہو چکی۔

بجائش نہیں ہے +

فَالْحَمْدُ لِلَّهِ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِّنْ رَبِّكُمْ  
نَا ان کو ان کے نبی نے بتا

اور اس کا تائید اُسے منکر صندوق ہیں ہے وہ بھی عثمانی رتبہ کی طرف سے

1 2 3 4 5 6 7 8 9 10 11 12 13 14 15 16 17 18 19 20 21 22 23 24 25 26 27 28 29 30 31 32 33 34 35 36 37 38 39 40 41 42 43 44 45 46 47 48 49 50 51 52 53 54 55 56 57 58 59 60 61 62 63 64 65 66 67 68 69 70 71 72 73 74 75 76 77 78 79 80 81 82 83 84 85 86 87 88 89 90 91 92 93 94 95 96 97 98 99 100 101 102 103 104 105 106 107 108 109 110 111 112 113 114 115 116 117 118 119 120 121 122 123 124 125 126 127 128 129 130 131 132 133 134 135 136 137 138 139 140 141 142 143 144 145 146 147 148 149 150 151 152 153 154 155 156 157 158 159 160 161 162 163 164 165 166 167 168 169 170 171 172 173 174 175 176 177 178 179 180 181 182 183 184 185 186 187 188 189 190 191 192 193 194 195 196 197 198 199 200 201 202 203 204 205 206 207 208 209 210 211 212 213 214 215 216 217 218 219 220 221 222 223 224 225 226 227 228 229 230 231 232 233 234 235 236 237 238 239 240 241 242 243 244 245 246 247 248 249 250 251 252 253 254 255 256 257 258 259 260 261 262 263 264 265 266 267 268 269 270 271 272 273 274 275 276 277 278 279 280 281 282 283 284 285 286 287 288 289 290 291 292 293 294 295 296 297 298 299 300 301 302 303 304 305 306 307 308 309 310 311 312 313 314 315 316 317 318 319 320 321 322 323 324 325 326 327 328 329 330 331 332 333 334 335 336 337 338 339 340 341 342 343 344 345 346 347 348 349 350 351 352 353 354 355 356 357 358 359 360 361 362 363 364 365 366 367 368 369 370 371 372 373 374 375 376 377 378 379 380 381 382 383 384 385 386 387 388 389 390 391 392 393 394 395 396 397 398 399 400 401 402 403 404 405 406 407 408 409 410 411 412 413 414 415 416 417 418 419 420 421 422 423 424 425 426 427 428 429 430 431 432 433 434 435 436 437 438 439 440 441 442 443 444 445 446 447 448 449 450 451 452 453 454 455 456 457 458 459 460 461 462 463 464 465 466 467 468 469 470 471 472 473 474 475 476 477 478 479 480 481 482 483 484 485 486 487 488 489 490 491 492 493 494 495 496 497 498 499 500 501 502 503 504 505 506 507 508 509 510 511 512 513 514 515 516 517 518 519 520 521 522 523 524 525 526 527 528 529 530 531 532 533 534 535 536 537 538 539 540 541 542 543 544 545 546 547 548 549 550 551 552 553 554 555 556 557 558 559 560 561 562 563 564 565 566 567 568 569 570 571 572 573 574 575 576 577 578 579 580 581 582 583 584 585 586 587 588 589 590 591 592 593 594 595 596 597 598 599 600 601 602 603 604 605 606 607 608 609 610 611 612 613 614 615 616 617 618 619 620 621 622 623 624 625 626 627 628 629 630 631 632 633 634 635 636 637 638 639 640 641 642 643 644 645 646 647 648 649 650 651 652 653 654 655 656 657 658 659 660 661 662 663 664 665 666 667 668 669 670 671 672 673 674 675 676 677 678 679 680 681 682 683 684 685 686 687 688 689 690 691 692 693 694 695 696 697 698 699 700 701 702 703 704 705 706 707 708 709 710 711 712 713 714 715 716 717 718 719 720 721 722 723 724 725 726 727 728 729 730 731 732 733 734 735 736 737 738 739 740 741 742 743 744 745 746 747 748 749 750 751 752 753 754 755 756 757 758 759 760 761 762 763 764 765 766 767 768 769 770 771 772 773 774 775 776 777 778 779 780 781 782 783 784 785 786 787 788 789 790 791 792 793 794 795 796 797 798 799 800 801 802 803 804 805 806 807 808 809 810 811 812 813 814 815 816 817 818 819 820 821 822 823 824 825 826 827 828 829 830 831 832 833 834 835 836 837 838 839 840 841 842 843 844 845 846 847 848 849 850 851 852 853 854 855 856 857 858 859 860 861 862 863 864 865 866 867 868 869 870 871 872 873 874 875 876 877 878 879 880 881 882 883 884 885 886 887 888 889 890 891 892 893 894 895 896 897 898 899 900 901 902 903 904 905 906 907 908 909 910 911 912 913 914 915 916 917 918 919 920 921 922 923 924 925 926 927 928 929 930 931 932 933 934 935 936 937 938 939 940 941 942 943 944 945 946 947 948 949 950 951 952 953 954 955 956 957 958 959 960 961 962 963 964 965 966 967 968 969 970 971 972 973 974 975 976 977 978 979 980 981 982 983 984 985 986 987 988 989 990 991 992 993 994 995 996 997 998 999 1000 1001 1002 1003 1004 1005 1006 1007 1008 1009 1010 1011 1012 1013 1014 1015 1016 1017 1018 1019 1020 1021 1022 1023 1024 1025 1026 1027 1028 1029 1030 1031 1032 1033 1034 1035 1036 1037 1038 1039 1040 1

وَبَقِيَّةٍ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ  
اور کچھ بچی چیزیں جو چھوڑ گئے موسیٰ اور ہارون کی اولاد اٹھا لائیں اسکو فرشتے ایسی نشان پدہری ہے  
لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ  
مکو اگر یقین رکھتے ہو

بنی اسرائیل میں ایک صندوق موردی طور پر چلا آتا تھا جس میں حضرت موسیٰ اور ہارون کے وقت کی چیزیں  
برک کی تھیں لڑائے کے وقت اس صندوق کو سب لشکر کے آگے لے چلنے سے تمام لشکر میں ایک طرح  
کی دلچسپی اور اس دلچسپی کے سبب ایک ہمت اور جرأت پیدا ہوتی تھی جس سے بشکری لوگ دل کھول کر  
دشمن سے لڑتے تھے اور فتح یاب ہوتے تھے اسی واسطے اس صندوق کا نام تابوت سکینہ رکھا گیا تھا سکینہ  
کے معنی دلچسپی اور طبعیت کے ہیں بنی اسرائیل کے اعمال کی شامت تابوت سکینہ ان کے قبضہ سے  
نکل کر دشمن کے قبضہ میں چلا گیا تھا حضرت شموئل نے بنی اسرائیل کو یہ جو سمجھایا تھا کہ طالوت کی بادشاہت  
خدا کی طرف سے ہے اسکی علامت اوہنوں نے یہ بتلائی کہ تابوت سکینہ بغیر لڑائی کے خود بخود طالوت کے  
پاس آ جاوے گا۔ اگر تم اندر پورا ایمان رکھتے ہو تو تابوت کے آجانے کے بعد تمکو پورا یقین آ جاوے گا کہ  
طالوت کی بادشاہت خدا کی طرف سے ہے تابوت سکینہ کے طالوت کے پاس آ جانے کا قصہ جو مفسرین  
نے لکھا ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ قوم مخالفہ کی جس بستی میں تابوت سکینہ رکھا ہوا تھا اس بستی میں سخت دبا  
پھیل گئی جس سے بستی کے لوگ گھبر گئے اس بستی میں بنی اسرائیل میں کی ایک لڑکی قید تھی اس نے  
بستی کے لوگوں سے کہا کہ جبکہ یہ صندوق اس بستی میں رہے گا وہاں ہرگز جانے والی نہیں ہے ان  
لوگوں نے ایک گاڑی پر اس صندوق کو لاد کر اس گاڑی کو بستی کے باہر کر دیا اندر کے حکم نے  
فرشتوں نے اس گاڑی کو ہانک کر طالوت کے گہر کے سامنے لا کر کھڑا کر دیا صحیح مسلم میں برابر بن  
عازب سے روایت ہے جبکہ اسکا حاصل یہ ہے کہ ایک شخص نے سورہ کہف پڑھی اسکی آواز سے ایک بادل نے  
اسکو ڈھانک لیا جس سے اس شخص کا ایک گھوڑا جو ماں بندھا ہوا تھا وہ ڈر گیا جب اس شخص نے  
اس قصہ کا ذکر آنحضرت صلی علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے فرمایا وہ سکینہ ہے اس حدیث سے فقط یہ معلوم ہوا  
کہ جس چیز کا نام آنحضرت صلی علیہ وسلم نے سکینہ فرمایا وہ ایک بادل تھا اب اس حدیث کے ساتھ وہ حدیثیں ملانی  
جاویں جن میں یہ ذکر ہے کہ ذکر الہی کی مجلس میں فرشتے آتے ہیں اور مجلس کو ڈھانک دیتے ہیں تو حاصل  
یہ ہوتا ہے کہ اس بادل میں فرشتے تھے جنکو دیکھ کر وہ گھوڑا ڈر گیا کیونکہ خالی بادل سے گھوڑے کے  
ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے اور ان فرشتوں کو ہی آپ نے سکینہ فرمایا ہے اسی طرح تابوت کے تبرکات  
کے ساتھ جو فرشتے ہوا کرتے تھے انکو سکینہ کہا گیا ہے اوہی فرشتوں کی برکت سے لشکر میں ایک ملی  
اطمینان پھیل جاتا تھا سو اس تفسیر کے سکینہ کی تفسیر میں اور اقوال اہل کتاب کی روایات سے لگے ہیں جو





وَلَمَّا بَرَزُوا لِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ قَالُوا رَبَّنَا افرع علينا صبراً وثبت اقدارنا

اور جب سامنے ہوئے جالوت کے اور اُسکی فوج کے تو کہے کہ رب ہمارے صبر میں قوت عطا فرما اور ہمارے ہتھیار ہمارے پاؤں

وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝ فَاَوْفُوا بِعَهْدِكُمْ بِاللّٰهِ وَقَتْلُوا دَاوُدَ وَجَالُوتَ وَ

اور ہمارے ہتھیار ہمارے پاؤں پر شکست عطا فرما کہ انکو اللہ کے حکم سے اور مارا داؤد نے جالوت کو اور

اِنَّهٗ اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَكِيمُ ۝ وَعَلَيْكُمْ مَّآ يَشَاءُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ

دوسرے کو اللہ نے سلطنت اور تدبیر سکھایا اسکو جو چاہا۔ اور اگر دفع نہ کروا دے اللہ لوگوں کو ایک کو ایک کے

لِفَسَادِ الْاَرْضِ وَلَكِنَّ اللّٰهَ ذُو فَضْلٍ عَلَي الْعَالَمِينَ ۝ تِلْكَ اَيُّ اللّٰهِ تَتْلُوهَا

تو خراب ہو جاوے ملک لیکن اللہ فضل رکھتا ہے جان کے لوگوں پر یہ آیتیں اللہ کی ہیں ہم تمکو

عَلَيْكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝

سناتے ہیں تحقیق اور تو بیشک رسولوں میں سے۔

جب جالوت کے ایک بہت بڑے لشکر سے طالوت اور اصحاب طالوت کا مقابلہ ہوا اور سوقت طالوت کے لشکر کے

ایماندار لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ صبر اور استقامت کی دعا مانگی اور اللہ تعالیٰ نے انکی دعا قبول کی اور دشمن کے

لشکر پر اونکو فتح دی اور داؤد علیہ السلام نے جالوت کو قتل کیا اور پھر حضرت شیوہل کے انتقال کے بعد نبوت اور

طالوت کے انتقال کے بعد بادشاہت سب کچھ حضرت داؤد علیہ السلام کے خاندان میں آگیا۔ اس کے بعد آیت میں

ایک عادت الہی کا ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ بعضے سرکشوں کی سرکشی اپنے بعضے بندوں کے ذریعہ سے ہمیشہ اپنے

رفع کر رہتا ہے جس طرح جالوت کی سرکشی جو بڑا جاہر مشہور تھا طالوت کے ذریعہ سے رفع کی گئی۔ اور آخر کو

پورے قصے کے بعد اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی فرمائی کہ بغیر اہل کتاب کی مدد کے تم جو

اون کے انبیاء اور انکی کتابوں کے صحیح قصے بیان کرتے ہو یہ بات تمہارے نبی صاحب وحی ہونے کی پوری

دلیل ہے۔ جبکہ اہل کتاب بھی اپنے دل میں خوب سمجھتے ہیں اور ظاہر میں جو وہ لوگ تمہاری نبوت کا انکار کرتے ہیں۔

پیشین اون کی ہٹ دھرمی ہے۔

يَاۤاَيُّهَا سَيَقُولُ تَمَّ مُرْسِدُ

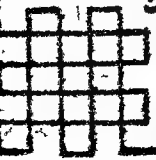
اطلاع ضروری - مطبع فاروقی دہلی بازار سلیمان سے ہر قسم کی کتب قلمی فارسی اور قرآن مجید مختلف تہوں کے لئے جوئے مطبع فاروقی قلم نویسہ مطبعہ سمرقانی ناہایت خوشگوار کالہ پوری

# تکلیفیں مع حرم اردو تجنیس تدلیس

اسکے مصنف علامہ جمال الدین عبدالرحمن بن علی جوہر جوہی کے نام سے مشہور ہیں آپ کو تاریخی دربار میں شہرت کی اعلیٰ کرسی حاصل ہو چنانچہ طبقات ابن رجب جیسی مستند تواریخ میں آپ کے حالات پندرہ ورقوں میں قبضہ کیے ہوئے ہیں ان میں سے چند فقرے نقل کیے جاتے ہیں آپ چھٹی صدی میں گزے ہیں۔ ابو ظفر کہتے ہیں کہ آپ کے وعظ میں دس ہزار آدمی حاضر ہوتے تھے اور بے اوقات آپ کے وعظ میں ایک ایک لاکھ آدمی حاضر ہوتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کے دلوں میں آپ کی قبولیت اور بہت پڑی ہوئی تھی اور آپ دنیا میں زہادہ زندگی بسر کرتے تھے اور دنیا سے کم تعلق رکھتے تھے اور مہفتہ وار قرآن شریف ختم کرتے تھے اور گھر سے صرف عطا اور جوع کے لئے نکلتے تھے اور کبھی کسی سے ہنسی مذاق نہیں کیا۔ اور نہ مشکوک کھانا کھایا اور مرتے دم تک سیطرح زندگی بسر کی۔ ابن قطیبی کہتے ہیں کہ لوگوں نے آپ کے وعظ سے بہت فائدہ اٹھایا۔ بعض مرتبہ ایک مجلس میں سو سو آدمی اور اس سے بھی زیادہ گناہوں سے توبہ کرتے تھے اور سال میں ایک دو روز جامع منصور میں بیٹھتے تھے تو شہر بھر میں تقسیم ہوتے تھے اور ایک ایک لاکھ آدمی جمع ہو جاتے تھے۔ ابن قادی نے اپنی کتاب میں لکھا کہ جو شخص رات کو نماز پڑھا کرتے تھے اور دن کو اکثر روزہ رکھا کرتے تھے۔ اور کام بھی کرتے تھے۔ رات کی غفلت میں بزرگوں سے ملتے تھے اور ذکر الہی سے کبھی نہ ٹھکتے۔ حافظ دمشقی نے اپنی تواریخ میں لکھا کہ آپ کی بہت سی تصنیفات مختلف علوم میں ہیں جیسے تفسیر فقہ۔ حدیث۔ وعظ۔ وقائق۔ تواریخ۔ وغیرہ حدیث اور علوم حدیث کی معرفت اور صحیح ضعیف حدیث کی وفقیہت انہر ختم ہو گئی اور عباد کا شب و رات غلکان اور مسموی اور ابن ہنار اور ابو شامہ وغیرہ مقبرہ مومنین نے اپنی تواریخوں میں آپ کے بڑے بڑے اوصاف لکھے ہیں یہی۔ اور اگر آپ اس کتاب کی مفصل کیفیت معلوم کرنا چاہتے ہیں تو یہ بات محال ہو بغیر کتاب دیکھ کر معلوم نہیں ہو سکتی مگر اتنا یاد رکھیے کہ کتاب کی مجموعی صورت اور زمانہ کی ضرورت پر غور کرنے سے ایسا معلوم ہوتا ہو کہ ایک ہر طبیب بیٹھا ہوا ہو اور زمانہ کی نبض اس کے ہاتھ میں ہو۔ اور اہل زمانہ کی تمام علمی بیماریاں اس سے تشخیص کر لی ہیں اور ہر ایک بیمار کے لئے نہایت فراست کے ساتھ نسخہ لکھ رہا ہو مصنف نے اس کتاب میں تیرہ باب مختصر کیے ہیں جن میں یہ باتیں بیان کی ہیں۔

(۱) سنت اور اجابت کو اختیار کرنے کی تاکید	(۵) عطا و اذعان کے متعلق شیطانی فریب	(۹) زہادوں کے متعلق شیطانی فریب	(۱۳) جہمی جہمی اور کفر کے متعلق شیطانی فریب
(۲) بدعت اور بدعتوں کی مذمت	(۶) غلامی کے متعلق شیطانی فریب	(۱۰) صرفیہ کے متعلق شیطانی فریب	(۱۴) توہم و وسوسہ کے متعلق شیطانی فریب
(۳) شیطانی کفر و فریب سے ڈرانا	(۷) مسلمانوں کے متعلق شیطانی فریب	(۱۱) کفر کے متعلق شیطانی فریب	(۱۵) علم کے متعلق شیطانی فریب
(۴) کفر و فریب کے سنوں کی تشریح	(۸) عابدوں کے متعلق شیطانی فریب	(۱۲) علم کے متعلق شیطانی فریب	

اس تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی ہے کہ شیطان مختلف خیالات کے لوگوں کو کیا فریب دے گا اور آپ دیکھ کر دیکھ کر ناچار ہو جائے گا کہ جو کچھ موجود زمانے کے لئے ایسی کتاب کی ضرورت تھی لیکن یہ کتاب فقط عربی کا شائع کرنا اور خود حضرات کے کو بیع و دار سے کو خرم کرنا قاعدہ اس کا تہرہ کرنا کہ اس کا نام تجنیس تدلیس رکھا اور اس میں کتاب سبع و تہرہ نہایت آہستہ آہستہ چھاپ کر شائع کی اور اس میں مصنف کے حالات اردو میں سوانح عمری کے طور پر لکھے گئے ہیں اور ایک فہرست غنائین لکھی گئی ہے جس میں تمام مضامین کی تفصیل لکھی گئی ہے اور یہ فہرست فہرست جلد اول و دوم کے درمیان میں لکھی گئی ہے



المشہر سید محمد معظم سید عبدالسلام تاجرت مالک مطبع فاروقی دہلی محلہ سلیمان

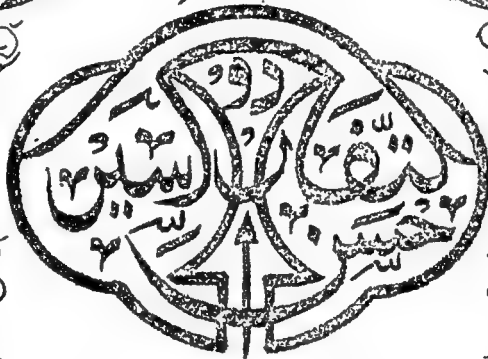
(رسل) دہلی جلد کے خریداروں کے لئے خاص رعایت ہے

بلا اجازت کوئی صاحب -

لونی صاحب  
 اے چھاپے  
 خداتعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہو کہ  
 یوسف علیہ السلام

محض اُس کے فضل و توفیق سے کتاب فیض انتخاب لاجواب مردِ حکیم  
اولی الاباب جو حقیقت تمام تفاسیر کا ہم مثل انتخاب اور احادیث  
صحیحہ مقبولہ کا سب سے نظیر قیاس احسن الفوائد کا کامل و مکمل اضافہ ہوئی ہے۔

حسن التفسير



سہ لفظ رئیس المفسرین: الخیثین خستان اقا تحفہ قہرمان ملکیت متین  
مروج دین متین نبوی شہسوار عصہ معانی علامہ زمخشری خانبابہ صاحب  
سابق تعلقہ دارا اول حیدر آباد و کن امت برکاتہ۔ باہتمام احقر الانام سید عبد السلام

ابن موسیٰ محمد بن علی بن محمد بن علی بن علی بن ابی طالب

ابن ابی عمیر بن محمد بن عمار بن عبد اللہ بن مسعود بن عمرو بن عبد مناف بن قصی بن كلاب بن مرہ بن كعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن معدی قلهب بن عدنان

قیمت فی پاور

حسب ضابطہ جبری شدہ ہے

(تقد و طبع ۱۳۰۰)

الحجۃ الثالث وثلاثون

۱۵۰

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ  
 دَرَجَاتٍ وَأَتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيْتَ وَأَيْدِنَا رُوحَ الْقُدُسِ لَوْ شَاءَ  
 اللَّهُ مَا أَقْتُلَ الَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ مِنْ بَعْدَ مَا جَاءَهُمُ الْبَيْتَ لَكِنْ اخْتَلَفُوا  
 فِيهِمْ مَنْ آمَنَ وَمِنْهُمْ مَنْ كَفَرَ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَقْتُلُوا وَلَكِنَّ اللَّهَ  
 يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ

یہ سب رسول  
 بڑائی دی جنہ انیس ایک کو ایک سے کوئی ہے کہ کلام کیا اس نے اور بلند کیے بعض کے  
 درجہ اور دیں جنہ عیسے مریم کے بیٹے کو نشانیاں صیغ اور زور دیا اسکو روح پاک سے اور اگر چاہتا  
 اللہ نہ مارتے ان کے پیچھے بعد اسکے کہ پہنچے ان کو صان حکم لیکن وہ ہیٹ گئے  
 انہیں میں امن و امن و امن گھروں لو شاء اللہ ما اقتلوا ولکن اللہ  
 پر کوئی نہیں یقین لایا اور کوئی منکر ہوا اور اگر چاہتا اللہ نہ مارتے لیکن اللہ  
 کرتا ہے جو چاہے۔

اوپر کی آیتوں میں ذکر تھا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے خاندان میں اللہ تعالیٰ نے بادشاہت اور نبوت دونوں کو  
 جمع کر دیا حالانکہ ہمیشہ بنی اسرائیل میں یہ طریقہ تھا کہ نبوت ایک خاندان میں تھی اور بادشاہت دوسرے  
 خاندان میں جیسا کہ ذکر اوپر آچکا ہے اب ان آیتوں میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مصلحت کے موافق گروہ  
 انبیاء میں کسی کو کسی طرح کی فضیلت دی ہے اور کسی کو کسی طرح کی جن انبیاء کو اللہ تعالیٰ نے اپنی مصلحت  
 کی فضیلت دی ہے صحیح ابن جان کی حضرت ابو ذر کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام  
 حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء پر تین بنی ہیں اور باتوں میں بعض نبیوں کا درجہ کچھ اور بعض  
 کا کچھ جو اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے اور اس کی تفصیل صحیحین وغیرہ کی معراج کی حدیث سے یوں معلوم ہوتی ہے کہ اس  
 رات مثلاً حضرت آدم علیہ السلام اول آسمان پر تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ساتویں آسمان پر غرض ان  
 آیتوں اور حدیثوں کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مصلحت کے موافق گروہ انبیاء میں بعض نبیوں کو  
 بعض نبیوں پر فضیلت دی ہے اور اس فضیلت کو مبہم طور پر قرآن شریف میں ذکر فرمایا ہے اس لئے امت کے  
 لوگوں کو نہیں پہونچتا ہے کہ قرآن شریف کے اس ابہام کی تفصیل اپنے رائے سے کریں اور انبیاء کی  
 فضیلت باہمی میں بحث و چسپا کر کے بعض انبیاء کی کسر شان کے درپے ہوں اس واسطے صحیحین وغیرہ  
 میں جو روایتیں ہیں انہیں اپنے اس طرح کی بحث سے اپنی امت کو منع فرمایا ہے لیکن صحیحہ مسلم کی حضرت  
 ابوہریرہ کی اوس روایت سے جس میں اپنے چھ باتوں کا ذکر فرما کر یہ فرمایا ہے کہ ان چھ باتوں کے سبب  
 اللہ تعالیٰ نے مجھ کو سب انبیاء پر فضیلت دی ہے اور حضرت ابوسعید خدری کی اوس روایت سے  
 جبکو ترمذی نے معتبر سند سے روایت کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اپنے فرمایا کہ میں کچھ فخر کے طور پر  
 نہیں کہتا بلکہ بیان امر واقعی یہ ہے کہ میں سب اولاد آدم کا سردار ہوں اور اسی قسم کی اور احادیث

فضل



حاکم و خلف است بجا پر متفق ہیں کہ بنی آخر الزماں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء ہیں اور آیتہ لیظہر علی الدین کلام سے اس اتفاق امت کی پوری تائید ہوتی ہے آخر پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انبیاء اور ان کے معجزات اور آسمانی کتابوں کے آنے کے بعد اللہ چاہتا تو امتوں کا آپس کا اختلاف اٹھ جاتا اور سب راہ راست پر آجاتے لیکن دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے علم ازلی سے یہ جان لیا ہے کہ جیسے لوگ باوجود انبیاء اور آسمانی کتابوں کے آنے اور معجزات کے دیکھنے کے راہ راست پر نہیں آویں گے اور اسی اپنے علم کے نتیجہ کو اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں لکھ لیا ہے جس کا نام تقدیر ہے دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ اس کے علم کے موافق ہے صحیحین کی حضرت ابوہریرہ کی حدیث مشہور ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک انسان کی طبیعت میں دین حق کے قبول کرنے کی صلاحیت رکھ کر انسان کو پیدا کیا ہے اس کے معلوم ہوا کہ انسان اپنی پیدائشی طبیعت کے مخالف جو کچھ کرتا ہے وہ اپنے فعل مختاری سے کرتا ہے اللہ کی مرضی انسان کے ایسے کام کرنے کی نہیں ہے ہاں اپنے فعل مختاری سے انسان آج جو کچھ کر رہا ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم ازلی سے پہلے ہی جان لیا ہے لیکن اس جان لینے سے انسان کی کوئی مجبوری لازم نہیں آتی رہی یا نہ اللہ تعالیٰ انسان کے فعل مختاری سے اس کو روکتا تو یہ بات ہی تو اللہ کی قدرت میں تھی اس کا جواب علماء نے جو دیا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ یہ صورت ایک مجبوری کی ہے اور مجبوری کا ایمان اللہ تعالیٰ کے نزدیک قبول نہیں ہے کیونکہ دنیا میں انسان کو امتحان کے طور پر پیدا کیا ہے چنانچہ فرمایا خلق المیت والحوۃ لنبوکم انکم احسن عملاً جب ایک شخص کو ایک کام پر مجبور کیا تو پھر اس کا امتحان کیا جاتا رہا۔ مراد بنیات سے وہ قطعی دلیل میں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دی گئی تھیں مثلاً مڑوں کو زندہ کرنا وغیرہ اور روح القدس حضرت جبریل میں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بر وقت رہتے تھے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ مَا كَانَ قُلُوبُكُمْ مِنْ قَبْلُ أَنْ يَأْتِيَكُمْ يَوْمَ لَا بَيْعَ فِئَةٍ وَلَا مَظْلَمَ ۚ وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۚ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۚ

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو۔ کچھ تمہارا دیا پہلے اس دن کے آنے سے جس میں نہ بیکناہی ہے اور نہ مظلومی ہے اور نہ سفارش اور جو منکر ہیں وہی ہیں گنہگار

یعنی مشغول کا یہ قول ہے کہ یہ آیتہ زکوٰۃ اور نفلی صدقہ دونوں کے باب میں نازل ہوئی ہے آخر آیتہ میں آیتہ کے حکم کے موافق جو لوگ مال نہ منسجح کریں ان کو کافر ظالم جو منکر لایا ہے اس کے اس قول کی تائید ہی ہوتی ہے کیونکہ سطح کا سخت و عید زکوٰۃ کے منکر کے حق میں ہی صادق آسکتا ہے نفلی صدقہ سے ہاتھ کھینچنے والے شخص کے حقیقین کا فروظ ظالم کا وعید نہیں صادق آسکتا لیکن یہ تفسیر انہی مفسرین کے نزدیک صحیح ہو سکتی ہے جو رمضان کے روزہ کو رکن دوم اور زکوٰۃ کو رکن سوم کہتے ہیں اور رمضان کے



روزوں کی فرضیت بعد زکوٰۃ کی فرضیت کا قائل میں اور جو مفسرین اُس بات کے قائل ہیں کہ زکوٰۃ تو سکے میں فرض ہوئی ہے لیکن اسکے وصول کے لئے عالموں کا تقرب اور انتظام مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد ہوا ہے اور ان کے لئے ایک اس مذنی آیت کا زکوٰۃ کے حکم میں نازل ہونا صحیح نہیں قرار پاسکتا۔ لیکن خدا بام احسن صحیح ابن خرمیہ لسانی ابن ماجہ مستدرک حاکم میں معتبر سند سے تھیں بن سعد بن عبادہ کی جو روایت ہے اوس سے زکوٰۃ کا مدینہ منورہ میں ہی فرض ہونا صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ اُس روایت کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرار سے قبل کے موافق صدقہ فطر زکوٰۃ سے پہلے فرض تھا زکوٰۃ کی فرضیت کے بعد صدقہ فطر ایک اختیاری امر رہ گیا اب اس بات میں تو سب متفق ہیں کہ رمضان کے روزوں اور صدقہ فطر کی فرضیت ہجرت کے بعد ہے پھر ہجرت سے پہلے مکہ میں زکوٰۃ کیونکر فرض ہو سکتی ہے جسکی فرضیت صحیح روایت کے موافق صدقہ فطر کے بعد ہے اس آیت میں شفاعت کی اور آپس کی دوستی کی عام طور پر نفی مندرجائی ہے لیکن اور آیتوں اور حدیثوں سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بعد گنہگار اہل کلمہ لوگ اللہ کے رسول اور عام مومنوں کی شفاعت کے سبب دوزخ سے نکل کر جنت میں جاویں گے اس لئے اس آیت کا حکم غیر اہل کلمہ کے ساتھ خاص ہے اور اس طرح کے حکم میں وہ لوگ بھی داخل ہیں جو پوری اہل کلمہ نہیں ہیں بلکہ ان کے عقیدہ میں قبر پرستی پر ہستی کا شرک یا ان کے اعمال میں کسب طریح کی ریاکاری ہے ۔

اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَّہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ  
 مدرس کے سوا سے کبھی بندگی نہیں جیتا ہے نہ کہ تھکنے والا نہیں پکڑتی اور کوئی اونگھ نہ غنڈہ اس کا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے  
 مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْہِمْ وَاَخْفَیْہُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ  
 کون ایسا ہے کہ سفارش کرے اس کے پاس مگر اس کے اذن سے جاتا ہے جو حق کے روئے اور پیش روئے اور پیش روئے  
 بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِ الْاِلٰہِ مَا شَاءَ وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضُ وَاِلَیْہِ دَوْرُ  
 اس کے علم میں سے کچھ مگر جو وہ چاہے یا بغائز ہے اس کی کرسی میں آسمان اور زمین کو اور نہ کہ زمین میں اس کے

حَفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلَمُ الْعَظِيمُ

تھامنے سے اور وہی ہے اور کیمیا میں پڑا

جس طرح آیہ و احکام کے دواعدا و اراء اور توحید کی آیتیں مثلاً قل ہو اللہ احد وغیرہ توحید کے ثابہت کو کرنے اور غیر اللہ کی پرستش کو باطل کرنے کے لیے نازل ہوئی ہیں اسی مطلب کے لیے یہ آیت بھی نازل ہوئی ہے اس آیت کی فضیلت میں بہت حدیثیں وارد ہوئی ہیں ان میں سے ابو امامہ کی ایک وہ حدیث ہے جسکو تائی اور خیرانی وغیرہ نے معبر سند سے روایت کیا ہے جسکا اصل یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا جو شخص ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے گا اس کے جنت کے جانے میں فقط اتنی ہی دیر ہے کہ اس کی آنکھ بند ہو اور وہ دینا سے اٹھیں اس جو نے اس حدیث کو موضوع بتلایا ہے لیکن حاققا ابن حجر نے کہا ہے کہ یہ ابن جوزی کی خفایا ہے جو اس حدیث

حدیث کو موضوع کہا ہے۔ طبرانی کی اس حدیث کی سند صحیح ہے طبرانی کی بعض روایتوں میں آیت الکرسی کے ساتھ قل ہوا احد کا ملانا بھی آیا ہے سند اس روایت کی بھی معتبر ہے سند امام احمد ترمذی وغیرہ میں معتبر سند سے جو روایتیں ہیں ان کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کے ناموں میں یا حی یا قیوم اسم اعظم ہے ان ناموں کو پڑھ کر جو کوئی کچھ جائز و حرام کئے گا وہ ضرور قبول ہوگی۔

اللہ لا الہ الا ہو کا مطلب یہ ہے کہ سوا اللہ کے کوئی عبادت کے قابل نہیں رہانی السموات و الارض کا مطلب یہ ہے کہ ستارہ پستون کے سارے اور بت پرستوں کے بت اور سوا اللہ کے جسکی پرستش کیجاوے یہ سب اللہ کی مخلوق ہیں انہیں خالق بننے کی صلاحیت ہرگز نہیں ہے لا تاخذہ سنۃ ولا نوم کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کا بادشاہ ہو کر دور بار کی طرح اسکی بارگاہ میں سیطرہ کی غفلت اور بے خبری نہیں ہے من ذا الذی شفع عندہ الا باذنه کا مطلب یہ ہے کہ شفاعت کے لئے اللہ تعالیٰ کی اجازت دے گا رہے اور کسی مشرک کے حق میں اللہ تعالیٰ کیسے شفاعت کی اجازت نہ دیوے گا کیونکہ اوسنے فرما دیا ہے ان اللہ لا یغفران لشرک بہ پھر یہ مشرک لوگ اپنے بتوں سے شفاعت مانع اللہ کی توقع جو رکھتے ہیں یہ بالکل بے سود توقع ہے یعلم ما بین یدیم واطفہم کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق کا حال اور آئندہ کا ذرہ ذرہ سب حال معلوم ہے اس لئے وہی معبود بٹھانے کے قابل ہے جن معبودوں کو اپنے نابین کے نیک و بد کا کچھ حال ہی معلوم نہیں و دیکھا معبود متراپا سکتے ہیں اور ان کے عبادت سے کیسے کیا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے ولا یحیطون بشی من علمہ الا بما شاء کا مطلب یہ ہے کہ تمہارا علم بالکل ناقص ہے جس سے تم اپنے نیک و بد کو حسرہ گز نہیں جان سکتے اس لئے اللہ تعالیٰ نے تمہارے حال اور آئندہ کی مصالحت کے لحاظ سے اپنے بنی کے ذریعہ جو کچھ ارستہ نجات کا اپنے علم ازلی کے موافق تمکو بتلایا ہے اوس کے موافق کار بند ہو گے تو نجات پاؤ گے اور اگر برخلاف علم الہی کے اپنی ناقص علم اور عقل سے کام لو گے تو برباد ہو جاؤ گے۔

وسع کرسیہ السموات والارض والیوردہ حفظہا و هو اعلىٰ العظیم مستدرک حاکم میں سند معتبر سے حضرت عبداللہ ابن عباس کی ایک روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ کرسی اللہ تعالیٰ کے پاؤں رکھنے کی جگہ کا نام ہے اور بعض روایتوں میں ہے کہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمین کا عرض و طول کرسی کے مقابلہ میں ایسا ہے جطرح ایک بڑے جنگل میں ایک چھلہ ڈال دیا جاوے اور عرش کی لمبائی اور چوڑائی سوا اللہ کے اور کسی کو معلوم نہیں ہے حاصل مطلب یہ ہے اتنی بڑی کرسی اور زمین اور آسمان کی نگہ بانی جس کے ہاتھ میں ہے پرستش کے قابل وہی ہے ایسے بڑے بادشاہ کو چھوڑ کر دوسروں سے التجا کا کیا سراپا نادانی ہے۔

لَا اَكْرَاهُ فِي الدِّينِ قَدْ بَيَّنَّ الشُّرُكُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ

زور نہیں دین کی بات میں کھل چکی ہے میلاد اور بے راہی اب جو کوئی منکر ہو مفسد ہے

وَيُؤْمِنُ بِاللَّهِ فَقَدْ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ  
اور یقین لاوے اللہ پر اسنے پکڑے وہی مضبوط جو ڈٹنے والی نہیں اور اللہ سنتا ہے جانتا

ابوداؤد اور نسائی اور صحیح بن جان ابن ابی حاتم میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ انصار کی بعض عورتیں اولاد کی تناسل میں اسلام سے پہلے یہ نذر مان لیتے تھیں کہ ہمارے یہاں لڑکا پیدا ہوگا تو ہم اسکو یہودی کر دیں گے چنانچہ اس طرح کے کئے لڑکے انصار میں کے یہودی بنکر یہود کے قبیلہ بنی نضیر میں رہتے ہی تھے جب اس قبیلہ کو آنحضرت صلعم نے نواح مدینہ سے جلا وطن کیا تو انہوں نے ان لڑکوں کو اپنے ساتھ لیجانا چاہا اور انصار نے ان لڑکوں کو جبراً روکنا چاہا اور سپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور انصار کو ان یہودی لڑکوں پر جبر کرنے سے روکا اسکی معلوم ہوا کہ اہل کتاب پر جبر نہیں جبکہ وہ جسنہیں اور مشرکین سے جہاد کرنے کی آیتوں کو اس آیت سے کچھ تعلق نہیں بعض تفسیروں میں سوا اس کے اس آیت کی شان نزول اور کچھ جو لکھی ہے اسکی بنسبت جو شان نزول اوپر بیان کی گئی ہے وہی قوی ہے اور عبداللہ بن مسعود کے قول کے حوالہ سے بعض تفسیروں میں یہ جو لکھا ہے کہ ہجرت سے پہلے آنحضرت صلعم جب تک مکہ میں تھے اسوقت تک اس طرح درگزر کا حکم تھا جہاد کی آیت سے اب یہ آیت منسوخ ہے یہ قابل اعتراض ہے کیونکہ ابوداؤد اور نسائی اور ابن جان کی روایت مقل سے جب اس آیت کا نازل ہونا جلا وطنی بنی نضیر کے بعد ثابت ہے اور کتب مغازی اور کتب شیعہ حدیث میں یہ صراحت موجود ہے کہ جلا وطنی بنی نضیر کی جنگ احد کے بعد ہے پھر خود یہ آیت جہاد اور جنگ بدر اور احد کے بعد نازل ہوئی ہے آیت جہاد سے اسکو منسوخ کہنا کیونکہ صحیح قرار پاسکتا ہے عروۃ الوثقی کی تفسیر مسلم وغیرہ کی اس روایت میں ہے جس میں عبداللہ بن سلام کے خواب کا ذکر ہے وہ تفسیر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمائی ہے اس کے سوا کسی دوسری تفسیر کی ضرورت نہیں۔

اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا  
اللہ کام بنانے والا ہے ایمان والوں کا نکالتا ہے ان کو اندھیروں سے بجائے میں اور جو منکر ہیں  
أُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَلَئِن لَّمْ يَآخُذُوا  
ان کے مصلیق ہیں شیطان نکالتے ہیں ان کو بجائے سے اندھیروں میں وہ ہیں دوزخ والے

هُرْفِيهَا خِلْدُونُ

وہ اسی میں رہے

ابن جریر نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ بعض نصرانی پہلے حضرت عیسیٰ پر ایمان لائے تھے اور جب آنحضرت کی نبوت مشہور ہوئی تو آنحضرت پر ہی ایمان لائے ان کی شان میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے جس سے آیت کے یہ ہیں کہ جو شخص اللہ کے حکم کے موافق رسول وقت کی



ہدایت کے لیے بھیجا اور باوجود ہدایت کے جب غرور اور است پر نہ آیا تو پھروں کا عذاب بھیجا اور اس کو  
اور اس کے لشکر کو خارت کر دیا اور لوگ تو پھروں کے ناک میں گھس جانے اور دماغ میں کاٹنے سے فوراً  
مر گئے مگر خدا کی ہشکار کے سبب غرور اور اس حالت میں بھی مدت تک جیا اور جب چہرہ اس کے دماغ  
میں کاٹا تھا تو اس کے سر پر طرح طرح کی مار پڑتی تھی خدا تعالیٰ کو یہ ذلت اور ملتعون کو دینی تھی  
اس لیے اس بے حیا زلیت اس کو ایک مدت تک زندہ رکھا اہل کتاب اور مشرکین عرب میں سے جو لوگ  
اس آیت کے نازل ہونے تک اللہ کے رسول کی مخالفت سے باز نہیں آئے تھے ان کی تفسیر کے لیے اللہ تعالیٰ  
نے یہ آیت نازل فرمائی تھی تاکہ یہ لوگ خوب اچھی طرح سمجھ لیں کہ اللہ کے رسول کی مخالفت ایسی بُری چیز  
ہے جسے غرور جیسے صاحبِ حشمت بادشاہ کو ایسی ذلت و خواری سے متبرک اور اس کے لشکر کے خارت کر دیا ان  
لوگوں کی کیا اصل و بنیاد ہے جو انہوں نے رسولِ وقت کی مخالفت پر کمر باندھ ہی ہے باوجود فہمائش کے  
اگر یہ لوگ اپنی عادت سے باز نہ آئے تو ان پر بھی غرور جیسا کوئی وبال پڑنے والا ہے اللہ سبحانہ اللہ کا  
وعدہ سچا ہے اس تبیہ کا جو کچھ نتیجہ اہل کتاب و مشرکین مکہ و دونوں کے حق میں ہوا اوس کا ذکر اوپر گذر چکا  
ہے کہ کچھ لوگ انہیں ذلت سے قتل اور قید ہوئے اور کچھ جلا وطن ہوئے۔

اَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَى قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا قَالَ اَنِّي مَجِيٌّ هَذِهِ اللّٰهُ  
یہ وہ شخص کہ گذر ایک شہر پر اور وہ گرا پڑا تھا اپنی چیتوں پر بولا کہاں جلاوے گا اوس کو  
بعد مودتہا فاما تہ اللہ ما تہ عامر ثم بعثہ قال کہ کہنت قال لیئت  
مر گئے پھر مار رکھا اس شخص کو اللہ نے سو برس پہلے اُٹھایا کہا تو کہنتی دیر رہا بولا میں رہا  
یوماً و بعض یوم قال بل لیئت ما تہ عامر فانظر الی طعناک و شرابک  
ایک دن یا دن سے کچھ کم کہا نہیں بلکہ تو رہا سو برس اب دیکھ اپنا کہا نا اور پٹیا  
لو لیئت و انظر الی جوارک و لیجملک ایتہ للناس انظر الی العظام  
سٹر نہیں گیا اور دیکھ اپنے گوسے کو اور جملہ ہم غور کیا چاہیں لوگوں کے واسطے اور دیکھ پٹیاں  
کیف انشرھما ثم نکسوا حجا فلما تبیین لہ قال اعلم ان اللہ  
کسطح ان کو ابھارتی ہیں پہر اپنر پناٹے میں گوشت پر جب اسپر ظاہر ہوا بولا میں جانتا ہوں کہ اللہ  
عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ  
ہر چیز پر قادر ہے

جب بنی اسرائیل نے بہت نافرمانی شروع کی تو اللہ تعالیٰ نے جنت نصر بابل کو اور نیز سلط کیا جو چہ لاکھ  
کے قریب فوج ساتھ لیکر بابل سے ملک شام گیا اور ہزار آدمی بنی اسرائیل کے قتل کو طوائف اور  
ہزار آدمیوں کو قید کر کے بابل لے گیا ان قیدیوں میں حضرت عزیر بھی تھے پھر جب غرور کی طرح

بخت نصر کی ناک میں بھی ایک مچھر گھس گیا جس سے وہ آخر کو ہلاک ہو گیا اور حضرت غزیر قید سے چھوٹ کر بابل سے شام کو آئے اور بیت المقدس پر ان کا گزر ہوا تو بیت المقدس کو نہایت درجہ ویران دیکھ کر ان کے مونہ سے بے ساختہ یہ کلمہ نکل گیا کہ دیکھئے اللہ تعالیٰ نے اس اوٹھے دیار کو کب اور کیونکر آباد کرے گا اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت دکھانے کے لئے سو برس تک ان کو اور ان کی سواری کے گدھے کو مار ڈالا اور جب اس سو برس کے عرصہ میں وہ شہر پھر بس گیا تو ان کو اور ان کے سامنے ان کے گدھے کو زندہ کیا اور وہ بسا ہر شہر ان کو دکھا دیا چہرہ انہوں نے یہ کہا کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے بخت نصر کی گردی میں تو ریت ہی ضائع ہو گئی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے جب حضرت غزیر کو زندہ کیا تو توراۃ بھی ان کو یاد کرادی بنی اسرائیل نے جو دیکھا کہ اتنے عرصہ کے بعد غزیر ابھی جوان ہیں اور توریت بھی ان کو یاد ہے تو بنی اسرائیل ان کو خدا کا بیٹا کہنے لگی اس قصہ کے نازل فرمانے سے اہل کتاب کو تو یہ جھلایا گیا ہے کہ باوجود آدمی ہونے کے توراۃ کے قصے صحیح طور پر جو بنی آخر الزمان بیان کرتے ہیں تو ان کے بنی ہونے میں اور وحی کی مدد ان کے یہ قصہ کتب آسمانی کے بیان کرنے میں کوئی شبہ باقی نہیں رہا اور اہل مکہ کو حشر کا جو انکار تھا افسوس انکار کو اس طرح اس قصہ سے ضعیف کیا گیا ہے جس طرح مقتول شخص کے زندہ کرنے کے قصہ سے اور وہاں سے ٹر کر جو لوگ بھاگے تھے ان کے قصہ سے اہل مکہ کے حشر کے انکار کو بے اصل ٹھہرایا گیا ہے

منزل

وَاذْكُرْ اِلٰهَ اٰبِیْہِمُ اَرْنٰی كَيْفَ تَحْيِی الْمَوْتٰی ط قَالَ اَوْ لَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰی  
اور جب کہا ابراہیم نے اے رب دکھاؤ کہ کیونکر جلادیکھ تو نے یقین نہیں کیا کیا کیوں نہیں  
وَلٰكِنْ لِّیْطٰیْنِ قَلْبِیْ ط قَالَ فَخٰذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصِرْہُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ جْعَلْ  
لیکن اس واسطے کہ تم گنیں ہر میرے دو کو عزماؤ تو پھر چار جانور اڑتے ہر گن کو ہلا اپنے ساتھ پھر مثال  
عَلٰی كُلِّ جَبَلٍ مِّنْہُمْ جُزْءٌ ثُمَّ اَدْخِلْہُمْ یَاٰیٰتِنَا سَعِیًا ط وَاَعْلَمُ اَنَّ اللّٰہَ  
ہر پہاڑ پر ایک ایک ٹکڑا پھر ان کو پکار کہ آدیں تیرے پاس ڈوڑتے اور جان لے گا اللہ

عزیز حکیم

ذہر دست ہے حکمت والا

۳۵  
۳۴  
۳۳

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مزد سے یہ کہا کہ میرا رب وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے تو حضرت ابراہیم کو یہ شوق ہوا کہ حشر سے پہلے ہی خدا کی اس قدرت کا تماشا دیکھا جائے حاصل یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس میں کچھ شک نہیں تھا کہ ایک دن حشر ہونے والا ہے اور اس دن اللہ تعالیٰ سب اگلے پچھلے ہر دوں کو زندہ کرے گا کیونکہ حشر پر ایمان لانا سب انبیاء کا ایک اجماعی مسئلہ ہے اس واسطے جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا تو من تو انہوں نے لفظ بلی سے جواب



اواکیار لیکن اللہ تعالیٰ سے یہ خواہش حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فقط اس لئے کی تھی کہ مرنے کے بعد متصرف  
اجسام وہ کے کیونکر جمع ہوتے ہیں اور پریشان اجزاء کے جمع ہو جانے اور ان سے جسم کے طیار ہو جانے کے  
بعد اس جسم سے روح کا تعلق کیونکر ہوتا ہے اس سب کیفیت کو آنکھوں سے دیکھ کر حشر سے پہلے  
ہی اس کیفیت پر اطمینان حاصل کر لیوں کیونکہ معتبر خبر کے ذریعہ سے ایک کیفیت کو سن کر اس کا  
یقین کرنا اور حشر سے اور اس کیفیت کو آنکھ سے دیکھ لینا اور چیز ہے اس لئے معاینہ احوال حشر کے  
بعد لوگوں سے یہ ارشاد ہو گا کاشفا عنک غطارک فیصرک الیوم حیدر جبکہ یہ مطلب ہے کہ معاینہ احوال  
حشر کے بعد وہ احوال لوگوں کی نظروں میں نہ آجے گا ویسے صحیحین میں حضرت ابوہریرہ کی وہ حدیث جبکہ حاصل  
یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہ نسبت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہم شک کے زیادہ مستحق ہیں اور اس  
معنی بھی معتبر علمائے یہ بیان کیے ہیں کہ اتباع ملت ابراہیمی کا حکم ہے اور ہر کو اس مسئلہ میں کچھ شک  
نہیں ہے جس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے جو خواہش کی تھی وہ  
علم الیقین سے علم الیقین کے درجہ تک ترقی حاصل کرنے کے لئے کی تھی کسی شک کے لئے وہ خواہش نہیں کی کیونکہ  
انبیاء کی شان اس شک سب سے مجاہد اور حکمران کے قول کے موافق وہ چار جانور یہ تھے ایک مور و دو سار و مرغ  
تیسرا کو اچھٹا۔ کہو ترا اللہ کے حکم کے موافق حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان جانوروں کو ذبح کر کے ان کے  
پروں اور اعضا کو ملا دیا اور چار پہاڑوں پر اس کی ایک ایک ڈھیری رکھ دی۔ پھر ان کے سر ہاتھ میں  
لیکر ایک ایک کو پکارا جبکہ پکارا ہر ایک ڈھیری میں سے اس کے پر اور اعضا خود بخود چھٹے۔ اور  
اون چھٹے ہوئے پروں اور اعضا سے اس جانور کا دھڑ تیار ہوا اور فوراً حضرت ابراہیم کے پاس دوڑ کر آ گیا حکم الہی  
کی عظمت بھی غور کے قابل ہے کہ ایک جانور کا سر دو سر جانور کے دھڑ پر لگانے کے لئے بطور امتحان  
کے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ تو وہ دھڑ پیچھے ہٹ گیا اور اصلی دھڑ پر اس کا  
سر لگانا چاہا تو وہ سر آگے آگیا۔ عرض اصلی دھڑوں پر وہ سر آخر کو لگ گئے اور خدا کے  
حکم سے ان جان پڑ گئی۔ اور جانور ذبح کرنے سے پہلے جیسے تھے ویسے ہی ہو گئے۔ جبکہ دیکھ کر حضرت ابراہیم کو  
اللہ تعالیٰ کے اس قول کی پوری تصدیق ہوئی کہ اللہ زبردست ہر حکمت والا ہے قصہ جسمانی حشر کی شہادت ممکن ہونے کی  
پوری دلیل ہو اور یہی شہادت کے ظاہر کرنے کے لئے یہ آیت نازل فرمائی ہے ۛ

منزل

مَثَلُ الَّذِينَ يَبْغُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ جَذَّةٍ أُنْبِتَتْ سَبْعَ سَنَاطِلٍ  
شال ان کی جو حشر کر تے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں جیسے ایک دانہ اُس سے سات سال  
فِي كُلِّ سَنَةٍ مِائَةُ جَذَّةٍ وَاللَّهُ يُضَعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ  
ہر سال میں سو سو دانے اور اللہ بڑا مہربان ہے جسکے واسطے چاہے اور اللہ کشائش والا ہے وسیع جاننا

## وَاسِعٌ عَلَيْهِمْ

کتابش والہی سب جانتا

اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی ترغیب اور اس خرچ کے اجر کی بڑھنے کے ذکر میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے اللہ کی راہ میں جو مال خرچ کیا جاوے بارگاہ الہی میں اس کی شرطیں ہیں بڑی شرط تو یہ ہے کہ جس مال میں سے اللہ کے نام پر کچھ خیرات کیجاوے وہ مال نیک کمائی کا ہوے۔ چنانچہ صحیح بخاری مسلم ترمذی نسائی وغیرہ میں حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ پاک ذات ہے بغیر نیک کمائی کے کسی ناجائز کمائی کے مال کی خیرات اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول نہیں ہوتی اب نیک کمائی کے مال میں سے خیرات ہونے کی صورت میں یہ بھی ضرور ہے کہ خیرات کر کے کسی پر اسکا احسان نہ جتلاوے اور دنیا کے دکھلاوے کا دخل خیرات میں ہرگز نہ آنے دیوے کیونکہ اس طرح کی خیرات بھی اکارت جاتی ہے چنانچہ اسکا ذکر تفصیل سے آگے کی آیتوں میں آتا ہے ان شرطوں کے پورا ہو جانے کی صورت میں مثلاً ایک روپیہ خرچ کیا تو اسکا اجر دس سے لیکر سات سو روپے تک خرچ کرنے کا ملے گا یہ اپنی اپنی نیت کا پھل ہے جسکی نیت بالکل بخیر ہوگی وہ پورے سات سو کا اجر پاوے گا ورنہ کچھ کمی ہو جاوے گی۔ اس آیت میں تو عبادت مالی کا ذکر ہے۔ لیکن یہی حال عبادت بدنی کے اجر کا ہے چنانچہ صحیح بخاری صحیح مسلم وغیرہ میں جو روایتیں ہیں انکا حاصل یہ ہے کہ نیک عمل کا اجر دس گونے سے لیکر سات سو تک ہے۔ لیکن روزوں کا اجر اس حسابے باہر ہے کیونکہ تعالیٰ نے فرمایا روزہ ایسی ایک بڑی بھاری عبادت کھانا پینا چھوڑنے کی انسان کے حقیقتیں ہے جسکا اجر میں خود اپنی ذات سے مناسب طور پر دو گنا معتبر سند سے ترمذی نسائی صحیح ابن جبران مستدرک حاکم وغیرہ میں روایتیں ہیں انکا حاصل یہ ہے کہ غیر آدمی غریب کو جو کچھ دیا جاوے تو وہ اکہری خیرات ہے اور جو کچھ قرابت دار محتاج کو بطور خیرات کے دیا جاوے وہ دوہری خیرات ہے اسکا معلوم ہوا کہ غیر آدمی غریب کو دینے سے مثلاً جہاں ایک روپیہ کا سات سو کا اجر مل سکتا ہے اگر وہی ایک روپیہ قرابت دار غریب کو دیا گیا تو بجائے سات سو کے چودہ سو کا اجر ملے گا واللہ واسع علیم کا یہ مطلب ہے کہ اجر کے دینے میں اللہ کے خزانہ میں بڑی گنجائش ہے مگر وہ ہر ایک کی نیت کا حال خوب جانتا ہے جیسی جسکی نیت ہوگی ویسی اسکو اجر ملے گا۔

الَّذِينَ يَنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُونَ مَا أَنْفَقُوا مِمَّا وُلَا

جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں پھر خرچ کر کے نہ اتنا احسان رکھتے ہیں  
أَذَى لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ  
نہ سناتے ہیں انہیں کو ہے ثواب انکا انکے رب کے ہاں اور نہ ڈر ہے انہیں اور نہ غم کہا دیں گے

قُولُ مَعْرُوفٍ وَمَعْصُورَةٍ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّبْعُهَا ذِيُ الْوَالِدِ وَاللَّهُ رَاحِمٌ

یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَبْطُلُوا صَدَقَتَكُمْ بِالْمَتِّ وَالْأَذَىٰ كَالَّذِي يُنْفِقُ

مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ

عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصْبَحَ بِهِ وَارِبٌ فَتَرَكَهُ صَلْدًا لَا يَقْدِرُونَ عَلَىٰ شَيْءٍ مَّا كَسَبُوا

وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ

اور اسد راہ نہیں دیتا منکر لوگوں کو

غزوہ تبوک میں حضرت عثمان نے ایک ہزار اونٹ مع سامان اور عبدالرحمن بن عوف نے چار ہزار دہم بطور خیرات کے دیئے تھے اوسپر یہ آیت اتری اور آیت کے اول حصہ میں اللہ تعالیٰ نے عام طور پر ان لوگوں کی تعریف فرمائی ہے جو خیرات کے بعد اپنے دئے کا کسی پر احسان نہیں رکھتے نہ اپنے دئے کو جلا کر کسی کو شرمندگی اوٹھانے کی ایذا و تکلیف دیتے ہیں بلکہ وہ جو کچھ عجبہ کے اجر کی نیت سے دیتے ہیں اوس سے نہ کسی پر احسان جاننے کی اون کی نیت ہے نہ کسی کو شرمندہ کر کے ایذا دینے کی پھر آیت کے دوسرے حصہ میں اون لوگوں کو ہوشیار کیا ہے جنکی عادت اس کے برخلاف ہے اور فرمایا ہے کہ جو لوگ دنیا کے دکھاوے کو کچھ دیتے ہیں اور اونکا وہ دنیا اکارت جاتا ہے۔ اسطرح اونکا دنیا ہی اکارت ہے جو دئے کے بعد لوگوں پر احسان کا بوجھ رکھتے ہیں یا دینے کے بعد لوگوں کو ہاتھ جلاتے ہیں کہ لینے والے کو شرمندگی اوٹھانے کی ایذا پہنچتی ہے پھر فرمایا کہ یہ عادت تو اون لوگوں کی ہیں جنکو عجبہ کے اجر کا یقین نہیں ہے ایسا اندر آدمی میں اسطرح کی عادت ہرگز نہیں ہونی چاہیئے پھر ایک مثال بیان فرمائی کہ اسطرح کی عادت والوں کا دنیا ایسا ہے جیسے کوئی ایک پتھر پر تھوڑی سی مٹی دیکھ کر کھیتی کرے اور زور کا مینہ برس جانے سے وہ مٹی مع کھیتی کے ڈھل ڈھلا کر صفنا چٹ پتھر نکل آوے اور اس کھیتی کی پیداوار کھیتی کرنے والے کے ہاتھ کچھ ہی نہ لگے اسطرح بظاہر دنیا میں تو یہ لوگ خیرات کرتے ہیں مگر عجبہ میں اون کو اوس خیرات کا اجر کچھ نہیں ملنے والا بلکہ اوس کھیتی والے کی طرح وہاں یہ لوگ بالکل خالی ہاتھ رہ جاویں گے صحیح مسلم ترمذی نسائی وغیرہ میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے جسکا چل یہ ہے کہ قیامت کے بہت سے شہیدوں سے یہ کہا جاوے گا کہ دنیا میں بہادر شہرہ ہونے کے لئے تم نے اپنی جان دی ہے اسلئے آج تمکو کچھ اجر شہادت کا نہیں مل سکتا اور پھر اسطرح نیک عملوں کا بھی جواب ملے گا اس سے معلوم ہوا

منزل

کہ عبادتِ ادا مانی ہو خواہ بدنی جس عبادت میں آدمی کی عقبت کے اجر کی نیت خالص نہ ہوگی وہ عبادت قیامت میں رائگاں جاوے گی۔

وَمَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَتُبَيِّنَاتٍ لِّنَ أَنْفُسِهِمْ ۖ  
اور مثال اُن کی جو خرچ کرتے ہیں مال اپنے اللہ کی خوشی چاہ کر اور اپنا دل ثابت کر کے جیسے ایک  
كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ أَصَابَهَا وَابِلٌ فَاتَتْ كُلَّهَا ضِعْفَيْنِ فَإِنْ لَوِ بُصِبَتْ بِأَوَابِلٍ  
باغ ہے بلندی پر اُس پر پڑا مینہ تو لایا اپنا پھل دونا پر اگر نہ پڑا تو سپر مینہ

فَطُلُّ وَاللَّهُ مَا تَحْمِلُونَ بِصَيِّدِهِ ۖ أَيَادٍ أَحَدُكُمْ أَنْ تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ مِّنْ  
تو اوس ہی بڑی اور اللہ تمہارے کام دیکھتا ہے پہلا خوش تھا ہے تم میں کیسے کہ ہر دے اُس کا ایک باغ کھجور  
تَنْجِيلٍ ۖ وَأَعْنَابٍ ۖ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۚ لَهُ فِيهَا مِنْ كُلِ الثَّمَرَاتِ ۚ وَأَصَابَهُ  
اور انگور کا نیچے اُس کے بہتی ندیاں اُس کو دیاں کمال سب طرح کا میوہ اور اوس

الرَّكْبُ وَكَهْ ذُرِّيَّةٌ ضِعْفًا ۖ فَأَصَابَهَا إِعْصَارٌ فِيهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ۚ كَذَلِكَ  
بڑھا پڑا۔ اور اوس کی اولاد ہیں ضعیف تب پڑا اُس باغ پر بگولا جس میں آگ تھی تو وہ جل گیا یوں

يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ۝  
سمجھاتا ہے اللہ تمکو آیتیں شاید تم وہی مان کرو

دنیا کے ہر ایک باغ کے جسطرح دو موسم ہوتے ہیں ایک پھل کھانے کی نیت کے باغ میں ہر طرح کے پودے لگانے کا موسم اور پھر اون پودوں کے لگ جانے اور بڑھ جانے اور ان میں پھل آجانے پر ان کے پھل کھانے کا موسم اسی طرح انسان کے عملوں کے دو زمانہ ہیں ایک دنیا میں نیک عمل کرنے کا زمانہ جبکہ باغ میں پودے لگانے کے ساتھ پوری مشابہت ہے۔ دوسرا عقبت میں اون نیک عملوں کا اجر پانے کا جبکہ باغ کے پھل کھانی کے موسم کے ساتھ پوری مشابہت ہے۔ ان ہی مشابہتوں کے سبب اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں میں لوگوں کے نیک و بد عملوں کی مثال دو باغوں کا ذکر فرما کر لوگوں کو سمجھائی ہے ایک باغ تو وہ ہے جو اونچی جگہ پر ہر طرح کی پامالی سے بچا ہوا ہے۔ مینہ۔ اوس۔ سب کچھ اوس کی ترقی کا سبب ہے۔ اس لئے اُمید سے زیادہ اوس کے پیڑوں میں پھل آیا یہ اون لوگوں کے عمل کی مثال ہے جو خالص عقبت کے اجر کے ارادہ سے عمل کرتے ہیں آخر مثال پر واللہ بما تعملون بصیر کا یہ مطلب ہے کہ ہر ایک کے دلی ارادہ کا اللہ تعالیٰ ہی کو خوب معلوم ہے۔ دوسرا باغ بھی اچھا تھا۔ مگر عین بہار کے وقت اوس باغ کے حق میں ایسی مخالف ہوا چلی کہ تمام باغ جل کر خاک سیاہ ہو گیا۔ اور ایسے وقت پر جلا کہ بوڑھا ہے کے سبب باغ والا اور چوٹی عمر ہونے کے سبب اوس کی اولاد دوسرا باغ لگانے سے سب عاجز ہیں یہ اون لوگوں کے عمل کی مثال ہے کہ دیکھنے میں وہ روزہ نماز خیرات سب کچھ کرتے ہیں مگر یہ سب کچھ دنیا کی کسی

۳۶  
ع  
۴  
منزل

غرض سے عقیدہ کی نیت سے کچھ بھی نہیں اسلئے قیامت کے دن اوس بڑے بلع و اسے کی طرح ایسے لوگ اپنے عملوں کے اجر سے بالکل ہاتھ دوہو بیٹھیں گے آخر مثال پر کہ لک میں اللہ حکم الایات لعلمک متفکرون یہ مطلب ہے کہ آیتہ کے نازل ہونے کے وقت تک جو لوگ دنیا میں زندہ و حیات ہیں اون کو اپنے عملوں کی اصلاح میں غور و فکر کرنے کا موقع حاصل ہے یہ وقت ہاتھ سے نکل گیا تو عین وقت پر اوس بڑے بلع و اسے کی طرح کچھ نہیں ہو سکنے کا صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن صحابہ سے پوچھا کہ مفلس کو نسا آدمی کہلاتا ہے صحابہ نے جواب دیا کہ حضرت مفلس وہی شخص ہے جسکے پاس کچھ روپیہ پیسہ نہ ہو آپ نے فرمایا انہیں اصل مفلس وہ آدمی ہے جسکے نامہ اعمال میں نیک عمل جنت کے جانے کے قابل ہونگے لیکن ساتھ ہی اس کے اوسنے لوگوں پر ظلم استفادہ کئے ہونگے کہ ان ظلموں کے بدلے میں اوس شخص کے سب نیک عمل مظلوموں کو بٹ جاویں گے اور آخر کار وہ شخص دوزخ میں ڈال دیا جاوے گا اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن بعض لوگ ایسے بھی ہونگے کہ اون کے عملوں میں کچھ خرابی نہ ہوگی۔ مگر ظلم و زیادتی کے سبب اون لوگوں کے نیک عمل اون کے کچھ کام نہ آویں گے اسلئے انسان کو لازم ہے کہ اپنے عملوں کی اصلاح کے ساتھ ظلم و زیادتی سے بچنے کا بھی پورا خیال رکھے۔

منزل

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ  
 اے ایمان والو! خرچ کرو سستری چیزیں اپنی کمائی سے اور جو تمہیں نکال دیا تمکو زمین میں سے  
 وَلَا تَمِمُّوا الْحَبِیْثَ مِنْهُ تَنْفِقُونَ وَلَسْتُمْ بِأَخِلَّاءِ لَهُ إِلَّا أَنْ تُغْنُوا  
 اور نیت نہ رکھو گندی چیز پر کہ خرچ کرو اور تم آپس نہ لوگے مگر جو آنکھیں موند لو  
 فِيهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَمِيدٌ الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ  
 اور جان رکھو کہ اللہ بے پروا ہے خیروں والا شیطان وعدہ دیتا ہے تمکو  
 وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ وَاللَّهُ يَعِدُكُمْ مَغْفِرَةً مِنْهُ وَفَضْلًا وَاللَّهُ وَاسِعٌ  
 اور حکم کرتا ہے بھجائی کا اور اللہ وعدہ دیتا ہے اپنی بخشش کا اور فضل کا اور اللہ کشائش کا  
 عَلِيمٌ يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا  
 سب جانتا دیتا ہے سمجھ کو چاہے اور جسکو سمجھ سے بہت خوبی  
 كَثِيرًا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ وَأَنْفَقْتُمْ مِنْ نَفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُمْ  
 اور وہی سمجھیں جسکو عقل ہے اور جو خرچ کرو گے کوئی خیرات  
 مِنْ نَذْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ وَالظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارِهِ  
 یا قبول کرو گے کوئی منت سوا اللہ کو معلوم ہی اور گنہگاروں کا کوئی نہیں مددگار

ان تبدوا الصدقات فنعلمها وإن تخفوها وتؤتوها الفقراء فهو لهم  
خیر لکم ویکفر عنکم سياتکم واللہ بما تعملون خبیر

میرے اور ادا کرتا ہے کچھ گناہ ممتا ہے اور اللہ ممتا ہے کام سے واقف ہے

بہتر ہے اور اذنا داتا ہے چھ کناہ کناہ لے اور اللہ تعالیٰ کی روایتیں ہیں جنکا حاصل یہ ہے لوگ صدقہ  
حاکم ترمذی ابن ماجہ ابو داؤد اور نسائی میں معتبر چند صحابیوں کی روایتیں ہیں جنکا حاصل یہ ہے لوگ صدقہ  
دینے میں کچھ تو تنگی کرتے تھے اور کچھ بیکار اور بری چیز صدقہ میں دیتے تھے اور سپر اللہ تعالیٰ نے یہی آیت  
نازل فرمائی اور قتلا دیا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات غنی ہے اور کو تمہارے صدقہ اور تمہاری خیرات کی کچھ پروا نہیں  
ہے صرف تمہارے پہلے کے لئے مگو خیرات کا حکم دیا ہے تاکہ خالص دل سے تم ایک پیسہ یا ایک پیسہ کی چیز  
خیرات کرو تو جو قدر تمہارا خلوص ہو اُس کے موافق ایک کے بدلے دس سے سات سو تک تمکو دنیا میں اور  
بے شمار عقیقے میں اجر عنایت فراوے اس طرح کی دل سے اوتری ہوئی چیزیں جنکو کوئی تمہیں دے تو تم خود  
لینا پسند نہ کرو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہرگز قبول ہونے والی نہیں صحیح مسلم میں حضرت جابر سے روایت  
ہے جنکا حاصل یہ ہے کہ شیطان اپنے شاہینوں کو بھیج کر لوگوں کو ہر طرح سے بہکا تا ہے۔ اور سیکو اس  
آیت میں فرمایا کہ شیطان صدقہ خیرات کے وقت محتاج ہو جانے سے ڈرتا ہے اور طرح طرح کی بُری باتیں  
سکھاتا ہے۔ اور یہی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ یہ ہے کہ صدقہ خیرات سبب منفرت کا ہے پھر یہ  
بھی فرمایا کہ تم از خود یا نذر مانکر جو صدقہ خیرات کرو گے اللہ کو سب معلوم ہے وہ ایک دن تمکو اوسکا بدلہ دیوگا  
نیت خیر ہو تو علانیہ اور چھپا کر دونوں طرح صدقہ جائز ہے مگر صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ کی جو روایت  
ہے اُسکے معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ کا چھپا کر دنیا افضل ہے +

ہے اور اس معلوم ہوتا ہے کہ صدر کا چہرہ گویا اس کے دل کا عکس ہے۔

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدَاهُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ وَمَا تُفْقَوْنَ خَيْرٌ  
 تیرا ذمہ نہیں اتنا جو راہ ہر لانا لیکن اس راہ پر لائے جس کو چاہے اور مال جو خرچ کرو گے سو اچھے

فَلَا نَفْسُكُمْ وَمَا تَفْقُونَ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ وَمَا تُفْقَوْنَ خَيْرٌ  
 واسطے جب تک نہ خرچ کرو گے مگر اللہ کی خوشی چاہ کر اور جو خرچ کرو گے خیرات

يَوْمَ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَظْلُمُونَ ۚ الْفُقَرَاءُ الَّذِينَ أَحْصَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ  
 پوری ملی گئی تم کو اور تمہارا حق نہ رہے گا۔ دینا ہے ان مفلسوں کو جو ٹھک رہے ہیں اللہ کی راہ میں

أَلَيْسَ طَبِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ مِنْ حَيْثُ هُمْ أَجَاهِلٌ أَعْيَاءٌ مِنَ التَّحَفُّفِ  
 کیا یہ طبعی طور پر زمین کے کسی ایک گوشہ میں نہ مانگنے سے

تَعْرِفُهُمْ بِسْمِهِمْ لَا يَسْكُونُ النَّاسُ لِحَاظِهِ وَمَا تَفْقَهُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ عَلَيْهِ  
نُورٌ يَجِئُ تَابِعُهُ مَنْ كَرِهَ مِنْكُمْ لِحَاظِهِ وَمَا تَفْقَهُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ عَلَيْهِ

مضامین

الحمد لله



نسائی حاکم ابن ابی حاتم طبرانی اور بزار نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ اسلام سے پہلے اکثر صحابہ اور یہود میں قرابت تھی اور اس قرابت کی وجہ سے صحابہ اون سے طرح طرح کے سلوک کیا کرتے تھے اسلام کے بعد اس سلوک سے صحابہ نے باز رہنے کی اجازت آنحضرتؐ سے چاہی آپ نے بھی اس خیال سے کہ شاید یہ طبعیت یہود کو کچھ راہ راست پر لاوے صحابہ کو اس کی اجازت دیدی اوس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور فرمادیا کہ جس کسی کی ہدایت اللہ کو منظور ہوتی ہے وہ ہر طرح راہ راست پر آجاتا ہے۔ بدون مرضی اللہ کے تہداری ایسی باتوں سے کیا ہدایت ہوگی اور اللہ کو اس طرح کی مجبوسی کا ایمان کب پسند ہے کہ کوئی کھانا بند کرنے سے ایمان لاوے اور کوئی پانی اس لئے تم اپنے قرابتداروں سے جو کچھ سلوک کیا کرتے تھے وہ کیے جاؤ اور اللہ کی ہدایت کے منتظر ہو اس آیت کے بعد اپنے صحابہ کو حکم دیدیا کہ بلا لحاظ دین کچھ کوئی جس سے کچھ سلوک کرتا تھا وہ کرے جاوے صحیحین میں حضرت ابوہریرہ سے جو روایت شان نزول کے ہم معنی ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ مسکین نہ نہیں ہے جو کچھ گھر مانگتا پھرتا ہے بلکہ اصل سکین وہ ہے جو اتنا نہیں رکھتا کہ اوسکے خرچ ضروری کے لئے کافی ہو وہ خدا شان نزول کی موید ہے مفسرین نے لکھا ہے فقر سے مراد مہاجرین اہل صفہ ہیں جو باوجود تنگی کے کسی سے سوال نہیں کرتے تھے۔

الَّذِينَ يَفْقَهُونَ اَمْوَالَهُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اُجْرُهُمْ  
جو لوگ خفیہ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں رات اور دن چھپے اور کھلے تو ان کو ہے ضروری  
عِنْدَ رَبِّكَمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ  
انہی رب کے پاس اور نہ ڈرتے ہیں اور نہ وہ غم کھاویں گے۔

طبرانی ابن ابی حاتم اور عبد الرزاق ابن جریر اور ابن المنذر نے روایت کی ہے کہ عقبہ کے اجر کے خیال جب صحابہ میں طرح طرح کی خیرات کا چرچہ ہوا مثلاً اکثر صحابہ نے جہاد کا سامان گھوڑے اور ہتھیار خریدے اور مجاہدین کو طرح طرح کی مدد دی مثلاً حضرت علیؓ کے پاس چار درہم تھے آپ نے ایک رات دن میں چھپے اور ظاہر وہ سب خیرات کر دیئے اوسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور فرمادیا کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اون کو اللہ سے بڑے بڑے اجر و کی توقع رکھنی چاہیے حضرت علیؓ کے چار درہم خیرات کرنے کے قصہ کی روایت میں اگرچہ ابن جریر وغیرہ کی سند ضعیف ہے مگر ابن مردودہ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے طریق سے جو اس قصہ کو روایت کیا ہے وہ سند قوی ہے اور اس قوی طریق کی مدد سے وہ ضعیف طریقہ بھی کچھ قوت پکڑ جاتا ہے صحیحین وغیرہ میں جو روایتیں ہیں انکا حاصل یہ ہے کہ جو شخص نیک نیتی اور عقبہ کے اجر کے خیال سے اپنی بی بی بچوں کے نان و نفقہ میں بھی کچھ خرچ کرے گا تو اوسکو بھی قیامت کے دن اس خرچ کرنے کا اجر خدا کی درگاہ سے منور دیا جائے گا۔

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقْوَمُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَخْبُطُهُ الشَّيْطَانُ  
 جہنم کے لوگ ہیں جو سود کھاتے ہیں سوڈ نہ مٹیں گے قیامت کو مگر جھٹکے مٹتا ہے جسکے حملے کو دینے جن نے  
 مِنَ الْمَسْ ذَلِكِ بِالْمُحْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ  
 بیٹھ کر اسوڈ کھاتے کہ انہوں نے کہا سوڈ اگر ناجہی تو ویسا ہی جیسا سوڈ لینا اور اللہ نے حلال کیا سوڈ  
 وَحَرَّمَ الرِّبَا فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّهِ فَانْتَهَى فَلَهُ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهُ  
 اور حرام کیا سوڈ ہر جسکو پہنچی نصیحت اپنے رب کی طرف سے اور باز آیا تو اسکا ہے جو آگے ہو چکا اور اسکا حکم  
 إِلَى اللَّهِ وَمَنْ عَادَ فَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ فَحَقَّ لِلَّهِ  
 اللہ کے اختیار اور جو کوئی پھر کرے وہی ہیں دوزخ والے لوگ وہ اسی میں رہے پڑے مٹاتا ہے اللہ  
 الرِّبَا وَرَبِّي الصَّدَقَاتِ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ ۝ إِنَّ الَّذِينَ  
 سوڈ اور بڑھاتا ہے خیرات اور اللہ نہیں چاہتا کسی ناشکر گنہگار کو جو لوگ ایمان لا  
 آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ  
 اور عمل نیک کیے اور قائم رکھی نماز اور دی زکوٰۃ ان کو عید لا ادن کا  
 عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝  
 اپنے رب کے پاس اور نہ اون کو خوف ہے نہ وہ غم کھاویں گے

وَقَعْلًا

الربیع

منزل

اوپر کی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اذن نیک لوگوں کا ذکر فرمایا تھا جو بذریعہ صدقہ خیرات کے اپنے مال کو  
 دنیا میں خلق اللہ کو نفع پہنچاتے ہیں اور عقبے میں اوس خیرات کے اجر کی اللہ سے توقع رکھتے ہیں  
 اس آیت میں اذن لوگوں کے مقابل کے اذن بد لوگوں سوڈ خواروں کا ذکر فرمایا ہے جنہوں نے اپنے  
 مال کے طفیل میں اپنی دین دنیا کو خراب اور خوار کر دیا۔ مگر خدا ماحد و عیسٰی کی شب معراج کی حدیث  
 میں اپنے فرمایا ہے کہ دوزخ میں کچھ لوگ اپنے دیکھے جن کے پیٹ بڑے بڑے گہرے اور کوٹھوں کے  
 برابر ہیں اور ہنر اسانپ اور بچھو اذن کے پیٹوں میں بہرے ہیں دنیا میں ایک سانپ یا بچھو کیسکو  
 کاٹتا ہے تو وہ بالوں کی طرح بھاگا بھاگا پھرتا ہے جب بیان مجنہ صادق کے جس شخص پر اوس قسم کا  
 عذاب قبر ہو کہ ہنر اسانپ یا بچھو اس کے پیٹ میں بھرے ہوں تو بالوں کی طرح قبر سے اوسکا اوٹھنا ظاہر  
 ہے اس حدیث کا پورا ذکر سورہ بنی اسرائیل میں آویگا۔ مشرکین عرب میں اکثر سوڈ کے لین دین کا یہ طریقہ  
 جاری تھا کہ ایک شخص دوسرے شخص کو کچھ روپیہ قرض دیتا تھا۔ اور اس قرض کی مدت پر اگر روپیہ ادا نہ ہوا  
 تو مدت کچھ زیادہ کر کے قرضہ کی رقم کو بھی کچھ بڑھا دیا جاتا تھا۔ اور اپنی سمجھ کے موافق وہ لوگ اس طریقہ  
 کو بیع کی ایک قسم خیال کرتے تھے اور ادا سے قرضہ کی مدت جو بڑھاتے تھے اوسکو خرید و فروخت کی ایک  
 چیز اور اس بہلت کے معاوضہ میں جو رقم بڑھائی جاتی تھی اوس کو اوس بہلت کی قیمت ادا نہوں نے

قرار دے رہا تھا لیکن وہ مدت کوئی مالیت کی چیز نہ تھی اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس صورت کو بیع قرار دینا انکار دیا نہ پن  
تسار دیا اور حشر میں بھی سزا ان کے لیے تجویز کی کہ وہ قبروں سے دیوانہ ہو کر اوٹھیں گے ہاں جو لوگ سود کے  
حرام ہونے کی آیت کے بعد آئندہ سود لینے سے توبہ کر لیں گے ان کو آیت سے پہلے کا سود کا مواخذہ معاف ہے  
یہ تو سود خواروں کا عقوبت کا حال ہوا دنیا میں ان کے سودی مال کا وہی حال ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے  
فرمایا ہے کہ سود کے لالچ کے مارے وہ لوگوں کو روپیہ دیتے ہیں تو ہڑے دنوں تو اپنا دل خوش کر لیتے ہیں کہ  
ایک ایک کے دو دو اور چار چار ہو گئے پھر خبر سے ہزاروں جگہ یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ آخر کو ان کا  
سود اصل سبب کچھ اس طرح مٹ جاتا اور ڈوب جاتا ہے جس طرح خیرات کا مال دس سات سو تک بڑھتا ہے صحیح مسلم میں  
حضرت جابر سے روایت ہے جس کا حال یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کے کھانے والے کھلانے والے سود  
کے لین دین کی تحسیر رکھنے والے کو اسی دینے والے سب پر لعنت فرمائی ہے مرد و مونین سے اس آیت میں  
خاص کر وہ لوگ ہیں جو سود کو حرام جانتے ہیں اور سود کے معاملہ میں نہیں پڑتے سود خواروں کو ناشکر اس لئے  
فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اسودگی کی نعمت جو دی تھی اس کی شکر گزاری اور انہوں نے اس مال کو نیک کاموں میں  
خرچ کر کے کچھ نہیں کی بلکہ سود خاری سے ناشکر اور گنہ گار بن گئے سند امام احمد ابن ماجہ متدرک حاکم میں عبد اللہ  
بن مسعود سے روایت ہے جس کا حال یہ ہے کہ سود کی رقم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ رقم ظاہر میں چند روڈ  
بڑھتی ہوئی دکھائی دیتی ہے لیکن انجام اس کا نقصان اور گھٹا ہے حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے  
متدرک حاکم میں معتبر سند سے حضرت عبد اللہ بن عباس کی روایت ہے جس کا حال یہ ہے کہ آنحضرت صلی  
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس بستی میں سود خاری بڑھ جاوے گی وہاں اللہ کا عذاب ضرور آوے گا۔

منزل

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنتُمْ مُؤْمِنِينَ

اے ایمان والو! ڈرو اللہ سے اور چھوڑ دو جو رہ گیا سود اگر تم کو یقین ہے  
فَإِنْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ فَإِذْ نَوَّارًا مِّنْ رَبِّكَ وَرَسُولُهُ وَإِنْ تَلَوُّهُ فَلَکُمْ رُءُوسُ  
پھر اگر نہیں کرتے تو خبردار ہو جاؤ لڑنے کو اللہ سے اور اس کے رسول اور اگر تو کرتے ہو تو تمکو پہنچتے ہیں  
أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنُظْرَةٌ إِلَىٰ

اصل مال تھارے نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ کوئی تم پر اور اگر ایک شخص ہے تنگی والا تو فرصت دیتی چاہیے  
مِيسْرَةٍ وَأَنْ تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ

جیتک کشائش پاؤ اور اگر خیرات کرو تو تمہارا سہلا ہے اگر تمکو سمجھ ہو

سند ابو یعلیٰ موصیٰ اور ابن منذر تفسیر ابن جریر تفسیر مقاتل اور تفسیر سیوطی میں کلبی نے ابو صالح کی سند  
حضرت عبد اللہ بن عباس کی روایت بیان کی ہے اور متقدمین مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ سلسلہ روایت کا  
اچھا ہے قابل اعتراض نہیں ہے حال اس روایت کا یہ ہے کہ بنی عمرو بن عمیر ایک قبیلہ تھا اسلام سے پہلے

اوس قبیلہ اور ایک دوسرے قبیلہ بنی مغیرہ میں کالین میں تلوک کے حرام ہو جانے کے بعد بنی عمر بن عت بنی باقی رقم سود کا قصہ بنی مغیرہ کیا انہوں نے کہا  
 کے بعد کھود کی رقم نہیں دیوں گے جبکہ اگے کے عامل عتاب بن اسبہ کے رد و برپیش ہوا انہوں نے آنحضرت کی خدمت میں  
 اس قصہ کی اطلاع لکھ کر بھیجی اوس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مدینہ منورہ میں نازل فرمائی اور فرمایا کہ جو  
 لوگ سو من اور اللہ کے حکم کے فرمانبردار ہیں اوکو ہرگز روا نہیں ہے کہ حکم الہی سے سود کے حرام ہو جانے  
 کے بعد پھر سود کی رقم کا مطالبہ کریں اور جس طرح یہ قسم دینے والے لوگ سود کی رقم کا مطالبہ کریں اس طرح  
 قرضدار لوگوں کو بھی یہ نہ چاہیے کہ وہ باوجود اسودہ حالی کے ان کی اصل رقم کے دینے میں دیر کریں۔  
 یا اصل رقم میں سے کچھ دبا رکھیں ہاں جو قرضدار تنگ دست ہوں اوکو ہر قدر مہلت ضرور دیکھاوے کہ  
 ادنا کا ہاتھ ذرا فرغت ہو جاوے اور اگر قرض دینے والے لوگ تنگ دست قرضداروں کو قرض کی پوری رقم  
 یا اوس کا کچھ حصہ معاوضہ کر دیوں تو اوکو یہ جتلا یا جاچکا ہے کہ اس کے اجر میں دس لیکر سات سو تک خدا  
 دیوے گا صحیح مسلم وغیرہ میں جو روایتیں ہیں ان کا حاصل یہ ہے کہ جو قرض دینے والا شخص اپنے تنگ دست  
 قرضدار کو اس کی فراغت تک ادائے قرض کی مہلت دیوے گا تو اللہ تعالیٰ حشر کے روز نیکدان کی گرمی  
 میں ایسے شخص کو اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دیوے گا اور اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے حشر کے دن کی اور  
 اوس دن کی جزائرا کی یاد دہی لوگوں کو اس لئے فرمائی ہے کہ عجب کی جزائرا ان کے دلوں پر جم جاوے اور  
 اس خیال سے نیک کاموں کی رغبت ان کے دلوں میں پیدا ہو جاوے اور یہ بھی فرمادیا ہے کہ باوجود  
 اس فہمائش اور نصیحت کے پھر بھی اگر کوئی شخص اللہ کے حکم کی مخالفت کرے گا تو اوس کو چاہیے کہ اللہ  
 اور اللہ کے رسول سے لڑنے کو طیار ہو جاوے غرض اس کی یہ ہے کہ اگر یہ لوگ مسلمان ہو کر مشرکوں کی  
 طرح اللہ کے حکم کی مخالفت کریں گے تو مشرکوں کی طرح ان پر بھی اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو فوج کشی کر نیکیا  
 حکم دیوے گا۔

منزل

فَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ تُتَوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ  
 اور ڈرتے رہو اس دن سے جہیں اٹھے جاؤ گے اللہ کے پاس ہر پورا سٹے گا ہر شخص کو جو کسے کما یا اور اپنے  
 لَا يُظْلَمُونَ  
 ظلم نہ ہوگا

معتبر سند سے سنائی تفسیر ابن ابی حاتم اور ابن مردودہ میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ  
 سب کے آخر قرآن شریف کی یہی آیت نازل ہوئی ہے جس سے یہ اشارہ ہے کہ اس آیت کے بعد خوفِ آخرت  
 ہے ایک چیز ہے جو اللہ سے ڈرنے کا ایک ذریعہ دنیا میں قیامت تک چھوڑا جاتا ہے رسولِ وقت کی صحبت  
 قرآن شریف کا ہر نصیحت کے موقع پر نازل ہونا آئندہ سے بند ہے چنانچہ اس آیت کے نزول کے نور انور کے  
 بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفات پائی انا اللہ وانا الیہ راجعون جو آخری ذریعہ عجب کے پاک کرنے کا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے

۶

دنیا میں رکھا ہے وہی حق عقیقہ ہے ہادی مطلق مسلمانوں کو ہدایت دے کہ کوئی مسلمان اس ذریعہ سے غافل نہ رہے

آمین یا رب العالمین

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَا بَيْنَكُمُ الْبَيْعُ فَلَكُمْ أَجَلَ ثَمَنِهِ فَإِنْ أَجَلُ ثَمَنٍ لَمْ يَمُدَّ وَلَا يَأْتِ الْبَائِسَ إِلَّا أَنْ يَكْتَبَ اللَّهُ لَهُ

اے ایمان والو جو بوقت معاملہ کرو اور ہمارا کسی وعدے مقرر تک تو اسکو کھو اور چاہے کھدے تھائے

بَيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ أَنْ يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللَّهُ وَلَكُمْ كِتَابٌ

در بیان کوئی کتبہ والا انصاف سے اور کتنا رہ کرے کتبہ والا اس سے کہ کھد پوے جیسا کہ سکھایا اسکو اللہ نے سودہ کے

وَلِيَمْلِكِ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ عَلَى الَّذِينَ يَدْعُوهُمُ إِلَى الْإِيمَانِ أَنْ يَكْتُبُوا عَلَيْهِمْ

اور تباوے جس پر حق دینا ہے اور ڈرے اللہ سے جو رہ ہے اسکا اور انصاف نہ کرے اس میں سے کچھ

فَإِنْ كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهًا أَوْ ضَعِيفًا أَوْ لَا يَسْطِيعُ أَنْ يُمِلَّ

پر اگر جس شخص پر دینا آیا بے عقل ہے یا ضعیف ہے یا آپ نہیں بتا سکتا تو تباوے

هُوَ فَلْيَمْلِكْ عَلَيْهِ بِالْعَدْلِ وَاسْتَشْهِدْ شَهِيدَيْنِ مِنْ رَجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ

اسکا اختیار والا انصاف سے اور گواہ کرو دو گواہ اپنے مردوں میں سے پر اگر

يَكُنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتٌ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ فَإِنْ تَضَلَّ

نہوں دو مرد تو ایک مرد اور دو عورتیں جو پسند رکھتے ہو شہادوں میں کہ پہول جاوے

أَحَدُهُمَا فَبِذَلِكَ أَحْدَاهُمَا الْآخَرَى وَلَا يَأْبَ الشَّهَدُ إِذَا دُعِيَ

ایک عورت تو یا ذرا لائے اسکو دوسری اور کتنا نہ کریں گواہ جو وقت تھائے جاویں

وَلَا تَسْمُوا أَنْ تَكْتُبُوهُ صَغِيرًا أَوْ كَبِيرًا إِلَى أَجَلِهِ ذَلِكُمْ قِسْطُ عِنْدَ اللَّهِ

اور کاٹی نہ کرو اس کے کتبہ سے چھوٹا یا بڑا اس کے وعدہ تک اس میں خوب انصاف اللہ کے بیان

وَأَقُومُوا لِلشَّهَادَةِ وَأَدْنَى الْآثَرِ تَابُوا إِلَّا أَنْ تَكُنْ حَاضِرَةً

اور درست رہتی ہے گواہی اور لگتا ہے متکو شبہ نہ پڑے مگر ایسا کہ سودا ہو رد ہو گا

تَذِيرٌ وَلَكُمْ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَلَّا تَكْتُبُوهَا وَأَشْهَدُوا وَإِذَا

پیر بدل کرے ہو آپس میں تو گناہ نہیں تھم کرے کھو اسکو اور گواہ کر لو جب

تَبَايَعْتُمْ وَلَا يُضَارَّ كَاتِبٌ وَلَا شَهِيدٌ وَإِنْ تَفَعَّلُوا فَاِنَّ فُسُوقَكُمْ

سودہ کرو اور نقصان نہ کرے کتبہ والا اور نہ شاہد اور اگر آپ کر گزرتے یہ گناہ کی بات ہے تھائے اور

وَاتَّقُوا اللَّهَ وَنِعَمَكُمْ اللَّهُ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

اور ڈرے اللہ سے اور اللہ تمکو کھاتا ہے اور سب چیز سے واقف ہے

وَاتَّقُوا اللَّهَ وَنِعَمَكُمْ اللَّهُ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

اور ڈرے اللہ سے اور اللہ تمکو کھاتا ہے اور سب چیز سے واقف ہے

وَاتَّقُوا اللَّهَ وَنِعَمَكُمْ اللَّهُ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

اور ڈرے اللہ سے اور اللہ تمکو کھاتا ہے اور سب چیز سے واقف ہے

سینان ثوری نے بواسطہ جابر کے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ یہ آیت بیع سلم کے جابر  
 ہونے کے حکم میں نازل ہوئی ہے کسی چیز کی قیمت پیشگی دیکر وہ چیز کچھ مدت کے بعد بیچا دے تو اس کو  
 بیع سلم کہتے ہیں اس کی شرائط اور اون شرائط میں علماء کا جو اختلاف ہے اس کی صراحت فقہ کی کتابوں میں ہے  
 صحیحین میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے جکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
 کہ بیع سلم میں باپ قول اور مدت بیع کا معلوم ہو جانا ضروری ہے اس لئے علماء نے لکھا ہے کہ مہینوں کی مدت ہو  
 تو اسکا صاف ذکر بیع سلم میں آ جانا چاہیے مجہول مدت جیسے غلہ کا کٹنا یا کھلیا نوں کا اوٹھنا یا کسی قافلہ کا لوٹنا  
 آنا ایسی باتیں بیع سلم کی مدت مقرر کرنے کے لئے کافی نہیں ہیں مدتی معاملہ کو کچھ لینے کا حکم اس لئے ہے  
 کہ زبانی بات بہت دنوں تک یاد نہیں رہ سکتی یہی حال گواہی کا ہے کہ گواہی کے بعد معاملہ یکساں ہو جاتا ہے  
 مجہول چوک یا معاملہ کے انکار کی گنجائش پھر باقی نہیں رہتی کاتب اور گواہوں کو یہ تاکید فرمائی ہے کہ وہ کھنے  
 اور گواہی کے ادا کرنے میں کوتاہی اور خیانت نہ کریں کاتب کے جوابات کہی جاوے وہ پورے لکھ دیوے  
 گواہوں کو جتنی بات معلوم ہو وہ پوری گواہی اسکی ادا کر دیوں سچی گواہی کے ادا کرنے کے حسب اور  
 جھوٹی گواہی کے وبال میں بہت سی صحیح حدیثیں آئی ہیں گواہوں کے باب میں یہ فرمایا کہ جس شخص پر حق  
 ہو اگر وہ کم عمر یا کم عقل ہو تو اسکا متولی یا ننداری سے پوری دست آویز اوپر لکھوا دیوے یہ بھی فرمایا کہ بڑے  
 چھوٹے معاملہ کا خیال ان باتوں میں نہ کیا جاوے ہر ایک معاملہ میں اس حکم کی تعمیل کیجاوے۔ کیونکہ بھول  
 بڑے چھوٹے معاملات میں یکساں ہے ہاں دست بدست کے معاملہ میں گواہی اکثر علماء کے نزدیک ضروری  
 نہیں ہے اخیر پر فرمایا کہ جو شخص باوجود اللہ کی اس ہدایت کے اوپر عمل نہ کرے گا تو وہ گناہ کی بات ہے  
 ایسی باتوں میں خدا سے ڈرنا چاہئے مسند امام احمد بن حنبل میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت  
 ہے کہ جو وقت اقرار کو لکھ لینے کا حکم اس آیت میں اوترا تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ سب سے پہلے جو اقرار کر کے  
 اپنے اقرار کو بھول گئے وہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں یوم الميثاق میں اللہ تعالیٰ نے اولن کی منہب اولاد  
 کو جو قیامت تک پیدا ہونے والی تھی حضرت آدم کی پشت سے نکالا تو ان میں ایک صورت کو بڑا نورانی  
 دیکھ کر حضرت آدم نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ یا اللہ یہ نورانی صورت کا کون شخص ہے اللہ تعالیٰ نے  
 فرمایا کہ یہ تمہارے بیٹے داؤد بنی ہیں حضرت آدم نے کہا یا اللہ داؤد کی عمر کتنی ہے اللہ تعالیٰ نے  
 فرمایا ساٹھ برس حضرت آدم نے عرض کیا ان کی عمر کچھ اور زیادہ ہوتی تو خوب تھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا  
 تم اپنی ہزار برس کی عمر میں کچھ نہ کو دید و حضرت آدم نے چالیس برس اپنی عمر میں سے حضرت داؤد کو  
 دسٹھ کا اقرار کیا اور اپنی قبض روح کے وقت فرشتہ سے کہا کہ ابھی میری عمر کے چالیس برس باقی ہیں اور  
 فرشتہ نے حضرت داؤد کا قصہ یاد دلایا تو حضرت آدم علیہ السلام اس قصہ کو بالکل بھول گئے اس آیت  
 کے نزول کے وقت اس آیت میں جو اشارہ کے لئے لکھ لینے کا حکم تھا اسکی تفسیر میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

منزل



حضرت آدم کا قصہ ذکر کیا اس سے خود معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے آیت کا یہ مطلب سمجھا کہ حضرت آدم سے اقرار کے بعد بھول ہو گئی تھی اوسطح کی بھول چونکہ روکنے کے لیے اقرار کے لکھ لینے کا یہ حکم ارشادی طور پر اس آیت پر ہے۔ فرض کے طور پر نہیں ہے اور خود آنحضرت سے مرفوع طور پر تفسیر آیت کی جب موجود ہے تو بعض علماء نے اس حکم کو فرض ٹھہرا کر آیت فان امن بعضکم بعضنا سے اس آیت کو جو نسخ کہا ہے وہ ظاہر تفسیر مرفوع کے خلاف ہے۔

وَأِنْ كُنْتُمْ عَلَىٰ سَفَرٍ لَّمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهْنَ مَقْبُوضَةً فَإِنْ أَتَىٰ بَعْضُكُم بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ وَلَا تَكْمُلُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْمُلْهَا فَاِنَّهُ إِشْرُؤُ قَلْبِهِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ

اور اگر تم سفر میں ہو اور نہ پاؤ گئے والا تو گردانتہ میں رکھنی پھر اگر اعتبار کرے ایک دو کے کا تو چاہیے پورا کرے جس پر اعتبار کیا اپنا اعتبار کو اور دیا ہے اللہ سے جو ریت اسکا اور نہ چپاؤ تم کو اسی کو اور جو کوئی اسے چپاؤ گے کو گنہگار ہے دل اسکا اور اللہ تمہارے کام سے واقف ہے

جب آدمی سفر میں ہوتا ہے تو بالکل اجنبی ہوتا ہے کسی سے جان پہچان کم ہوتی ہے اس سفر کی حالت میں اگر کچھ فرض لینے کی ضرورت ہو تو بغیر کسی چیز کے گروی رکھنے کے نہ کوئی اعتبار کرتا ہے نہ کچھ قرض مل سکتا ہے اس واسطے سفر کا ذکر خاص طور پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے گروی کو اس آیت میں جائز فرمایا۔ اگرچہ بعض علماء کا مذہب یہ ہے کہ اس آیت میں جب سفر کا ذکر ہے تو حالت سفر میں ہی گروی جائز ہے۔ حالت مقام میں نہیں لیکن خود صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ذرا ع حالت مقام میں ایک یہودی کے پاس گروی رکھا اگر حدیث فعلی سے اس آیت کی تفسیر فرمادی ہے کہ گروی حالت سفر اور حالت مقام دونوں حالتوں میں جائز ہے یہ آپ کی ذرا ع یہودی کے پاس گروی ہونے کی حدیث صحیحین میں ہے جسکی روایت حضرت انس سے ہے۔

لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَإِنْ تُبَدِّلُوا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تَخْفَوْا مِمَّا يَخَاسِبُكُمْ بِاللّٰهِ فَيَخْفَا مِنْ لِّشَاءٍ وَيُعَذِّبُ مَنْ لِّشَاءٍ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

اللہ کا ہے ہر کچھ آسمان اور زمین میں ہے اور اگر تم کہو گے اپنے جی کی بات یا چھپاؤ گے مچھپائے گا اللہ سے اللہ پر مخفی ہے اور عذاب کرے گا جسکو چاہے اور اللہ سب چیز پر قادر ہے

دل کا وسوسہ آدمی کے قابو کی بات نہیں ہے بعض وقت سنیگڑوں و سوسات و لمیں گزرتے ہیں۔ اور آدمی اپنے آپ کو روک کر ایک کام ہی اون وسوسوں کے موافق نہیں کرتا۔ اس واسطے اس آیت میں دل کو تسخیر

حساب اور عذاب کا حکم آنے سے صحابہ کرام کو بڑا ہیچ ہوا پھر آنحضرت نے اذن کو سمجھایا اور کہا کہ یہود اور نصاریٰ کی طرح اللہ کے حکم سے انحراف نہ کرو اور اللہ کا جو حکم ہوا اسکو تسلیم و پیغم مان لو اللہ ضرور تیرے رحم کرے گا۔ جب اونہوں نے خوشی سے اللہ کا حکم مان لیا تو اسکا آگے کی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کی تعریف کی اور دل کے وسوسہ پر جو غلاب کا حکم تھا اسکو منسوخ فرمادیا چنانچہ اسی منسوخ کے باب میں صحاح مستند کی کتابوں میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دل کے وسوسہ کو مٹانے کر دیا ہے اور صحیح حدیثوں میں یہ بھی ہے کہ جب ظاہر عملوں میں کوئی شخص شیطان کے قابو کا نہیں ہوتا تو شیطان آدمی کو فعل و خیر بہکانے کا موقع نہیں پاتا تو آدمی کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے اسلئے دل میں وسوسوں کا آنا حنین ایمان کی نشانی ہے حضرت عبداللہ بن عباس نے یہ بھی فرمایا ہے کہ دل کے وسوسوں پر اللہ تعالیٰ کا مقصد خدا کرنے کا ہے اس آیت میں تھا ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا مقصد تو یہ ہے کہ قیامت کے دن تک کے سارے دل کے وسوسات کا حساب و کتاب رکھا جاوے گا۔ اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اذن کے وہ وسوسات یا دولا کر معاف فرمادے گا تاکہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور عنایت کی زیادہ قدر پہنچانے کی وجہ سے حضرت عبداللہ بن عباس نے یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے۔

اَمِّنَ الرَّسُولُ يَا اَنْزِلْ اِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ  
 وَاَنْزِلْ اِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ  
 وَكُتِبَ لَهُمْ مِنْ شَرِّ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ  
 اور رسولوں کو ہم جدا نہیں کرتے کیونکہ ان کے رسولوں میں اور بولے جیسے سنا اور تبدیل کیا  
 وَكُتِبَ لَهُمْ مِنْ شَرِّ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ  
 غُفِرَ لَكُمْ رَبُّنَا اِنَّكَ اَلْمَصِيرُ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اَلَا وُسْعًا اَلَمْ تَلْهَوْا اَلَمْ تَكُنْ  
 تیری بخشش چاہیے اے رب ہمارا اور تجھی تک پہنچنے ہے اللہ تکلیف نہیں دیتا کسی شخص کو مگر جو کسی گناہ میں ہو سیکو مٹا دیا جائے  
 وَعَلَيْهَا مَا اَلْكَتَبْتَ رَبَّنَا لَا تَوَاخِذْنَا اِنْ نَسِينَا اَوْ اَخْطَا نَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ  
 اور اسی پر چڑھتا ہے جو کیا ہے رب ہمارا نہ کہہ کہ اگر ہم بھولیں یا چوکیں لے رب ہمارا اور نہ کہہ  
 عَلَيْنَا اَصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ  
 ہمارے بوجھ جیسا رکھتا ہے ہم سے انگوں پر لے رب ہمارا اور نہ کہہ کہ جسکی طاقت نہیں ہوگی  
 وَاعْفُ عَنَّا وَاعْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ  
 اور درگزر کر جسے اور بخشش ہوگی اور رحم کر ہم پر تو ہمارا صاحب ہے تو مدد کر ہماری قوم کا نصیر

منزل

۲۲

حضرت عبداللہ بن عباس کی حدیث مسلم اور نسائی کے حوالہ سے اوپر گزر چکی ہے کہ سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کی یہ دونوں آیتیں ایسے دو نور ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے یہ نور کسی نبی پر نازل نہیں ہوئے مسند امام احمد اور مسیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے جکا حامل یہ ہے کہ جو شخص رات کو سورہ بقرہ

یہ دونوں آیتیں آمن الرسول سے سورہ کے ختم تک پڑھ لیا گا اور اس کی تمام رات کی بجاوٹ اس کی نامہ اعمال میں لکھی جاوے گی سند امام احمد و دیگر میں معتبر سند سے جو روایتیں ہیں اور کا جمل یہ ہے کہ عرش معلیٰ کے نیچے اور تقابل کا ایک خزانہ ہے وہیں سے سورہ بقرہ کی یہ دونوں آیتیں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی ہیں شداد بن اوس کے طبرانی نے یہ روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس گھر میں سورہ بقرہ کی یہ آیتیں پڑھی جاویں اوس گھر پر شیطان کا اثر پہنچا نہیں رہتا طبرانی کی سند اس آیت کی معتبر اور جید ہے حاصل مطلب ان دونوں آیتوں کا یہ ہے کہ جسے ایماندار لوگ ہیں اور ان کو اس بات کا پورا یقین ہے کہ اللہ وحید لا شریک ہے اوس کی ذات و صفات میں کوئی اس کا شریک نہیں اللہ کے سب رسول اور سب آسمانی کتابیں پر حق ہیں اللہ کے حکم سے اگرچہ بعض شرعیاتیں بعض شرعیاتوں سے منسوخ ہو کر پھر پھر کچھ نئی شرعیاتیں نکلنے لگی ہیں اور اب قیامت تک یہی شرعیات مجرہ قائم رہوے گی لیکن اپنے وقت پر وہ سب نبی اللہ کے نبی اور سب کتابیں اللہ کی ہیں کسی رسول اور کتاب کو ماننا اور کسی کو نہ ماننا یہ حکم الہی کے بالکل مخالف ہے اللہ کے فرشتے اللہ کی مخلوق ہیں اور جس کام پر اللہ تعالیٰ نے اوکو مامور کر دیا ہے وہ اس کے بجالانے میں اللہ کے پورے نذرانہ دار ہیں لا یتکلف نفسا الا وسعہ اسے اور پر کی آیت وہ منسوخ ہوئی ہے جس میں دل کے وسوسہ پر محاسبہ کا حکم تھا لہذا انکسبت وعلیہا انکسبت کی تفسیر حضرت ابوہریرہ کی حدیثوں میں جنکو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے یہ ہے کہ نہایت نیک کام کا محض تشدد ہی دل میں کرے تو اس قصد کے اجر میں ایک نیکی کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے اور اگر اپنے اوس قصد کے موافق وہ نیک کام کر لے تو وہ سب نیک کامات سو نیکیوں تک کا ثواب لکھا جاتا ہے اور برے کام کے محض ارادہ اور قصد پر کوئی بدی نہیں لکھی جاتی جب تک آدمی اوس برے کام کو کرنے کیوں اور برے کام کا ارادہ کرے اگر آدمی اوس کام کے کرنے سے باز رہی تو اوس باز رہنے کے اجر میں ہی ایک نیکی کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے باقی لفظ ان دونوں آیتوں میں دعا کے اس جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو سکھائے ہیں کہ وہ اس مجہود سے اس طرح دعا کیا کریں اس سورہ میں نازل وہ حج زکوٰۃ نکاح طلاق عدۃ ایلا رفاحت بہت احکام ہیں اس لیے یہ سورۃ قرآن شریف کی گویا کتاب الاحکام ہے اصر کے معنی سخت تکلیف کے ہیں یہود پر سخت احکام جو نازل ہوئے تھے مثلاً تو یہ کی جگہ قتل پچاس نمازیں چوتھائی مال کی زکوٰۃ نزول قرآن کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو یہ دعا سکھائی ہے تاکہ قرآن شریف میں نرم حکام نازل ہوں اور اگر کوئی سخت حکم نازل ہی ہو تو وہ اس دعا کی برکت سے اس طرح منسوخ ہو جاوے جس طرح دل کے وسوسہ کی آیت منسوخ ہوئی یحییٰ اللہ کا فضل ہے جو اوس نے اس دعا کے سکھانے سے اپنے بندوں پر کیا ہے یہ وقت تو ایسا ہے کہ نرم حکام کی تعمیل ہی ہم لوگوں سے نہیں ہو سکتی اور وقت اگر کچھ سخت احکام باقی رہ جاتے تو ہم لوگوں کے لیے بڑی دشواری تھی جس طرح اللہ تعالیٰ

اس لئے فضل سے اس شجری کو آسان کر دیا ہے۔ اس طرح وہ اپنے فضل سے دین دنیا کی سب دشواریاں آسان کر دے گا  
آمین یا ارحم الراحمین ۵

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

### سُورَةُ آلِ عِمْرَانَ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ۝ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ  
مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَنزَلَ التَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ مِّن قَبْلُ هَذَا  
لِلنَّاسِ ۚ أَنزَلَ الْفُرْقَانَ ۚ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ  
شَدِيدٌ ۚ وَاللّٰهُ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝  
اللہ کے سوا کسی بندگی نہیں جیتا ہے سب کا تھامنے والا ۲ تباری بچپس کتاب تحقیق  
مصدقاً قلماً بینِ یدِیہِ وَأَنزَلَ التَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ مِّن قَبْلُ هَذَا  
نابت کرتی اگلی کتابوں کو اور ۲ تباری تہی تواری اور انجیل اس سے پہلے  
لِلنَّاسِ ۚ أَنزَلَ الْفُرْقَانَ ۚ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ  
لوگوں کی ہدایت اور آمارا انصاف جو لوگ منکر ہیں اللہ کی آیتوں سے ان کو سخت  
عذاب ہے وَاللّٰهُ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝  
اور اللہ زبردست ہے بدلا لینے والا

سورہ آل عمران کی تفصیل میں بہت سی صحیح حدیثیں آئی ہیں یہ سورہ مدنی ہے اس سورہ کی دو سو آیتیں ہیں  
اس تفسیر کے مقدمہ میں اسکا ذکر ہے کہ تفسیر ابن ابی حاتم بڑی صحیح تفسیر ہے آمین اور اور صحیح تفسیر ول میں  
جو روایتیں ہیں انکا حاصل یہ ہے کہ مسیح بھری میں کچھ عیسائی لوگ شام اور یمن کے مابین میں ایک بحران  
بستی ہے وہاں سے اپنی قوم کی طرف سے ایچی بنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے اور ان عیسائی  
لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خدا کا بیٹا ہونے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا مباہلہ کیا اور سپر  
اس سورہ کی اکثر آیتیں نازل ہوئیں جن میں مباہلہ کی آیت بھی ہے مباہلہ کی پوری تفصیل تو اسی آیت کی تفسیر  
آوے گی لیکن اسکا حاصل مطلب یہ ہے کہ جب دو فریق میں کسی دینی امر کا جھگڑا ہو اور وہ جھگڑا زبانی مباہلہ  
سے طے نہ ہو تو دونوں فریق کو مع قریب کے رشتہ داروں کے جنگل میں جانے اور فریق ہٹ دھرم عذاب  
اتہی نازل ہونے کی بڑھا کرتے کا حکم ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ جب وہ عیسائی لوگ مباہلہ کی آیت سے پہلے  
کی آیتوں میں طرح طرح کی جو نصیحتیں تھیں انکو خیال میں نہ لائے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا  
کہنے کی ہٹ دھرمی پر اڑے رہے تو آخر مباہلہ کی آیت اتری اور اس آیت کے اترتے ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت علی وفاطہ جن وحسین کو ساتھ لیکر جنگل میں تشریف لے گئے اور ان عیسائی لوگوں کو آدمی بھیج کر بلایا مگر ان عیسائی لوگوں میں کسی شخص بڑے پادری تھے انہوں نے مباہلہ منظور نہیں کیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ نبی سے مباہلہ کرنا بڑی حسد رابی کی بات ہے عرض ان لوگوں نے مباہلہ قبول نہیں کیا اور سالانہ خراج دینا قبول کر لیا اسپر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کہا کہ اگر یہ لوگ مباہلہ کرتے تو ضرور آسمان سے آگ برستی اور یہ لوگ وہیں جنگل میں جلا کر بہس ہو جاتے۔ آلم ان حروف مقطعات کی بحث سورہ بقرہ میں گذر چکی ہے اور یہ حدیث بھی گذر چکی ہے کہ اسم اعظم ان دونوں آیتوں میں ہے اللہ لا الہ الا ہوا لہی القیوم والہم اللہ لا الہ الا ہوا لہی القیوم صحیح حدیثوں میں ہے کہ اسم اعظم کے پڑھنے کے بعد آدمی جو دعائیں وہ قبول ہوتی ہے جی کے معنی ہمیشہ باقی رہنے والا قیوم کے معنی اپنی ذات سے قائم رہ کر تمام مخلوقات کا طرح کا بندوبست کرنے والا اور دونوں لفظوں کے ذکر نہرانے میں یہ نصیحت ہے کہ جب ان عیسائی لوگوں کا یہ اعتقاد ہے کہ یہودیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھا دیا اور اسی اعتقاد کے سبب یہ لوگ سولی کی صورت کو مانتے ہیں تو عیسیٰ علیہ السلام میں کوئی صفت ان دونوں صفتوں میں کی نہ پائی گئی کیونکہ جو ہمیشہ باقی رہنے والا ہو اس کو سولی پر چڑھانا اور جس کے ہاتھ میں تمام عالم کا انتظام ہو یہودیوں کا اس کے انتظام سے باہر ہو کر اتنی بڑی بے انتظامی کا پسیدانہ کس طرح ہو سکتا ہے پہر پاب بیٹے میں مناسبت کیونکہ سولی اور ان لوگوں کے اعتقاد کے موافق عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کس مناسبت سے کہا جا سکتا ہے۔ اب آگے نصیحت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح موسیٰ پر قوراء اور عیسیٰ پر انجیل نازل فرمائی اسی طرح نبی آخر الزماں پر قرآن نازل فرمایا جس طرح قرآن میں اون کتابوں کی صداقت موجود ہے اسی طرح اون کتابوں میں قرآن کی صداقت موجود ہے ایک کو بھی ان میں سے جھٹلایا جاوے تو دوسرے کی صداقت کو بٹا بیٹھا ہے۔ پہر یہ لوگ قرآن کے کیوں منکر ہیں جس سے سخت عذاب اون کو بھگتنا پڑے گا۔ پہر نصیحت فرمائی کہ اللہ ایسا زبردست ہے کہ وقت مقررہ پر کتاب آسمانی کے منکروں سے جب وہ بدلہ لینا چاہے گا تو اس کو کوئی روک نہیں سکتا۔ اللہ سچا ہے۔ اللہ کا کلام سچا ہے۔ دنیا میں تو ان لوگوں سے اللہ تعالیٰ نے یہ بدلہ لیا کہ ان آیتوں کے نزول سے پانچ برس کے بعد ان لوگوں کی بستی پر اہل اسلام کا قبضہ کر دیا۔ اور عقبہ کا بدلہ عقبہ کے ساتھ ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰی عَلَيْهِ شَيْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ ۚ هُوَ الَّذِی

اللہ اوپر چھپی نہیں کوئی چیز زمین میں اور آسمان میں وہی ہوتا ہے  
یُصَوِّرُكُمْ فِی الْاَرْحَامِ کَیْفَ یَشَآءُ ۚ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَکِیْمُ

نقشہ بناتا ہے ان کے پیٹ میں جس طرح چاہے کیسی بندگی نہیں اس کے سوائے زبردست حکمت والا

حاصل مطلب ان دونوں آیتوں کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم ایسا وسیع ہے کہ اس کو زمین و آسمان کی سب غیب کی باتیں معلوم ہیں کوئی بات اس کے علم سے باہر نہیں ہے اس لیے اس کے پیٹ میں گورا کالا لڑکا لڑکی نیک و بد سب کچھ اس کے علم کے موافق ہوتا ہے اس کا تقدیر کہتے ہیں اب ایسے اور عیسائی لوگوں کو یہ دیکھی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہہ کر خدا کی توحید میں جو یہ لوگ خلل ڈالتے ہیں اور اللہ کے کلام کو جھٹلاتے ہیں ذرا ذرا یہ سب باتیں اللہ کو معلوم ہیں اور ان لوگوں کے اعمال نامہ میں یہ سب باتیں لکھی جاتی ہیں وقت مقررہ آنے کی دیر ہے پھر یہ لوگ دیکھ لیویں گے کہ کیا ہوتا ہے اور اس دیکھی کے ساتھ ہی یہ فہمائش بھی ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام اور مخلوق کی طرح حضرت مریم کے پیٹ سے پیدا ہوئے اور اس کے پیٹ میں لطفہ کی حالت سے پیدا ہونے کی حالت تک بچہ پر جو کچھ تغیرات گزرتے ہیں وہ ان کی کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں تو پھر باوجود اس کے عیسیٰ علیہ السلام کو یہ لوگ خدا کا بیٹا کس مشابہت سے کہتے ہیں رہا عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ کے حضرت عریم کے پیٹ سے پیدا ہونا یہ اللہ کی اس قدرت سے کچھ بعید نہیں جس قدرت اس نے آدم اور حوا کو بنایا اور باپ کے پیدا کر دیا۔ کیونکہ وہ بڑا زبردست حکمت والا ہے۔ کوئی مشکل کام اس کی حکمت کے آگے مشکل اور کوئی بڑا کام اس کی قدرت کے آگے بڑا نہیں۔ اگرچہ یہ آیتیں ان خبرانی عیسائیوں کی شان میں اتری ہیں لیکن قرآن کی نصیحتیں عام ہیں۔ اب کسی قوم کے کسی شخص میں کسی نصیحت کے قابل کوئی ویسی بات پائی جاوے گی تو قرآن کی نصیحت گویا اسی کی شان میں ہوگی۔

منزل

هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ

وہی ہے جس نے تمہاری جگہ پر کتاب میں بعض آیتیں لکھی ہیں جو جڑ ہیں کتاب کی اور آخر میں آیتیں لکھی ہیں جن سے قرآن کا کلیہ معلوم ہوگا۔

أُخْرَى مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ

دوسری آیتیں جو پہلی سے ملتی ہیں وہ ان کے ذہن والوں کی تلاش کرتی ہیں۔

أَتَتَخَذُوا الْفِتْنَةَ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلَةٍ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ

میں گمراہی اور تلاش کرتے ہیں ان کی کل بھائی اور ان کی کل کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ اور جو مضبوط علم والے ہیں سو کہتے ہیں ہم پر یقین ہے کہ ہمارے رب کی طرف سے وہی سمجھائے وہی سمجھتے ہیں جس کو عقل ہے۔

فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ

یہاں قرآن کا کلیہ معلوم ہوگا۔

رَبَّنَا لَا تَزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ رَبَّنَا إِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ إِنَّ اللَّهَ

تفہیم

ہے سمجھ دینے والا ہے رب ہمارے تو جمع کرنے والا ہے لوگوں کو ایک دن جس میں شبہ نہیں بیشک اللہ



## لَا يُخْلِفُ الْمِعَادَ

خلافت نہیں کرتا وعدہ

سب سے پہلے یہ ایک بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ قرآن شریف میں محکم اور تشابہ کو دو معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔ استعمال فرمایا ہے ایک استعمال کی رو سے تو سارے قرآن کو ایک جگہ محکم فرمایا ہے اور دوسری جگہ تشابہ جس استعمال سے معلوم ہوتا ہے کہ سارا قرآن محکم ہی ہے اور تشابہ ہی ہے چنانچہ فرمایا ہے کتاب حکمت آیت پھر دوسری جگہ فرمایا ہے کتابا تشابہا اس محکم کے یہ معنی ہیں کہ سارا قرآن فصاحت و بلاغت اور اجازت عجیب میں محکم ہے کیونکہ قرآن شریف کے ان اوصاف میں خلل واقع نہیں ہوا ہے چنانچہ اس وقت سے عرب فصیح و بلیغ مشرک لوگ باوجود سخت مخالفت ہونے کے قرآن شریف کی کسی آیت کی مانند بھی ایک آیت بنا کر نہ لائے اور اس تشابہ کے یہ معنی ہیں کہ سچے ہونے میں اور کلام الہی ہونے میں اور ترجمہ ہونے میں جیسے ایک آیت ہے ہو ہو ویسی دوسری ہے ایک دوسری سے ایسی مشابہ ہے کہ گویا ایک ہی ہے۔ دوسرا استعمال محکم اور تشابہ کا یہ ہے کہ بعضی آیتوں کو اللہ تعالیٰ نے محکم فرمایا ہے اور بعض کو تشابہ اور تشابہ کے معنی میں غور کرنے سے منع فرمایا ہے جس طرح کے اس آیت میں ہے اور اس محکم اور تشابہ میں ہی علم کی بحث ہے۔ اور اس بحث کا طے کر دینا بقدر ضرورت یہ ہے کہ معتبر مفسرین اور علماء اور ائمہ مذہب نے اتفاقاً اس بات کو مان لیا ہے کہ تفسیر کی بابت جس مسئلہ میں اختلاف ہو تو وہاں عبداللہ بن عباسؓ کا قول سب سے بڑھ کر ہے کیونکہ صحیح حدیثوں میں آیا ہے کہ آنحضرتؐ نے خاص طور پر حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے لئے یہ دعا کی ہے کہ خدا تعالیٰ اُن کو قرآن شریف کا مطلب سکھائے اور اُن سے اس علم تفسیر کو دنیا میں پھیلا دے اب حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے تفسیر کی باتوں کو بہت سے طریقوں سے روایت کیا جا رہا ہے۔ مگر ان طبقات میں اعلیٰ درجہ کا طریقہ علی بن طلحہؓ یا شمی کا طریقہ ہے جسکو بخاری نے اپنی کتاب التفسیر میں اپنا مقدمہ علیہ قرار دیا ہے اور امام احمد بن حنبل نے اس طریقہ کی نسبت یہ فرمایا ہے کہ مذہب مصر تک اس طریقہ کی ایک روایت کے لئے کوئی شخص سفر کرے تو گویا اوس نے اس روایت کو مفت پایا۔ اب تفسیر ابن ابی حاتم میں علی بن طلحہ کے طریقہ سے محکم اور تشابہ کے معنی کی بابت جو حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت ہے وہ نقل کیجاتی ہے تا اجماع مفسرین کے موافق اور کسی صحابی تابعی کا قول یا دو سکرا دنی طریقہ کا خود عبداللہ بن عباسؓ کا قول جو اس روایت کے مخالف ہو وہ حجت قائم کرنے کے قابل نہ رہے اور یہ حدیث دراز کی مفسروں کی بحث سے ہو جاوے وہ روایت یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ قرآن شریف میں جو آیتیں عمل کے لئے نازل ہوئی ہیں وہ محکم ہیں۔ اور جن سے عمل متعلق نہیں فقط اونیہ بندوں کا ایمان لانا اللہ کا قصود ہے جیسے صفات الہی کی آیات یا قیامت یا وجود ال کے حال کی آیات یا حروف مقطعات یہ سب تشابہ ہیں اب رہی یہ بات کہ

منزل

ان متشابہ آیات کا حکم کیا ہے آیا سوا اللہ تعالیٰ کے ادن کے معنی اون کی تاویل کو کوئی جانتا ہے نہیں اس کا حال یہ ہے کہ صحیحین میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جو لوگ متشابہ آیتوں کے تاویل کے درپے ہوں اون کو اللہ کا خوف دلاؤ اور انہیں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی مرفوع روایت تفسیر ابن جریر میں ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ متشابہ آیتوں کا مطلب سوا اللہ کے کیسکو معلوم نہیں جن کوئی اس بات کا دعویٰ کرے کہ اوسکو متشابہ آیات کا مطلب یا تاویل معلوم ہے۔ تو وہ جھوٹا ہے اور مستدرک حاکم میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ حکم آیتوں پر عمل کرو اور متشابہ پر فقط ایمان لاؤ اس روایت مستدرک سے عبداللہ بن عباسؓ کی اوس روایت کی پوری تائید ہوتی ہے جو تفسیر ابن ابی حاتم کے حوالہ سے اور محکم اور متشابہ کی معنوں کی صراحت میں بیان کی گئی ہے کیونکہ جو اوس روایت کا مطلب ہے کہ حکم وہ آیت ہے جس سے عمل متعلق ہو اور متشابہ وہ آیت ہے جس سے محض ایمان متعلق ہو وہی اس روایت مرفوعہ کا حاصل مطلب صحابہ میں اگرچہ دس صحابی خلفائے اربعہ عبداللہ بن عباسؓ عبداللہ بن مسعود ابی بن کعب زید بن ثابت ابو موسیٰ اشعری اور عبداللہ بن زبیر مفسرین مشہور ہیں لیکن عبداللہ بن عباسؓ اور عبداللہ بن مسعود یہ دونوں زیادہ مشہور ہیں اور بہ نسبت دوسروں کے تفسیر میں ان دونوں کی روایت زیادہ معتبر ہے اسلئے ان دونوں کی روایت سے محکم اور متشابہ کے معنی بیان کر دیے گئے اور طبرانی میں ابی مالک اشعری سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جو اپنی امت سے یہ خوف ہے کہ وہ متشابہ آیتوں کی تاویل کے درپے ہونگے حالانکہ اون کی تاویل سوا خدا کے کیسکو معلوم نہیں حاصل کلام یہ ہے کہ صحابہ اور تابعین کا زمانہ اس طریقہ پر گزرا ہے کہ متشابہ آیتوں کی تاویل کے وہ لوگ درپے نہ ہوتے تھے بلکہ اوسکو برا جانتے تھے چنانچہ دارمی وغیرہ میں ایک شخص صبیح کا قصہ ہے کہ وہ مدینہ میں لوگوں سے متشابہ آیتوں کے معنی پوچھا کرتا تھا حضرت عمرؓ نے اوسکو اتنا پٹوایا کہ اوسکا سر لہو بہا ہوا ہو گیا اور وہ جب چلا گئے لگا کہ جو بات میں سے کرباغ میں بسی ہوئی تھی وہ نکل گئی تو حضرت عمرؓ نے اوسکو چھوڑا اب آخر سب دین ہم لوگوں تک صحابہ اور تابعین سے ہی آیا ہے اس لئے اس باب میں ہی ادنیٰ کی پیروی کرنے چاہئے سوا اسکے تفسیر ابن جریر کی روایت میں حضرت عبداللہ بن مسعود کی یہ قرات موجود ہے کہ ان تاویلیہ الا عند اللہ جبکہ کا مطلب یہ ہے کہ آیات متشابہات کے صحیح معنی سوائے اللہ تعالیٰ کے کیسکو معلوم نہیں اور مفسرین کے نزدیک صحیح قرات کا حکم بمنزلہ آیت کے حکم ہوتا ہے تو اب اس باب میں دوسرے معنی کی کیا گنجائش باقی رہی سورۃ النساء میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں یہ لفظ آئے ہیں انما الیسع عیسیٰ بن مریم رسول اللہ کلمۃ انقاہا الی مریم وروح منہ جبکہ صحیح مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی باپ نہیں اسلئے ماں کی طرف ادن کی نسبت کیجا کر اوسکو عیسیٰ بن مریم کہا جاتا ہے وہ اللہ کے رسول ہیں اون کی پیدائش اللہ کے حکم کلمہ کن سے اور اوس روح سے ہے جبکہ اللہ کے فیشتور جبریل نے اللہ کے حکم سے مریم کے جسم میں پہونک دیا اب وہی بخیرانی عیسائی لوگ اہل اسلام کو شک میں ڈالنے کے بیٹے اسکے معنی یہ

مترک

بتلائے تھے کہ عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں اور اس طرح بعض یہودی لوگ حروف مقطعات کے کچھ غلط سن کر  
بتلائے تھے اور سب اسد تعالے نے فاما الذین فی قلوبہم زنج سے آخر کو ح تک جو فرمایا اوسکا حاصل یہ ہے کہ  
جن لوگوں کے دل حق بات کی طرف سے پھرے ہوئے ہیں وہ اپنا غلط مطلب ثابت کرنے اور دوسروں کو  
شک میں ڈالنے کے لئے ایسی باتیں کرتے ہیں جو لوگ اپنے علم دین میں مضبوط ہیں اذکا یہ کام نہیں ہے  
بلکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ محکم اور تشابہ آیتیں سب اللہ کا کلام ہے جن تشابہ آیتوں کا مطلب اللہ تعالیٰ نے کسی سر  
آیت سے ہر کوئی سمجھا دیا وہ ہر کوئی معلوم ہے باقی کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے مثل آیت ان مثل عیسیٰ عند اللہ  
مکمل آدم اور آیت ان ہوا لا عبد الغنما علیہ سے آیت انما المسیح عیسیٰ بن مریم رسول اللہ وکلیتہ  
القاھا الی مریم وروح منہ کا جو مطلب ہر کوئی معلوم ہو گیا اوسکو ہم جانتے ہیں حروف مقطعات کا مطلب کسی  
دوسری محکم آیت سے ہر کوئی نہیں معلوم ہوا اسلئے اذکا مطلب ہم نہیں جانتے پھر یہ فرمایا کہ یہ علم دین میں مضبوط  
رہنے والے لوگ اللہ سے یہ دعا بھی مانگتے ہیں کہ حق بات سے پھرے تھے دل والے لوگوں کی حالت  
یا اللہ تو ہر کوئی بچا اور جسطرح تو نے حق بات کی ہر کوئی ہدایت دی ہے اسی ہدایت پر قائم رہنے کی ہر کوئی توفیق دے کہ  
تو ہی اپنے بندوں کو ہر طرح کے نیک کام کی توفیق کا دینے والا ہے اور قیامت کے دن نیک و بد سب کو  
جمع کرنے اور ہر ایک کو جزا و سزا کا تیرا جو بچا وعدہ ہے اوس کے موافق اوسدن ہر طرح کے نیک کام کی جزا  
ہر کوئی غایت فرما سہی دعا کی رغبت دلانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے اللہم  
مصرح القلوب صرف قلوبنا علی اطاعتک چنانچہ عبداللہ بن عمرو بن العاص کی روایت سے یہ حدیث صحیح مسلم  
میں آئی ہے اور صحابہ کرام کے زمانہ کے بڑے حصہ تک اس دعا کا اثر بھی رہا پھر حضرت علی کے زمانہ میں مسرتہ خارجہ  
اور کھپسرتہ قدر یہ تہذیب تہذیب سن کی آیتوں کی غلط تاویلات نکال کر پیدا ہو گئے اور قیامت تک پھر یہی تداویاتی  
اور خدا جانے کون کون پیدا ہونگے اب جسطرح محکم اور تشابہ کے معنے کے جاننے اور نہ جاننے میں علما کا اختلاف  
ہے اس طرح آیتہ و ما یعلم تاویلہ الا اللہ والرحمن فی العلم کی قرأت میں بھی یہ اختلاف ہے کہ الا اللہ پر وقت کرنا اور پھرنا  
چاہیے یا نہیں اس میں امام المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس کا قول یہی ہے کہ الا اللہ پر وقت کرنا اور پھرنا چاہیے  
اور اس کے کوئی حرج دینی بھی لازم نہیں آتا کیونکہ ضرورت دینی کی جتقدر باتیں تھیں وہ اللہ تعالیٰ نے ظاہر المعنی  
آیتوں میں بتلادی ہیں اور پھر ان آیتوں میں کوئی آیتہم تھی تو اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
اوسکو کھول دیا ہے مثلاً ایوم یاتی بعض آیات ربک لا ینفع لفضا ایاہا میں یہ امر ہم تک کہ وہ کوئی نشانی ہے جسکے  
ظاہر ہوجانے کے بعد ایمان لانے والے شخص کا ایمان اور توبہ کرنے والے شخص کی توبہ قبول نہوگی اللہ کے  
رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلادیا کہ وہ نشانی سورج کا مغرب کی طرف سے نکلنا ہے مگر یہ نہیں بتلایا  
کہ مغرب کی طرف سے سورج کب نکلے گا بلکہ اس کوئی دینی بات متعلق نہ تھی جسطرح مثلاً حروف مقطعات کے  
معنوں سے کوئی دینی غرض متعلق نہیں ایسی ہی باتوں کا علم اللہ تعالیٰ کو سونپنا اور اوس کے جاننے میں

عقل کو نہ دوڑانا ایسا نام دین کی مضبوطی ہے اور یہی طریقہ صحابہ اور تابعین کا تھا اور اسی طریقہ کے چھوڑ  
 دینے سے بہت فائدہ گمراہ ہو گئے اور اس گمراہی سے بچنے کی وہ دعا رہے جس کا ذکر آیتہ اور حدیث میں  
 اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَالَّذِيْنَ تَغْنِيْ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَا اَوْلَادُهُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّ اُولٰٓئِكَ  
 جو لوگ منکر ہیں ہرگز کام نہ آویں گے ان کو ان کے مال اور نہ اولاد اللہ کے آگے کچھ وہی ہیں  
 هُمْ وَّقُوْا النَّارَ كَذٰٓ اِبْلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذَّبُوْا بِآيٰتِنَا  
 چھٹیاں دوزخ کی جیسے دستور فرعون والوں کا اور جو ان سے پہلے تھے اجڑائیں ہماری آیتیں  
 فَآخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ  
 پھر پکڑا ان کو اللہ نے ان کے گناہوں پر اور اللہ کی مارت سخت ہے۔

اوپر کی آیتوں میں یہ نہ ذکر تھا کہ پچھلی کتابوں میں تہران کی اور قرآن میں پچھلی کتابوں کی صداقت موجود ہے  
 اس پر ہی جو لوگ کلام الہی کی آیتوں کو جھٹلا دینگے ان کو سخت عذاب پہنکتا پڑے گا ان آیتوں میں یہ  
 ارشاد ہے کہ اگر ان لوگوں کو یہ خیال ہو کہ حبط دنیا کی بعض آفتوں سے یہ لوگ اپنے مال اور اولاد کے  
 سبب بچ جاتے ہیں اسی طرح عقوبت میں ہی ان کا مال ان کی اولاد ان کے کچھ کام آجائیں گے تو ان لوگوں کا  
 یہ خیال بالکل غلط ہے عقوبت میں تو وہی لوگوں کا صدقہ خیرات کا مال اور ان ہی کی نیک اولاد کام آویں گے  
 جنکے دل میں نور ایمان کی کچھ چمک ہے جو لوگ اللہ کے کلام اللہ کے رسول کے جھٹلانے کے درپے ہیں  
 ان کے مال و اولاد کا حال تو عذاب الہی مسلط ہو جانے کے بعد عقوبت میں وہی ہو گا جو دنیا میں انہوں  
 نے فرعون کا حال سنا کہ عذاب الہی کے نازل ہو جانے کے بعد ایک دم میں مع اپنے لشکر کے مشرق  
 ہو گیا اتنی بڑی مال داری اور اتنا بڑا لشکر کوئی چیز بھی اوس کے کام نہ آئی مسند امام احمد و صحیحین میں ابن  
 بن مالک سے روایت ہے جس کا اصل یہ ہے کہ اس قسم کے منکر لوگوں کو جب دوزخ میں ڈالا جاوے گا  
 تو ان سے پوچھا جاوے گا کہ پہلا اگر ساری دنیا کی زمین بہر کے سونا تم لوگوں کے پاس اس وقت ہو تو تم  
 اوس کو دیکر خدا سے بچنے کا ارادہ رکھتے ہو وہ لوگ کہیں گے ہاں اوس پر اللہ تعالیٰ فرماوے گا ایک آسان  
 بات شکر سے باز رہنے کی تم لوگوں سے چاہی گئی تھی وہ تم سے نہو سکی تو اب کیا ہو سکتا ہے اس سے  
 معلوم ہوا کہ معمولی مال تو دیکر بغیر ایمان کے زمین بھر سونا ہی وہاں عذاب الہی سے کسی منکر  
 کو نہیں بچا سکتا۔

قُلْ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَّاسْتَخْلَبُوْا وَّخَشَرُوْا اِلٰى جَهَنَّمَ وِبٰٓسَ السَّاهِۗۃِ قَدْ كَانَ لَكُمْ  
 کہو منکروں کو کہ اب تم منسوب ہو گے اور ماننے جاو گے دوزخ کو اور کیا بڑی تباہی اسی ہو چکا ہے تم کو  
 اٰیٰتِ فِیْہِ التَّقٰتِ فِیْہِ تَقٰتِلْ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاٰخِرٰی کَافِرٍ وَّوٰثِقٍ  
 ایک نمونہ دو فوجوں میں جو بڑی تہیں ایک فوج ہے کہ لڑتی ہے اللہ کی راہ میں اور دوسری منکر ہے کہ ان کو دیکھتے ہیں

مِثْلِهِمْ رَأَى الْعَيْنَ وَاللَّهُ يُؤَيِّدُ بِنَصَرِهِ مَن يَشَاءُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَعِبْرًا لِّ  
اپنی دو برابر صبیح آنکھوں نے اور اللہ زور دیتا ہے اپنی مدد کا جسکو چاہے اسی میں خبردار

## لَا وَلِيَ الْآبَصَاءِ

ہو جائیں جنکو آنکھ ہے

ابوداؤد اور بیہقی اور تفسیر ابن منذر میں بسند معتبر حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ جب قریش کو مسلمانوں کے ہاتھ سے جنگ بدر میں صدمہ پہونچا جسکا قصہ سورہ انفال میں آوے گا تو اوسپر یہود نے آنحضرت سے ذکر کیا کہ تیریش انارسی اور لڑائی سے ناواقف تھے جس دن آپ کے اور ہم لوگوں سے لڑائی ہوگی اوس دن قدر کھل جاوے گی کہ لڑائی ایسی ہوتی ہے اوسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اللہ سچا ہے اور اللہ کا کلام سچا ہے آخر کو وہی ہوا جو اس آیت میں تھا کہ ان یہودیوں میں سے بنی قریظہ قتل ہوئے اور بنی نضیر نکالے گئے باقی یہود پر وہ سالانہ خراج قائم ہو گیا جسکو جسریہ کہتے ہیں اور پھر یہ تو ان لوگوں کی دنیا کی آفتیں ہوئیں وہ عذاب آخرت کا جسکا ذکر آیت میں ہے اوس کی سختی کا تو کچھ ٹھکانا نہیں بدر کی لڑائی کے بعد جو یہود نے عرب کی ماد افنی فن جنگ پر اپنی نخوت ظاہر کی تھی اور اپنی واقف کاری فن جنگ کا دعوے کیا تھا آیت کے آخر پر اللہ تعالیٰ نے اوسکا یہ جواب دیا ہے کہ اسلام اللہ کے نزدیک ایک حق ہے اور اللہ ہمیشہ حق کا مددگار ہے اس لئے اللہ کی مدد سے اہل اسلام کو باوجود قلت لشکر اور قلت سامان جنگ کے جنت حاصل ہوئی ہے وہ کچھ اسی بدر کی لڑائی پر منحصر نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ اس دین حق کی ہمیشہ ایسی مدد کرے گا اس لڑائی میں مسلمانوں کے کل تین سو تیرہ آدمی تھے اور دو گھوڑے اور چہنہ دراعین اور آٹھ تلواریں تھیں اور ششربین مکہ نہر کے قریب تھے اور لڑائی کا سامان بھی اون کے ساتھ بہت کچھ تھا اس صورت میں دشمنوں کی فوج اگرچہ مسلمانوں کے تین گونی تعداد سے بھی زیادہ تھی لیکن اللہ تعالیٰ کی یہ ایک حکمت تھی کہ دشمن کی فوج عین لڑائی کے وقت مسلمانوں کو اپنی فوج سے دو چند نظر آئے اور ان کی ہمت ٹٹرنے کے لئے بندھی رہی اور لڑائی سے پہلے ہر ایک لشکر کے آدمی دوسرے لشکر کے آنکھوں میں بالکل تھوڑے سے نیچے جسکے سبب ہر ایک گروہ ٹٹرنے پر آمادہ ہو گیا اور لڑائی شروع ہو گئی اس آیت اور سورہ انفال کی آیت ذیریکو ہم اذا التقیتہ فی عینہم قلیلاً وقلکم فی عینہم کو ملا کر ٹٹرنے سے یہ مطلب خوب سمجھ میں آتا ہے فتح غیر مترقبہ تھی اور اسی حکمت کے بتلانے کے لئے آخر کو منسرایا ہے کہ اس بدر کی لڑائی سے سمجھ دار لوگوں کو عبرت پکڑنی چاہیے۔

زَيْنَ النَّاسِ حُبُّ الشَّهِيدِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنْ الذَّهَبِ

رجا یا ہے لوگوں کو مرنوں کی محبت پر عورتیں اور بیٹے اور ڈھیر جوڑے ہوئے سونے کے

وَالْفَضَّةَ وَالنَّحْلَ الْمُسَوَّمَةَ وَالْأَنْعَامَ وَالْخَرْتَ ذَٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا  
 اور روپے کے اور گھوڑے پلے ہوئے اور مویشی اور کہیتی یہ برتا ہے دنیا کی زندگی میں  
 وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الْمَاكِ قُلْ أَوْفُوا بِعَهْدِكُمْ لِیَوْمٍ مِنْ ذَٰلِكُمُ الَّذِیْنَ اتَّقُوا  
 اور اللہ جو ہے اسی پاس ہے اچھا ٹھکانا تو کہہ میں بتاؤں تمکو اس کے بہتر پر ہیں سزا کاروں کو  
 عِنْدَ رَبِّكَ حَبَّتُ بَجَرٍّ مِنْ قِطْمَارٍ لَا تَهْمُ الْآخِرُ خُلْدٌ لَیْنِ فِیْهَا وَاسْرَافًا  
 اپنے رب کے بیان باغ میں جس کے نیچے بھی نمایاں رہ پڑے اور نہیں میں اور غارت میں ہیں  
 مَطَرًا وَرِضْوَانٍ مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ  
 سترہ اور رضامندی اللہ کی اور اللہ کی نگاہ میں ہیں بندے

اور کی آیت میں ذکر تھا کہ مال و اولاد کے سبب آدمی خدا کے عذاب سے بچ نہیں سکتا اس ذکر کے بعد  
 کا ذکر تھا کہ عذاب اتنی سے بچنے کے لیے آدمی نیک عمل کرے اب مال و اولاد کا ذکر پورا کرنے کے  
 لئے دنیا میں جن چیزوں پر لوگوں کے دل زیادہ گرویدہ اور رغب ہیں پہلے آیت میں اون چیزوں کا  
 ذکر کیا کہ دوسری آیت میں ان چیزوں سے لوگوں کو اس طرح بے رغبت کیا ہے کہ خود دنیا کو  
 دنیا کی ہر ایک چیز کو زوال لگا ہوا ہے اس لئے قابل رغبت جنت کی نعمتیں ہیں جن کو کبھی زوال نہیں قطع نظر  
 زوال نہ ہونے کے زبان یا قلم میں یہ طاقت کہاں ہے کہ جنت کی چیزوں کی خوبیاں بالتفصیل  
 بیان کر کے اس واسطے خود اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی چیزوں کے اوصاف جن  
 مختصر مطلب خیر لفظوں میں بیان فرمائے ہیں اور کا مطلب بیان کیا جاتا ہے کہ صحیحین میں حضرت  
 ابو ہریرہ سے روایت ہے جبکہ اصل یہ ہے کہ جنت میں وہ نعمتیں ہیں جن کا حال نہ دنیا میں کسی نے  
 آنکھ سے دیکھا نہ کان سے سنا نہ کسی کے دل میں اور کا خیال و تصور گذر سکتا ہے۔ دنیا میں بھی نیا کی  
 نعمتوں کی کبھی ناشکری کرتا ہے جس کے سبب اللہ تعالیٰ کی ناخوشنودی ہو کر دنیا کی نعمتوں میں کمی  
 ہو جاتی ہے جنت میں شمع کی تکلیف کے نہ ہونے سے اللہ تعالیٰ کی ناخوشنودی کا کٹکا جنتیوں کو  
 نہیں آئے جنت کی نعمتوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنی ہمیشہ کی رضامندی کا ذکر آیت میں فرمایا  
 ہے اور یہ سب بڑھکر ایک نعمت ہے چنانچہ صحیحین میں حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے  
 جس کا حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل جنت سے فراوانے گا میری ہمیشہ کی رضامندی ہمارے لئے  
 سب بڑھکر ایک نعمت ہے حاصل یہ ہے کہ انسان کو دنیا کی نعمتوں پر استدرگرویدہ نہیں ہونا چاہیے  
 جس سے دین کے کاموں میں مستور پڑ کر جنت کی نعمتوں سے محروم رہ جاوے چنانچہ اس واسطے  
 اللہ تعالیٰ نے آیت کو اللہ بصیر بالعباد پر ختم کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جنت کی نعمتیں شخص کو  
 اس کے عمل کے موافق ملیں گی علماء کا اختلاف ہے کہ قنطار کس قدر مال کو کہتے ہیں مستدرک حاکم میں حضرت

منزل



اس سے بلند صحیح روایت ہے کہ قطار دو ہزار اوقیہ کا ہوتا ہے اور ہر اوقیہ میں چالیس درم ہوتے ہیں۔ مسنونہ چرائی کے عمدہ گھوڑے کو کہتے ہیں ۔

الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ  
وہ جو کہتے ہیں اے رب ہمارے ہم یقین لائے ہیں سو بخش ہمکو گناہ ہمارے اور بچا ہمکو دوزخ کے عذاب  
الصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُتَّقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحٰرِ  
محنت اٹھانے والے اور سچے اور بندگی میں لگے رہتے اور سچ کر کے اور گناہ بخشواتے۔ پہلی رات کو

اور پر کی آیت کو اللہ تعالیٰ نے والدہ بصیرہ العباد پر نعم فرما کر اس آیت میں اپنے اون بندوں کا ذکر فرمایا ہے جسکے اعمال نیک اور وہ اپنے اعمال کے سبب جنت کی نعمتوں کے پورے مستحق ہیں اور اون کی نشانیاں یہ۔  
نہ بایں کہ احکام شریع کے پابند اور اعمال شریع کی تکلیفات پر صابر صادق الاقوال جو کہیں سو کریں۔ نیک کاموں میں اپنا مال خرچ کرنے کو تیار عذاب الہی سے بچنے کی دعا اور گناہوں کی مغفرت کی دعائیں ہر وقت خصوصاً پہلی رات کو قریب صبح لگے رہتے ہیں اسوقت کا اسٹے ذکر فرمایا کہ یہ بڑی تسبوت کا وقت ہے۔  
چنانچہ صحیحین و صحیحین صحابہ کی ایک جماعت سے روایتیں ہیں جنکا حاصل یہ ہے کہ تہائی رات باقی رکھا  
ہر رات کو اللہ تعالیٰ اول آسمان پر نزول فرما کر یہ فرماتا ہے کہ کوئی دعا یا استغفار کرنے والا ہو تو اسکی دعا اور توبہ قبول کرنے کو اور کوئی کچھ حاجت رکھتا ہو تو اسکی حاجت روائی کو میں موجود ہوں ۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ ۚ وَاُولُو الْعِلْمِ قَاسَمًا بِالْقِسْطِ  
اللہ نے گواہی دی کہ کیسی بندگی نہیں آئیے سوائے نور فرشتوں نے اور علم والوں نے وہی حاکم انصاف کا  
لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيْمُ ۚ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۚ وَاٰخِلَفَ  
کیسے بندگی میں آئیے سوائے کہ زبردست ہے حکمت الہیہ جو ہے اللہ کے یہاں سو ہی مسلمان حکم داری اور غلام  
الَّذِيْنَ اٰتَوْا الْكِتٰبَ الْاَمْرُ بَعْدَ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَعِيًّا ۚ بَيْنَهُمْ مَن يَكْفُرُ  
نہیں ہوتے کتاب ہوائے سچر مہمان کو معلوم ہو چکا آپس کی حد سے اور جو کوئی مسکر

بَايَتَ اللّٰهَ ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۚ فَاِنْ جَآءُوكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَحَمِيْلٌ  
ہو اللہ کے حکموں سے تو اللہ شتاب لینے والا ہے حساب ہر جہت سے جسکے میں تو کہہ دینے تالیق کیا پانہ اللہ کے حکم پر  
وَمِنْ اَتَّبَعْنِ ۚ وَقُلْ لِلَّذِيْنَ اٰتَوْا الْكِتٰبَ وَالْاٰمِنِ ۚ اَسْلَمُوْا ۚ فَاِنْ اَسْلَمُوْا  
اور جو کوئی میرے ساتھ ہے اللہ کے کتاب والوں کو اور ان پڑھوں کو کہ تم ہی تالیق ہوئے ہو پھر اگر تالیق ہو  
فَقَدْ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ۚ وَاللّٰهُ بِصِيْرَتِ الْعِبَادِ ۚ  
تو راہ پر آئے اور اگر مٹ رہے تو تیرا ذمہ ہی ہے پہنچا دینا اور اللہ کی نگاہ میں ہیں بندے۔

جن خبرانی عیسائی لوگوں کا اوپر ذکر تھا یہ آیتیں ہی ادنیٰ کے ذکر میں ہیں لیکن توحید پر تو آخر یہود۔

عیسائی مشرکین کہ سب کو لانا اللہ کو منظور ہے۔ اسلئے توحید کے ذکر کے بعد ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں اسکا ذکر تصدیق کے طور پر کیا ہے کہ اول صاحب شریعت نبی نوح علیہ السلام سے لیکر عیسیٰ علیہ السلام تک سب اولوالعزم انبیاء اور اذن کی ساتھی اسی توحید کے دین پر تھے کبھی کوئی شرکی دین اللہ کو پسند نہیں ہوا اسبیطح اللہ کے فرشتے آسمان پر ہمیشہ سے اس توحید کا دم بھرتے ہیں اور اب یہی توحید نبی آخر الزماں کے دین میں ہے جس پیغمبر کو اللہ تعالیٰ نے وقت مقررہ پر اس توحیدی دین کے قائم کرنے کے لئے بھیجا اوس پیغمبر وقت کی اطاعت کا نام سلام ہے اس آخر زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اون سب پچھلے شریعتوں کو اس آخری شریعت پر ختم کیا ہے اسلئے اب کوئی نجات کا رستہ سوائے اس شریعت کی پابندی کے باقی نہیں رہا چنانچہ فرمایا کہ ومن یتبع غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه جبکہ مطلب یہ ہے کہ اس آخری زمانہ میں سوائے اس آخری شریعت کے اور کوئی شریعت اللہ کے نزدیک قابل قبول نہیں ہے ایسا واسلئے ان آیتوں میں فرمایا کہ اہل کتاب مشرکین مکہ سب گمراہ ہیں کہ اس آخری شریعت کو جس میں سب پچھلی شریعتوں کی صداقت اور سب پچھلی شریعتوں میں اسکی صداقت موجود ہے تم سب مل کر مانتے ہو یا نہیں۔ اگر انہوں نے اس آخری شریعت کو نبی اللہ کے ہتھارے کہنے سے مان لیا تو اپنا بھلا کیا نہیں تو تم نے اپنا کام پورا کر دیا۔ پھر ان سب اعمال اللہ کی نظر میں ہیں ہر ایک کی جزا سن وقت مقررہ پر اوس کے سامنے آجاوے گی اللہ تعالیٰ کے اس پیغام کو اللہ کے پیغمبر نے اچھی طرح پورا کر دیا زبان سے خط و کتابت سے سب طرح آخری دم تک لوگوں کو سمجھا یا حدیث کی کتابوں میں صد بار روایتیں اس باب میں موجود ہیں۔ قائماً بالقسط کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین آسمان اور زمین میں سب گنتی چیزیں اس طرح کے منصفانہ اور حکیمانہ ڈھنگ سے پیدا کی ہیں کہ انہیں کی ہر ایک چیز اوسکی وحدانیت کی پوری گواہی ہے۔

رَأٰی الَّذِیْنَ یُكْفَرُوْنَ رَآیْتُ اللّٰهَ وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیْنَ بِغَیْرِ حَقٍّ وَیَقْتُلُوْنَ الَّذِیْنَ یَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ  
 جو لوگ منکرین اللہ کی آیتوں سے اور اڑاتے ہیں بیوقوفانہ اور مار ڈالتے ہیں جو کوئی کہے  
 رَفِ الدِّنَارِ وَالْآخِرَةُ وَمَا هُمْ بِنَاصِرِیْنَ  
 انصاف کو لوگوں میں سے ہوا انکو خوشخبری سنا کہہ والی ماری دہی ہیں جن کی محنت ضائع ہوئی  
 دنیا میں اور آخرت میں اور کوئی نہیں انکا مددگار

اوپر کی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نبی کو آخری شریعت کی پابندی کی تاکید کا یہ حکم فرمایا تھا کہ اہل کتاب مشرکین مکہ سب کو یہ حکم پہنچاؤ اوس حکم کی تعمیل میں مدینہ منورہ کے گرد و نواح میں یہود رہتے تھے وہ اکثر جتیں کیا کرتے تھے رجم کی آیت کے منکر ہو گئے۔ اسبیطح اور طرح طرح کے فساد کرتے تھے جن سے

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج ہوا کرتا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنی رسول کی شکین فرمائی کہ یہ لوگ جو کچھ برتاؤ اسے اللہ کے رسول تھا اسے ساتھ کر رہے ہیں ان کی یہ عادت نئی نہیں ہے ان کے بڑے توراة اور بنجیل کے احکام پہنچانے والے انبیا اور ان کے نائب علماء کے ساتھ بڑی بڑی سلوکیوں کے ساتھ پیش آچکے ہیں ابن جریر میں ابو عبید بن الجراح سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ایک نبی بنی اسرائیل نے تینتالیس انبیا صاحب توراة کو صبح سے سہ پہر تک قتل کیا اور پھر سہ پہر کو ایک سو بارہ علماء کو قتل کیا پھر آخر پرانے یہود کو اللہ تعالیٰ نے یہ تنبیہ فرمائی کہ یہ لوگ کلام الہی کے انکار کے اگر اسطرح درپے رہیں تو ان کو سخت عذاب میں مبتلا ہونا پڑے گا جس سے انکو کوئی بچانہ سکے گا۔ اور دنیا میں کوئی نیک عمل ان سے بن آوے گا تو وہ آخری شریعت کے انکار کے وبال سے قبول نہوگا۔ کیونکہ اس آخری زمانہ میں سوائے اس آخری شریعت کی پابندی کرکے کسی کوئی نیک عمل اللہ کی مدگاہ میں قابل قبول نہیں۔

الَّذِينَ آتُوا نَفْسَهُمْ مِنَ الْكِتَابِ يُدْعَوْنَ إِلَى كِتَابِ اللَّهِ لِيَحْكُمَ بِهِمْ  
تو نے نہ دیکھے وہ لوگ جنکو بلا ہے کچھ ایک حصہ کتاب کا کہن کو بلاتے ہیں اللہ کی کتاب پر کو ان میں حکم کرے  
تشریتوں و فی مہم وہم معہ ضلوا ذلک بانہم قالوا لہم تمسنا النار الا  
پھر ہٹ رہے ہیں بھٹے انہیں تعادل کر کے اس واسطے کہ کہتے ہیں ہمکو ہرگز نہ لگے گی آگ مگر  
ایاماً معدودت و غرہم فی دینہم ما کانوا یفترقون ۝ فکیف اذا جمعناہم  
کئی دن گنتی کے اور جگے ہیں اپنے دین میں اپنی بنائی باتوں پر پھر کیا ہوگا جب ہم انکو جمع کرینگے  
لیوم لا یریب فیہ و وفیت کل نفس ما کسبت و ہم لا یظلمون ۝  
ایک دن جس میں شبہ نہیں اور پورا پاوے گا ہر کوئی اپنا کیا اور انکا حق نہ رہے گا۔

ابن ابی حاتم اور ابن منذر نے اپنی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرت اور چند یہود کا ایک مدرسہ میں آمناسا مناسا ہوا اپنے ان سے اسلام لانے کو کہا انہیں دو شخص یہودی نعیم بن عمرو اور حارث بن زید نے آپ کے پوچھا کہ آخر آپ کس دین پر ہیں آپ نے فرمایا میں دین اور ملت الہی پر ہوں انہوں نے جواب دیا کہ حضرت ابراہیم تو خود دین یہود پر تھے پھر آپ ہم سے اور کون دین اختیار کراتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر حضرت ابراہیم دین یہود پر تھے تو توراة میں ضرور اسکا ذکر ہوگا۔ اگر تم سچے ہو تو لاؤ توراة میں کہاں یہ بات لکھی ہے دکھاؤ ان دونوں شخصوں نے توراة کے لانے سے انکار کیا اور سب اللہ نے یہود کے قابل کرنے کو یہ آیت نازل فرمائی اور فرمایا کہ یہ لوگ توراة کے بھی پابند نہیں ہیں کیونکہ جس حق بات کا فیصلہ توراة پر تیار دیا جاتا ہے اس سے بھی یہ لوگ پہرجاتے ہیں اور اس سے آگے کے آیت میں اور طرح یہود کا جھوٹ ثابت کیا کہ یہ لوگ جو کہتے ہیں کہ چند روز کے سوا دوزخ میں ان کو

بہنا نہیں ہے یہ بات بھی تورات کے خلاف ہے اور اسی جھوٹے عقیدہ نے دوزخ سے ان کو بے خوف کر دیا ہے اور اس بے خوفی کے سبب سے ایسی جرات کرتے ہیں مگر آخرت میں ان کو سب حال کھل جائے گا بعضی تفسیر نویس اس آیت کی شان نزول سوا اسکے اور جو بیان کی ہیں اس سے اس شان نزول کی سند قوی ہے۔

قُلِ اللَّهُمَّ مَلِكُ الْمَلِكِ تُؤْتِي الْمَلِكَ مِنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمَلِكَ مِنْ تَشَاءُ  
 وَتَعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِإِذْنِ الْخَيْرِ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ  
 تَوَجَّهَ الْيَلَّ فِي النَّهَارِ وَتَوَجَّهَ الْيَلَّ فِي اللَّيْلِ وَخَرَجَ الْحِجَابُ مِنَ الْمَيِّتِ  
 خَرَجَ الْمَيِّتُ مِنَ الْحِجَابِ وَتَرَزَّقَ مِنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ

قتادہ سے ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں روایت کی ہے کہ آنحضرت نے اللہ تعالیٰ سے ملک روم وفارس  
اپنی امت کے قبضہ میں آجانے کی ایک روز دعا کی تھی۔ اوسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اور اپنے  
نبی کی تسکین فرمائی کہ ملک روم وفارس کیا چیز ہے اوس پاک ذات کے دست قدرت میں بڑے بڑے  
تصرفات ہیں کبھی رایتیں بڑی ہیں کبھی کے دن کبھی نبوت بنی اسرائیل میں تھی آج بنی اسرائیل میں ہے  
وہ صاحب ثغور جو چاہے کر سکتا ہے چنانچہ پھر ایسا ہی ہوا کہ بڑے بڑے ملک آپ کے اور آپ کا  
امت کے قبضہ میں آگئے طبرانی میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ اسم اعظم اسی آیت  
ہے۔ طبرانی میں حضرت انس سے بسند صحیح روایت ہے کہ جو کوئی شخص اس آیت کو پڑھے گا۔ اوسپر اگر  
یھاڑ کے برابر بھی تصرف ہوگا تو اللہ تعالیٰ وہ ادا کرادیوے گا۔

لَا يَخْزِي الْمُؤْمِنُونَ الْأَكْثَرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ  
فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاتُوا وَيَجْزِيَكُمْ اللَّهُ بِمَا كُنْتُمْ  
تَعْمَلُونَ

اللَّهُ الْمُصِيتُ ۝

اللہ ہی کی ہنسناسی ہے۔

تفسیر ابن جریر میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ انصار میں بعض لوگوں کی کعب بن اشرف یہودی اور اس کی ساتھیوں سے بہت دوستی تھی۔ ان یہود کے دل میں فریب تھا کہ کبھی موقع پا کر ان اپنے دوست مسلمانوں کو دھوکا دیں ان مسلمان انصار کے چند دوستوں نے یہود کو اس ارادہ کا تذکرہ ان انصار مسلمانوں سے کیا اور یہود کے دوستی چھوڑنے کی نصیحت کی۔ مگر ان مسلمان انصار نے اون یہود کی دوستی چھوڑنے سے انکار کیا اور سپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور فرمایا کہ مسلمانوں کو کافروں سے دوستی نہیں رکھنی چاہیے۔ کیونکہ اللہ کی محبت اور کافروں کی نفرت ایک جگہ ایک جگہ نہیں جمع ہو سکتی ہاں اگر ایسا ہی کہیں جان کا خوف ہو تو ظاہر میں اون سے دفع ضرر کے لئے میٹھی بات کر لی جاوے مگر دلی دوستی اون سے نہ رکھی جاوے باوجود اس فہمائش کے جو کوئی باز نہ آوے گا اللہ اس سے بیزار ہے اور اس طرح کا شخص قیامت کے دن اللہ سے معاملہ پڑنے کے وقت اپنے لئے پریشان ہو جائے گا۔ اسی واسطے ابھی سے اللہ اس دن کا اپنا معاملہ پڑنے سے مسلمانوں کو بچا دیتا ہے تاکہ اس وقت تک بچتا رہے اور اللہ اپنے بند و پیروں پر بڑا مہربان ہے اس لئے ان کو یہ فہمائش کر کے قیامت کے دن کا اپنا معاملہ پڑنے سے پہلے توبہ کرنے کا موقع اون کو دیتا ہے۔ ورنہ وہ چاہتا تو اپنے خلاف مرضی کاموں کا مواخذہ بلا توبہ کے موقع دینے کے فوراً ابھی کر لیتا بخاری نے ابو ذرؓ سے روایت کی ہے کہ بہت سے مخالف ملت لوگوں سے ہم ظاہر میں خندہ پیشانی سے ملتے تھے اور دہم اون پر لغت کرتے تھے اور اہل کتاب سے دوستی رکھنے کی جو مخالفت ہے اس کا سبب آیت و دکنیہ من اهل الکتاب لویر و نکھ من بعد ایمانکم میں گزر چکا ہے۔ اس آیت سے لوگوں نے تفسیر نکالا ہے۔ مگر تفسیر کے یہ معنی ہیں کہ جب آدمی کو جان کا خوف ہو تو صرف زبان سے کوئی بات ایسی کہہ دینی جائز ہے جس سے جان بچ جاوے خلاف شریعت کسی عمل میں تفسیر جائز نہیں ہے چنانچہ سیفان ثوری نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ تفسیر صرف زبان سے ہے عمل میں نہیں ہے۔ بعض صحابہ کا یہ مذہب ہے کہ صرف لڑائی کے وقت تفسیر جائز ہے اور کسی وقت نہیں ہے۔

قُلْ اِنْ تَحْفُوا مَا فِي صُدُورِكُمْ اَوْ تَبْدُوْهُ يَعْلَمُ اللّٰهُ وَاَعْلَمُ مَا فِي  
 قُلُوبِكُمْ اِنْ تُمْرُؤْنَ يَحْفَاوْكُمْ اَوْ تَبْدُوْكُمْ يَحْفَاوْكُمْ اَوْ تَبْدُوْكُمْ يَحْفَاوْكُمْ  
 السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ  
 اَسْمَانِ اور زمین میں اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے جس دن ہر شخص  
 مَا عَمِلْتُمْ مِنْ خَيْرٍ مَّحْصُوْرٌ اِلَيْهِ وَمَا عَمِلْتُمْ مِنْ شَرٍّ تُوْدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهُمْ  
 جو کی ہے نیکی روبرو اور جو کی ہے بُرائی آرزو کرے گا کہ مجھ میں اور اس میں

اَمَلًا اَبْعِدًا اَوْ يَحْذَرُكُمْ اللّٰهُ نَفْسًا وَاللّٰهُ رَؤُوفٌ بِالْعِبَادِ ۝

فرق پڑ جاوے دور کا اور البتہ ڈراتا ہے تلو آپ کے اور اللہ شفقت رکھتا ہے بندوں پر

معنی آیت کے یہ ہیں کہ خواہ تم کفار کی دوستی کو دل میں پوشیدہ رکھو خواہ قول و فعل سے اوس کا اظہار کرو جب اوس سے آسمان و زمین کی چیزیں پوشیدہ نہیں ہیں تو تمہارا حال کیسے پوشیدہ رہ سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا برے کاموں کے انجام سے بندہ کو ڈرا دینا بڑی شفقت ہے تاکہ وہ توبہ کرے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحِبُّكُمْ اللّٰهُ وَيُغْفِرْ لَكُمْ

تو کہہ اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ کی تو میری راہ چلو کہ اللہ تم کو چاہے اور بخشنے تمہارے

ذُنُوبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

گناہ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

تفسیر ابن منذر میں حسن بصری سے روایت ہے کہ آنحضرت کے زمانہ میں مختلف قوموں نے اللہ کی محبت کا دعویٰ کیا مثلاً قریش نے ایک بن اپنے بتوں کو خوب آہستہ کیا آنحضرت نے قریش سے جب کہا کہ ملت ابراہیم کے مخالف تم کچھ بت پرستی کیوں کرتے ہو تو اوہ انہوں نے کہا ہم تو اوہ کو درگاہ الہی کا مقرب جانکر اللہ کی محبت کی وجہ سے اوہ کو پوجتے ہیں اس طرح بھران کے نصاریٰ نے کہا کہ ہم تو اللہ کی محبت کے سبب حضرت عیسیٰ کی اتنی قدر و منزلت کرتے ہیں اون لوگوں کے ایسے دعویٰ پر اللہ تعالیٰ نے یہاں آیت نازل فرمائی اور فرمادیا کہ اللہ کی محبت کا دنیا میں ایک ہی طریقہ ہے کہ رسول وقت کی پوری تابعداری کی جاوے کیونکہ ہر حاکم کی محبت کا طریقہ یہی ہے کہ اوسکے احکام کو مانا جاوے۔ اگر کوئی شخص ایک حاکم وقت کے احکام کی تعمیل میں سستی پائی کرے اور موہنہ سے کہے کہ میرے جی میں اوس حاکم کی محبت ہے تو ضرور ایسا شخص حاکم کا دوست اور مطیع نہیں بلکہ باغی کہلاوے گا۔ اس طرح اللہ کی محبت اوس کے احکام کے ماننے سے ظاہر ہوگی اور اللہ کے احکام بغیر وسیلہ رسول وقت کے معلوم ہونہیں سکتے۔ اس واسطے اللہ کی محبت کا دعویٰ بلا اطاعت رسول وقت کے بالکل ایک غلط دعویٰ ہے چنانچہ اس واسطے صحیحین میں حضرت ابوہریرہ سے جو روایت ہے اوس میں صاف آنحضرت نے فرمایا ہے کہ میری اطاعت عین اللہ کی اطاعت ہے اور میری نافرمانی عین اللہ کی نافرمانی ہے۔ اس آیت اور حدیث سے معلوم ہو گیا کہ کوئی طریقہ جس میں اطاعت رسول کی نہ پائی جاوے خواہ کسی قدر محبت الہی کے جوش کے دعوے کا ہو ہرگز اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول نہیں ہے۔

قُلْ اَطِيعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِيْنَ ۝

تو کہہ حکم مانو اللہ کا اور رسول کا پھر اگر وہ ہٹ رہیں تو اللہ نہیں چاہتا منکروں کو



اوپر کی آیت جب نازل ہوئی اور آنحضرتؐ نے اس کا حکم لوگوں کو سنادیا کہ اللہ کی محبت بدون فرمانبرداری رسول وقت کے حاصل نہیں ہو سکتی تو عبداللہ بن ابی منافق نے لوگوں کو ہکا بھکا شروع کیا کہ جب طرح نصاریٰ حضرت عیسیٰؑ کو مانتے ہیں اسی طرح محمدؐ بھی تم لوگوں سے اپنے آپ کو منوا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اون سے وہ محبت کریں جو نصاریٰ حضرت عیسیٰؑ سے کرتے ہیں اور عبداللہ تعالیٰ نے یہ کلمہ آیت کا نازل فرمایا اور فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو دنیا میں اسی واسطے بھیجا ہے کہ وہ تم کو اللہ کی مرضی اور نامرضی کی باتیں بتلا دیں اور ان کے ذریعہ سے اللہ کے حکم پہنچو آتے ہیں وہ تم کو سنادیں پھر بغیر فرمانبرداری رسول کے اللہ کی مرضی کے حکم تم کو کیونکر معلوم ہو سکتے ہیں۔ اور جب ضد سے تم نے اللہ کی مرضی کے حکموں کو ہی نہ جانا اور اون جگوں کے منکر رہے تو اللہ تعالیٰ کی محبت کا عمارتار دعوئے غلط ہے کیونکہ ایسے منکروں کو اللہ تعالیٰ ہرگز اپنا دوست نہیں ٹھہراتا اور نصاریٰ نے جب طرح کی محبت حضرت عیسیٰؑ کی اپنے دل سے تراشی ہے نہ وہ رسول وقت تھے تم سے چاہی ہے اور نہ وہ اللہ کی مرضی کے موافق ہے اور نہ وہ انہوں نے حضرت عیسیٰؑ سے سیکھی ہے پھر یہ مغالطہ تم کہاں سے پیدا کرتے ہو کہ محمدؐ لوگوں سے وہ اپنی محبت چاہتے ہیں جو نصاریٰ حضرت عیسیٰؑ سے رکھتے ہیں ۔

إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَابْرَاهِيمَ وَالْعِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ ۝

اللہ نے پسند کیا آدم کو اور نوح کو اور ابراہیمؑ کے گھر کو اور عمران کے گھر کو سارے جہان سے

ذُرِّيَّةَ بَعْضِهِم مِّنَ الْبَعْضِ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝

کہ اولاد تھی ایک دوسرے کی اور اللہ سنتا جانتا ہے

اوپر کی آیت میں اللہ کے رسول کی اطاعت کا ذکر تھا اوس کے پورا کرنے کے لئے اس آیت میں رسولوں کے انتخاب کا سلسلہ بیان فرمایا پہلے بنی آدم علیہ السلام تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ہاتھ سے بنایا۔ اور جن سے سب انبیاء اور امتوں کا سلسلہ دنیا میں چلا۔ لیکن حضرت آدم سے لیکر حضرت نوح علیہ السلام کے بنی ہونے تک کوئی حرام حلال کی شریعت نہیں تھی۔ چنانچہ شفاعت کی صحیح حدیث میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت نوح علیہ السلام کو اول صاحب شریعت بنی فرمایا ہے اسلئے سلسلہ انبیاء کے دوسرے اور صاحب شریعت انبیاء کے اول منتخب بنی حضرت نوح علیہ السلام اور تیسرے حضرت ابراہیمؑ بنی کی دو شاخیں ایک شاخ حضرت اسحاق کی جن میں بنی اسرائیل ہیں انہیں نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک رہی دوسری شاخ حضرت اسماعیل علیہ السلام جن میں محمدؐ رسول اللہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یہ اوپر گزر چکا ہے کہ اسرائیل حضرت یعقوب کا لقب تھا اسلئے بنی اسرائیل اولاد یعقوب میں پہلے بنی حضرت یوسف ہیں اور آخر بنی حضرت عیسیٰؑ عمران سے یہاں عمران بن داؤد بن حضرت مریم کے باپ مراد ہیں اور اسی سلسلہ میں بنی اسرائیل کے اکثر رئیس اور علما ہوئے ہیں ایک عمران بن یحضر

موسے اور ہارون کے والد بھی ہیں لیکن آیت میں عمران کے ذکر کے بعد حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ کا ذکر ہے۔ اس آیت میں حضرت مریم کے والد عمران ثانی کا ذکر معلوم ہوتا ہے ان دونوں عمرانوں کا اٹھارہ سو برس کے قریب کا فاصلہ ہے۔ اس آیت میں اہل کتاب اور مشرکین عرب دونوں کو تنبیہ ہے حضرت ابراہیم کی شاخوں میں اگرچہ یہ دونوں ہیں مگر ان کے طریقہ پر دونوں میں سے کوئی بھی نہیں ہے۔

اِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا  
 جب بولی عورت عمران کی کہ اے رب میں نے نذر کیا تیرے جو کچھ میرے پیٹ میں ہے آزاد  
 فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ  
 سو تو مجھے قبول کر تو ہے اصل سنتا جانتا پھر جب اسکو جنے بولی اے رب  
 اِنِّیْ وَضَعْتُهَا اُنْثٰی ط وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعْتَ وَلَیْسَ الذَّکَرُ کَالِاُنْثٰی  
 میں نے یہ لڑکی جنی اور اللہ کو بہتر معلوم ہے جو کچھ جنے اور بتا ہوا ہے وہ بیشی  
 وَ اِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَ اِنِّیْ اَعِیْذُهَا بِکَ وَ ذَرِّیَّتَہَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ  
 اور میں نے اسکا نام رکھا مریم اور میں تیری پناہ میں دیتی ہوں اسکو اور اسکی اولاد کو شیطان مردود سے

حضرت مریم کی ماں کا نام حنہ تھا یہ باجہ تین ایک روز انہوں نے ایک پرند جانور کو دیکھا کہ وہ اپنے بچے کو دانہ بھرا رہا ہے یہ دیکھ کر ان کو اپنے ہاں بھی بچہ ہونے کی حرص پیدا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ سے بچہ پیدا ہونے کی دعا کی اور نذر مانی کہ بنی اسرائیل کے روح کے موافق جب بچہ پیدا ہوگا تو اسکو دنیا کے کاموں سے باز رکھ کر بیت المقدس کا خادم بنایا جاوے گا۔ اتفاق سے لڑکی پیدا ہوئی۔ اور لڑکی کو بیت المقدس کی خادمہ بنانے کا دستور تھا۔ اس پر لوہوں نے انوس سے وہ باتیں موندہ سے نکالیں جنکا ذکر آیت میں ہے مگر انہوں نے خواب دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے بچے لڑکے کے اوس لڑکی کو نذر میں قبول کر لیا۔ پھر یہ حضرت مریم کو بیت المقدس کے خادموں پاس لے گئیں اور ان سے اپنا خواب بیان کیا۔ اس پر ان خادموں نے حضرت مریم کو بیت المقدس کی خادمہ بنانا منظور کر لیا۔ حضرت مریم کے باپ عمران حضرت مریم کی پیدائش سے پہلے مر گئے تھے اس لئے ان قیمہ کی پرورش کی فکر ہوئی۔ قرعہ اندازی کے بعد ان کی پرورش ان کے خالو حضرت زکریا کے ذمہ بھری بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت زکریا حضرت مریم کے بڑے بہنوئی تھے اس صورت میں بعض راویوں نے جاکہ کو مشابہتیں کہیں کیونکہ حضرت مریم کی ماں حضرت مریم کی پیدائش سے پہلے باجہ نہیں پر حضرت مریم کی بڑی بہن کا ہونا کیونکہ ہو سکتا ہے۔ صحیح حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر بچہ کی پیدائش کے وقت شیطان بچہ کے پہلو میں ایک اونگی جھپٹتا ہے جس سے بچہ روتا ہے۔ مگر حضرت مریم کی ماں کی دعا کے سبب حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سے محفوظ رہے۔ مریم کے معنی عبادۃ گزار کے ہیں

فَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَأَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا بِأَحْسَنِ مَا كَانَ مِنْ دَخْلِ  
 پر قبول کیا اوسکو اور سکے رب نے اچھی طرح کا قبول کرنا اور بڑایا اوسکو اچھی طرح کا بڑانا۔ اور سپرد کیا زکریا کو جو وقت آتا اوس پاس  
 عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْخَرَّابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِجًا قَالَ يٰمَرْيَمُ اانِي لَكَ هَذَا قَالَتْ  
 زکریا جیسے میں پاتا اوس پاس کچھ کہاں بولا اے مریم کہاں آئیآ جھگو یہ کہنے  
 هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ  
 لگی یہ اللہ کے پاس سے اللہ رزق دیتا ہے جسکو چاہے بے قیاس

حضرت مریم کی پرورش حضرت زکریا کے سپرد تھی اسکا حال اوپر گزر چکا ہے حضرت عبداللہ بن عباس کا قول ہے  
 کہ حضرت مریم ایک دن میں اتنا بڑھتی تھیں جتنا اور کوئی بچہ ایک برس میں بڑھتا ہے جب حضرت مریم بیانی پہنچیں  
 تو حضرت زکریا نے حضرت مریم کے لئے ایک عبادت خانہ بنوایا اس عبادت خانہ میں حضرت زکریا حضرت مریم سے  
 ملنے آیا کرتے تو حضرت مریم کے پاس اون کو بے فصل کامیوہ رکھا ہوا نظر آتا۔ حضرت زکریا پوچھتے۔ مریم میوہ  
 کہاں سے آیا تو حضرت مریم جواب دیا کرتیں۔ یہ میوہ اللہ نے دیا ہے۔ اس آیت میں اولیاء کی کرامت کا ثبوت ہے  
 اور کثرتِ جاوید سے بھی اسکا ثبوت پایا جاتا ہے۔ محراب عبادت خانہ کو کہتے ہیں۔

هٰذَا لَكَ وَحَاكَرِيَّا رَبُّنَا قَالَ رَبُّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ  
 دعا کی زکریا نے اپنے رب سے کہا اے رب میرے عطا کر مجھ کو اپنے پاس سے اولاد پاکیزہ  
 سَمِيعُ الدُّعَاءِ ۝ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ اِنَّ اللّٰهَ  
 سننے والا ہے دعا پر اوسکو آواز دی فرشتوں نے جبہ بٹھا اٹھا نماز میں کھڑے تھے اندر کہ اللہ  
 يَكْتُمُ لَكَ رَازِيًا مِّمَّا تَفْعَلُ قَالَ رَبُّنَا اَوْحِصْ صَوْرًا وَنَبِيًّا مِّنَ  
 بچم کو خفیہ ہی دیتا ہے کئی جو گو اسی دیکھا اللہ کے ایک حکم کی اور سردار ہوگا اور عورت پاس جائیگا اور نبی ہوگا  
 الصّٰلِحِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ يَكُوْنُ لِيْ غَلَمٌ وَقَدْ بَلَغَنِي الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ  
 نیکوں میں بولا اے رب کہاں سے ہوگا مجھ کو لڑکا اور مجھ پر آیا بڑا پایا اور عورت میری بانجھ ہے۔  
 قَالَ كَذٰلِكَ اَللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَّشَاءُ ۝ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْ اٰيَةً قَالَ اٰيَتُكَ  
 فرمایا اس طرح اللہ کرتا ہے جو چاہے بولا اے رب مجھ کو جسے مجھ نشانہ نشانی میری یہ کہ  
 اَلَا تَكَلِّمُ النَّاسَ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ اَلَا اَمْرًا ۝ وَادْكُرْ رَبَّكَ كَثِيْرًا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ  
 نجات کرے تو لوگوں سے تین دن مگر اشاہ سے اور یاد کر اپنے رب کو بہت اور تسبیح کر شام

وَالْاَبْجَا مَرَّةً  
 اور

حضرت زکریا کی قصہ کی پوری تفصیل تو سورہ مریم میں آوے گی مگر اوسکا حال یہ ہے کہ جب حضرت زکریا

دیجا کہ اللہ تعالیٰ نے باوجود بانجھ ہونے کے حضرت مریم کی ماں کو صاحبِ اولاد کیا اور حضرت مریم کو خلافِ عادت  
بے فصل کامیوہ غنایت فرمایا تو مجھ کو بڑھاپے میں اور سری بیوی کو بانجھ پنہ میں اگر وہ صاحبِ قدرت  
اولاد عطا فرماوے تو اس کی قدرت کچھ بعید نہیں اسی خیال سے وہیں حضرت مریم کے عبادت خانہ میں نہوا  
نے اولاد کی دعا کی اور وہ دعا قبول ہوئی اور اون کی بی بی کے حاملہ ہونے کی نشانی یہہ قرار پائی کہ باوجود ستر  
ہونے کے تین راتوں سوائے تسبیح اور تہلیل کے اور کچھ بات کسی سے نہ کر سکیں سیکر مٹنے سردار خریہ کے  
مٹنے نسلِ حضور وہ جو باوجود قدرت کے عورت کی صحبت سے باز رہے مصداقاً بکلمۃ من اللہ کے یہ مٹنے ہیں  
کہ حضرت یحییٰ حضرت عیسیٰ کے بنی ہونے کی صداقت ادا کریں گے سب سے پہلے حضرت عیسیٰ پر حضرت یحییٰ  
ایمان لائے ہیں حضرت یحییٰ کا نام بچلی کتابوں میں یوحنا تھا اوپر گزر چکا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو  
کلمۃ من اللہ کہتے ہیں کہ وہ بغیر باپ کے اللہ کے حکم کلمہ کن سے پیدا ہوئے ہیں سو بیچ ڈہنے سے نہوا  
تک کے وقت کو عشی اور طلوع صبح سے چاشت تک کے وقت کو ابکار کہتے ہیں ۔

اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰٓى النِّسَاءِ  
و جب فرشتے بولے اے مریم اللہ نے تجھ کو پسند کیا اور ستھرا بنایا اور پسند کیا تجھ کو سب جہان  
الْعٰلَمِیْنَ ۝ یٰمَرْيَمُ اقْنِیْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِیْ وَارْکَعِیْ مَعَ الرَّاكِعِیْنَ ۝ ذٰلِكَ  
کی عورتوں سے اے مریم بندگی کر اپنے رب کی اور سجدہ کر اور رکوع کر ساتھ رکوع کر بنو النبی  
مِّنْ اٰبَآءِ النَّبِیِّ نُوْحٍ اِلَیْكَ وَمَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ یُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ  
نہیں عیب کی ہیں ہم پہنچتے ہیں جنت کو اور تونہ تھا اون کے پاس جب ڈالتے گئے اپنے قلم کو کہ کون  
اَیُّهُمْ یُكْفَلُ مَرْیَمَ وَمَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ یَخْتَصِمُوْنَ ۝  
پالے مریم کو اور تونہ تھا اون کے پاس جب وہ جھگڑتے تھے۔

صحیح حدیثوں سے قرعہ کا بخائیر ہونا ثابت تھا ہے۔ بنی اسرائیل میں قرعہ ڈالنے کا طریقہ یہ تھا کہ کسی کام میں  
جب یہ بحث آنکھ پڑتی کہ اس کام کو کون کرے تو وہ لوگ نہرا روں پر جا کر تورات کے نمبے کے اپنے اپنے  
قلم بہتے پانی میں ڈالتے تھے جس کا قلم بہاؤ کو چھوڑ کر اوٹھا بہتے یا بنے سے رک کر بٹر جاوے تو وہی شخص اس  
کام کو کرتا تھا جب حضرت مریم کی ماں اپنی نذر کے موافق حضرت مریم کو بیت المقدس میں لائیں اور بیت المقدس  
کے مجاوروں سے اپنا خواب بیان کیا تو سب چاہنے لگے کہ مریم کو ہم پالیں آخر ورنہ کے موافق قرعہ پر فیصلہ فرمایا  
اور حضرت زکریا کا قلم پانی کے بہاؤ کو چھوڑ کر اوٹھا بھا۔ اسلئے حضرت مریم کے پالنے کے وہی حقدار ٹھہرے  
حضرت مریم کو یہ خوشخبری جو دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے او کو پسند کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اون سے پہلے خدا  
تعالیٰ نے یہ مرتبہ کسی عورت کو نہیں دیا اور اپنے زمانہ کی عورتوں میں وہ سب سے بلند مرتبہ کی تھیں اون کی تھرا

یہ مطلب ہے کہ اذکو اور عورتوں کی طرح ہمیشہ کے حیض کی عادت نہیں تھی حضرت عیسیٰ کے حمل سے پہلے صرف دو دفعہ اذکو عمر بھر میں حیض آیا تھا عبادت کا حکم سن کر حضرت مریم ستر عبادت کیا کرتی تھیں کہ اون کے پاؤں سوچ جاتے تھے قنوت کے مضمے یہاں خالص دل سے عبادت کرنے کے ہیں اس قصہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی آسمانی بھی اس طرح ثابت فرمائی ہے کہ یہ قصہ اور اس طرح کے اور قصہ دنیا میں سوال اہل کتاب کے کسی دوسرے کو معلوم نہیں پھر اے بنی اللہ کے بغیر دہا اہل کتاب کے تم جو قصہ اذکو سناتے ہو تو اون کے دل جانتے ہیں کہ یہ قصہ تمکو آسمانی وحی کے ذریعے معلوم ہوتے ہیں جس سے یہ ثابت ہوا کہ تم بلا شک اللہ کے وحی خاتم النبیین ہو جنکا ذکر انکی کتابوں میں ہے اور یہ فقط عبادت تمکو اور اللہ تعالیٰ کے کلام کو نہیں مانتے ۔

اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰرٰٓيْمُ اِنَّ اللّٰهَ يَبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اَسْمٰٓءُ الْمَرْيَمَ عَلٰٓيْهَا سَلَامٌ  
 جب کہا فرشتوں نے اے مریم اللہ تجکو بشارت دیتا ہے ایک اپنے حکم کی جگانام سج عیسیٰ  
 اِبْنِ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِى الدُّنْيَا وَالْآٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الْمَهْدِ  
 مریم کا بیٹا مرتبے والا دنیا میں اور آخرت میں اور نزدیک والوں میں اور بائیں کرے گا تو نہ چاہے گی تو نہ ہوگا  
 وَكَهْلًا وَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ قَالَتْ اَنْۢ بَكُوْنِ لِّىْ وَلَدٌ لِّمَنْ يَّسَّرُ لَّيْسَ لِّىْ بَشْرٌ  
 اور جب پوری عمر کا ہوگا اور نیکو خجتن میں ہے بولی اے رب کہاں سے ہوگا مجکو لڑکا اور مجکو ہاتھ نہیں لگایا کسی آدمی نے  
 قَالَ كَذٰلِكَ اَللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ اِذَا قَضٰٓىۤ اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهُ كُنْ فَيَكُوْنُ  
 کہا اس طرح اللہ پیدا کرتا ہے جو چاہے جب حکم کرتا ہے ایک کام کو تو یہی کہتا ہوں کہ ہو وہ ہوتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا پورا قصہ تو سورہ مریم میں آوے گا۔ مگر حاصل اوسکا یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حمل سے پہلے حضرت مریم کو جو حیض آئے تھے انہیں سے آخری حیض سے فارغ ہو کر جب ہ سب الگ بٹھانے کو گئیں اور پردہ کر کے نہاتے لگیں تو ایک خوبصورت مرد کی شکل میں حضرت جبریل علیہ السلام اذکو نظر آئے حضرت مریم نے اذکو دیکھ کر یہ کہا کہ اسے شخص اگر تو پر ہنر کار آدمی ہے تو میں تیرے بد ارادہ سے الگ پناہ میں آنا چاہتی ہوں حضرت جبریل نے جواب دیا کہ اے مریم میں تو تیرے رب کی طرف سے تجکو ایک بڑی شان کے لڑکے کے پیدا ہونے کی خوشخبری دینے آیا ہوں حضرت مریم نے اسے سنا کہ بڑے عجب کے کہا کہ میرے یہاں لڑکا کیونکر پیدا ہوگا۔ مجکو تو کسی مرد نے ہاتھ تک نہیں لگایا حضرت جبریل نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم یوں ہی ہے کہ بغیر باپ کے ایک لڑکا تمہارے ہاں پیدا ہو کر اللہ کی قدرت کی ایک نشانی دنیا میں لوگوں کو نظر آوے یہ کہ حضرت جبریل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صبح حضرت مریم کے جسم میں پہنچا دی اور حضرت مریم کو چل رہا اور وقت مقررہ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا

ہوئے اور اس طرح بغیر باپ کے بچہ پیدا ہو جانے پر لوگوں نے حضرت مریم سے طرح طرح کی قیل وقال شروع کی تو انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اس قیل وقال کے جواب کا اشارہ کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خلاف عادت لوگوں سے کہا کہ تم کیا قیل وقال کرتے ہو۔ میں اللہ کا رسول ہوں۔ سیکھا ذکر اس آیت میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بچہ پرنے میں لوگوں سے باتیں کیں دینا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وجاہت یہ تھی کہ وہ نبی ہو کر آئے۔ آخرت میں اون کی وجاہت یہ ہوگی کہ وہ گنہگار لوگوں کی شفاعت کر نیگے مسیح و حبیب ماننے لگانے سے بیزار چھو ہوں یا جن کا کہیں وطن نہ ہو ہمیشہ سیاحی میں رہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں یہ دونوں باتیں تھیں و حال کو بھی مسیح اس لئے کہتے ہیں کہ سوا مکہ اور مدینہ اور بیت المقدس کے وہ سب جگہ پر گئے بعض مفسروں نے یہاں دو لطیفے نقل کیے ہیں۔ ایک حضرت مریم کے متعلق ہے۔ اور دوسرے حضرت عیسیٰ کے متعلق حضرت مریم کے متعلق لطیفہ یہ ہے کہ ایک عیسائی شخص نے ایک مسلمان شخص سے یہ کہا کہ تم کو کچھ خبر ہے کہ لوگوں نے تمہارے پیغمبر کی بی بی کی نسبت کیا الزام لگایا تھا مسلمان نے جواب دیا کہ ایک پیغمبر کی ماں پر بھی یہی الزام لگایا جا چکا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حسب طرح حضرت مریم جمبوٹے الزام سے بری ہیں اس طرح حضرت عائشہ حضرت عیسیٰ کے متعلق لطیفہ یہ ہے کہ ایک عیسائی شخص نے ایک مسلمان شخص سے کہا کہ آیت قرآنی و کلمۃ القام الی مریم و روح منہ سے یہ پایا جاتا ہے کہ عیسیٰ اللہ تعالیٰ کے ذریعہ مسلمان جواب دیا کہ آیت فانی السموات و ما فی الارض جمیعاً منہ سے کیا پایا جاتا ہے وہ عیسائی شخص یہ بات سن کر لا جواب ہو گیا۔ انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام شروع ہے۔

منزل

وَيَعْلَمُ الْكِتَابُ وَالْحِكْمَةُ وَالتَّوْرَةُ وَالْانْجِيلُ وَرَسُولًا إِلَىٰ نَبِيِّ إِسْرَائِيلَ  
 اور کہانیاں اور اس کو کتاب اور حکمت کی باتیں اور تورات اور انجیل اور رسول بھیجا۔ بنی اسرائیل کی طرف  
 اِنِّي قَدْ جِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ اِنِّي اَخْلَقْتُ لَكُمْ مِنَ الطَّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ  
 کہ میں آپ کو آیتوں کے ساتھ آپ کے رب سے آئی ہوں۔ میں نے آپ کے لئے گھاس سے کھجور کی صورت بنا دی ہے۔  
 فَانْفِرْ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاَبْرِئِ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْصَرَ  
 پھر اس میں ہونے لگا کہ انہوں نے فوجوں کے ساتھ اس کے حکم سے اڑنا اور نوزادوں کے حکم سے اڑنا اور جو کورہ اور کورہ  
 وَاِنِّي اَمُوْنٌ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاَنْبِئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدْخُلُوْنَ فِيْ  
 اور میں انہوں میں سے ہوں اور ان کے حکم سے اڑنا اور بتاؤں گا کہ تم کون کون کھاتے ہو اور کون کون میں داخل ہوتے ہو۔  
 بَيُوْتِكُمْ اِنْ فِيْ ذٰلِكَ لَايَةٌ لِّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ وَمَصَدَّقًا لِّمَا  
 کہ میں میں رہیں ان میں سے ہوں اور ان کے حکم سے اڑنا اور بتاؤں گا کہ تم کون کون کھاتے ہو اور کون کون میں داخل ہوتے ہو۔  
 بَيِّنًا لِّكُمْ مِنَ التَّوْرَةِ وَاِنْجِيلٍ لِّكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ جِئْتُكُمْ عَلَيْهِ  
 اور ان کے حکم سے اڑنا اور بتاؤں گا کہ تم کون کون کھاتے ہو اور کون کون میں داخل ہوتے ہو۔



وَجُتُّكُمْ بِأَيِّ مَنِّ رَبِّكُمْ فَأَتَقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا أَمْرَهُ إِنَّ اللَّهَ سَرِيقٌ وَمَنْ يَكْفُرْ

تم پاس نشانی نیکر تمہارے رب کی سوڈو اور سے اوپر اٹھا نا نو۔ بیشک اللہ ہے رب تمہارا اور رب تمہارا

فَاعْبُدُوهُ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ

سوڈو کی بندگی کرو یہ سیدھی راہ ہے

اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اس زمانہ کے موافق معجزہ دیا ہے چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں جادو کا  
بڑا زور تھا اسلئے اونکو ایسا معجزہ دیا کہ جس سے سب جادو گر ذلک ہو گئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں طبیب کا  
بڑا زور تھا اس واسطے اونکو ویسا ہی تجزہ دیا کہ مردہ کو جلانا تو درکنار ماوراء اناذ ہے اور بدن پر کے سفید و انغ  
والے کو بھی کوئی طبیب اچھا نہیں کر سکتا اور نہ کوئی طبیب یہ بتلا سکتا ہے کہ بیمار نے کل کیا کھایا تھا۔ حضرت  
عیسیٰ علیہ السلام یہ سب کچھ کرتے تھے جس سے سب طبیب حیران تھے۔ مسیحی بنی آخر الزماں کے زمانہ میں  
عربی زبان کی فصاحت و بلاغت کا بڑا زور تھا اللہ تعالیٰ نے ان پر اون نصیح و بلینغ لفظوں میں قرآن  
اوتارا کہ کسی سے ایک آیت بھی ویسی نہ بن سکی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بڑے خوشنویس تھے اور توراۃ اور انجیل  
اونکو زبانی یاد تھی حکمت سے مراد تہذیب اخلاق ہے۔ بعضی چیزیں جو یہود پر اونکی شرارت کے سبب حرام  
تھیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان پر اون چیزوں کو اللہ کے حکم سے حلال کر دیا جس سے نسبت شریعت  
موسوی کے شریعت عیسوی بہت آسان ہو گئی۔ حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
نے فقط چمکاؤں لوگوں کی فرائش سے بنائی تھی۔ جہاں تک لوگوں کی نگاہ کام دیتی تھی وہاں تک وہ اڑتی  
تھی۔ پھر مگر گر پڑتی تھی۔ تاکہ اللہ کے کام اور بندے کے کام میں فرق پیدا ہو جاوے۔ اس آیت میں حضرت  
عیسیٰ علیہ السلام نے سیدھا راستہ اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت کو بتلایا ہے جس سے معلوم ہوا کہ جو  
لوگ حضرت عیسیٰ کو اللہ کی عبادت میں شریک ٹھراتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔

فَلَمَّا أَحَسَّ عِيسَىٰ مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ قَالَ الْخَوَارِجُونَ

پھر جب معلوم کیا عیسیٰ نے بنی اسرائیل کفر بولا کون ہے کہ میری مدد کرے اللہ کی راہ میں کہا خاریجیوں نے

لَحْنُ أَنْصَارِ اللَّهِ أَنْصَارُ اللَّهِ وَاشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ رَبَّنَا أَنْصَارُكَ أَنْتَ

ہم ہیں مدد کرنے والے اللہ کے ہم یقین لائے اللہ پر اور تو گواہ رہ کہ ہم نے قتل کیا اے رب ہم نے یقین کیا جو تو آتا

وَابْتِغْنَا الرِّسَالَ فَاكْتَبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ وَكُفِّرُوا وَكُفِّرُوا وَاللَّهُ خَبِيرٌ

اور ہم تاج ہوئے رسول کو لکھنے والوں میں اور قریب کیا ان کافروں نے اور قریب کیا اللہ کا اور سب کے بہتر

اگرچہ یہود کو توراۃ کے پڑھنے سے یہ معلوم تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب بنی ہونٹ کے توراۃ کے بچنے کے

خدا کی حکم سے منسوخ ہونگے لیکن جب وہ وقت آیا تو محض عناد سے یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دشمن ہو گئے اور اس وقت کے بادشاہ سے ملکر حضرت عیسیٰ کے قتل پر آمادہ ہو گئے یہاں تک کہ موقع پا کر انکو ایک مکان میں گھیر لیا۔ اس وقت خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو تو آسمان پر اٹھالیا اور حضرت عیسیٰ کے ساتھیوں میں سے یاہود میں سے ایک آدمی میں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کا ارادہ رکھتا تھا حضرت عیسیٰ کی شکل پیدا کر دی اور یہود نے اسی شخص مشابہ عیسیٰ کو عیسے سمجھ کر سولی پر چڑھا دیا۔ غرض اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مخالفوں کے مکر و فریب کو ایک حکمت اور تدبیر سے جو نیست و نابود کیا ہے اوسیکو مقابلہ کلام کے طور پر بکر اللہ فرمایا ہے۔ حضرت عیسیٰ پر بارہ شخص جو ایمان لائے تھے۔ انکو حواری کہتے ہیں حواری کے معنی مددگار کے ہیں چنانچہ صحیحین وغیرہ میں جو روایتیں ہیں انکا جمل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک نبی کا ایک حواری یعنی سچا مددگار ہوتا ہے میرے حواری زیریں فالکینا مع الشاہدین کے یہ معنی ہیں کہ یا اللہ تمکو ان لوگوں میں لکھ لے جنہوں نے تیرے رسول عیسیٰ علیہ السلام کے سچے رسول ہونے کی گواہی دی ہے۔ انہیں امت محمدیہ بھی داخل ہے ۴

اذ قال الله لعيسى اتي متوفيك ورافعك الي ومطهر لك من الذين كفروا  
 وجاهل الذين اتبعوا فوق الذين كفروا والى يوم القيمة ثم المقر جمعهم  
 فاحكم بينكم فيما كنتم فيه تختلفون فاما الذين كفروا فاحذر بهم  
 على ابا شديد افي الدنيا والاخرة وما لهم من نصرين واما الذين  
 امنوا وعملوا الصالحات فيوفهم اجرهم والله لا يوجب الظالمين  
 ذلك نكوة عليك من الايت والدكر الحكيم  
 ۴ پڑھ سنا تے ہیں ہم تجھکو آیتیں اور مذکور

منزل

مفسرین میں اختلاف ہے کہ مراد انی متوفیک ورافعک الی سے کیا ہے۔ لیکن حضرت ابو ہریرہ کی متفق علیہ حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آخر زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پھر دنیا میں آویں گے اور اس باب میں اور بہت حدیثیں ہیں اس طرح ابوداؤد اور حاکم کی ابو ہریرہ کی صحیح حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کے دنیا میں دوبارہ آنے کے بعد پھر ان کی وفات ہوگی اور اس وقت کے مسلمان ان کی جنازہ کی نماز پڑھیں گے اور آیتہ اللہ الذی خلقکم ثم رزقکم ثم میتکم ثم یحییکم سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص کی موت دنیا میں ایک ہی دفعہ اللہ تعالیٰ نے قرار دی ہے۔ اسی سبب آیتہ وہو الذی تیوفاکم باللیل کے قرینہ سے انی متوفیک کے معنی جن مفسروں نے یہ لئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھایا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حالت نیند کی سی تھی انہی مفسروں کا قول صحیح معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یہ جو وعدہ فرمایا ہے کہ تمہارے تابع قیامت تک یہود پر غالب رہیں گے اسکا ظہور اب موجود ہے کہ شہر سر میں یہود بالکل بلا حکومت اور عیسائی یا مسلمان کے زیر حکومت ہیں۔ آیتہ میں قیامت کے دن جس اختلاف کے فیصلہ کا ذکر ہے اوسمیں وہ بھی دخل ہے جو قسطنطین بادشاہ نے اصلی عیسائی دین میں طرح طرح کا اختلاف ڈالا ہے آخر آیتہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نبی کی نبوت کی تصدیق اوس طرح کی ہے جسکا ذکر اوپر کی آیتوں میں گذرا ہے۔

اِنَّ مَثَلَ عِيسٰی عِنْدَ اللّٰهِ مَثَلُ اَدَمَ خَلَقَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَرُكْنٌ  
 فیکون الحق من ربک فلا تکن من الممازین ۵ فمن حاجک فیدر من  
 بعد ما جاءکم من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا و ابناءکم و  
 نسائنا و نساءکم و انفسنا و انفسکم فنحن لعلنا نلک  
 علی الذین ۵ اِنَّ هَٰذَا هُوَ الْقَصَصُ الْحَقِیْقُ ۵ وَمِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ وَ اٰیٰتِ  
 هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۵ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ بِمَا تُفْسِدُوْنَ ۵  
 وہی ہے زبردست حکمت والا پھر اگر متنبہ نہ کریں تو اللہ کو معلوم ہیں فساد کرنے والے

بہتقی نے دلائل بہتوبیں اور ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں اور ابن سعد نے طبقات میں اس آیتہ کی شان نزول جو بیان کی ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت نے بحران کے نصاراکو ایک خط لکھا تھا جس میں اونکو اسلام لانے کا پیغام تھا وہاں سے کچھ نصارا کے غصہ اور پادری لوگ آنحضرت کے پاس بحث کو آئے۔ آنحضرت نے اون سے اسلام لانے کو کہا اونہوں نے جواب دیا کہ ہم تم سے پہلے ہی اسلام لائے ہیں آپ نے

فرمایا کہ حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں اور سور کا گوشت کھاتے ہیں اور حضرت عیسیٰ اور مریم کی تصویریں اور صلیب کی پر جا کرتے ہیں یہ باتیں تمہارے دین میں کب جائز ہیں اور انہوں نے کہا کہ حضرت عیسیٰ اگر خدا کے بیٹے نہیں تو بتاؤ دنیا میں ان کا باپ کون ہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور فرمادیا کہ جس طرح بے مال باپ کے حضرت آدم اللہ کے حکم سے پیدا ہوئے اسی طرح حضرت عیسیٰ بغیر باپ کے اللہ کے حکم سے پیدا ہوئے ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ اگر بعد اس خدائیش کے بھی یہ نصارا نہ مانے تو جھوٹے گروہ پر بدعا کرنے کا جو طریقہ ہے دو نو فریق مسلمان و نصارا جنگل میں جا کر اوس کو جاری کریں جھوٹا گروہ خود وبال میں کشیں جاوے گا یہ حکم سن کر نصارا نے آنحضرت کے کہا کہ کل ہم آپس میں صلاح کر کے بدعا کرنے کے طریقہ پر عمل کریں گے پھر آپ میں صلاح کی اور دوسرے روز آنحضرت صلعم حضرت علی اور حسین اور حضرت فاطمہ کو ساتھ لے کر جنگل میں جا کر جھوٹے گروہ پر بدعا کرنے کو تیار ہو گئے اور حضرت علی اور حضرت فاطمہ اور دونوں صاحبزادے یہ کہہ کر جب میں دعا کروں تو تم سب آمین کہنا ان نصارا میں ایک شخص شریل پادری تھا اوس نے نصارا سے کہا کہ یہ تم کو معلوم ہے کہ نبی کی بددعا کے بعد ہم سب ہلاک ہو جائیں گے اس واسطے میری رائے یہ ہے کہ بدعا باہمی کو موقوف کر دیا جاوے۔ چنانچہ پھر جب کے مہینہ میں اور صفر کے مہینے میں کچھ مال داخل کرنے پر ان لوگوں سے آنحضرت نے صلعم کر لی اس صلعم کے مال کو جو سالانہ ان نصارا سے بٹھرایا گیا تھا بعض مفسرین نے جس نہیہ کہا ہے اور بعض مفسرین نے ادسیر یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ معاملہ فتح مکہ سے پہلے نہ ہو سکتا ہے اور جس نہیہ کی آیت جو سورہ توبہ میں ہے فتح مکہ کے بعد نازل ہوئی ہے پھر آخر یہ بات قرار پائی ہے کہ یہ مال خزیہ کا نہیں تھا بلکہ بطور صلح کے تھا مسند امام احمد بن حنبل بخاری ترمذی اور نسائی میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ ابو جہل نے ایک دفعہ ہجرت کے پہلے یہ جو کہا تھا کہ مکہ میں آنحضرت کو نماز پڑھتے دیکھو گا تو ان کی گردن پر پاؤں رکھ کر ان کو کھل ڈالوں گا۔ اگر وہ اپنا ارادہ پورا کرے گا تو آنحضرت کی نماز پڑھنے کے وقت سجدہ حرام کی طرف آتا بھی تو فوراً آسمان سے نعرے آکر سب کے سامنے اوس کو ہلاک کر دیتے۔ اسی طرح یہود کو جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر اپنے اس قول میں تم سچے ہو کہ مرنے کے بعد چند روز کے ہوا تم کو دوزخ کی آگ نہیں جلاوے گی تو مرنے سے کیوں ڈرتے ہو مرنے کی خواہش کرو اور سپر ہو اگر آج اپنے آپ کو سچا جان کر موت کی خواہش کریں تو ابھی سب مر جائیں اور آج ہی اُنکے ہمیشہ رہنے کے دوزخ کے ٹھکانے ان کو دکھا دیئے جاویں اور نجران کے نصارا آنحضرت سے بددعا کا مقابلہ کرتے تو ایک کبھی اُن میں کا جتنا نہ رہتا۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنِنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ

تو کہہ اے کتاب والو آؤ ایک سیدھی بات پر ہمارے درمیان کی کوبندگی نہ کریں مگر اللہ کو

وَلَا تَشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا

اور شریک نہ ٹھیرا دیں کسی کوئی چیز اور نہ پکڑیں آپس میں ایک کو ایک سواے اللہ کے پھر اگر وہ قبول نہ کریں

فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

تو کہہ شاہد رہو کہ ہم تو حکم کے تابع ہیں۔

یہ آیت اونہی بخراں لوگوں کے مباحثہ کے وقت نازل ہوئی ہے اور اس کے حکم میں سب اہل کتاب شریک ہیں سید ہی بات کی تفسیر وہی ہے جو خود آیت میں ہے کہ ہم تم سب ملکر سوا اللہ کے کسی کی عبادت نہ کریں کیونکہ یہ ایسی سید ہی بات ہے کہ اول صاحب شریعت نبی نوح علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سارے انبیاء اس پر قائم رہے ہیں اس شریعت اعتقاد میں کہی ایسا اختلاف نہیں پڑا جیسا اختلاف تم لوگوں نے اہل کتاب ہو کر ڈال رکھا ہے پھر آخر کو نہ رادیا کہ بات تو یہ سید ہی ہے اگر اہل کتاب ہو کر یہ لوگ اس کو نہ مانیں تو اون سے کہہ دیا جاوے کہ تم ہمارے گواہ ہو کہ ہم تو حکم الہی کے تابع ہیں جہل مطلب یہ ٹھہرا کہ اہل کتاب ہو کر تم لوگوں نے جو باتیں تراش رکھی ہیں وہ نوح علیہ السلام کی شریعت لیکر عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت تک کہی نہیں تھیں اسلئے تم لوگ حکم الہی کے ہرگز تابع نہیں بلکہ نبی آخر الزماں جس مسئلہ توحید کی تم لوگوں کو ہدایت کرتے ہیں وہی مسئلہ شریعتوں میں ہے اور جو اُپچل کرتے وہی حکم الہی کا تابع ہے۔

منزل

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَخْجَوْنَ فِي إِبْرَاهِيمَ وَمَا أُنْزِلَتْ التَّوْرَةُ وَالْإِنْجِيلُ

اے کتاب والو کیوں جھگڑتے ہو ابراہیم پر اور توریت انجیل تو اون میں اس کے

لَا آمَنَ بَعْدُ أَفَلَا تَعْقِلُونَ هَآأَنْتُمْ هَآؤَلَاءِ جَعَلْتُمْ فِيكُمْ رِجَالًا

بعد کیا تمکو عقل نہیں سنتے ہو تم لوگ جھگڑا کیے جس بات میں تمکو خبر تھی

فَلِمَ تَخْجَوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ مَا كَانَ

اب کیوں جھگڑتے ہو جس بات میں تمکو خبر نہیں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے نہ تھا

إِبْرَاهِيمَ يَهُودِيٍّ أَوْ نَصْرَانِيٍّ وَلَكِنْ كَانَ حَنِيفًا مُسْلِمًا وَمَا كَانَ

ابراہیم یہودی اور نہ نصرانی لیکن تھا ایک طرف کا حکم بردار اور نہ تھا

مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنْ أَوَّلَى النَّاسُ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَذَا

شرک والوں لوگوں میں زیادہ مناسب ابراہیم سے انکو تھی جو ساتھ اس کے تھے اور اس

الشَّيْءِ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ

بنی کو اور ایمان والوں کو اور اللہ والی ہے مسلمانوں کا

بہیقی نے دلائل النبوة میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ کو روبرو ملا

اور نجران کے پادریوں کا بڑا جھگڑا ہوا یہود کہتے تھے کہ حضرت ابراہیم یہودی تھے اور نصارا کہتے تھے کہ نہیں نصرائی تھے اوسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور فرمادیا کہ توراۃ اور انجیل جن دونوں کتابوں سے یہود اور نصارا کا دین دنیا میں چلا ہے وہ تو حضرت ابراہیم کے بعد اور تری ہیں ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام میں ہزار برس کے قریب کا فاصلہ ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام میں تین ہزار برس کے قریب کا پھر حضرت ابراہیم یہودی یا نصرائی کیونکر ہو سکتے ہیں یہی بات کہ حضرت ابراہیم کو دنیا میں اب کون سے دین سے مناسبت، خلاف علم الہی اجماعی بات میں یہ لوگ جو بحث کر رہے ہیں یہ اللہ کو ہرگز پسند نہیں اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو بات آدمی کو معلوم نہ ہو اس میں نفسانیت سے ہرگز بحث نہ کرے۔  
ایشان نزول کی روایت چند طریقوں سے ہے جس کے سبب ایک سند دوسرے کو قوت ہے۔

وَدَّتْ طَائِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يُضَاهَوْنَكُمْ وَمَا يُضِلُّونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ  
اور وہ بعض کتاب والوں کو کسی طرح تمکو راہ بہلا دین اور راہ بہلاتے نہیں مگر آپ کو  
وَمَا يَشْعُرُونَ أَهْلُ الْكِتَابِ لِمَ تَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَأَنْتُمْ تُشْهِدُونَ  
اور میں سمجھتا ہوں کہ کتاب والو کیونکر کفر کرتے ہو اللہ کے کلام سے اور تم قائل ہو  
أَهْلُ الْكِتَابِ لِمَ تَكْلِمُونَ النِّسَاءَ بِالْبَاطِلِ وَتَكْفُرُونَ بِالْحَقِّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ  
تو کتاب والو کیونکر ملائے ہو صحیحین غلط اور جیہاٹے ہو یہی بات جان کر

مقتول

پندرہویں نے معاذ بن جبل اور خلیفہ بن ایمان وغیرہ کو یہہ رعبت دلائی کہ وہ دین مجری کو چھیڑ کر یہودی ہو جائیں اوسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ مسلمان اپنے دین پر خدا کی طرف سے پکے ہیں ان کو تو کسی کے بہکانے سے کچھ ضرر نہیں پہونچ سکتا۔ مگر بہکانے کا اثر بہکانے والوں کے نامہ اعمال میں لکھا جاوے گا جس سے وہ غافل ہیں۔

وَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ أَفَلَا يَأْتِيهِمْ مِنَ اللَّهِ آيَاتٌ وَلَوْ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ  
اور کہا ایک لوگوں نے اہل کتاب میں کہ ان کو جو کچھ اترا مسلمانوں پر  
النَّهَارَ وَكَفَرُوا وَآخِرَهُ لَعْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ  
اور نکر ہو جاؤ آخر دن شاید وہ پھر جا دین

جب دن بدن دین مجری میں لوگ بڑھنے لگے تو یہود کو یہہ امر شاق گذرنا اسلئے عداوت سے خیر کے بارے میں شخص یہود نے یہ صلاح کی کہ تازہ دم نئے مسلمانوں کو دھوکے میں ڈالنے کے لئے ایک دن صبح کو ہفت کے طور پر مسلمان ہو گئے۔ اور صبح کی نماز بھی مسلمانوں کے ساتھ پڑھی اور شام کے پھر کو یہ مرتد ہو گئے تاکہ نئے



مسلمان اپنے دل میں خیال کریں کہ اس دین محمدی میں کچھ نقصان ضرور محتاجیہ اہل کتاب لوگ اس دین میں داخل ہو کر پھر منحرف ہو گئے اللہ تعالیٰ نے اون یہود کا ادنیٰ فریب ظاہر کرنے اور نئے مسلمانوں کا دوسو سوہ دور کرنے کی غرض سے یہ آیت نازل فرمائی اور فرمادیا کہ ایسے فریبیوں سے کچھ نہیں ہوتا۔ ہدایت اللہ کے ہاتھ سے ہے اور نبوت اللہ کا ایک فضل ہے وہ اپنے اس فضل کو جب تک جس خاندان میں چاہے رکھے اور لوگوں کا یہ حسد کہ نبوت نبی امیل میں کیوں ہوئی۔ ان ہی کے نقصان کا موجب ہے۔

وَلَا تَوَدُّونَ الْآلِينَ يَتِيمٌ دِينَكُمْ قُلْ إِنْ أَهْتُمْ هَدَى اللَّهُ أَنْ يُوْنِي  
اور یقین نہ کریو مگر اسی کا جو ہے تمہارے دین پر تو کہہ دیت وہی جو اہد ہدایت کرے اسو اسے کہ کیونکو  
أَحَدٌ مِّثْلُ مَا أُوْنِيكُمْ أَوْ يَحْجُوكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ قُلْ إِنْ الْفَضْلُ بِيَدِ اللَّهِ  
جیسا کچھ تمکو ملا تب یا بقابلہ کیا ہے تمہارے رب کے آگے تو کہہ بڑائی اللہ کے ہاتھ میں ہے  
يُوْنِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ لَا يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ  
دیتا ہے جسکو چاہے اور اللہ گنجائش والا ہے خردوار خاص کرتا ہے اپنی مہربانی جسپر چاہے  
وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ  
اور اللہ کا فضل بڑا ہے

منزل

تفسیر ابن ابی حاتم میں ابی مالک سے روایت ہے کہ اس آیت کے دو ٹکڑے ہیں پہلا شکر اعلیٰ یہود کا ہے کہ وہ اپنے قوم کے ان پڑھ لوگوں سے کہہ کر رہتے تھے کہ دیکھو اپنے دین والے کے سوا کسی کی بات کو ہرگز نہ مانتا۔ دوسرا اللہ تعالیٰ نے انکی اوس بات کے جواب میں اقرار کیا ہے کہ ان سے آگنی اللہ کے تم کہہ دو کہ ہدایت کے ہاتھ سے ہے۔ ایسی باتوں سے وہ اللہ کی ہدایت کو ہرگز روک نہیں سکتے چنانچہ وہی ہوا کہ اللہ کی ہدایت پہل کر اسلام بڑھتا گیا اور یہود حسد اور عداوت میں تھوڑا اور ذلیل ہوتے گئے ہر جنید اور انہوں نے یہ اوصاف کہ جو تورات میں مذکور تھے چھپایا یا ان پڑھ یہود کو غیر دین کی بات ماننے سے روکا مگر ان کا مقابلہ کر سکتا ہے آخر ہوا وہی جو اللہ کو منظور تھا۔

وَمَنْ أَهْلُ الْكِتَابِ مَنْ إِنْ تَأْمَنَهُ بِقِطَارٍ يُودِّهِ إِلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ إِنْ  
اور بعض اہل کتاب میں سے وہ ہیں کہ اگر تو ان پاس امانت رکھے تو ہر مال کا اور کین تجھ کو اور بعض ان میں سے وہ ہیں اگر تو  
تَأْمَنَهُ بِدِينَارٍ لَا يُودِّهِ إِلَيْكَ إِلَّا مَا دَمْتَ عَلَيْهِ قَائِمًا ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ  
ان کے پاس امانت رکھے ایک اشرفی اور ان کین تجھ کو مگر جب تک تو ہی اسے سر پر کھڑا یہ اسو اسے کہ انہوں نے  
قَالُوا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْأُمِّينَ سَبِيلٌ وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبُ وَهُمْ  
کہہ رہے ہیں ہم پر جابلوں کے حق کا گناہ اور جھوٹ بولتے ہیں اللہ

يَعْلَمُونَ بَلَىٰ مَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ وَاتَّقَىٰ فَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ۝

سکون نہیں جو کوئی پورا کرے اپنا قرار اور پرہیزگاری تو اللہ چاہتا ہے پرہیزگاروں کو

اور کی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے یہود کے اوس فرقہ کا ذکر فرمایا تھا جس میں ستر بارانی ہی برائی تھی۔ پہلانی کچھ  
یہی نہ تھی۔ اور حقیقت میں بعضے ان میں سوا اوس کے فرقے کے بھلے بھی تھے اسلئے یہ آیتہ نازل فرما کر یرون کی ساتھ  
اچھوں کا ذکر بھی فرمادیا تاکہ مسلمانوں میں اون اچھوں کی عزت بڑھے اور برسے بھی ان اچھوں کی عادت بہتر  
حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ عبداللہ بن سلام جو پہلے یہودی تھے اور پھر مسلمان ہو گئے ان کے  
پس کسی نے کئی سورتوں کو امانت رکھوا دیا اور انہوں نے وقت پر ادا کر دیا۔ اور ایک یہودی اور عتقا کہ  
ایک شخص کی ایک اشترنی امانت لیکر کر گیا صحیحین میں حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ امانت میں خیانت  
کرنا جو بڑا بولنا وعدہ خلافی کرنا لڑائی کے وقت گالیاں بکنا یہ منافقوں کی علامتیں ہیں یہود کے بڑے فرقے نے جہاں  
اور غلط باتیں توراۃ میں اپنی طرف سے بڑھا دی تھیں وہاں ایک بات یہ بھی تھی کہ وہ کہتے تھے کہ عرب کے لوگ بت پرست  
اور بد دین ہیں انکا مال طہر سے ہضم کر لینا توراۃ میں ردو لکھا ہے اسلئے اونکے مال کے ہضم کرنے پر ہر کوئی  
موافقہ کاراستہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے اونکی وہ بات بھی اس آیتہ میں جھٹلا دی اور فرمادیا کہ جان بوجہ کر  
اللہ پر جھوٹا باندھتے ہیں توراۃ میں ہرگز کہیں یہ بات نہیں ہے پر ایسا مال ہضم کرنے پر ضرور مواخذہ ہے ہاں اگر وہ  
جس طرح اول سے اور اللہ سے توراۃ میں معاہدہ ہے اوسکے موافق اسلام لے آویں گے تو اسلام پھیلی ساری  
برائیاں مٹاؤں گا ہے اس سبب اون سے یہ برائی میکر اؤ کو متفق بنا دیگا۔ اللہ متقیوں کو دوست رکھتا ہے۔

عنزل

إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ

جو لوگ خرید کرتے ہیں اللہ کے قرار پر اور اپنی قسم پر تھوڑا مول انکو کچھ حصہ نہیں

فِي الْآخِرَةِ وَلَا يَكُونُ لَهُمْ اللَّهُ وَلَا يُنْظَرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَبِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ۝

آخرت میں اور نہ بات کرے گا اللہ اور نہ نگاہ کرے گا انکی طرف قیامت کے دن اور نہ سنواریگا ان کو اور نہ دیکھے گا انکو

صحیحین اور صحاح کی کتابوں میں کوایت ہے کہ اشعث بن قیس صحابی اور ایک یہودی میں کچھ زمین کا قصہ تھا اوسکی

سہرا یا آنحضرت کے پاس آئی۔ آنحضرت نے اشعث بن قیس سے فرمایا تمہارا ہے پاس اس دعوے کے ثبوت

کے گواہ ہیں۔ اشعث بن قیس نے کہا نہیں گواہ تو نہیں ہیں۔ آپ نے یہودی سے کہا کہ تو اپنے دعوے پر

قسم کہا۔ اشعث بن قیس نے کہا کہ حضرت یہ یہودی فوراً جوٹی قسم کھا کر میری زمین دبا لیگا۔ اوسپر اللہ تعالیٰ

نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اور فرمادیا دنیا کی تھوڑی سی طرح کے لیے جو کوئی جوٹی قسم کھا لیگا۔ وہ جہنمی میں

جنت کی بڑی بڑی نعمتوں سے محروم رہے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کا اوسپر ایسا غصہ اور غضب ہو گا کہ اللہ تعالیٰ

نظر رحمت اوسکی طرف نہ دیکھے گا۔ اور نہ اوسکے بات کرے گا۔ اور نہ اُس کے کسی گنہ سے درگزر فرماوے گا

صحیحین میں حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ٹخنے سے نیچے پاؤں تک رکھنے والا جوٹی قسم کھائیے والا

مندقمہ دے کر احسان جہاں نے والا ان تین شخصوں پر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا ایسا غصہ ہوگا کہ ان کے اللہ سے کہے گا نہ ان کے گناہوں سے درگزر کرے گا۔ سو اس شان نزول کے جو متفق علیہ حدیث میں ہے۔ اور ان اس آیت کی حدیث اور تفسیر کی کتابوں میں جو مذکور ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ان معاملات پر یہی آیت کا مطلب صادق آتا ہے ورنہ معتبر شان نزول وہی ہے جو متفق علیہ حدیث کی رو سے بیان کی گئی ہے۔

وَأَنَّ مِنْهُمْ لَفِرَاقًا يُكَلِّفُونَ السِّينَتُمْ بِالْكِتَابِ لِتَحْسَبُوهُ مِنَ الْكِتَابِ وَمَا هُوَ  
اور ان میں ایک لوگ ہیں کہ زبان ٹوڑ کر پڑھتے ہیں کتاب کہ تم جانو وہ کتاب میں ہے اور وہ نہیں  
مِنَ الْكِتَابِ وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَيَقُولُوا  
کتاب میں اور کہتے ہیں وہ اللہ کا ہے اور وہ نہیں اللہ کا کہا اور اللہ پر  
عَلَى اللَّهِ الْكِذْبُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ  
جھوٹ بولتے ہیں جان کر

حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا ہے کہ یہود اور نصاریٰ دونوں نے توراۃ اور انجیل میں اپنی طرف سے جو باتیں ملا دی تھیں اوس تحریف کو مسلمانوں پر ظاہر کر دینے کی غرض سے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے لفظ جو ان دونوں کتابوں آسمانی میں ہیں ان میں اصل لفظوں سے زبان بدل کر اور موڑ کر ان لفظوں کو اسے مسلمانوں ہمارے سامنے اس ڈھنگ سے اہل کتاب پڑھتے ہیں کہ تم اس کو اللہ کا کلام خیال کرتے ہو حالانکہ وہ اللہ کا کلام نہیں ہے اور خود ان کا دل جانتا ہے کہ وہ اللہ کا کلام نہیں ہے۔ مگر جان بوجھ کر اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں۔ مدینہ منورہ کے قریب وجہ میں کثیر یہود رہتے تھے اور مسلمانوں کے اور ان کے بات چیت اور ملاقات ہوتی رہتی تھی اور یہود لوگ اپنی بدلی ہوئی آیات توراۃ میں سے اس قسم کے احکام توراۃ کے مسلمانوں کی روبرو بیان کرتے تھے کہ جس مسلمانوں کی جی میں کچھ شبہات پیدا ہوں اس آیت کے حکم سے اور اس آیت کے حکم کے موافق چند احادیث آنحضرت نے جب مسلمانوں کو اہل کتاب کے اسطرح کے میل جول سے روکا تو مسلمانوں نے پھر اسطرح کا میل جول اہل کتاب کے چھوڑ دیا اور دین محمدی میں اہل کتاب کے سبب سے ایک رخسار پڑتا تھا وہ مٹ گیا وہ حدیثیں جنہیں آنحضرت نے مسلمانوں کو اہل کتاب کے اسطرح کے میل جول سے دین میں رخنہ نہ پڑنے کی غرض سے روکا ہے یہ ہیں امام احمد بن حنبل نے عبد اللہ بن ثابت سے روایت کی ہے کہ ایک دن حضرت عمر اپنے ایک دوست یہودی سے چند بار توراۃ کی سنکر آئے انہوں نے آنحضرت سے عرض کیا کہ میں توراۃ کی چند باتیں سنکر آیا ہوں جو مجھ کو اچھی معلوم تھیں ہیں اگر آپ فرماویں تو میں ان باتوں کو آپ کے سامنے بیان کروں آپ کو یہ بات حضرت عمر سے سنکر غصہ آگیا فرمایا کہ اگر آج کی تاریخ تم میں خود حضرت موسیٰ زندہ ہوتے اور تم مجھ کو چوڑ کر حضرت موسیٰ کی فرمانبرداری کرتے

تو بلا شک تم لوگ گمراہ ہو جاتے دوسری روایت ابو یعلیٰ موصلی کی سند میں حضرت جابر سے ہے کہ آنحضرت ﷺ فرمایا کہ اہل کتاب کے دین کی باستحیت مت کیا کر دہل کتاب اپنی کتابوں میں تحریف کرنے سے خود راہ پر نہیں رہے وہ تم کو کیا بائیت کر سکتے ہیں آج حضرت موسیٰ اور جنس ردا تہیں میں یہ ہے کہ حضرت موسیٰ اور عیسیٰ دونوں زہرہ ہو تے تو وہ بھی میری فرمانبرداری قبول کرتے۔ آیت سے یہ بھی معلوم ہو کہ اہل کتاب نے اپنی کتابوں میں منطقی معنوی طرح کا تصرف کیا ہے اور پھر اسی پر جرحے تھے ہیں۔ مرضی الہی کے موافق آخری شریعت شریعت محمدی کو نہیں مانتے حالانکہ جس طرح ہر حاکم و منت ایک قانون بنا کر مصلحت ملکی کے لحاظ سے ایک مدت تک اس قانون کا رواج اور عمل جائز رکھتا ہے اور جب مصلحت ملکی اس قانون نافذ الوقت کے موافق اس حاکم کو نظر نہیں آتی۔ تو اس پہلے قانون کو نسخ کر کے بجائے اس کے دوسرے قانون نافذ کر دیتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے علم میں دنیا کے پیدا کرنے سے ہزار ہا برس پہلے دنیا کی ہر ایک دورہ کی مصلحت کے موافق ایک قانون قرار دیا ہے۔ جسکو اس دورہ کی شریعت کہتے ہیں اور یوم اسی شریعت میں اللہ تعالیٰ نے سب انبیاء اور سب انبیاء نے اپنی اپنی امتوں سے یہ مضبوط عہد لیا ہے کہ دنیا کے ہر دورہ میں اسی شریعت کا عمل ہوگا جو شریعت اس دورہ کے لئے نازل ہوئی ہے۔ اگرچہ اس دورہ کی شریعت اور امت اور امت وقت اور امت وقت کو اس معاہدہ میں یہ تاکید ہے کہ جو کوئی پچھلے دورہ کا بنی یا امت اگلے دورہ کی شریعت اور بنی کو پاسے تو فوراً پچھلے دورہ کی شریعت کو چھوڑ کر نفاذ الوقت شریعت کا پورا فرمانبرداری ہو جائے اور کوئی کتاب آسمانی ایسی نہیں ہے جس میں معاہدہ ذکر نہ ہو لیکن اہل کتاب نے اس معاہدہ کی آیات کو کتب آسمانی میں بدل ڈالا تھا جس سے اللہ کے انتظام میں ایک جھنڈا پڑنا تھا۔ اس رخصت کے روکنے کی اکثر آیات قرآن شریف میں مثل اس آیت کی ہیں اور رسول وقت نے اللہ کی مرضی کے موافق اکثر احادیث میں اس رخصت کو روکا ہے اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں آیتوں کے بعد جس میں اس رخصت کے روکنے کا ذکر ہے اس معاہدہ کا ذکر فرمایا کہ اہل کتاب کو وہ معاہدہ یاد دلایا ہے۔

حضرت

مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنَّبُوءَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِي مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ كُنُوا أَسْرَبًا نِينَ وَمَا كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ الْكِتَابَ وَمِمَّا كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ ۚ وَلَا يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُتَّخَذَ وَالْمَلَكَةُ  
اور حکم اور نبی کریم سے پہلے لوگوں کو کہ تم  
میرے بندے ہو اللہ کو چھوڑ کر لیکن تم  
اور جیسے تھے تم پڑھتے اور نہی کے تم کو کہ شراعت فرشتوں کو  
وَالْبَيِّنَاتُ آيَاتُ اللَّهِ لَكُمْ بَعْدَ إِذَا أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ  
اور نبیوں کو رہنمایاں گے کہ تم مسلمان ہو چکو۔

تفسیر ابن جریر وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایتیں ہیں جنکا حاصل یہ ہے کہ بخران کے مباحثہ کے وقت ایک شخص ابورافع یہودی نے آنحضرت سے کہا کہ کیا آپ ہم سے اپنی ذات کی ویسی عبادت چاہتے ہیں جس طرح سے نصارا لوگ حضرت عیسیٰ کی پوجا کرتے ہیں اور سپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور فرمایا کہ اللہ کے نبی کا یہ کام نہیں کہ سوا اللہ کے کسی کی عبادت کی وہ فراموش کرے اور بصری نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ یہود اور نصارا اوس معاہدہ کے خلاف آنحضرت سے جو باتیں کرتے تھے جو معاہدہ اللہ تعالیٰ نے سب انبیاء اور امتوں سے لیا ہے جسکا ذکر سب آسمانی کتابوں میں ہے اسلئے اس آیت اور اوپر کی آیت کے بعد اللہ تعالیٰ نے معاہدہ کا ذکر کر کے انکو معاہدہ یاد دلایا ہے تاکہ معاہدہ کے پابند ہو کر کسی تو نہ پیہن کر لیں اور معاہدہ کے موافق اپنی وقت پر ایمان لائیں۔

وَإِذَا أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّنَ لَمَا آتَيْتُكُم مِّنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ تَمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مَّصْدُوقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرُبُكُمْ  
اور جب یا اللہ نے قرار دیا کہ اگر کچھ عیسائی تم کو دیا کرے تو اس پر ایمان لائے اور اسکی مدد کرو گے فرمایا کہ تم نے اقرار کیا  
آؤے تم پاس کوئی رسول کہ سچ بتاؤے تمہارے پاس داکو تو اس پر ایمان لاؤ اور اسکی مدد کرو گے فرمایا کہ تم نے اقرار کیا  
وَإِذَا تَقَرَّىٰ ذَلِكُمْ وَصَرَّتْ قُلُوبُكُمْ فَأَقْرُبْنَا قُلُوبَكُمْ فَقَالَ قَوْمٌ مِّنْ أَهْلِ الْيَهُودِ هَٰؤُلَاءِ يَسْعَاؤُنَّ يَوْمَئِذٍ  
اور اس شرط پر یا یہودیوں نے اقرار کیا بولے ہم نے اقرار کیا اور میں بھی تمہارے ساتھ  
الْيَهُودِ هَٰؤُلَاءِ يَسْعَاؤُنَّ يَوْمَئِذٍ  
یہودیوں پر جو کوئی پہر جاوے اسکے بعد تو وہی لوگ ہیں بحکم

منزل

یہ وہی معاہدہ ہے جسکا ذکر اوپر کی آیت کی تفسیر میں گزرا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے نبی سے اوس کے بعد میں آنے والی نبی کی بابت یہ عہد لیا ہے کہ اگر پہلا نبی مابعد میں آنے والے نبی کا زمانہ پاوے تو خود اوپر ایمان لاوے جب ضرورت پڑے اوسکی مدد کرے ورنہ اپنی امت کو اس کے موافق وصیت کر جاوے یہہ معاہدہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ختم ہوتا ہے چنانچہ اس معاہدہ کی بنا پر اوپر کی حدیث میں آئے ہیں کہ یہ نبی مابعد میں آئے کہ اگر میرے زمانہ میں موسیٰ عیسیٰ علیہما السلام زندہ ہوتے تو وہ بھی میری فرمانبرداری قبول کرنے لے اس معاہدہ کو یاد دلایا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب مشرکین کو سب کو یوں قائل کیا ہے کہ یہود اگرچہ اپنے آپ کو شریعت موسوی کا پابند کہتے ہیں لیکن موسیٰ علیہ السلام کے معاہدہ اور وصیت کے خلاف ہیں اسلئے اس طرح شریعت عیسوی اور ملت ابراہیمی کی پابندی کے مدعیوں کا حال ہے لیکن انکو یہ یاد رہے کہ یہہ معاہدہ اللہ تعالیٰ کی گواہی سے مکمل ہوا ہے جسکے خلاف وزی کے وبال کا کچھ ٹھکانہ نہیں حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ آیت میں لفظ اصر سے مراد وہی معاہدہ ہے

جسکا ذکر شایق کے لفظ سے فرمایا ہے اصر کے معنی سخت اور شدید معاہدہ کے ہیں \*

أَفْخِرُ دِينَ اللَّهِ يَبْغُونَ وَلَهُ أَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ طُوعًا وَكَرْهًا

اب مجھ اور دین و بھڑکتے ہیں سوائے دین اللہ کے اور کسی کے حکم میں ہے جو کوئی آسمان اور زمین میں ہے عوشی سے یا اور سے

وَالْيَهُ يَرْجُونَ قُلْ أَمَّا بِنَا لِلَّهِ وَمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ

اور اسی کی طرف ہرجاویں گے تو کہہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو کچھ اُنزا بہر اور جو کچھ اُنزا

وَأَسْمِعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيُحْيَىٰ وَالْإِسْبَاطَ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَالنَّبِيُّ

اور اسماعیل پر اور اسحاق پر اور یحییٰ پر اور اسکی اولاد پر اور جو ملا موسیٰ کو اور عیسیٰ کو اور عیسیٰ پر اور عیسیٰ پر

مِنْ بَيْنِهِمْ لَا تَفْرَقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ وَمَنْ يَبْتَغِ

اپنے رب کی طرف سے ہم جدا نہیں کرتے ان میں سے کسی کو اور ہم اسی کے حکم پر ہیں اور جو کوئی چاہے

غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يَقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَسِرِينَ

سوائے حکم داری کے دین سوائے سے ہرگز قبول نہوگا۔ اور وہ آخرت میں خراب ہے

عقبتہ کے ایک استفسار کے طور پر ہر آیت کا تعلق اوپر کی آیت سے حاصل مطلب یہ ہے کہ جبکہ اللہ تعالیٰ نے

دنیا کے پیدا کرنے سے ہزار برس پہلے دنیا کے ہر ایک نور کی مصلحت کیونہی ایک قانون قرار دیا ہے

جسکو اس دور کی شریعت قرار دیا ہے اور اسی مصلحت و فتنہ کے انتظام کے لئے ہر نبی اور امت سے

وہ معاہدہ قرار پا چکا ہے جسکا ذکر اوپر کی آیت میں ہے تو چہر اب جو کوئی اس انتظام الہی میں خلل ڈالے گا

اور سوائے اس شریعت و فتنہ کے غیر و فتنہ شریعت پر چلے گا وہ اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے کچھ اجنبی ہو جائے گا

اور اسکا سب کیا کرایا اگارت ہے کیونکہ اجر اوسى عمل پر ہے جو مرضی کے موافق ہو خلاف مرضی الہی کام پر نواز

مواخذہ ہوگا جسے کہاں رہا۔ اور آسمان و زمین میں سب پر اللہ ہی کا حکم چلتا ہے اسلئے جو اوس کے حکم کے

برخلاف کرے گا وہ آخرت میں نقصان اٹھائے گا \*

كَيْفَ يَهْدِي اللَّهُ قَوْمًا كَفَرُوا وَابْعَدُوا إِيْمَانَهُمْ وَشَرُّوا وَأَنَّ الرَّسُولَ حَقٌّ وَ

کیونکہ راہ دیگا اللہ ایسے لوگوں کو کہ منکر ہو گئے ایمان کو اور تباہی کے رسول سچا ہے اور

جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ أُولَٰئِكَ جَنَآؤُهُمْ

پہنچ چکے انکو نشان اور اللہ نہیں راہ دیتا بے انصاف لوگوں کو ایسے لوگوں کی سزا یہ ہے

أَنَّ عَلَيْهِمُ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ خَالِدِينَ فِيهَا لَا يُخَفَّفُ

کہ ان پر لعنت اللہ کی اور ملک کی اور لوگوں کی سب کی پڑے رہیں ان میں نہ ہلکا و نہ

ضرب



عَنْهُمْ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يَنْظُرُونَ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَأَصْلَحُوا أَفَأَنْتَ اللَّهُ  
 غَفُورٌ رَحِيمٌ <sup>اور نہ انکو نصرت ملی مگر جنہوں نے توبہ کی اسکے بعد اور سنوار پڑی تو اللہ اللہ</sup>  
 وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ ثُمَّ أَزَادُوا كُفْرًا أَلَنْ تَقْبَلَ تَوْبَهُمْ  
 وَأُولَئِكَ هُمُ الضَّالُّونَ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كَافِرُونَ أَلَنْ يَقْبَلَهُمُ اللَّهُ  
 مَلَأَ الْأَرْضَ ذُرِّيَّتَهُ أُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ ۝ <sup>مٹنے والا مہربان ہے جو لوگ شکر ہوئے ان کو ہر بڑھتے رہے انہار میں ہرگز قبول نہوگی ان کی توبہ اور وہی ہیں راہ ہوئے جو لوگ منکر ہوئے اور مر گئے منکر ہی تو ہرگز قبول نہ ہوگا ایسے کسی سے زمین ہرگز سونا اگرچہ بدلا دیوے یہ کچھ ان کو دکھ کی مار ہے اور کوئی نہیں انکا مددگار</sup>

نسائی اور صحیح ابن جان اور مستدرک حاکم میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے جسکو حاکم نے صحیح کہا ہے۔ اصل اس روایت کا یہ ہے کہ حارث بن سواد انصاری اور طعمہ بن ابریق وغیرہ سب بارہ شخص سلام لانے کے بعد مرتد ہو گئے اور مدینہ سے مکہ کو چلے گئے اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کا ٹکڑا ولا ہم یظنون کہنا نازل فرمایا پھر حارث بن سواد کو اپنے مرتد ہوجانے پر بڑا افسوس ہوا تو انہوں نے انصار سے جو ان کی قوم کے مدینہ میں تھے یہ پیغام کہلا بھیجا کہ وہ آنحضرتؐ کی دریافت کریں کہ کیا ہم لوگوں کی توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے دوسرا ٹکڑا آیتہ کا الا الذین تاوبوا نازل فرمایا۔ اور پھر حارث بن سواد مدینہ میں آکر مسلمان ہو گئے اور ان کے ساتھ گیارہ آدمی شخ مکہ تک مرتد پہنچ کر کے وقت چند شخص انہیں کے مسلمان ہو گئے اور چند حالت کفر میں مر گئے جسکا ذکر آیتہ کے آخر میں ان الذین کفروا سے آخر بارہ تک حضرت عبداللہ بن عباسؓ دوسری روایت جو ہے کہ یہ آیتہ کا ٹکڑا اہل کتاب کی شان میں ہوا اسکا مطلب یہ ہے کہ یہود کی شان میں ہی یہ آیتہ صادق آتی ہے ورنہ پہلے شان نزول جو حضرت عبداللہ بن عباسؓ مسند فرما میں ہوا اسکی سند قوی ہے اور یہود مرتد ہوجانے کا مطلب سطح صادق آتا ہے کہ آنحضرتؐ کے نبی ہونے سے پہلے یہود لوگ آنحضرتؐ کو نبی برحق جانتے تھے اور آپ کا نام لیکر شخ کی دعا مانگتے تھے جب آنحضرتؐ بنی ہوئے تو مرتدوں کی طرح آپ کے پیرو گئے اس آیتہ کے معنی میں ایک شبہ یہ پڑتا ہے کہ الا الذین تاوبوا سے فان اللہ غفور رحیم تک تو اللہ تعالیٰ نے ہر طرح کی توبہ کے قبول فرمائے کا وعدہ کیا ہے اور پھر ان الذین کفروا بعد ایمانہم ازادوا کفرالن تقبل تو تبتم اولئک ہم الضالون سے آخر بارہ تک یہ فرمایا ہے کہ جو لوگ مرتد ہوں اور زمانہ مرتدی میں خوب کفر میں مشغول رہیں تو ان کی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی آیتہ کے دونوں ٹکڑوں کے ملانے سے مطلب اہلی آخر کو کیا نکلا جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ جب سطح ہر چیز کا اللہ کے یہاں وقت متعین کی سطح توبہ کا ہی وقت متعین ہے وقت یہ ہے کہ شکار آدمی ایسے مجبوری اور اضطرار کی حالتیں شکر کفر یا کبیرہ گناہ سے توبہ کرے جیسے فرعون نے بالکل ڈوبتے وقت توبہ کی اور قبول نہیں ہوئی یا مغرب آفتاب نکلنے کے وقت سب لوگ توبہ کر نیچے تو ایسی توبہ قبول نہوگی۔ بلکہ وہ توبہ مقبول ہوگی کہ ایسے وقت آدمی توبہ کرے کہ اپنی موت کا ابھی اوسکو پورا یقین ہو کہ اوسکی حالت اضطرار کی نہ ہوئی اپنی زلیست کا اوسکو بھروسہ ہو اور اس زلیست کے سچے ہوئے زمانہ میں اوسکا گناہ سے باز رہنے کا اور آئندہ نیک کام کرنے کا پورا پورا ارادہ ہو ورنہ اگر دم اکھڑ جائیو بعد

جب خراٹا لگ گیا اور موت کا پورا یقین ہو گیا اور موت کے سامنے آ جانے سے ایک اضطراب کی حالت پیش آ گئی تو اس وقت کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ چنانچہ سورہ نساء میں جو توبہ کے قبول ہونے کی آیت آوے گی اس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ توبہ اونہی لوگوں کی قبول ہوتی ہو کہ گناہ کرتے ہی جھٹ پٹ توبہ کر لیتے ہیں اور جو لوگ مرتے دم تک برائیاں کرتے ہیں اور جب موت بالکل سامنے آ جاتی ہے تو توبہ کرتے ہیں ان کی توبہ نہیں ہر اور صورت بالکل سبک آ جاتی ہے تفسیر حدیث شریف میں آئی کہ وہ خراٹا لگنا زمانہ کا وقت کہ تم اگر کبھی سنبھل جاؤ اور کوئی خیر بشر کی آیت میں آوے تو دم خرخر کرتا ہے اور وہ خیر ہو لگی نہیں جاتی چنانچہ مسند امام احمد بن حنبل اور ترمذی اور ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جب تک موت کا خراٹا نہ لگے اس وقت تک اللہ تعالیٰ بندہ کی توبہ قبول کرتا ہے ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے اب رہی یہ بات کہ کوئی مشرک بلا توبہ مر جاوے تو اس کا اور مسلمان جو گناہ کبیرہ کر کے بغیر توبہ کے مر جاوے اس کا ایک حکم ہے یاد دونوں میں کچھ فرق ہے اس کی صراحت بقدر ضرورت یہ ہے کہ آیتہ

ان اللہ لا یغفران لیشرک بہ ولیغفر ما دون ذلک لمن یشاء اور آیتہ انہ من لیشرک بالکفر فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ جو مشرک وقت مقررہ پر توبہ نہ کرے اور بغیر توبہ کے مر جاوے تو اس کی بخشش نہیں ہے اور مسلمانان کبیرہ و گناہ گار بغیر توبہ کے مر جائے تو اس کی بخشش اللہ تعالیٰ نے اپنے اختیار میں رکھی ہے۔ حدیث میں ان دونوں آیتوں کی صراحت یوں آئی ہے کہ نامہ اعمال اللہ کی بارگاہ میں تین طرح کے ہیں ایک نامہ اعمال شرک کا ہے۔ اس نامہ اعمال اس شخص کی بخشش ہرگز نہیں ہے۔ ایک نامہ اعمال ادن کبیرہ گناہوں کا ہے جو فقط اللہ کا گناہ ہے جیسے نماز کا نہ پڑھنا۔ پار وزہ کا نہ کھنا۔ ان گناہوں کی توقع ہے کہ اللہ غفور رحیم ہے بخش دیوے گا۔ ایک نامہ اعمال ادن کبیرہ گناہوں کا ہے جن گناہوں میں بندہ لگا ہی حق ہے۔ جیسے کید کا مال چرانا۔ یا کسی کی عورت کے بد فعلی کرنا اس کا بدلہ اور انصاف ضرور ہوگا۔ یہ روایت حضرت عائشہ سے مسند امام احمد بن حنبل اور مستدرک حاکم میں آئی ہے اور شرح جامع صغیر میں اس کو صحیح کہا ہے۔ اور سبب میں مثل حدیث حضرت عائشہ کے اور بھی صحیح حدیثیں ہیں آگے بعد آیت کے جن دو ٹکڑوں میں شبہ پڑتا تھا ادن دو ٹکڑوں کو ملا کر حاصل معنی یہ ہوئے کہ وقت مقررہ پر مرتد اور گناہگار کی توبہ قبول ہے۔ اور مرتد یا گناہگار وقت مقررہ مال کر موت کے بالکل سامنے آ جانے تک حالت مرتدی یا گناہگاری میں شہر ہے اور عین مرتے وقت توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول نہیں ہے۔ اور جس مسلمان گناہگار کی آخری وقت کی توبہ قبول نہیں ہے اس کی بخشش کی توقع ہے۔ مشرک کی بخشش کی توقع نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک مسلمان کو ہر ایک طرح کے شرک سے بچائے۔ آمین ۛ

پَا رَہُ تِلْكَ الرُّسُلُ تَمَکِّشُہُ

حق کا پورا رابطہ حق مطیع محفوظ ہے

محمود لک فیس منی کرد و غیرہ

# اہل اسلام کو بشارت

ہر حالت میں ذمہ سہارا ہے

## مختصر فہرست کتب مطبع فاروقی دہلی بازار بلی ماران

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
بخاری شریف مترجم	دو رو	شاہ ولی احمد صاحب محدث راجہ	۱۲	ترکیب تجزیہ و تفسیر اور تفسیریں	۱۲	تاریخ ہندوستان	۱۲
اردو عام فہم کامل فہرست	۱۲	دہلوی بابر کتاب میں احکام شریف	۱۲	وقت میں اپنے متعلقین کو کوئی چاہے	۱۲	اردو و ہندی زبانوں کے لغت	۱۲
مسلم شریف مترجم	دو رو	کی تفسیر اور مصالح فوائد و بیج	۱۲	اردو و ہندی زبانوں کے لغت	۱۲	اردو و ہندی زبانوں کے لغت	۱۲
کامل فی جلد	۱۲	اور نہایت عجیب و غریب کتاب ہے	۱۲	خضریٰ اولاد نامی میں نیز اور دیکھ	۱۲	اردو و ہندی زبانوں کے لغت	۱۲
جامع ترمذی مترجم اردو	۱۲	عظیم الشان الطالبعین مترجم اردو	۱۲	سائل دہج جس میں ۱۰۰ مضامین ہیں	۱۲	اردو و ہندی زبانوں کے لغت	۱۲
کامل فہرست	۱۲	کامل فہرست	۱۲	ہر ایک مضامین کو جدا جدا فصل میں	۱۲	اردو و ہندی زبانوں کے لغت	۱۲
نسائی شریف مترجم اردو	۱۲	سفر السعاده مترجم اردو	۱۲	بکھر چکے مطبوعہ فاروقی دہلی فہرست	۱۲	اردو و ہندی زبانوں کے لغت	۱۲
کامل فہرست	۱۲	اس کتاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ	۱۲	عین الہدیہ مترجم اردو	۱۲	اردو و ہندی زبانوں کے لغت	۱۲
سنن ابن ماجہ مترجم اردو	۱۲	وسلم کے حوالہ عبادات بطور	۱۲	نور الہدیہ مترجم اردو	۱۲	اردو و ہندی زبانوں کے لغت	۱۲
کامل فہرست	۱۲	خلاصہ بیان ہو چکے ہیں فہرست	۱۲	کامل فہرست	۱۲	اردو و ہندی زبانوں کے لغت	۱۲
موطا امام محمد مترجم اردو	۱۲	خطبات التوحید مترجم	۱۲	حسن المسائل مترجم اردو	۱۲	اردو و ہندی زبانوں کے لغت	۱۲
کامل فہرست	۱۲	اردو مصنفہ عارف بالمدونہ	۱۲	کامل فہرست	۱۲	اردو و ہندی زبانوں کے لغت	۱۲
مظاہر حق ترجمہ مشکوٰۃ	۱۲	مولوی حافظ حمید احمد صاحب	۱۲	غایۃ الاوطار ترجمہ اردو	۱۲	اردو و ہندی زبانوں کے لغت	۱۲
شریف کامل فہرست	۱۲	سرورہ دیر (جبر اور عیدین)	۱۲	فتاویٰ عالمگیری اردو	۱۲	اردو و ہندی زبانوں کے لغت	۱۲
ایضاً مطبوعہ نذاتی کانپور	۱۲	جو خطبے پڑھے جائیں اور ان میں	۱۲	بالا پر مدغم اردو	۱۲	اردو و ہندی زبانوں کے لغت	۱۲
مشکوٰۃ شریف مترجم اردو	۱۲	اکثر بجا آمد اور ضروری مسائل کا	۱۲	شرح محمدی اردو	۱۲	اردو و ہندی زبانوں کے لغت	۱۲
کامل فہرست	۱۲	بیان ہوتا ہے لیکن عربی زبان میں	۱۲	آثار محمدی اردو	۱۲	اردو و ہندی زبانوں کے لغت	۱۲
ایضاً مترجم خاشاۃ ہر جلد	۱۲	بہت ہی مفید اور بجا آمد چیز ہے	۱۲	خدا کی رحمت اردو	۱۲	اردو و ہندی زبانوں کے لغت	۱۲
دارمی شریف مترجم اردو	۱۲	جتنی مرتبہ چاہیں ہاتھ لگائی جاسکتی	۱۲	راہِ جنت اردو	۱۲	اردو و ہندی زبانوں کے لغت	۱۲
کامل یہ کتاب بخاری شریف سے	۱۲	اکھڑا کر لے کر چھوٹی مرتبہ بھانڈا	۱۲	فتاویٰ غزنی اردو	۱۲	اردو و ہندی زبانوں کے لغت	۱۲
پہلے ترتیب دینی تھی حضرت	۱۲	چند مضامین چیکر مطبعہ فاروقی	۱۲	دستور المتقی الموقر علیہ السلام	۱۲	اردو و ہندی زبانوں کے لغت	۱۲
دلی احمد صاحب اپنی تصانیف	۱۲	دہلی میں تیار ہوئی ہے قیمت فہرست	۱۲	اس کتاب کی خوبی مطالعہ ہو سکتی ہے	۱۲	اردو و ہندی زبانوں کے لغت	۱۲
میں زیادہ تر اس کتاب کی رائےوں	۱۲	تبلیغہ الغافلین اردو	۱۲	تشریح کیلئے مطبعہ کی بڑی فہرست	۱۲	اردو و ہندی زبانوں کے لغت	۱۲
سے حصہ لیا ہے یہ کتاب بابائے	۱۲	تحفہ رحیمی اردو	۱۲	شگافی چاہئے قیمت فی جلد	۱۲	اردو و ہندی زبانوں کے لغت	۱۲
کیا تھی باجملہ اردو میں ترجمہ	۱۲	قرۃ العظمین مترجم اردو	۱۲	الہام المبین فی بیان	۱۲	اردو و ہندی زبانوں کے لغت	۱۲
کر کے طبع کی گئی ہے فہرست کامل	۱۲	درۃ الناحین فہرست	۱۲	غلام نبین اردو فہرست	۱۲	اردو و ہندی زبانوں کے لغت	۱۲
آیات احمد الکاملہ مترجم اردو	۱۲	الکلام المبین فی بیان	۱۲	محکم صحت مترجم اردو فہرست	۱۲	اردو و ہندی زبانوں کے لغت	۱۲
حجۃ الہدایۃ مصنفہ حضرت	۱۲	دیکھیں اس میں نہایت تحقیق	۱۲		۱۲	اردو و ہندی زبانوں کے لغت	۱۲

اس مختصر فہرست کے مطابق فاروقی دہلی بازار بلی ماران سے ہر قسم کی کتابیں عربی فارسی اردو قرآن مجید مختلف خلوص لکھ سکے جو جلی جلی قلم کے متوسط مترجم عربی نہایت خوشنما کاڈ لٹے پڑی پڑی اردو ہونگے ہیں (راقم فہرست)

اسکے چھاپنے کی کج نواہیں

بلا اجازت کوئی صاحب

# توفیق الرحمن فی تفسیر القرآن

خدا تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہو کہ

محض اسیکے فضل و توفیق سے کتاب فیض انتابتی لاجواب مردیک چشم  
اولی الاباب و حقیقت تمام تفاسیر کا ہمیشہ انتخاب اور حادیشہ  
صحیحہ مقبولہ کا یہ سنطریق باس احسن الفوائد کا کامل و مکمل اضافہ ہو غنی بہ

حسن التفسیر



مولفہ رئیس المفسرین الی یثین خزان قائم تسمیق قبرن مالکیت مدیق  
مرج دیں حسین نبوی شمسوار عصر معانی علامہ زمین خامو لناسید احمد  
سابق تعلقہ دار اول حیدر آباد و کن امت برکاتہ بہا تمام احقر الانام سید محمد السلام

ابن لوی محمد میظلم مرحوم المغفور الیکم علی رقی  
توفیق الرحمن فی تفسیر القرآن

قیمت فی باور

حسب ضابطہ جٹری شاہ ہے

(تقداری طبع ۱۳۰۰ء)

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا حُبَبْتُمْ ۚ وَمَا يُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ  
 ہرگز نہ پہنچے گی نیکی کی حد کو جب تک نہ خرچ نہ کرو اس چیز سے جس سے محبت رکھتے ہو اور جو چیز خرچ کر دو گے  
 فَإِنَّ اللَّهَ يَخْتَارُ لِمَنْ يَرْزُقْهُ ۚ فَمَنْ رَزَقَهُ اللَّهُ فَلَْيَسِّرْ لَهُ سُبُلَ رِزْقِهِ ۚ  
 پس اللہ کو معلوم ہے

اور ذکر تھا کہ عقبہ میں زمین بھر کے سونا بھی عذاب الہی سے نہیں چھوڑا سکتا اس لئے دنیا میں صدقہ کی رغبت دلانے  
 کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور جب یہ آیت اتری تو اس سے صحابہ کرام کو نفلی صدقہ کی حرص اور غبت  
 ہی بہت کچھ پیدا ہوئی چنانچہ مسند امام احمد بن حنبل میں حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو  
 حضرت ابو طلحہ کا ایک باغ جو مسجد نبوی کے پاس تھا اوس میں ایک کنواں بیٹھے پانی کا تھا جس کا پانی بہت اچھا تھا اور آنحضرت  
 اکثر اوس باغ میں جا کر بیٹھا اور اوس کنوئیں کا پانی پیا کرتے تھے اور انہوں نے وہ باغ اپنے سب مال سے  
 عمدہ اور نفیس جانا اور اللہ کی راہ میں اوس باغ کو خیرات کر دیا۔ اور صحیحین میں روایت ہے کہ حضرت عمرؓ اپنے  
 اوس قیمت کے حصہ کو جو اونکو خیر کی لڑائی میں ملا تھا اپنا بڑا عمدہ مال سمجھتے تھے اوس کو انہوں نے اللہ  
 کی راہ میں خیرات کر دیا۔ اور ابو بکرؓ نے اپنے مسند میں روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے تھے  
 کہ جب آیت اتری تو میں اپنے دل میں خیال کیا کہ جو کچھ میرے پاس مال ہو اوس میں زیادہ غریب مجھ کو کیا چیز ہے میرے دل نے گواہی دی کہ روم کی  
 ایک ٹڈی جو میرے پاس ہے اوس سے زیادہ کوئی چیز مجھ کو دنیا میں غریب نہیں سکتے میں نے اللہ کی راہ میں اوس کو ٹڈی کو آزاد کیا ۛ

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حَلَالًا لِّبَنِي إِسْرَءِيلَ إِلَّا مَا حَرَّمَ إِسْرَءِيلُ عَلَى نَفْسِهِ مِنْ قَبْلِ أَنْ  
 سب کھانے کی چیزیں حلال تھیں بنی اسرائیل کو مگر جو حرام کر لی تھی اسرائیل نے اپنی جان پر  
 نَزَّلَ التَّوْرَةَ فِي قُلُوبِ فَاتُوا بِهَا التَّوْرَةَ فَاتْلُوهَا إِنَّ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۚ فَمِنْ أَفْئِسْ  
 تورات نازل ہونے سے پہلے تو کہ لاؤ تورات اور پڑھو اگر سچے ہو ہر جو کوئی مانو ہے  
 عَلَى اللَّهِ الْكَذِبُ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۚ قُلْ صَدَقَ اللَّهُ فَاتَّبِعُوا  
 اللہ پر جھوٹ اس کے بعد تو وہی سچے بے انصاف تو کہہ سچ فرمایا اللہ نے اب تابع  
 مَلَأَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝  
 ہوجاؤ دین ابراہیم کے جو ایک طرف کا تھا اور نہ تھا شرک کرنے والا

یہود نے ایک روز آنحضرت سے بحث کی کہ آپ ملت ابراہیمی پر اپنے آپ کو بٹلاتے ہیں اور اونٹ کا گوشت کھاتے  
 ہیں اور اونٹنی کا دودھ پیتے ہیں حالانکہ ملت ابراہیمی میں یہ دونوں چیزیں حرام ہیں تو رات میں اوس کا ذکر موجود  
 ہوا اپنے منہ پر رات میں یہ ہرگز نہیں ہے کہ ملت ابراہیمی میں یہ دونوں چیزیں حرام ہیں بلکہ حضرت یعقوب  
 ایک دفعہ بیمار ہو گئے تھے اور انہوں نے نذرمانی تھی کہ کس بیماری سے اللہ تعالیٰ ان کو صحت دیوے گا



تو جو چیسراؤ نکو بہت بھاتی ہوگی وہ اسکو چھوڑ دیونگے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انکو صحت دی۔ اور یہ دونوں چیزیں اونکو بہت بھاتی تھیں اونکو اونہوں نے چھوڑ دیا۔ یہود نے اس بات کونہ مانا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی برحق کے کلام کی تصدیق میں یہہ آیتہ نازل فرمائی اس آیتہ میں آنحضرت کا بڑا معجزہ اور اونکی نبوت کی بڑی دلیل ہے۔ کیونکہ بنی اسرائیل میں صد ہا برس سے توراۃ کا علم چلا آتا تھا۔ لیکن باوجود اسی لقب ہونے کے جو مسئلہ توراۃ کا آپنے فرمایا کہ اونٹ کا گوشت اور اونٹنی کا دودھ بنی اسرائیل میں کسی آسمانی حکم سے حرام نہیں ہو۔ بلکہ حضرت یعقوب کے اس نذر کی وجہ سے اس گوشت کے نہ کھانے اور اس دودھ کے نہ پینے کا رواج اونکی اولاد میں پڑ گیا ہے یہہ مسئلہ خود یہود کو بھی معلوم نہ تھا اور یہ ایک ظاہر بات ہے کہ اس طرح کا غیبی علم بلا تاہید غیبی کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور اس طرح کی تاہید غیبی بلا شک کی نبوت کی پوری دلیل ہے۔

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ فِيهِ آيَاتٌ خَتِيقٌ پہلا گھر جو تھیرا لوگوں کے واسطے یہی ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور نیک راہ جانجو لوگوں کو آئیں نشانیاں  
بَيِّنَاتٌ مَّقَامُ إِبْرَاهِيمَ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا  
ظاہر ہیں کہڑے ہو نیکی جگہ ابراہیم کی اور جو اس کے اندر آیا اسکو امن ملا

مکہ اور مکہ دونوں مکہ کے نام ہیں خیر بن ابی حاتم میں حضرت علی سے روایت ہے کہ لوگوں کے رہنے کے گھر دنیا میں مکہ سے پہلے ہی تھے لیکن اللہ کے عبادت کا یہ پہلا گھر ہے جو روئے زمین پر بنایا گیا ہے۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ اور اللہ کا حق ہے لوگوں پر حج کرنا اس گھر کا جو کوئی پادے اس تک  
غَنَىٰ عَنِ الْعَالَمِينَ  
پر راہ نہیں رکھتا جانجو لوگوں کی

سنن سعید بن منصور میں حکمہ سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل نے اپنے ایک ملت ابراہیم پر ہونے کا دعوے کیا تو آنحضرت نے بنی اسرائیل سے فرمایا ملت ابراہیم میں حج فرض ہے۔ اگر قوم ملت ابراہیم پر ہو تو حج کیوں نہیں کرتے بنی اسرائیل نے حج کی فرضیت کا انکار کیا۔ اور سپر اللہ تعالیٰ نے یہہ آیتہ نازل فرمائی یعنی مفسرین نے اگرچہ لکھا ہے کہ آیتہ وامنوا الحج سے حج فرض ہوا ہے۔ لیکن جمہور مفسرین کے نزدیک حج کی یہی آیتہ ہے استطاعت سے مراد زاد اور راحلہ ہے اور زاد اور راحلہ کا یہ مطلب ہے کہ حج جب فرض ہوتا ہے۔ کہ آدمی کے پاس استہ کا چرخ ہو اور سواری کا یہی انتظام ہو سکے۔ باقی حج کی بحث سورہ بقرہ میں گذر چکی ہے۔



قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَمْ يَكْفُرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ شَهِيدٌ عَلَىٰ مَا تَعْمَلُونَ

اے اہل کتاب کیوں منکر ہوتے ہو اللہ کے کلام سے اور اللہ کے رسول سے جو کرتے ہو

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَمْ يَصُدْ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ مِنْ أَمْنٍ تَبْغُونَهَا عِوَجًا

تو کہہ لے اہل کتاب کیوں روکتے ہو اللہ کی راہ سے ایمان لانے والے کو ڈھونڈتے ہو

وَأَنْتُمْ شُهَدَاءُ ۖ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ

عید اور تم خبر رکھتے ہو اور اللہ بخبر نہیں تمہارے کام سے

تفسیر ابن جریر وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایتیں ہیں ان کا حاصل یہ ہے کہ یہود نے پہلے تو ملت ابراہیمی پر اپنے آپ کو مبتلا یا اور جب ملت ابراہیمی کے موافق اون سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج ادا کرنے کو کہا تو حج سے اونہوں نے انکار کیا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور فرمایا کہ جو لوگ اللہ کے حکم کے تابع ہیں استطاعت کی حالت میں اون پر حج فرض ہے اور اہل کتاب کی طرح جو لوگ اللہ تعالیٰ کو حکم کے منکر ہیں اللہ کو اون کے انکار کی کچھ پروا نہیں۔ مگر اللہ اون کے کاموں سے غافل نہیں ہے وقت معسرہ پر اپنے گئے کی سزا پاویں گے۔ اس آیت میں اہل کتاب کو یہ بھی تنبیہ ہے کہ وہ توراۃ اور انجیل پر ایمان لانا اگرچہ بیان کرتے ہیں لیکن ان کا بیان غلط ہے کیونکہ اگر ان کا بیان صحیح ہوتا تو ان کتابوں میں بنی آخر الزماں کے اوصاف کی جو آیات تھیں اون کو چھپا کر اون آیات الہی اور بنی آخر الزماں کے منکر کیوں ہوتے ہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَطِيعُوا فَرِيقًا مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ يَرُدُّكُمْ بِإِجْمَاعِكُمْ

اے ایمان والو اگر تم مانو گے اہل کتاب کی بات تو پھر کر دیں گے تو ایمان لائے پیچھے

كُفْرَيْنَ ۚ وَكَيْفَ تَكْفُرُونَ ۚ وَأَنْتُمْ تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ آيَاتُ اللَّهِ وَفِيكُمْ رَسُولُهُ ۚ وَمَنْ

منکر اور تم کفر کر رہے ہو اور تم پر پڑتی جاتی ہیں آیتیں اللہ کی اور تم میں ہمارے رسول ہے اور جو کوئی

يَعْصِمِ بِاللَّهِ فَقَدْ هَدَىٰ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ

مضبوط پکڑے اللہ کو وہ بچا اسے ایمان والو ڈرتے ہو اللہ سے

حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۚ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا

جیسا کہ اپنے اس سے ڈرنا اور نہ مریو اگر مسلمان اور مضبوط پکڑو رہی اللہ کی سب ملکر اور یہوت

وَأَذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ

نہ ڈالو اور یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اور جب تھے تم ایک دوسرے دشمن پھر الفت دی تمہارے دلوں میں اب ہو گئے اس کے فضل

بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا ۚ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ

سے بہائی اور تم تھے کنارے پر ایک آگ کے پیر بھگو خلاص کیا اوس سے اسی طرح کہوتا ہے اللہ

جمع

# لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ

بہر نشانیاں اپنی شاید تم راہ پاؤ

تفسیر ابن ابی حاتم میں حضرت عبداللہ بن عباس سے اور تفسیر ابو شیخ اور تاج ابن اسحاق میں زید بن اسلم سے روایت ہے کہ انصار کے دو قبیلوں اوس اور خزرج میں اسلام سے پہلے بڑی عداوت اور صد ہا برس کی لڑائی تھی اسلام کے بعد ان دونوں قبیلوں میں بڑا میل جول ہو گیا۔ اور دونوں کی آپس کی لڑائی بالکل جاتی رہی ایک روز ان دونوں قبیلے کے کچھ مسلمان بیٹھے ہوئے بڑی محبت سے آپس میں باتیں کر رہے تھے اتنے میں ایک شخص یہودی شاس بن قیس کا اور دوسرے گزہ ہوا اس یہودی کو یہ امر شاق ہوا کہ ان دونوں قبیلوں میں باوجود ایسی سخت عداوت کے ایسی یکدلی کیونکر ہو گئی اور اس یہودی نے چاہا کہ ان مسلمانوں میں پہرہ پوٹ پڑ جاوے اپنے اس ارادے کے پور کرنے کی غرض سے اوس نے ایک یہودی کے لڑکے کو ان دونوں قبیلوں میں اکثر جا کر بیٹھنے اور ان دونوں قبیلوں کی پھپھی لڑائی اور عداوت کا ذکر کرنے کی ٹپی پڑھا دی وہ لڑکا ان دونوں قبیلوں میں بیٹھا اور ان کو ان پھپھی عداوت کے قصے یاد دلانے پھپھی باتیں یاد کر کے انکو بھی غصہ آگیا اور آپس میں لڑنے کو مستعد ہو گئے آنحضرت یہ قصہ سن کر ان مسلمانوں کے پاس تشریف لائے اور انکو سمجھایا کہ اسلام کے بعد زمانہ جاہلیت کی باتیں یاد کر کے آپس میں پہرہ پوٹ کا ڈالنا مناسب نہیں ہے آخر آنحضرت کے سمجھانے سے یہ مسلمان آپس میں پھر مل گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آخر کو رحیم تک یہ آیتیں مسلمانوں کو آئندہ یہود کے اس طرح کے فریب میں نہ آنے کی غرض سے نازل فرمائیں۔ اور ان آیتوں کے اوپر کے دو ٹکڑے اہل کتاب کے اس طرح کے فریب سے باز رہنے کی غرض سے نازل فرمائیں اور اہل کتاب کو یہ تنبیہ فرمادی کہ اللہ کے رستہ سے لوگوں کو جو تم روکتے ہو اللہ تعالیٰ تمہاری کثرت سے غافل نہیں ہے ایک دن اسکا خیمہ تہمت بگھٹنے والے ہوا اور مسلمانوں کو یہ تنبیہ فرمادی کہ اللہ سے ڈرتے رہیں اور آخر دم تک مسلمان کی کاشیہ اختیار کریں اور اہل کتاب جین طرح آپس میں پہرہ پوٹ ہے اسلام میں وہ پہرہ پوٹ زوار نہیں اور اللہ تعالیٰ نے ایک مدت کی عداوت کے بعد آپس میں تمہارے دلوں کو جو ملا دیا ہے یہ اللہ کی بڑی نعمت ہو اس نعمت کی ناشکری نہیں چاہیے اور قیامت کے دن کی سزا خروئی اور منہ کالے ہونے کا دل میں خیال رکھنا چاہیے اور بنی وقت تم میں موجود ہیں اور روزانہ کلام اللہ تعالیٰ کا تمہارے روبرو دیا جاتا ہے اور احکام الہی تمہارے سامنے پڑے جاتے ہیں پھر تم کیوں بہکانے سکھائے سے جاہلیت کی باتیں اختیار کرنے لگ جاتے ہو ان آیات میں یہ جو فرمایا اسے ایمان والو ڈرو اللہ سے حق ڈرنے کا حصہ معسر وول نے کہا ہے کہ یہ ٹکڑا آیت کا سورۃ تغابن کے اس آیتہ کے ٹکڑے سے فالتوا اللہ اسطعمہ منسوخ ہے لیکن ایک روایت میں حضرت عبداللہ بن عباس نے اور اکثر علماء اسلف نے یہ کہا ہے کہ سورۃ تغابن کے آیتہ کے ٹکڑے سے اس آیتہ کے ٹکڑے کی صراحت کی گئی ہے یہ ٹکڑا منسوخ نہیں ہے وجہ اختلاف کی یہی ہے کہ اس آیتہ کے معنوں میں

علماء کا اختلاف ہے بعض علماء مفسرین یہ کہتے ہیں کہ آیت کے یہ معنی ہیں کہ اللہ کی شان اور عظمت کے موافق اللہ سے  
 ڈرو اس صورت میں جب دوسری آیت میں یہ صراحت آگئی کہ ہر ایک شخص کو اپنی طاقت کے موافق اللہ سے  
 ڈرنا کافی ہے تو یہ فرقہ علماء کا آیت اول کے حکم کو منسوخ قرار دیتا ہے اور اکثر علماء حق ثقافت کے یہ معنی کرتے ہیں  
 کہ جب قدر اللہ سے ڈرنا آدمی سے بن پڑی اوسے قدر آدمی کو اللہ سے ڈرنا چاہیے۔ اس حالت میں سورہ تغابن  
 کی آیت اس آیت کی تفسیر ٹھہرتی ہے نسخ نہیں ٹھہرتی :-

وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَئِكَ  
 اور چاہیے کہ رہے تم میں ایک جماعت بلائی نیک کام کی طرف اور حکم کرتے رہو نیک بات کو اور منع کرتے رہے ناپسند کو اور وہی  
 هُمُ الْمُفْلِحُونَ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَأُولَئِكَ  
 پیچھے مراد کو اور نہ ہو انکی طرح جو پہوٹ گئے اور اختلاف کر نکلے بعد اسکے کچھ کے انکو احسان حکم اور  
 هُمُ الْمُفْلِحُونَ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَأُولَئِكَ  
 انکو بڑا عذاب ہے جہنم سفید ہونگے بعض منہ اور سیاہ ہوں گے بعض منہ سودہ جو سیاہ ہوئے انکے  
 هُمُ الْمُفْلِحُونَ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَأُولَئِكَ  
 انہیں کافر تم بعد ایمان نہ فذوقوا العذاب بما كنتم تكفرون واما الذين  
 ایمان کافر ہو گئے ایمان میں اگر اب چھو عذاب بدلا اس کفر کرنے کا اور وہ جو  
 ابيضت وجوههم ففي رحمة الله هم فيها خلدوا تلك ايت الله تتلوها  
 سفید ہوئے منہ انکے سوچت میں ہیں اللہ کی وہ انکی میں ہے پڑے یہ حکم ہیں اللہ کے ہم ساتے ہیں تجکو  
 عَلَيْكَ بِالْحَقِّ وَمَا لِلَّهِ يَبْدُو ظُلْمًا لِلْعَالَمِينَ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ  
 اور اللہ نہیں چاہتا ظلم جہان والو میر اور اللہ کا مال ہے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں تحقیق  
 وَاللَّهُ يَرْجِعُ الْأُمُورَ  
 اور اللہ نیک جو ع ہے ہر کام کی

اور ذکر تھا کہ یہود نے انصار کے دو گروہ کو بہکا کر اون دو گروہ کو آپس میں لڑانے کی شہادت کی تھی مگر اللہ کے  
 رسول کی فہمائش سے یہود کا وہ بہکا نا چل نہ سکا۔ ان آیتوں میں ارشاد ہو کہ سب بہکانے والوں کے سہ گروہ  
 ابلیس علی الغتہ اور شیطا طین الجن والانس کے انھو سے انجان مسلمانوں کو بچانے کے لئے مسلمانوں میں ہمیشہ  
 کے لئے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے کہ دین کی باتوں کی لوگوں کو نصیحت اور فہمائش کیا کرے۔ اس سے زیادہ  
 تفسیر ابن ابیہ کی آیت کی تفسیر میں آتی ہے :-

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ  
 تم ہو بہتر سب امتوں سے جو پیدا ہوئے ہیں لوگوں میں حکم کرتے ہو پسند بات پر اور منع کرتے ہو ناپسند سے

وَتَقُولُونَ بِمَالِ اللَّهِ لَوْ لَمْ يَأْمُرْ اللَّهُ لَوَلَانِ هَذَا لَفِئَتٌ مِّنْهُم مَّا تَفْتَنُ اللَّهُ  
 اہل الکتاب لکان خیرا لہم منہم المؤمنون و

اکثر منہم الفاسقون۔ لکن یضروکم لکمالا اذی وان یقاتلوکم یقولوکم

الادبار شتم لکن یضرون ضربت علیکم الذلۃ این ما تقفوا لا یجیل من

اللہ وجیل من الناس بآء وبغضب من اللہ وضربت علیہم المسکنۃ

ذلک باہم کانوا یکفرون نایت اللہ ویقتلون الانبیاء بغی حق

ذلک بما عصوا وکانوا یعتدون

یہ اس واسطے کہ وہ رہے ہیں منکر اللہ کی آیتوں سے اور مانتے ہی نبیوں کو ناحق

خازن غیب میں جو روایتیں ہیں اور کا حاصل یہ ہے کہ مالک بن صف اور وہب بن یہودا یہودیوں نے ایک روز عبد

بن مسعود اور ابی بن کعب اور معاذ بن جبل سے بڑا جھگڑا کیا۔ اور یہ کہا کہ جس دین کی طرف تم لوگ بہکوا بلاتے ہو بلا شک

ہم لوگ تم سے اور ہمارا دین تمہارے دین سے اچھے ہیں۔ اور پھر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی اگرچہ بعض مفسروں نے کہا ہر

کو اس آیت سے مراد فقط صحابہ ہیں لیکن اکثر مفسروں نے کہا ہے کہ جس طرح کتب علیکم الصیام کتب علیکم القصاص

ان آیتوں میں صحابہ کرام کو ہی مخاطب ٹھرایا ہے اور مراد عام امت ہے۔ اسی طرح اس آیت میں بھی عام امت مراد ہے

مسند امام احمد و ترمذی ابن ماجہ مستدرک حاکم میں معاویہ بن جیدہ سے روایت ہے کہ جب کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ ستر امتوں کو پورا کرتے ہو اور ان سب میں تم اللہ کے نزدیک بہتر ہو یہ حدیث مشہور ہے اور ترمذی

اس حدیث کو حسن کہا ہے بخاری میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ سب میری امت جنت میں جاوے گی

مگر جو مجھ کو نہ مانے گا وہ ورنہ میں جاؤں گا صحابہ نے عرض کیا حضرت وہ کون لوگ ہیں آپ نے فرمایا جو میری اطاعت نہیں

کرتے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لوگ آنحضرت کی اطاعت پوری نہیں کرتے ان کو اس جو میری سے جو اس آیت

میں ہے کہ آنحضرت کی امت بہترین امت ہے کچھ بہرہ نہیں ہے۔ کیونکہ اس امت کا شرف آپ کے اشرف الانبیاء ہونے

کے سبب ہے چنانچہ مسند امام احمد بن حنبل میں حضرت علی سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ مجھ کو اللہ نے وہ شرف عنایت

فرمایا ہے کہ کسی نبی کو نہ تھا۔ اور میری امت بہترین امت ہے ہر شخص باوجود ان کی امت میں ہونے کے پوری اطاعت

ان اشرف الانبیاء کی نہ کرے وہ اس شرف کو جو محض آپ کی اطاعت کے سبب اس امت کو ملتا ہے کیونکہ جو حاصل کر سکتا ہے بلکہ

اس شرف کا حاصل کرنا تو ورکنا ورنہ بخاری کی حدیث جو اوپر بیان ہوئی اس کی رو سے ایسے شخص کا جنت میں داخل

ہونا بھی دشوار ہے اس آیت میں اللہ نے اس امت مرحومہ کے اوصاف میں یہ وصف جو ذکر فرمایا ہے کہ اچھی باتوں کا امر کرتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اس کے متعلق مستقر صراحت کر دینی ضرور ہے کہ اچھی باتوں کا امر کرنا۔ اور بری باتوں سے منع کرنا دو قسم کا ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ اس امت میں سے خاص ایک جماعت خاص اسی کام کی ہونی چاہیے۔ کہ وہ ان پڑہ لوگوں کو اللہ اور اللہ کے رسول کے حکم سناتے رہیں۔ یہ ایک دین کا بڑا کام ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے فلاح دارین کا وعدہ فرمایا ہے۔ چنانچہ اس آیت سے پیشتر کی آیت میں گزر چکا ہے جکا جمل یہ ہے کہ مسلمانوں میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے جو اور لوگوں کو نیک باتوں کی رغبت دلاتا رہے اور بری باتوں سے روکتا رہے اور اس گروہ کو اللہ فلاح دارین کی خوشخبری سناتا ہے یہ گروہ علمائے وعظمین کا ہے۔ مگر اصل خوشخبری اؤن وعظمین کو فلاح دارین کی خبر جن کے وعظ میں اللہ اور اللہ کے رسول کا کلام سنایا جاتا چنانچہ اس آیت کی تفسیر میں ابن مردودہ نے حضرت امام جعفر سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے یہ آیت پڑھی اور یدعون الی الخیر کی تفسیر میں فرمایا کہ مراد خیر سے قرآن اور حدیث ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو وعظ اپنے وعظ کو ادھر ادھر کے بے سند قصوں اور نقلوں اور حکایتوں میں پورا کر دیتے ہیں نہ اوکا وعظ اس آیت کے حکم میں داخل ہو سکتا ہے نہ اؤن کے وعظ سے شریعت کی اچھی بری بات کسی اجماع آدمی کو معلوم ہو سکتی ہے۔ بلکہ اس طرح کے وعظ سے ایک طرح کے عقبتے کے مواخذہ کا اندیشہ ہے کس لیے کہ اگر کوئی اجماع آدمی اس طرح کے کسی وعظ میں بے سند بات کو منکر شریعت کی ایک بات جان لیوے گا تو اوکا وبال اس طرح کے بے سند وعظ کے ذمہ رہے گا۔ اس لیے اس گروہ کو لازم ہے کہ اپنے وعظ میں وہی بات پیدا کریں۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے فلاح دارین کا وعدہ فرمایا ہے دوسری قسم اچھی بات کی رغبت دلانے اور بری بات سے روکنے کی کسی خاص گروہ کے لیے مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ جہاں تک بن پڑے ہر مسلمان کو اوکی تاکید ہے چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جو کوئی شخص خلاف شریعت کوئی بات کہیں دیکھو تو اس کو لازم ہے کہ ہاتھ سے زبان سے جس طرح بن پڑے اس خلاف شریعت بات کو نیست و نابود کر دے اور اگر اس خلاف شریعت بات کا نیست و نابود اس مسلمان آدمی کی طاقت سے باہر ہو تو اتنا تو ضرور ہے کہ دل سے اس خلاف شریعت بات کو برا جانے۔ اور یہ نہایت ضعیف ایمان کا مرتبہ ہے اور بعضی روایتوں میں یوں ہے کہ جس شخص میں اتنی ہی بات نہیں اوس میں رائی کے دانہ برابر بھی ایمان نہیں اور ترمذی ابن ماجہ اور سند امام احمد بن حنبل میں مرفوع اور موقوف روایتوں میں ہے کہ اس امت میں سے جب یہ بات اٹھ جائے گی۔ کہ ایک دوسرے کو اچھی بات کی رغبت دلاوے یا بری بات سے روکے تو اوس وقت اللہ کا کوئی عذاب اس امت پر آویگا۔ اور عذاب کے وقت پر نجات کی دعا ہرگز قبول نہوگی۔

لَيْسُوا إِلَّا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ أُمَّةٌ قَائِمَةٌ يَتْلُونَ آيَاتِ اللَّهِ أَنْاءً لَيْلٍ هُمْ سَبِيحُونَ  
وہ سب برابر نہیں اہل کتاب میں ایک۔ فرقہ ہے سید ہی راہ پر پڑتے ہیں آیتیں اللہ کی راتوں کے وقت اور سب سب  
يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ  
یقین لائے ہیں اللہ پر اور سب دن پر اور حکم کرتے ہیں پسند بات کو اور منع کرتے ہیں پسند سے اور

يَسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَأُولَئِكَ مِنَ الصَّالِحِينَ وَمَا يَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُكْفَرُوا  
 دھڑکتے ہیں نیک کاموں پر اور وہ لوگ نیک نیتوں میں ہیں اور جو نیک کام سونگیا قبول نہ ہوگا  
 وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالْمُتَّقِينَ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ تَغْنِي عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ  
 اور اللہ کو خبر ہے پرہیزگاروں کی۔ وہ لوگ جو منکر ہیں ان کو کام نہ آئے انکی مال اور نہ اولاد  
 مِنَ اللَّهِ نَشِيدًا وَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ مَثَلُ مَا يُنْفِقُونَ فِي  
 اللہ کے آگے کچھ اور وہ دوزخ کے لوگ ہیں وہ اس میں ہر پڑے جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس  
 هَذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رَجُلٍ فِيهَا ضَارِبٌ حَرْثٍ قَوْمٌ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ فَأَهْلِكُوهُ  
 دنیا کی زندگی میں اسکی مثال جیسے ایک باؤ اس میں وہ پالا مارگئی کہتی ایک لوگوں کی جنہوں نے اپنے حق میں بلکہ تباہ  
 وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَكِنْ أَنْفُسُهُمْ يَظْلِمُونَ  
 اور اللہ نے اوپر ظلم نہیں کیا پر اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں۔

طبرانی اور ابن ابی حاتم اور ابن مندہ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جب یہودیوں سے عبداللہ بن  
 سلام و ثعلبہ بن شعبہ اور اسد بن عبد اور یہودی لوگ مسلمان ہوئے تو یہود کے علمائے ان مسلمانوں کی طرح طرح کی مذ  
 اپنی قوم کے لوگوں میں کرنی شروع کر دی۔ آپس میں تعارف میں ان مسلمانوں کا دل  
 بڑھانے کی غرض سے یہ آیتیں نازل فرمائیں اور بعض مفسرین نے یہ شان نزول ان آیات کی جو بیان کی  
 ہے کہ امت محمدیہ اور اہل کتاب کے برابر بنوں اور امت محمدیہ کی تعریف میں یہ آیات نازل ہوئی ہیں اور سنا امام احمد  
 بن حنبل میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی یہ روایت کہ ایک روز آنحضرتؐ نے عشا کی نماز بہت دیر کر کے پڑھی۔ اور پھر  
 فرمایا کہ سوا اس امت محمدیہ کے کسی امت کے لوگ اسوقت اللہ کی عبادت میں نہیں گئے اس کے یہ معنی ہیں کہ اس  
 معاملہ پر یہی ان آیات کا مطلب صادق آتا ہے۔ کیونکہ اکثر مفسرین کے نزدیک مشہور وہی شان نزول ہے جو پہلو  
 بیان کی گئی حاصل ان آیتوں کا یہ ہے کہ جو لوگ شریعت پر ایجاب الوقت کے موافق عمل کر رہے ہیں ان کی مثال  
 ایسی ہے کہ ایک کسان نے کھیتی کی اور وقت پر اناج کاٹ کر اپنے گھر لے گیا۔ اور جو لوگ ضد سے شریعت منسوخ  
 پر عمل کر رہے ہیں جب کہ حساب ان کے عمل اللہ کے نزدیک ایسے ہیں جسطرح ایک شخص کھیتی کرے اور عین کاٹنے  
 کے وقت سخت آندھی چلکر یا اولے پڑ کر وہ کھیتی ستیا ناس ہو جاوے پھر یہ دونو گروہ کیونکر برابر ہو سکتے ہیں اس  
 سے معلوم ہوا کہ جو عمل شریعت محمدیہ کے موافق نہ ہو وہ بالکل رائگاں ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بَاطِلًا دُونَكُمْ حِلًّا وَلَا دُونَ  
 اے ایمان والو! نہ شیروا نہ بھیدی اپنے غیر کو وہ کی نہیں کرتے تمہاری خرابی میں انکی خوشی ہی



مَا عَنِتُّمْ قَد بَدَلْتُ الْبَغْضَاءَ مِنْ أَهْوَاءٍ هُوَ وَمَا خَفِيَ صَدْرُكُمْ الْبَرِّ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ  
 جَهَنَّمَ لِكَيْلَ يَأْتِيَ بِهَا بَعْضُ الْيَهُودِ وَبَعْضُ النَّاسِ مِنْ يَهُودٍ وَبَعْضُ النَّاسِ مِنْ يَهُودٍ  
 الْيَتِيمَ أَنْ كُنتُمْ تَقُولُونَ هَٰؤُلَاءِ حَسْبُكُمْ وَبِالْأَيْمَانِ بِآيَاتِنَا أَكْثَرُ  
 عِلْمًا أَفَلَا تَعْقِلُونَ  
 وَإِذَا الْقَوُكُمْ قَالُوا آمَنَّا وَلَٰكِنَّا نَحْنُ الْغَافِلُونَ  
 قُلْ مَوْتُوا بِغَضَبِكُمْ إِنْ أَلَّهِ عَلَيْهِ ذَاتُ الصُّدُورِ إِنْ تَسْأَلُونَ حَسَنَةً  
 تَسْأَلُونَهَا وَإِنْ تَسْأَلُونَ سَيِّئَةً سَيِّئَةً يَفْعَلْهَا وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرَّكُمْ  
 شَيْءٌ مِمَّا يَخَافُ الْكَافِرُونَ  
 كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أَنْ لَّهِ عِلْمُ الْغُيُوبِ  
 تَبَارَكَ الَّذِي فِي يَدَيْهِ الْمَصِيرُ

۱۲۳

ابن جریر اور ابن اسحاق نے حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ جب طرح اسلام سے پہلے یہود اور اہل  
 عرب میں دوستی تھی اور آپس میں کچھ غم نہ تھا اور اسلام کے بعد بھی اکثر مسلمان یہود اور منافقوں  
 سے وہی قدیمی اتحاد برتتے تھے اور یہود اور منافقوں کا یہ حال تھا کہ دوستی کے پردہ میں یہ کیا کہ اوس اور خزرج  
 مسلمانوں کے دو قبیلوں میں لڑائی کا سامان کر دیا۔ جس کا ذکر اوپر کی آیتوں میں گذر چکا اور عبداللہ بن ابی منافق  
 نے یہ کیا کہ عین میدان جنگ میں سے اہد کی لڑائی کے وقت لشکر اسلام میں سے تین سو آدمیوں کو بہکا کر مدینہ میں  
 لے آیا جس کا ذکر آئندہ کی آیتوں میں آوے گا۔ اور زیادہ تر یہود اور منافقوں کا فریب اسی سبب کا رہا جو جاتا تھا  
 کہ یہود اور منافق پہلے دوست بنکر مسلمانوں کو طہر سچ کے بہید پر واقف کاری حاصل کر لیتے تھے اور پھر فریب  
 دے بیٹھتے تھے۔ اس واسطے اللہ نے اس سبب کو منقطع کرنے کی غرض سے یہ آیتیں آخر کوع تک نازل فرمائیں  
 جن کا اصل مطلب یہ ہے کہ اے مسلمانوں تمہارے ساتھ منافقوں کا تو یہ حال ہے کہ مومنہ پر کچھ بیٹھتے ہیں کچھ  
 ہیں اور یہود کا یہ حال ہے کہ تم اون کی کتاب اون کے دین کو حق جانتے ہو اور وہ تم سے جل جل کر اپنی بوٹیاں  
 کاٹ۔ کاٹ کھاتے ہیں۔ اگرچہ یہ دونوں فرقے جملہ مرہی جاویں تو آخر ہوگا وہی جو اللہ کو منظور ہے کہ اسلام بڑھ چکا  
 اور یہ دنیا میں حواریوں کے لیکن جب یہ دونوں فرقہ تم سے دلی بغض رکھتے ہیں جس بغض کا حال اللہ کو خوب معلوم ہے  
 آئندہ تم بھی ان سے دوستی بالکل ترک کر دو۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ کسی غیر اسلام والے شخص کو اس طرح  
 کا دوست بنانا جس سے وہ صلح کا۔ اور شیرین سے مسلمانوں کو منع ہے حدیث شریف میں بظاہر ہے کہ مسلمانوں اور

صلاح کار کے ہیں۔ چنانچہ بخاری اور کتب صحاح میں حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ ہر نبی اور حاکم کو دو بٹانے ہیں۔ ایک نیک صلاح دینے والا اور دوسرا بیک صلاح سے بچانا اور نیک صلاح پر چلانا اللہ کے ہاتھ ہے۔

وَإِذْ خَلَدَ مِنْ أَهْلِكَ تَبَوُّعِي الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ  
اور جب فخر کو نکلتا تو اپنے گھر سے بٹھانے لگا مسلمانوں کو لڑائی کے ٹھکانوں پر اور اللہ سنتا جانتا ہے

جمہور مغربین کے نزدیک یہ لڑائی احد کی ہے جبکہ آیت میں ذکر ہے اور پانچ رکوع تک اللہ نے اس لڑائی کے طرح طرح کے حالتوں کے بیان میں آیتیں نازل فرمائی ہیں اور اس لڑائی میں لشکر اسلام میں سات سو آدمی ہونے کے باوجود بعض مسلمانوں کی بے احتیاطی سے مسلمانوں کو شکست ہو گئی تھی اور بدر کی لڑائی میں کچھ اور تین سو آدمی تھے اور فتح ہوئی تھی اس لئے مثال کے طور پر اللہ نے اس احد کی لڑائی کے ذکر میں بدر کی لڑائی کا بھی حوالہ دیا ہے یہاں شروع میں بدر اور احد دونوں لڑائیوں کے قصہ کا حاصل بیان کر دیا جاتا ہے تاکہ آمدید کی آیتوں کا مطلب اچھی طرح سمجھ میں آجائے بدر کی لڑائی کے قصہ کا حاصل اس قدر ہے کہ سترھ میں مشرکین مکہ کا ایک قافلہ شام کے ملک مکہ کو جا رہا تھا اس قافلہ میں تجارت کا بہت سا سامان تھا۔ آنحضرت نے اس قافلہ کی خبر پا کر اسکا مال چھین لینے کا ارادہ کیا اور کچھ اگلے تین سو صحابہ کے ساتھ مدینہ سے نکلے اور مشرکین مکہ اپنے قافلہ کے لٹے جانے کی خبر سن کر مکہ سے چلے اور بدر کے مقام پر جو مدینہ کے چند میل کے فاصلہ پر ہے لڑائی ہو کر مسلمانوں کی فتح ہوئی مشرکین کے بڑے بڑے سردار ابو جہل وغیرہ ستر آدمی مارے گئے اور ستر آدمی قید ہو گئے جنکو پھر آنحضرت نے قیدیہ لیکر چوڑ دیا۔ اور تفصیل اس قصہ کی سورہ انفال میں آوے گی غرض مشرکین کو اپنی اس شکست کا بڑا قلق تھا اس لئے تیرہ مہینے کے بعد پھر آئے پہلے آنحضرت کی یہ صلاح ہوئی کہ مدینہ کے باہر نہ جانا چاہیے۔ بلکہ جب مشرکین چڑھ کر آویں تو گہروں کو ڈھوں پر سے اور بلند مقاموں پر سے انکو تپروں اور تیروں سے مارنا چاہیے عبد اللہ بن ابی منافق بھی اس صلاح میں ہم صلاح آنحضرت کا تھا لیکن اوپر بیان ہو چکا ہے کہ بدر کی لڑائی کے وقت جب آنحضرت مدینہ سے نکلے تو شروع میں لڑائی کا ارادہ نہ تھا۔ اس سبب اکثر صحابہ اس لڑائی میں شریک نہ ہو سکے تھے اور انہوں نے میدان کی لڑائی کی آرزو ظاہر کر کے اس صلاح کے مان لینے سے انکار کیا۔ آخر ستر آدمی کی جمعیت سے ابتدا میں آپ مدینہ سے نکلے اور احد کے پاس مناسب اور اچھے مقامات مسلمانوں کے لئے لڑائی کے وقت کھڑے رہنے کی تجویز کیے اسی حالت کا اس آیت میں ذکر ہے اسکے بعد عبد اللہ بن ابی نے لوگوں کو بہکایا کہ جب ہماری صلاح کو بعض مسلمان لوگوں نے نہیں مانا تو ہمکو اون کے ساتھ نہیں لڑنا چاہیے اور تین سو آدمیوں کو ابھار کر لشکر اسلام میں سے مدینہ کو واپس آیا۔ اب لشکر اسلام میں سات سو آدمی رہ گئے اور مقابلہ شروع ہوا یہ لڑائی ایسے ڈھنگ سے تھی کہ احد پہاڑ مسلمانوں کی پشت پر تھا اور لڑائی سے پہلے چار تیر انداز آدمیوں کو اپنے پہاڑ پر تیغيات کر دیا تھا۔ اور عبد اللہ بن جبر کو ان تیر اندازوں پر افسر کر کے نہایت تاکید فرمائی تھی کہ خواہ مسلمانوں کی

فتح ہوا شکست یہ لوگ اپنے مقام کو ہرگز نہ چھوڑیں اور شرک لوگ دھوکا دیکر اگر مسلمانوں کی پشت پر سے لڑائی کے وقت حملہ کرنا چاہیں تو اذکور و کیں سبب اسکا یہ تھا کہ ابوسفیان اور تنو سوار احد پھاڑ کی ایک جانب اسی ارادہ سے کھڑے تھے کہ جب پیدلوں کی لڑائی شروع ہو جاوے تو مسلمانوں کی پشت پر سے یہ سوار حملہ کریں آنحضرت نے ابوسفیان کے اس ارادہ کو روکنے کی غرض سے ان تیر اندازوں کو تعینات کیا تھا اول اول تو تین دفعہ ابوسفیان نے حملہ کیا مگر ان تیر اندازوں نے بڑی جرأت سے روکا۔ مگر اتنے میں اول تیر اندازوں نے دیکھا کہ مسلمان غلبہ کر کے مشرکوں کو دبا تے اور پیچھے ہٹاتے جاتے ہیں اور مشرکوں کے پیرا کھڑے جلتے ہیں ایک دفعہ ہی یہ سب مسلمان تیر انداز لوٹ لوٹ بچتے ہوئے اپنی تعیناتی کی جگہ چھوڑ کر پیدل لشکر کی طرف چلے ہر چند عبداللہ بن جبیر نے روکا۔ اور کہا کہ دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم کی نافرمانی نہ کرو مگر اونہوں نے ایک سنی اور اپنی جگہ کو خالی چھوڑ دیا موقع کا خالی ہونا تھا کہ ابوسفیان نے تنو سواروں کے ساتھ پشت پر سے مسلمانوں پر حملہ کیا اور مسلمانوں کے پیرا دکھا ڈئے۔ آخر ستر آدمی مسلمانوں کے شہید ہوئے۔ حضرت امیر حمزہؓ اور نامی نامی صحابہ بھی انہی ستر میں شہید ہوئے۔ آنحضرت کا دندان مبارک شہید ہوا آپ کے خسارے اور ناک میں بھی زخم آئے۔ گھٹنا مبارک بھی چیل گیا شیطان نے غل مچا دیا کہ رسول وقت شہید ہو گئے۔ چنانچہ ہر ایک آیتہ کے نیچے باقی قصہ کا ذکر آوے گا۔

اَذْهَمَّتْ طَائِفَتٌ مِّنْكُمْ اَنْ تَقْتُلُوا وَاللّٰهَ وَلِيَهُمْ اَوْ عَلٰى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ

جب قصد کیا دو فرقوں نے تم میں سے کہ نامردی کریں اور اللہ مددگار تھا اونکا اور اللہ ہی پر چلے بہرہ کریں مسلمان

صحیحین میں حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ خنز قبیلہ کی ایک شاخ بنی سلمہ اور اس قبیلہ کی ایک شاخ بنی حارثہ کی شان میں یہ آیتہ نازل ہوئی ہے جو وقت عبداللہ بن ابی منافق نے لوگوں کو ہیکا کر میدان جنگ سے مینہ کی واپسی کی صلح دی تو بنی سلمہ اور بنی حارثہ نے بھی مدینہ کی واپسی کا دل میں خیال کیا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے مقلب القلوب فوراً اون کے دلوں کو پھیر دیا اور وہ عبداللہ بن ابی کے ساتھ مدینہ کو واپس نہیں گئے۔ اس واسطے فرمایا کہ اللہ انکا دوست دار تھا کہ اونکو اتنے بڑے گناہ سے بچا لیا ورنہ اون کے دل میں اس گناہ کا خیال جم چکا تھا ان سب قبیلوں کے لوگ کہا کرتے تھے کہ آخر آیتہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ اپنی دوستداری کا ذکر فرمایا ہے۔ اسلئے اگرچہ اس آیتہ میں ہماری نامردی کا ذکر ہے۔ مگر یہ آیتہ ہمکو بڑی عزت کا باعث ہے ابن جریر اور ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں اسمانت یزید بن سکن سے روایت کی ہے کہ اسمائے آنحضرت کو اکثر یا مقلب القلوب کہتے ہوئے سن کر آپ کو چھا کہ حضرت کیا دل بھی پہچاتا ہے۔ اپنے منہ پر ایک ہاں ہر آدمی کا دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں میں ہے چاہے اسے قائم رکھے یا جھٹن چاہے موڑے۔ اس طرح کی روایت مسلم اور ترمذی میں بھی عبداللہ بن عمرو بن عاص سے ہے۔

اس آیت اور حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی بڑے کام کا دل میں دوسرا کر پھر دل اوسے بڑے کام سے پھر جاو تو اوکو  
میں جیسا جیگر آدمی کو اللہ کا شکر کرنا چاہیے۔ کیونکہ نعمت شکر سے بڑھا کرتی ہے۔ اگر آدمی اس نعمت پر شکر کرے گا  
تو دن بدن اللہ تعالیٰ اوکو بڑے کاموں سے زیادہ بچا دے گا اور رفتہ رفتہ یہ شخص بڑا نیک ہو جاوے گا۔

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُشْكُرُونَ ۝

اور تمہاری مدد کر چکا ہے اللہ بدر کی لڑائی میں اور تم ہیچ قدر تھے تو تم ڈرتے ہو اللہ سے شاید تم  
اذا قُضِيَ لِلنَّاسِ مِنْكُمْ دِينُ يُكْفِيكُمْ أَنْ يُلَاحَظَكُمْ فِي سُلْطَانِهِمْ ثَلَاثَةٌ ۚ مِنْ أُولَئِكَ

جب تو کہنے لگا مسلمان کو کیا تمکو کفایت نہیں اگر تمہاری مدد بھیجے رہتا رہتا تین ہزار  
مَنْزِلِينَ ۚ بَلَىٰ إِنْ تَصِيدُوا وَتُقْتَلُوا أَوْ يَأْتُوا قَوْمَكُمْ مِنْ فُورِهِمْ هَذَا عِلْدٌ ذُكِّرْتُمْ

آسمان آواز سے ابتر اگر تم شہرے رہو اور پہرہ نگاری کرو اور وہ آدمی نہیں اسی دم تمہارے  
بِحَسْبِ الْآلِ مِنْ أُولَئِكَ ۚ مَسْجُودِينَ ۚ وَاجْعَلْهُ اللَّهُ الْآبَتِشَ لَكُمْ وَلِتَطْلُبَ

پانچ ہزار فرشتے بے ہوش ہوئے گھوڑوں پر اور یہ تو اللہ نے تمہارے دل کی خوشی کی اور تات کر کے  
قُلُوبَكُمْ بِأَعْيُنِنَا ۚ وَطَبَقَ النَّصْرَ لَنَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ الْغَزِيَّةَ الْحَكِيمَةَ ۚ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِينَ

تمہارے دلوں کو اور مدد فرمائی اللہ کے پاس سے جو زبردست ہو حکمت والا تاکاٹ ڈالے بعض  
كُفَرُوا أَوْ يَكْتُمُونَ ۚ فَيَنْقَلِبُوا خَائِبِينَ ۝

کافروں کو یا انکو ذلیل کرے کہ پھر جاویں نامراد

احد کی لڑائی میں مسلمانوں کو شکست ہو کر ایک بڑی پریشانی مسلمانوں میں پھیل گئی تھی۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے  
احد کی لڑائی کے ذکر میں دو جگہ بدر کا ذکر فرمایا ہے۔ ایک اس آیت میں اور دوسرے آیتہ کے آیتہ میں  
اس طرح کہ اگر اس احد کی لڑائی میں تمہارے ستر آدمی شہید ہو گئے تو تم بھی تو بدر کی لڑائی میں کافروں کے  
ستر آدمی مار چکے ہو اور ستر کو قید کر چکے ہو یہ ایک لڑائی کے ذکر میں دوسری لڑائی کا ذکر اس واسطے فرمایا ہے کہ  
اوس فتح کی لڑائی کو یاد کر کے اس شکست کی لڑائی کا زیادہ افسوس مسلمانوں کو نہ رہے یہ فرشتوں کی مدد کا ذکر جو  
اس آیت میں ہے اوسیں مفسروں کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ بدر اور احد دونوں لڑائیوں میں لشکر مدد کو آ  
تھے اور بعض کہتے ہیں کہ فقط بدر کی لڑائی میں فرشتے مدد کو آئے تھے۔ اس اختلاف کا فیصلہ وہی ایک صحیح  
فیصلہ ہے جو مختار بن ابی جعفر بن جریر نے اپنی تفسیر میں کیا ہے۔ کہ آنحضرت کی رفاقت خاص کے لئے  
احد کی لڑائی میں حضرت جبریلؑ و میکائیلؑ آئے تھے۔ جس کا ذکر صحیحین میں بدر کی لڑائی کی طرح عام ملاکہ  
احد کی لڑائی میں آئے تو مسلمانوں کو شکست نہ ہوتی \*

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ ۝ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ  
 تیرا اختیار کچھ نہیں یا انکو توبہ دیوے یا انکو عذاب کرے کہ وہ نافرمان ہیں اور اللہ کا مال ہے جو کچھ آسمان  
 وَمَا فِي الْأَرْضِ يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝  
 اور زمین میں ہے بخشے جسکو چاہے اور عذاب کرے جسکو چاہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

اس آیت کے شان نزول علماء نے کئی طرح بیان کی ہے چنانچہ بخاری اور احمد بن حنبل کی مسند میں حضرت ابن عمر سے  
 اور بخاری کی ایک اور روایت میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ چند روز تک صبح کی نماز کی دوسری رکعت کے  
 قوم میں آنحضرت نے صفوان بن امیہ اور حارث بن ہشام اور سہیل بن عمرو قریش کے نام لیکر بددعا کرنی شروع کی  
 اوس پر یہ آیت نازل ہوئی اور سلم اور سند امام احمد بن حنبل میں حضرت انس سے روایت ہے کہ احد کی لڑائی کے بعد  
 عقبہ بن ابی وقاص اور ابن قیسہ وغیرہ پر جنہوں نے آنحضرت کو زخمی کیا تھا آپ نے بددعا کی اوس پر یہ آیت اتری اور سلم  
 حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رعل اور ذکوان اور عقبہ بن قیسہ ان تینوں قبیلے کے لوگوں پر آپ نے بددعا کی تھی جب ان لوگوں  
 نے ستر صحابہ کو شہید کر ڈالا تھا جسکو ہمیر معونہ کا واقعہ کہتے ہیں لیکن فیصلہ صحیح اس اختلاف کا وہی ہے جو علامہ  
 ابن حجر فتح الباری میں کیا ہے کہ احد کی لڑائی اور میر معونہ کا واقعہ یہ دونوں واقعہ ایک ہی سال کے اندر کے ہیں ان  
 دونوں واقعوں کے بعد ان دونوں واقعوں کے سرکش لوگوں کے حقیق آپ نے بددعا کی تھی اوس پر یہ آیت اتری ہے  
 اللہ کے دنیا میں دو انتظام ہیں ایک شرعی انتظام ہے جسکا تعلق انبیائے سے اور جس کے قیام کے لئے اللہ نے ہر نبی  
 کی حالت کے موافق آسمانی کتابیں نازل فرمائیں دوسرا انتظام تکوینی ہے یعنی قضا و قدر کے حکم کے موافق تمام عالم کے  
 موجودات کا انتظام جس انتظام کی رو سے اللہ نے سوا حضرت موسیٰ کی ماں کے اور دائیوں کا دودھ حضرت موسیٰ علیہ السلام  
 پر حرام کر کے و حرمنا علیہا المرأۃ من فرأیہ حرمت شرعی نہیں تھی بلکہ تکوینی تھی یا جس طرح الہام کے ذریعہ سے  
 کشتی کے ٹوٹنے یا دیوار کے سیدھا کرنے اور لڑکے کے مار ڈالنے کے اسباب تکوینی حضرت خضر کہ اللہ تعالیٰ نے  
 بتلا دیئے اور حضرت موسیٰ کو ان اسباب بے خبر کہا۔ اس طرح شرعی اسباب کی بنا پر ان لوگوں کو آنحضرت نے  
 قابل بددعا خیال نہرایا تھا۔ اور اسباب تکوینی اس بددعا کے مخالف تھے یعنی علم ازل الہی میں مستحکم یہ صفوان  
 بن امیہ وغیرہ کا اسلام لانا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو بددعا کرنے سے منع فرمایا۔ اور نہرا دیا۔  
 کہ ان لوگوں کا حال اللہ پر چھوڑ دیا جاوے جو ظالم انہیں سے حالت کفر میں مر گیا۔ اوسکو اللہ عذاب کرے گا  
 اور جو اسلام لاویگا اوسکی توبہ قبول ہوگی۔ چنانچہ ویسا ہی ہوا ابن قیسہ اور عقبہ بن ابی وقاص سعد بن ابی وقاص کا بہائی  
 حالت کفر میں مرے اور کشتہ لوگ انہیں کے ایمان لائے صدق اللہ العلیٰ العظیم ۝

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝  
 اے ایمان والو! مت کھاؤ سود دو نے پر دونا اور ڈرو اللہ سے شاید تمہارا بہلا ہو۔

۱۳۳

وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ۖ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝  
اور بجز اُس آگ سے جو تیار ہوئی ہے کافروں کے واسطے اور حکم مانو اللہ کا اور رسول کا شاید تم پر رحم ہو۔

وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ  
اور دوڑو اپنے رب کی بخشش پر اور جنت کی طرف جگہ بیدار ہے آسمان اور زمین تیار ہوئی ہے وہ

لِلْمُتَّقِينَ ۝ الَّذِينَ يَنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَافِرِينَ الْغِيظُ وَالْعَافِينَ  
پر ہمیز گارونکے وہ لوگ جو سچ کرتے ہیں۔ خوشی میں اور تکلیف میں اور دبا لیتے ہیں غصہ اور معاف کرتے ہیں

عَنِ النَّاسِ ۖ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْحَسَنِينَ ۝

لوگوں کو اور اللہ چاہتا ہے نیک کرنے والوں کو

احد کی لڑائی کے ذکر میں اللہ تعالیٰ نے یہ سود کا ذکر اسلئے فرمایا کہ اسی لڑائی میں ایک بڑا موقع لین دین کا پیش آیا تھا۔ وہ یہ تھا کہ احد کی لڑائی کے بعد مکہ کو واپس جاتے جاتے اپنے ساتھ کے مشرکین سے ابوسفیان نے کہا کہ مسلمانوں کی جوان جوان عورتیں لڑکیاں بنا کر نہ لایا اور ان کے سرگروہ رسول وقت کو اور بقیہ مسلمانوں کو مباح زندہ چھوڑ آیا۔ اسکا مجھ کو بڑا افسوس ہے۔ یہ خبر آنحضرت کو پہونچی۔ آپ نے حکم دیا کہ کل کے روز لڑائی میں جو لوگ گئے تھے وہی لوگ آج مجھ پر مشرکین کے تعاقب میں چلیں۔ اگرچہ یہ لوگ زخمی تھے ہوئے تھے لیکن انہوں نے فوراً اللہ اور اللہ کے رسول کے حکم کی تعمیل کی جس تعمیل کی تعریف اللہ تعالیٰ نے آئندہ کی آیتوں میں فرمائی ہے۔ عرض اُدھر تو آنحضرت نے یہ قصد کیا کہ مشرکین پر رعب ڈالنے کی نیت سے انکا تعاقب کیا اور اُدھر اللہ تعالیٰ نے مشرکین دلوں میں ضعف اور رعب ڈال دیا۔ انہوں نے مقابلہ سے انکار کیا۔ اور آئندہ سال کے مقابلہ کا وعدہ کیا دوسری کے وقت مسلمانوں نے ان تاجروں سے جو ان دنوں میں ہمیشہ مکہ کو تجارت کے لئے جایا کرتے تھے بہت سا تجارت کا سامان جنس برید اور اللہ تعالیٰ نے اس تجارت میں بہت نفع مسلمانوں کو دیا۔ لیکن اسلام میں اس طرح کی تجارتوں میں خرید و فروخت اس طرح اکثر قبیلوں میں ہوا کرتی تھی کہ خرید و فروخت قرض کے طور پر ہوتی اور پہلی مدت پر روپیہ ادا نہ ہوتا دوسری مدت کی بابت کچھ روپیہ اور بڑھا دیا جاتا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اُس تجارت والی لڑائی کے ذکر میں اس سود کی صورت کی مخالفت کے حکم کو ذکر فرما دیا۔ تاکہ آئندہ کی آیت میں اس تجارت اور اس تجارت کے نفع کا ذکر جاتا ہے اُس نفع حلال کا ذکر اس نفع حرام کی ضراحت سے خالی نہ رہے اس سود کی بیع کی صراحت میں مجاہد سے روایت ہے کہ ایک بیع اہل عرب میں اس طرح کی تھی کہ پہلی ایک مدت کے وعدہ پر ایک چیسرہ فروخت کی جاتی تھی۔ اگر اُس مدت مقررہ پر قیمت ادا نہ ہو سکتی تو مالک مال مدت میں کچھ اور دن بڑھا دیا کرتا تھا۔ اور جنس برید قیمت میں کچھ ام اور بڑھا دیا کرتا تھا۔ یہ صورت سود کی تھی اسکی مخالفت میں یہ آیت اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے اس آیت میں یہ جو ذکر آیا ہے کہ جنت کا عرض آسمانوں اور



زمینوں کی چوڑائی کے برابر ہے اور اسکی صراحت اسقندکانی ہو کہ صحیح حدیثوں میں آیا ہے کہ جنت ساتوں آسمانوں کے  
 اور عرش معلے کے نیچے ہے اور عرش معلیٰ کہ کسی سے بہت بڑا ہے۔ اور کسی زمین اور آسمان سے بہت  
 بڑی ہے۔ چنانچہ تفسیر ابو بکر بن مردویہ میں حضرت ابو ذر غفاری سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عرش  
 کے مقابلہ میں ساتوں آسمان اور ساتوں زمین ایسے ہیں جسطرح بہت بڑے میدان میں ایک اونگلی کا چھلکا گرا پڑا  
 ہو۔ اور عرش معلیٰ کہ کسی سے اتنا ہی بڑا ہے جیسا چیلے سے وہ میدان خیال کیا جاسکتا ہے اس حالت میں جنت کا  
 زمین و آسمان کی نسبائی کے برابر ہو نا ہیہ شبہ نہیں پیدا کر سکتا کہ پھر وہ جنت زمین آسمان میں کیونکر ساوے گی  
 اور جنت کے ملنے کی کوشش کے ذکر میں اہل جنت کے چند اوصاف بھی اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمائے ہیں اور انہیں  
 غصہ کے وقت تحمل کرنے اور غصہ کو ٹال جانے کا جو ذکر ہے اسکی نسبت مسند امام احمد بن حنبل اور ترمذی اور  
 ابو داؤد اور ابن ماجہ میں مرفوع اور متوفی روایتیں ہیں جنکا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کو غصہ آوے اور باوجود طاقت بدلا  
 لینے کے وہ اپنے غصہ کو پی جاوے اور جس شخص پر اس غصہ کہونے والے کو غصہ آیا ہے اس سے بدلہ نہ لیوے  
 تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو اختیار دیوے گا کہ جنت کی جس عورت کو وہ چاہے پسند کر لے۔ اسطرح  
 صحیحین اور مسند امام احمد بن حنبل میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ پہلوان وہ نہیں ہے جو کسی آدمی کو  
 کشتی میں پھنسا دے۔ بلکہ صل پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت تحمل کر کے اپنے غصہ پر غالب اور اپنے  
 نفس پر قادر رہے۔

نعم

وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا الذُّنُوبَ وَمِنْ  
 غَمِّ الدُّنْيَا وَالْآلَةِ وَلَمْ يَصِرُوا عَلَى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ أُولَٰئِكَ  
 جَزَاءُ هَمِّ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّهِمْ وَجَنَّتْ جَنَّتْ مِّنْ تَحْتِهَا الْأَشْجَارُ خَلِدِينَ فِيهَا وَلَهُمْ  
 جَزَاءُ هَمِّ بَخْشِشِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ رَحِمَ اللَّهُ وَبَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو آيَاتِهِ لِيُخْرِجُوهُمْ  
 مِّنْهَا لَوْ أَنَّهُمْ إِذَا بَخَشُوا فِي حَقِّهِمْ لَوَاكِبًا مِّنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَخَلْفَهُمْ لَذَكَّرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لَعَلَّهُمْ  
 يَرْجِعُونَ

اور وہ لوگ کہ جب کریمین کھلا گناہ یا بڑا کریم اپنے حق میں تو یاد کریں اللہ کو اور بخشش مانگیں اپنے گناہوں کی  
 اور کون ہے گناہ بخشا سوائے اللہ کے اور ان میں اپنے کیے پر جاننے والے  
 جزاؤں ہم مغفرت میں رہیں جنت جنت میں تھیں ان کے درخت خلدین ہیں ان کے لئے  
 جزا ہے بخشش ان کے رہا کی اور مانع جگہ نیچے بہتی نہیں رہے انہیں اور خوب

أَجْرُ الْعَمَلِينَ  
 مزدوری کام کرنے والوں کی

جسطرح اوپر کی آیت کو لڑائی سے ایک طرح کا تعلق تھا جسکی تفصیل اوپر بیان ہو چکی ہے اسی طرح اس آیت کو بھی لڑائی  
 سے ایک تعلق ہے۔ چنانچہ ابی صالح نے حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 ایک صحابی انصاری اور دو مسکرت تھے دینی بھائی چارہ کر دیا تھا۔ اتفاق سے تقفی تو آنحضرت کے ساتھ لڑائی  
 پر گیا اور انصاری مدینہ میں رہا اور اس تقفی نے لڑائی پر جاتے وقت اپنی بی بی کی خبر گیری انصاری کو سونپی

یہ انصاری اپنی بی بی کی بی بی کو سودا سلت بازار سے لادیا کرتا تھا۔ ایک دن انصاری نے بازار سے گوشت لاکر کوڑا کی جہری میں سے دیا۔ اور اس عورت نے کوڑا کی درزیں سے ہاتھ نکال کر گوشت لے لیا۔ اس عورت کا ہاتھ دیکھ کر انصاری کی نیت بگڑ گئی۔ اور گوشت لیکر جب وہ عورت عمری تو یہ انصاری ہی اوس کے پیچھے گھر کے اندر گھس گیا اور عورت کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ اتنے میں خدا نے ہدایت کی فوراً عورت کا ہاتھ چوڑ کر گھر کے باہر چلا آیا۔ اور بہت ہارم ہوا۔ اور اپنے سر پر خاک ڈالی اور کھل اور ہاتھوں میں ہدایت زدہ پھر تار بای نقشی نے لڑائی سے واپس آنکر اپنے بی بی کا حال اپنی بی بی سے پوچھا۔ عورت نے کہا خدا اس طرح کے دینی بہائی مسلمانوں میں نہ بڑھاوے یہ کہہ کر سارا قصہ اپنے فائدہ سے بیان کیا یعنی انصاری کی تلاش میں نکلا۔ اور اوس کو کھنسل میں سے تو ہوند کر پہلے حضرت ابو بکر صدیق کے پاس لایا۔ اور سارا قصہ نقل کیا۔ انصاری نے بھی اپنے قصور کا اقرار کیا۔ حضرت ابو بکر صدیق نے انصاری سے فرمایا جتنے معلوم نہیں کہ اللہ کو ڈرانے پر جانے والے لوگوں کی اہل بھال کی کیا کچھ عزت و حرمت و نظر ہے پر تفتی اور انصاری حضرت عمر کے پاس آئے اور حضرت عمر نے بھی وہی فرمایا جو حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا تھا۔ پھر یہ دونوں حضرت کے پاس آئے اور بتاتے تھے کہ یہ آیت نازل فرمائی جاوے گی کہ یہ ہیں کہ جو لوگ کبیر و یا صغیر و گناہ کر کے اللہ کو یاد کرتے ہیں کہ ایک دن اللہ کو مہربہ دکھانا ہے اور اس ڈر سے فوراً توبہ کستفاد کرتے ہیں مگر جانے ہیں کہ بعد خالص توبہ کے اللہ غفور رحیم بخشے والا ہے اوس کے سوا گناہوں کا بخشنے والا کوئی نہیں۔ تو ایسے لوگوں کی اللہ بخشے میں مغفرت فرما کر ان کو جنت میں داخل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ایسا غفور رحیم ہے اور اوس کو بخشش کی صفت ایسی پیاری ہے کہ کسی طرح کا گناہ کر کے آدمی توبہ کرے تو وہ فوراً معاف کر دیتا ہے بخشش کی صفت اللہ کو یہاں تک پیاری ہے کہ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے قسم کہا کہ فرمایا کہ اگر تم لوگ گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ تم کو زمین پر سے ادھکا کر دیتا۔ تم مارے اور گنہگار مخلوق پیدا کرتا تاکہ اوسکی مغفرت کرے اور اپنی پیاری صفت غفور رحیم کو کام میں لادے جب یہ آیت نازل ہوئی تو شیطان توبہ کرنے والے مسلمانوں کو اپنے ساتھ دوزخ میں لیجانے سے یابوس ہو کر بہت رویا۔ گناہ پر مہٹ کرنے اور لڑنے کی مینو میں کہ آدمی کر کے توبہ نہ کرے۔ چنانچہ ابوداؤد میں حضرت ابو بکر صدیق سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جو شخص دن بھر ستر دفعہ ہی گناہ کر کے توبہ کرے۔ تو وہ شخص گناہوں پر مہٹ کرنے والا نہیں اس حدیث کی سند میں اگرچہ ترمذی نے کلام کیا ہے۔ مگر اور علماء نے اس حدیث کو حسن کہا ہے توبہ کے لئے دو رکعت نفل کا پڑھنا اور پھر توبہ کرنا یہ بھی حدیث میں آیا ہے۔ گناہ خواہ صغیر ہو یا کبیرہ توبہ فوراً بلاتا خیر ضرور ہے بخاری میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے قسم کیا کہ فرمایا کہ میں دن بھر میں ستر دفعہ سے زیادہ توبہ کرتا ہوں اور سلم میں اعز بن یاسر سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا اے لوگو اللہ سے توبہ کر دین تو دن بھر میں سو دفعہ توبہ کرتا ہوں گناہ کی دو تہیں ہیں ایک فقہ اللہ کا گناہ ہے مثلاً نماز کا نہ پڑھنا و زکوٰۃ نہ رکنا۔ دوسرا وہ گناہ ہے جس میں بندوں کا حق بھی شریک ہے جیسے جیسا مال چرانا۔ یا کسی کی خیمت کرنا۔ اول قسم کے گناہوں کی توبہ صحیح ہونے کی یہ تین شرطیں ہیں



فتح کیوں اور کس مصلحت آپسی سے ہوئی اور تعالیٰ نے مسلمانوں کی تسلی اور کافروں کی تنبیہ میں یہ آیت نازل فرمائی  
حاصل معنی آیت کے یہ ہیں کہ اللہ کی درگاہ میں ہر کام کا وقت مقرر ہے ابھی ان دین آپسی کے دشمنوں کی بیخ کنی کا وقت  
نہیں آیا ہے جب وقت مقرر آجائے گا تو کچھ ان میں سے اپنے حال کی اصلاح کر کے مسلمان ہو جاویں گے اور  
جو اپنے کفر پر اڑے رہیں گے فوراً جہنم کے لوگ رسولوں کی مخالفت کے سبب ہلاک ہو چکے ہیں یہ بھی ہلاک  
ہو جاویں گے۔ اور تم مسلمان لوگ ہی آخر کو غالب رہو گے۔ چنانچہ اس آیت کے نزول کی تاریخ سے دس برس  
کے اندر مسیح مہم کو جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمایا تھا ویسا ہی ہو گیا۔ اور مسلمانوں کی یہ بھی تسکین فرمادی۔ کہ اگر  
تمہارے کچھ لوگ اس لڑائی میں زخمی ہو گئے ہیں تو اس سے پہلے کی لڑائی میں اون کے لوگ بھی زخمی ہو چکے ہیں  
پھر گھبرانے کی بات نہیں ہے اگر ہمیشہ تمہاری ہی فتح ہوتی تو نہ تمہاری ثابت قدمی کمزوری کے وقت کی جانچی  
جاسکتی اور نہ اس ثابت قدمی کا اجر تم پاسکتے اور نہ شہادت کا اجر مل سکتا۔

وَلَقَدْ كُنْتُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ قَبْلَ أَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ○

اور تم آرزو کرتے تھے مرنے کی اسکی ملاقات سے پہلے سوا ب دیکھا تھے اسکو آنکھوں کے سامنے

تفسیر ابن ابی حاتم میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ جو صحابہ بدر کی لڑائی میں شریک نہیں ہوئے تھے۔ وہ آرزو  
کیا کرتے تھے کہ خدا پھر کوئی ویسا دن دکھاوے جب اللہ تعالیٰ نے احد کا دن دکھایا اور تیر اندازوں کے گہائی  
چھوڑ دینے کے سبب جس کا ذکر اوپر گذرا مسلمانوں کی شکست ہوگئی تو اکثر وہ آرزو کرنے والے لوگ ثابت قدم نہ  
رہے اس پر اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی تنبیہ میں یہ آیت نازل فرمائی تاکہ جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے  
جان بازی کا عہد کیا اور وقت پر اپنے عہد کو پورا نہ کیا اون کی آنکھیں ذرا نیچے ہوں اور آئندہ پھر بھی ایسا نہ کریں  
بلکہ اپنے عہد کی موافق جہنم کی جان بازی اس بن نصر حضرت انس کے چچائے کی ہے آئندہ موقع پڑے تو یہ لوگ بھی ویسی ہی  
جان بازی کریں چنانچہ بخاری میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اون کے چچا انس بن نصر بدر کی لڑائی میں شریک نہ ہو سکے۔  
تو اون کو بڑا افسوس ہوا کہ اسلام کی پہلی لڑائی میں وہ شریک نہ ہو سکے اور اونہوں نے اللہ سے عہد کیا کہ اگر اب  
اللہ تعالیٰ نے کسی لڑائی میں شریک ہونا نصیب کیا تو وہ بڑی جان بازی کریں گے احد کی لڑائی میں وہ بھی  
شریک تھے جب مسلمانوں کی شکست ہوئی اور کچھ مسلمان تو مدینہ کو واپس چلے گئے اور کچھ بھاڑ پر چڑھ گئے۔ اور انھیں  
کے ساتھ گیارہ بارہ آدمی رہ گئے تو انس بن نصر نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یا اللہ جو کچھ مسلمانوں نے کیا او  
سے درگزر فرما اور تلوار لے کر آگے بڑھے رہتے ہیں او کو سعد بن معاذ نے تو اونہوں نے کہا کہ اے  
سعد تم کہاں پھر رہے ہو مجھ کو تو احد کے ارد گرد جنت کی خوشبو آرہی ہے یہ کہہ کر مشرکوں کی طرف چلے  
گئے۔ پھر اون کا پتہ نہ لگا۔ آخر جب اون کی لاش ملی تو اوسپر کچھ اوپر اسی زخم تھے۔

۱۲

منزل

وَمَا تَحْمِلُكَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَأَعْيُنُكَ مَاتَ أَوْ قُتِلَ

اور محمد تو ایک رسول ہے جو پہلے اس سے بہت رسول پہ کیا اگر وہ مر گیا یا مارا گیا  
انقلب تم على أعقابكم ومن ينقلب على عقبيه فلن يضر الله شيئا

تم پہر جاؤ گے اوٹے پاؤں اور جو کوئی پہر جاوے گا اٹے پاؤں وہ نہ بگاڑے گا اللہ کا کچھ اور اللہ  
وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّكْرِينَ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ كِتَابًا

ثواب دے گا بھلا ماننے والوں کو اور کوئی جی مر نہیں سکتا بغیر حکم اللہ کے لکھا ہوا  
مُوجِزًا وَمَنْ يَرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَنْ يَرِدْ ثَوَابَ الْآخِرَةِ

نُؤْتِهِ مِنْهَا وَسَيَجْزِي الشَّكْرِينَ وَكَأَيِّنْ مِنْ بَنِي قَتِيلٍ مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ

اس سے دینگے انکو اور ہم ثواب دینگے احسان ماننے والوں کو اور بہت بنی ہیں جنکے ساتھ ہو کر لڑے ہیں بہت خدا کے طالب  
فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا ضَعُفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا لِلَّهِ

پہر ہارے ہیں۔ کچھ تکلیف پہنچنے سے اللہ کی راہ میں اور نہ مست ہوئے ہیں نہ دب گئے ہیں اور اللہ  
يُحِبُّ الصَّادِقِينَ وَمَا كَانَ قَوْلُهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا

چاہتا ہے ثابت رہنے والوں کو اور کچھ نہیں بولے مگر یہی کہنا کہ اے رب ہمارے بخش ہمارے گناہ  
وَأَسْرَأْنَا فِي أَمْرِنَا وَتَبَّتْ أَعْدَاؤُنَا وَنَحْنُ عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ فَآتَاهُمُ

اور جیسے فرمایا دیتی ہوئی ہمارے کام میں اور ثابت رکھ ہمارے قدم اور دودے ہکو منکر قوم پر  
اللَّهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحَسَنَ ثَوَابِ الْآخِرَةِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ

اللہ نے انکو ثواب دنیا کا بھی اور خوب ثواب آخرت کا اور اللہ چاہتا ہے نیکی والوں کو

بہت سی دلائل النبوت میں اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر اور اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند میں کچھ  
اس آیت کی شان نزول بیان کی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ جب احد کی لڑائی میں شیطان نے یہ افواہ اڑا دی

کہ آنحضرت شہید ہو گئے تو مسلمانوں میں طرح طرح کی باتیں ہونے لگیں کچھ لوگ تو یہ کہتے تھے کہ اگر آپ بنی ہوتے  
تو زندہ رہتے۔ اور کچھ لوگ یہ کہتے تھے کہ دین تو اللہ کا ہے اگر آپ شہید بھی ہو گئے تو جس دین کے واسطے آپ لڑتے  
تھے ہو بھی ضرور لڑنا چاہئے۔ اور سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اس شان نزول کی روایت سے ظاہر ہے  
ہیں اسلئے ایک کو دوسرے سے قوت ہو جاتی ہے۔ چل معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ پہلے زمانہ میں انبیاء اور انکے پیرو  
لوگ لڑو اور تم کو لڑنے کے سامنے نبی شہید بھی ہو گئے لیکن وہ لوگ اس طرح ثابت قدم ہوئے کہ نبی کی قربت سے اس طرح تک بھی جا

منزل

۱۵  
ع  
۶

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَطِيعُوا الَّذِينَ كَفَرُوا وَإِرْثُكُمْ عَلَىٰ أَهْقَابِكُمْ  
 لے ایمان والو اگر تم کفار کو اطاعت کرو گے تو تمکو ہیردینگے اپنے پاؤں

فَتَنْقَلِبُوا خِصْرِينَ ۝ بَلِ اللَّهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ خَيْرُ النَّصِيرِينَ ۝ سَنُلْقِي فِي  
 ہر جا پڑو گے نقصان میں بلکہ اللہ تمہارا مددگار ہے اور اسکی مدد سے بہتر اب تو ایسے گم

قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَالرَّعْبُ بِمَا أَشْرَكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَقَا  
 کافروں کے دل میں بہت اسواسے کہ انہوں نے شریک ٹھہرایا اللہ کا جسکی اس نے سند نہیں آناری اور

مَا وَعَدَ النَّاسُ وَبَشِّرِ الظَّالِمِينَ ۝ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللَّهُ وَعْدًا كَارِثًا  
 اٹھانکا کٹانا دوزخ ہے اور بری بستی ہے بے انصافوں کی اور اللہ تو سچ کر چکا تھے اپنا وعدہ جب

تَحْسَبُوهُمْ بَرِيًّا إِذَا فُتِنْتُمْ تَنَازَعْتُمْ فِي الْأُمُورِ وَعَصَيْتُمْ مِنْ بَعْدِ  
 تم گئے ان کو کاٹنے اس کے حکم سے جب تک کہ تنے نامروی کی دگر میں جھگڑاؤ اور جھگڑی کی بعد اس کے

مَا أَرَاكُمْ مَا تُحِبُّونَ مِنْكُمْ مَنْ يَرِيذُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَنْ يَرِيذُ الْآخِرَةِ  
 کہ تمکو دکھا چکا ہماری خوشی کی چیز کوئی تم میں سے چاہتا تھا دنیا اور کوئی تم میں سے چاہتا تھا آخرت

ثُمَّ صَرَّفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ  
 پھر تمکو الٹا دیا آپر سے اسواسے کہ تمکو آزماوے اور وہ تو تمکو صاف کر چکا اور اللہ فضل رکھتا ہے

الْمُؤْمِنِينَ إِذْ تَصْعَدُونَ وَلَا تُلَاقُوا عَلَىٰ أَحَدٍ الرَّسُولَ يُذِيعُكُمْ  
 ایمان والو پھر جب تم چڑھ جاتے تھے اور پیچھے نہ دیکھتے تھے کسی کو اور رسول پکارتا تھا تمکو بھاری میں

فِي آخِرِكُمْ فَأَتَا بَكْرَةَ عَمَّا كَيْدًا فَخَرَّ نَوَاحِلَ مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَا أَصَابَكُمْ  
 پھر تمکو تنگ کیا بلا ہمتارے تنگ کر لے گا تو غم نہ کیا کرو جو ہمتارے جاوے اور جو سامنے آوے

وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝  
 اور اللہ کو خبر ہے تمہارے کام کی

منزل

جب شیطان نے یہ خبر اڑا دی کہ آنحضرت شہید ہو گئے تو بعض کچے مسلمان یہ کہنے لگے کہ اب ہم اپنے باپ دادا  
 کے دین پر قائم ہو جاویں تو اچھا ہے اون لوگوں کی صلاح نہ ماننے کی تہنید میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی  
 اور مسرا دیا کہ ایسے لوگوں کا نہ ماننا ہے میں دین دنیا کا خسارہ ہے دنیا کا تو یہ کہ اللہ مسلمانوں کا حامی اور مددگار  
 ہے اسلئے آخر انکو غلبہ ہو گا۔ اور جس طرح اب تمکو جان و مال کا خوف کافروں سے ہے۔ اگر تم کافروں میں شریک  
 ہو گئے۔ تو وہی خوف تمکو مسلمانوں سے کرنا پڑے گا اور دین کا یہ نقصان کہ حق میں اللہ کے عذاب میں پکڑو



جاؤ گے اور جن کا فروں کا تمکو خوف ہے اللہ تعالیٰ نے اوں کے دلوں میں بہ سبب اُنکے جھوٹے دین پر ہونے کے مسلمان کا عیب ڈال دیا ہے۔ اسلئے اوں سے ڈرنا بے فائدہ ہے صحیحین میں حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دینہ کے رکستہ پر سے میرا رب دشمنوں پر پڑتا ہے یہ بھی ہدایت اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمائی کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اس رب کے سبب باوجود اس کے کہ مسلمان سات سو تھے اور اوں کے دشمن تین ہزار تھے۔ اول اول شروع لڑائی میں اللہ کے حکم سے مسلمان کی فتح ہوئی تھی لیکن تیرا زاروں نے لوٹ کے لاہجہ اللہ کے رسول کے حکم کی نافرمانی کی اور سسک بہ شکب خود ہتھارے ہاتھوں سے ہوئی۔ اور مال غنیمت ہانڈہ دنگے کا غم رسول و قشتکے شہید ہونے کی خبر سٹنے کا غم بھائی بندوں کے شہید ہونے کا غم شکست کھانے کا غم یہ غم پر غم سب تمکو سننے پر سسہ خیر اللہ نے اپنے فضل سے اب تو ہتھارا قصور معاف کیا مگر آئندہ یا نہیں کتنا چاہیے

ثُمَّ أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِ الْخَمَامَةِ ثَمَانًا يُغْنِي عَنْكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ

پھر تم پر اتار اتار تنگی کے بعد امن کو اور کچھ کہ گہر بھی تھی تم میں بعضوں کو وطایفہ قد افسستم انفسهم يظنون بالله غير الحق ظن الجاهليين

اور بعضوں کو فکر پڑا تھا اپنے جی کا خیال کرتے تھے اللہ پر جوٹے خیال جاہلوں کے

يَقُولُونَ هَلْ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ مِنْ شَيْءٍ قُلْ إِنْ الْأَمْرُ كُلُّهُ لِلَّهِ يَجْعَلُ

کہتے تھے کچھ بھی کام ہے ہمارے ہاتھ تو کہ سب کام ہے اللہ کے ہاتھ اپنے جی میں

فِي أَنْفُسِهِمْ مِمَّا لَا يُبْدُونَ لَكَ يَقُولُونَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ

چھپاتے ہیں جو جیسے ظاہر نہیں کرتے کہتے ہیں اگر کچھ کام ہوتا ہمارے ہاتھ تو ہم اسے نہ جانتے

مَا قَتَلْنَا هُنَا قُلْ لَوْ كُنْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ

اس جگہ تو کہہ اگر تم ہوتے اپنے گہروں یا بستہ باہر نکلتے خبر لگھاتا مگر ای جانا اپنے

إِلَى مَضَاجِعِهِمْ وَلِيَبَيِّنَ اللَّهُ لَكُمْ أَوْرَاقَ الْيَحْيَىٰ صَافٍ قُلُوبُكُمْ

پڑاؤ پر اور اللہ کو آواز دہاتا جو کچھ ہتھارے دل میں ہے اور نکھانا تھا جو کچھ ہتھارے دل میں ہے

وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ

اور اللہ کو معلوم ہے جی کی بات جو لوگ تم میں ہٹ گئے جن دن بڑیں دو فوجیں

إِنَّمَا أَمْرُهُمْ لَمَّا شَهِدُوا بَيْنَهُمْ مَا كُنْتُمْ أَوَّلَ أَعْيُنِ اللَّهِ تَحْقُقُونَ

سوا کا دیکھا مشہدات نے کچھ ان کے گناہ مانتے اور تمکو بخش چکا اللہ بخشنے والا ہے

جب مسلمان اون طرح طرح کے غموں میں مبتلا ہوئے جتنا ذکر اور پرگزر اتنا اللہ تعالیٰ نے عین لڑائی کے وقت اون پر  
تھوڑی دیر کے لئے ایک طرح کی غنودگی اتاری جس سے اونکی تھکان ذرا رفع ہوگئی۔ مگر اس غنودگی میں یہ حکمت الہی تھی  
کہ جو بچے مسلمان تھے اونکو تو غنودگی ہوگئی اور بچے تھے وہ اس طرح پریشانی کے عالم میں رہے اور گھبرا کر یہ کہتے  
تھے کہ ہمارا کچھ اختیار ہوتا اور مذبح کے اندر سے لڑائی لڑنے کی صلاح مان لی جاتی تو ہم یہاں جنگل میں کیوں ہلاکت میں پڑ  
چکے ہوتے۔ یہ مقولہ دبی زبان سے اس طرح چپکے چپکے کہتے تھے کہ آنحضرت کو معلوم نہ ہو۔ مگر اس مقولہ کے کہنے والے کے پہلو میں  
جو شخص تھے اونہوں نے اس مقولہ کو سنا ابھی آنحضرت تک یہ چرچا نہیں پہنچا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اون بچے  
مسلمانوں کا کچا پن ظاہر ہو جانے کی غرض سے یہ آیت نازل فرمائی۔ چنانچہ اسحاق بن راہویہ نے اپنی سند میں اور  
ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں حضرت زبیر سے روایت کی ہے حضرت زبیر کہتے ہیں کہ میں ایک غنودگی کی حالت میں  
تھا جیسے خواب میں کوئی شخص کوئی آواز سنتا ہے۔ اس طرح میں نے معتب بن قنبر کی زبان سے یہی مقولہ سنا  
اور غنودگی میں اس کو میں نے یاد بھی کر لیا۔ اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی حاصل معنی آیت کے یہ ہیں کہ یہ اون لوگوں  
خام خیالی ہے کہ اونکا اختیار ہوتا تو جو کچھ اللہ کے اختیار اور قدرت سے ہوا ہے یہ لوگ اس کو روک لیتے۔ بلکہ  
یہ لوگ اپنی گروں میں بھی ہوتے تو جو کچھ ہونے والا تھا وہ ہوتا کہ بچے مسلمانوں اور منافقوں کے جانچ ہو جاتی۔ حاصل  
کلام یہ ہے کہ زبیر سے تقدیر نہیں ملتی۔ خواہ آدمی گہر میں ہو یا جنگل میں ۛ

منزل

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ كَفَرُوا وَقَالُوا لِرِجَالِهِمْ إِذَا ضَرَبُوا فِي  
الْأَرْضِ أَوْ كَانُوا غُرُبًا أَوْ كَانُوا عِنْدَ نَامٍ مَاتُوا أَوْ مَاتُوا لِيُجْعَلَ اللَّهُ  
ذَلِكَ حَسْرَةً فِي قُلُوبِهِمْ وَاللَّهُ يَجْعَلُ مَا يَشَاءُ وَيُخَيِّرُ  
فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ مَاتُوا غُرُبًا أَوْ مَاتُوا لِيُجْعَلَ اللَّهُ  
وَلَكِنْ مَاتُوا أَوْ قُتِلُوا لِيُجْعَلَ اللَّهُ مَا يَشَاءُ  
اور ایان والو تم نہ ہو ان کی طرح جو منکر ہوئے اور کہتے ہیں اپنے ہائیوں سے جب سفر کو  
انہیں ملکیں یا ہوں جاو میں کہ اگر مجھے ہم پاس نہ مرتے اور نہ مارے جاتے کراہتم سے ڈرے  
افسوس ان کے دل میں اور اللہ ہے جلاتا اور مارتا اور اللہ تمہارے کام دیکھتا ہے اور اگر  
تم تمہارے سبیل اللہ اؤ مٹو لغزہ من اللہ ورحمۃ اللہ خیر مما یجمعون  
تم تمہارے اللہ کی راہ میں مار گئے تو بخشش اللہ کی اور مہربانی بہتر ہے اس سے جو وہ جمع کرتے ہیں  
وَلَكِنْ مَاتُوا أَوْ قُتِلُوا لِيُجْعَلَ اللَّهُ مَا يَشَاءُ  
اور اگر تم مار گئے یا مارے گئے اللہ ہی پاس اکٹھے ہو گئے

اور ذکر تھا کہ احد کی شکست کی وقت کچے مسلمان طرح طرح کی پریشانی اور ہراسگی کی باتیں کرتے تھے ان آیتوں میں  
اللہ تعالیٰ نے اپنے بچے مسلمان بندوں کو اون کچے مسلمانوں کی باتوں اور اونکا سا اعتقاد رکھنے سے منع فرمایا کہ



علیہ وسلم نے اپنی امت کو مشورہ لینے کی ترغیب دی ہے۔ سیوطی نے اس حدیث کی سند کو مقبر تبلا یا ہے بخارجتہ  
نشا ماتا کید کے لئے بڑھایا گیا ہے اہل برکتہ من الدیہ ہے

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغْلُ وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِأَشَلِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ تَوَلَّوْا  
اور نبی کا کہ م نہیں کہ کچھ چھپار کے اور جو کوئی چھپاویگا وہ دروغ کا اپنا چھپایا دن قیامت کے پھر پورا پورے گا  
اَنْ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهِيَ كَالْظَالِمِ اَفْهَمَ اَتَقَبَحُ رَضُوْا اِنَّ اللّٰهَ كَسَمَّ بَاءُ  
ہر کوئی اپنا کھایا اور آپر غل نہ ہو گا کیونکہ ایک شخص جو ناجائز ہے اللہ کی مرضی کا برابر ہے اگر  
يَسْخَرُ مِنَ اللّٰهِ وَفَاوَلَهٗ جَهَنَّمُ وَلَيْسَ الْمَصِيْرُ هَلْ هُوَ دَرَجَتٌ عِنْدَ اللّٰهِ  
جو کمالا یا خضہ اللہ کا اور اسکا ٹھکانا دوزخ ہمارا کیا بری جگہ پہنچا توں کئی درجے ہیں اللہ کے ہاں  
وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ  
اور اللہ دیکھتا ہے جو کرتے ہیں اللہ نے احسان کیا ایمان دہنو پر جو بھیجا اُن میں  
رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰیٰتِہٖ وَيُزَكِّيْہُمْ وَلِيُعْلِمَہُمْ اَلْکِتٰبَ وَ  
رسول اُنہیں میں کا پڑھتا ہے اُن پر آیتیں اُنکی اور سنوارا اپنے انکو اور سکھاتا ہے انکو کتاب اور  
اَلْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ  
کام کی بات اور وہ تو پہلے سے صریح گمراہ تھے

فصل النصف

ابوداؤد اور ترمذی و طبرانی حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے جو شان نزول اس آیت کی بیان کی ہے جسکو ترمذی نے  
حسن کہا ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اہل بے عنوانیوں کا ذکر فرمایا ہے جو جنگ  
بند میں ہو گئی تھیں ایک بے عنوانی تو یہ تھی کہ جنگ بدر کے لوٹ کے ال میں کچھ چیز کم ہو گئی تھی اور سیر بعض مسلمانوں  
یہ بدگمانی کی کہ شاید حضرت کے کام میں چیز لگی ہوگی۔ دوسرے بے عنوانی یہ کہ ستر قیدی تھے جنکو جو جنگ میں لے گئے تھے اور انکو بغیر رضی اللہ کے  
فدیہ لیکر چھوڑ دیا تھا اور جنگ کی بے عنوانیوں کو اس لڑائی کے ذکر میں تذکرہ فرمائیے یہ مراد ہے کہ اہل بے عنوانیوں میں تیر اندازوں سے جو  
بے عنوانی کی یہ اور پہلی بے عنوانیاں ان سب بے عنوانیوں کی سزا میں یہ تمہاری شکست ہو کر ستر آدمی شہید  
ہوئے ہیں چنانچہ ترمذی اور سنائی میں حضرت خلی سے جو روایت ہے جس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے  
اسکا حاصل یہ ہے کہ بدر کی لڑائی میں جب ستر قیدیوں کو فدیہ پر چھوڑنے کی صلاح مسلمانوں کی جم گئی تو حضرت جبریل  
علیہ السلام اللہ کے طریق سے آئے اور آنحضرت سے کہا کہ فدیہ پر یہ ستر قیدی اس شرط سے چھوٹ سکتے ہیں کہ تمہارا  
کسی لڑائی میں اسے پھر آدمی مسلمانوں میں کے شہید ہونگے مسلمانوں نے اس شرط کو قبول کیا اور  
قیدیوں کو فدیہ پر چھوڑ دیا

أَوَلَمْ يَأْتِ أَصَابَكُمْ مُصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُمْ مِثْلَهَا لَقُلْتُمْ أَنَّى هَذَا أَقُلُّ هُوَ

کیا جہنت پہنچے تمکو ایک تکلیف کہ تم پہنچا چکے ہو اُس کے دو برابر کہتے ہو یہ کہانے آئی تو کہہ یہ آئی  
مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَمَا أَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى

تمکو اپنی طرف سے اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور جو کچھ تمکو سامنے آیا جان بڑی  
الْجَمْعِ مِنْ فِئَاذِنِ اللَّهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ نَافَقُوا وَقِيلَ

دو فوجوں سے اللہ کے حکم سے اور اس واسطے کہ معلوم کر لیا جائے ان لوگوں اور تا معلوم کرے انکو جو منافق تھے اور کہا انکو  
لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ ادْفَعُوا قَالُوا لَوْ نَعْلَمُ قَاتِلَ آلِ أَبِي بَكْرٍ

کہ آؤ لڑو اس کی راہ میں یا دفع کرو دشمن بولے ہمکو معلوم ہو لڑائی تو بھرتا راساً تہ  
هَذَا لَكُمْ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْكُمْ لِلْإِيمَانِ يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِمْ مَا لَيْسَ فِي

کریں وہ لوگ اُس دن کفر کی بات نزدیک ہیں یا جان کہتے ہیں اپنے منہ سے جو انہیں اُن کے  
قُلُوبِهِمْ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يَكْمُمُونَ ۝ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَحْنُ الْمُحْسِنُونَ فَقَدْ

دل میں اور اللہ خوب جانتا ہے جو چاہتے ہیں وہ جو کہتے ہیں اپنے بھائیوں کو اور آپ بیٹھ رہے ہیں  
لَوْ أَطَاعُونَا مَا قُتِلُوا قُلْ فَادْرءُوا عَنْ أَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝

منزل

اگر وہ ہماری بات مانتے تو مارے نہ جاتے تو کہہ اب شہادت بخو اپنے اوپر سے موت اگر تم سچے ہو۔  
احد کی لڑائی میں جو مسلمانوں کو شکست ہوئی اس کی تسلی میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرما کر شرمایا کہ

اِس لڑائی میں تمہارے ستر آدمی جو شہید ہوئے تو اس کا زیادہ رنج کیا ہے تم بھی تو بدر کی لڑائی میں مخالفوں کو اس  
سے دو چند صدمہ پہنچا چکے ہو کہ ستر آدمی اُن کے مارے اور ستر کو کھڑے لائے اور یہ جو تم کہتے ہو کہ اتنی بڑی

مصیبت ہم لوگوں پر کیوں آئے تو یہ مصیبت تم میں ہی کے بعض لوگوں کے سبب آئے کہ برخلاف مرضی  
اللہ تعالیٰ کے بدر کے قیدیوں سے فدیہ لے لیا۔ اور برخلاف حکم اللہ کے رسول کے تیر اندازوں نے

گھائی چھوڑ دی۔ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اِس شکست میں یہ مصلحت تھی کہ کامل ایمان دار اور منافقوں کا  
اچھی طرح سے پردہ کھل جاوے وہی ہو کہ ایمان دار ثابت قدم رہے اور منافق کچھ تو اپنے اپنے گھر و مینس  
اُن بیٹھے۔ اور کچھ طرح طرح کی باتیں بنانے لگے پھر شرمایا کہ یہ لوگ ایسی باتوں سے موت کے وقت  
کو ہرگز نہیں ٹال سکتے ۞

وَالْحَسْبُ الَّذِينَ قَاتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ عِجَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ

اور تو نہ سمجھ جو لوگ مارے گئے اللہ کی راہ میں مردے بلکہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزی پاتے

فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَيُسَبِّحُونَ بِاللَّيْلِ لِمَنْ يُحَقِّقُوا إِلَهُهُمْ

خوشی کرتے ہیں اس پر جو دیا انکو اللہ نے اپنے فضل سے اور خوشوقت سمجھتے ہیں ان کی طرف سے جو بھی نہیں پہنچا انکو  
مَنْ خَلِفَهُمُ الْأَخْوَفُ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ لِيُسَبِّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ  
بچھ سے اس واسطے کہ نہ ڈرے انپر اور نہ اون کو غم

مَنْ اللَّهُ وَفَضْلُ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ ۝

اور فضل سے اور اس کو اللہ ضائع نہیں کرتا مزدوری ایمان والوں کی

ابوداؤد اور سند امام احمد بن حنبل اور مستدرک حاکم تفسیر ابن جریر وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے  
اور ترمذی میں حضرت جابر سے روایات ہیں جنکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے ہم لوگوں سے فرمایا کہ تمھارے  
ساتھ کے لوگ جو شہید ہوئے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے انکو یہ وجہ دیا کہ اون کی جانوں کو ایک طرح کے سبز  
جانوروں کی پوٹوں میں رکھا۔ اور وہ جانور جنت میں میوے کھاتے ہیں اور جنت کی نہروں میں پانی پیتے ہیں  
اور سونے کی قندیلیں جو عرشِ معلیٰ کے نیچے لٹکتی ہیں اون میں رہتے ہیں تو اون شہیدوں کی روحوں نے  
کچھ تمنا کی کہ اون کے اوس عیش اور راحت کی خبر کی طرح اون کے ساتھ کے زندہ مسلمانوں کو پہنچ جائے  
تاکہ وہ زندہ مسلمان بھی شہادت کا درجہ حاصل کرنے کی کوشش کریں اللہ تعالیٰ نے اون شہیدوں کی  
روحوں سے فرمایا کہ میں تمھاری خبر تمھارے مسلمان بھائیوں کو پہنچا دیتا ہوں اوس پر اللہ تعالیٰ نے یہ  
آیت نازل فرمائی۔ حاکم نے اس شان نزول کو بخاری اور مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے اور مسلم میں یہ روایت عبداللہ  
بن مسعود سے ہے اوس میں استقدر اور زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اون شہدائے کی روحوں سے پوچھتا ہے کہ اب  
تمھیں کیا تمنا باقی ہے وہ روحوں کہتے ہیں کہ ہم نے سب کچھ پایا اگر ہے تو تمنا یہی ہے کہ ایک دفعہ ہم دنیا میں  
جاویں اور تیرے نام پر پھر شہید ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماوے گا۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ اور سند امام احمد بن حنبل  
میں جو صحیح روایت ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ سوا شہیدوں کے اور مسلمانوں کی روحوں بھی جنت میں  
جانوروں کے بھیس میں میوے کھاتے ہیں۔ فرق استقدر ہے کہ شہیدوں کی روحوں قندیلوں میں عرش کے  
لٹکتی ہیں اور عام مسلمانوں کی روحوں ہی جنت کے جانوروں کے بھیس میں جنت میں رہتی ہیں۔ شہیدوں  
نزدکی اور رزق کا ذکر آیت کی تفسیر کے طور پر جو ان حدیثوں میں آیا ہے۔ اکثر سلف نے اس کے معنی ظاہری  
زندگی اور رزق کے لئے ہیں بعض مفسروں نے اگرچہ ان معنی میں کچھ کچھ تاویلیں کی ہیں۔ لیکن آیت  
اور حدیثوں کے لفظوں سے اہل تاویلوں کو کچھ مناسبت نہیں معلوم ہوتی ان صحیح حدیثوں سے جبکہ  
یہ معلوم ہو گیا کہ مرنے کے بعد پھر کی طرح انسان دنیا میں نہیں آ سکتا تو اس سے اہل تالیح کا یہ مذہب  
غلط قرار پاتا ہے کہ نیک روح اچھی صورت کے بھیس میں اور بد روح بری صورت کے بھیس میں ثواب اور



اور عذاب کے طور پر دوبارہ پھر دنیا میں آتی ہے اس طرح صحیح حدیثوں سے جبکہ یہ معلوم ہو گیا کہ حشر کے دن ہر روح کا خلق جسم سے ہو جاوے گا۔ اور پھر جنت اور دوزخ میں ہمیشہ وہی تعلق باقی رہوے گا تو اس سے فلسفی لوگوں کا یہ نہ سبب بے اصل ٹھٹھا ہے کہ مرنے کے بعد جسم تو ہمیشہ کے لئے خاک ہو جاوے گا فقط روح اس طرح باقی رہے گی کہ نیک روح نیکی کی تصور سے خوش اور بد روح بدی کی تصور سے غمزدہ رہوے گی اسی کا نام ثواب عذاب کے احاد کے چند شہداء ایسے ہیں جن کا قصہ قابل ذکر ہے اول میں ایک توسید الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں حضرت امیر حمزہ نے بدر کی لڑائی میں ایک شخص کا فوطہ بن عدی کو قتل کر ڈالا تھا۔ اس عداوت سے اس فوطہ کے پیچھے جبریل بن طعم نے اپنے غلام وحشی سے یہ کہہ رکھا تھا کہ کسی لڑائی میں موقع پا کر اگر تو حمزہ کو شہید کر ڈالے گا تو میں تجھ کو آزاد کروں گا۔ اس وحشی نے جنگ احد میں ایک پتھر کی آڑ میں سے حضرت امیر حمزہ کے برچھا مار دیا جس سے وہ شہید ہو گئے شہید ہو جانے کے بعد ہندہ ابو سفیان کی بی بی یزید کی دادی نے حضرت امیر حمزہ کا کلیجہ نکال کر چا ڈالا۔ اور جب اس کو گھل نہ سکی تو حقوک دیا احد کے ستر شہیدوں کے ساتھ آنحضرت نے امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہر مرتبہ جائزہ کی نماز پڑھی اور سید الشہداء کا خطاب دیا ستر مکہ کے بعد یہ وحشی مسلمان ہوا اور مسیحی کذاب کو حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت میں اسی وحشی نے قتل کیا دوسرے شہید احد کے خنظلہ بن عامر ہیں جن کو لاکھ نے غسل دیا ہے تیسرے عبداللہ بن عمرو جابر کے باپ ہیں جنکی لاش پر فرشتوں نے اپنے پر وں کا سایہ کیا تھا۔ غازیوں میں حضرت طلحہ نے ایک ہاتھ سے لڑائی کی اور دوسرے ہاتھ میں ڈھال لیکر آخر لڑائی تک آنحضرت کی محافظت کرتے رہے اور بڑی بڑی جرات کی۔ چنانچہ جب احد کی لڑائی کا ذکر آیا کرتا تھا تو حضرت ابو بکر صدیق فرمایا کرتے تھے کہ احد کی ساری لڑائی طلحہ پر ختم ہے دوسرے نامی غازی حضرت سعد بن ابی وقاص ہیں جنہر آنحضرت نے اس لڑائی میں اپنے ماں باپ کو فدا کیا ہے ۔

مزل

الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَالرَّسُولِ مِنْ بَعْدِهِمْ اصْبِغْهُمْ الْقُرْآنُ لِلَّذِينَ احْسَنُوا  
 جن لوگوں نے حکم مانا اللہ کا اور رسول کا پیچھے اسکے کہ انہیں پڑچکا تھا کٹاؤ جو انہیں نیک ہیں  
 مِنْهُمْ وَاتَّقُوا اَجْرَ عَظِيمٍ الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا اِلَيْكُمْ  
 اور ہمیں گار ان کو ثواب بڑا ہو جنکو کہا لوگوں نے کہ انہوں نے جمع کیا ہے اسباب ہمارے مقابلہ کو  
 فَاحْشَوْهُمْ فَرَّادَهُمْ اِيْمَانًا وَقَالُوا احْسِبْنَا اللّٰهُ وَلَنِعْمَ الْوَكِيلُ  
 سو تم ان سے خطرہ کرو پھر انکو زیادہ آبا ایمان اور بولے بس ہے ہکو اللہ اور کیا خوب کار ساز ہے  
 فَانْقَلَبُوا بِنِعْمَةِ رَبِّهِمْ اِلَى الْوُجُوهِ فَذَلَّلْ لَهُمْ يَسِّرْ لَهُمْ فَاسْقُوا لَهُمْ شَرْبًا غُلِيظًا وَاتَّبِعُوا اَرْضَ الْوُجُوهِ  
 پھر چلے آئے اللہ کے احسان سے اور فضل سے کچھ نہ پہنچی انہیں جرائی اور چلے اللہ کی رضا پر

وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ ۝ إِنَّمَا ذَلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ

اور اللہ کا فضل بڑا ہے ۔ جو ہے شیطان ہے کہ ڈراتا ہے اپنے دوستوں سے سوائے ان سے

وَخَافُوا إِن كُنتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝

مت ڈرو اور مجھے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو

آیت یا ایہا الذین آمنوا لا تاكلوا أموالکم بالباطل کی تفسیر میں گزر چکا ہے کہ احد کی لڑائی کے بعد مکہ کو واپس جاتے وقت اپنے ساتھ کے مشرکین سے ابوسفیان نے کہا تھا کہ مسلمانوں کے سرگروہ (مجرم) صلی اللہ علیہ وسلم کا کام تمام نہ کیا اور مسلمانوں کی جوان جوان عورتیں لونڈیاں بنا کر نہ لائے اسکا بڑا افسوس ہے۔ یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی آپ نے حکم دیا کہ کل کے روز احد کی لڑائی میں جو لوگ گئے تھے وہی لوگ آج پھر مشرکین کا پیچھا کریں اگرچہ احد کی لڑائی والے لوگ زخمی اور تھکے ہوئے تھے لیکن انہوں نے فوراً اللہ کے رسول کے حکم کی تعمیل کی۔ اور مدینہ سے آٹھ میل چرسر الاسد ایک مقام ہے وہاں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ستر صحابہ کو ساتھ لیکر ابوسفیان اور اوس کے ساتھیوں کی تلاش میں تشریف لے گئے۔ لیکن حکمت الہی یوں مقتضی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے دل میں عجب ڈال دیا جس سے وہ پلٹ کر لڑائی کے لئے انیسے کچے ہو گئے ابوسفیان نے جب یہ حال دیکھا کہ لوگوں کی ہمت لڑائی پر جانے کی نہیں ہے تو اپنے لشکر کی ہوا باندھنے کی نیت سے اُدھر کے آنے والے کچھ تاجر لوگوں کی زبانی یہ خبر اڑادی کہ ابوسفیان بہت بڑا لشکر جمع کر رہا ہے۔ لشکر کے جمع ہوتے ہی وہ لڑائی کے ارادہ سے آئے والا ہے اس خبر کو سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ نے یہ لفظ کہے حسب اللہ ونعم الوکیل غرض جن ستر صحابہ نے باوجود زخمی اور تھکے ہوئے ہونے کے حمراء الاسد تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جانے کی ہمت کی اور ابوسفیان نے جو خبر اڑادی تھی۔ اوس کے دل پر کچھ خوف نہیں ہوا ان ہی کی تقریر میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں اس شان نزول کو طبرانی نے مقبر سند سے حضرت عبد اللہ بن جبر اس کے والد سے روایت کیا ہے اور حافظ ابن کثیر نے اسی شان نزول کو صحیح قرار دیا ہے۔ ابوسفیان نے احد کی لڑائی سے واپس ہوتے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی کہا تھا کہ بدر کے مقام پر ہمارے بڑے بڑے سرداروں کو مسلمانوں نے قتل کیا ہے۔ جبکہ ہم لوگوں کے دل پر بڑا داغ ہے اب تو نہیں پر آئندہ سال ہم بدر کے پر آئیں گے۔ یہ بڑی کڑاںہ کے ایک چشمہ کا نام ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں فرمایا تھا کہ انشاء اللہ ہم بھی آئندہ دو سال اوس میں مقام پر آویں گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وعدہ کے موافق وقت مقررہ پر وہاں پہنچے اور اس کے تشریف لے گئے۔ مگر مشرکین نہیں آئے حمراء الاسد کے سفر اور بدر صغریٰ کے سفر ان دونوں سفر میں مسلمانوں نے تجارت کا مالی خرید و اور اس تجارت میں اونکو بڑا نفع ہوا اوس نفع کو ان آیتوں میں اللہ کی نعمت اور اللہ کا فضل منسوب کیا۔ نہ پہنچی اونکو بڑائی۔ کا یہ مطلب ہے کہ اوس موقع پر اونکو

نزل

اٹوانیس پڑا بعض مفسروں نے اس بدر سے کے سفر اور قحط کو ان آیتوں کے نازل ہونے کا سبب قرار دیا ہے  
 مگر صحیح شان نزول ان آیتوں کی وہی ہے جو اوپر بیان کی گئی یہ تو اوپر گزر چکا ہے کہ احد کی لڑائی کے وقت  
 ہزار آدمی کی جمعیت کیساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے نکلے تھے پھر عبداللہ بن ابی کے بہکانے سے جب تین  
 آدمی لڑائی سے پہلے مدینہ کو واپس چلے آئے اسکے بعد بھی سات سو آدمی لڑائی میں موجود تھے اور اب حمار الاسد  
 کے سفر کے وقت صرف ستر آدمی آپ کے ساتھ گئے ابوسفیان نے جو خبر اوڑا دی تھی اسکی دہشت کچھ لوگ نہیں  
 گئے۔ اسلئے جو لوگ اس سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں گئے اون کی اور آئندہ عام مسلمانوں کی  
 ہدایت کے لئے فرمایا کہ شیطان کا کام بھی ہے کہ وہ اپنے ہوا خواہوں کے ذریعہ سے مومنوں کو ڈراتا ہے ایسے  
 موقع پر ایما نذر آدمی کو چاہئے کہ شیطان کے ہوا خواہوں کی جھوٹی دہکیوں سے نہ ڈرے۔ کیونکہ ایسی جھوٹی  
 دہکیوں میں آنحضور میں کسی کام سے باز رہنا اللہ کی نافرمانی کا موجب ہے۔ اور اللہ کی نافرمانی ایما نذر آدمی  
 کے لئے بڑے خوف کی چیز ہے۔ الذین قال لهم الناس ان الناس قد جمعوا لكم فاخشوهم کا یہ مطلب ہے کہ قبیلہ بنی قریظہ  
 کے اون سو۔ اگر لوگوں نے خلی معرفت ابوسفیان نے لشکر جمع کرنے کی خبر اوڑائی تھی مسلمانوں سے ملنے  
 کے وقت یہ کہا کہ ابوسفیان اور اسکے ساتھیوں نے ہمارے متعلق لشکر جمع کیا ہے جس کا مقابلہ  
 اندیشے قابل ہے فراجم ايماننا و قالوا حسنا اللہ ونعم الوكيل  
 اوہوں نے اس اندیشہ ناک خبر کو منکر کچھ خوف نہ کیا۔ فراجم ايماننا و قالوا حسنا اللہ ونعم الوكيل  
 کی مضبوطی دکھلائی۔ اور یہ کہا کہ ابوسفیان کوٹھڑی بھر سارے ہمارے اور وہی ہمارے  
 ہر حال میں مددگار ہے اور اس بھروسہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ صحیح سالم اس سفر سے اپنے گھر کو آئے اور تجارت  
 کے مال سے نفع کیا یا صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے  
 آگ میں ڈالے جانے کے وقت یہی کہا تھا کہ حسنا اللہ ونعم الوكيل کسی بڑی مشکل کے وقت اس دعا کے پڑھنے  
 کی اور بھی صحیح حدیثیں ہیں \*

وَلَا يَخْزِيكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لَنُفِضُوا وَاللَّهُ شَهِيدٌ  
 اور جو کفر کرنے سے دوڑ کر گئے ہیں کفر کرنے وہ نہ بگاڑینگے اللہ کا کچھ  
 يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يَجْعَلَ لِكُلِّ فِرَاقٍ خِزْيَةً وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ إِنَّ الَّذِينَ  
 اللہ چاہتا ہے کہ ہر فساد کو فائدہ نہ دے آخرت میں اور ان کو بڑی عار ہے جنہوں نے  
 انشَرُوا وَالْكَافِرُ بِالْإِيمَانِ لَنُفِضُوا وَاللَّهُ شَهِيدٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ  
 خرید کیا کفر کو ایمان کے بدلے وہ نہ بگاڑینگے اللہ کا کچھ اور ان کو دکھ کا بار ہے  
 وَلَا يُحْسِبُ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ تُلَاقُوا نَفْسَهُمْ بِأَعْيُنِنَا لَهُمْ  
 اور یہ نہ سمجھیں منکر کہ ہم جو فرصت دیتے ہیں ان کو کچھ بدلانی ہے ان کے حق میں بہت فرصت ہے

لِيُذَادُوا اٰثِمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝ مَا كَانَ لِلّٰهِ لِيَذَرَ اِلٰهًا مِّنْ دُونِ  
 عَلٰى مَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۚ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ لِيُطَاعَ كُمْ عَلٰى  
 الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهِ مَن يَّشَاءُ ۚ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ  
 ۚ اِنَّ تَتَّقُوْا وَتَتَّقُوا اَفْلَکُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۚ وَلَا يَحْسِبَنَّ الَّذِيْنَ يَنْجَلُوْنَ  
 مَا اَنْتُمْ اِلَٰهٌ مِّنْ فَضْلِهِ ۚ هُوَ خَيْرٌ اَلَمْ يَلْهُوْا بِمَسٰوِيْطِهِمْ ۚ فَاَنْجَلُوْا  
 يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ وَلِلّٰهِ مِيرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاللّٰهُ يَمَّا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝

دین قیامت کے اور اللہ وارث ہے آسمان اور زمین کا اور اللہ جو کرتے ہو سو جانتا ہے۔

کافر اور منافق جب کوئی مخالفت کی بات کرتے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اوسکا بڑا رنج ہوا کرتا تھا۔ اس لئے  
 اس لڑائی کے موقع سے جب عبد اللہ بن ابی ہنائی شکر کی مدینہ واپس چلا آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا رنج ہوا۔  
 اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں اور انہیں اپنے رسول کی یوں تسلی فرمائی کہ یہ لوگ اس طرح کی مخالفت کے  
 سبب اللہ کے دین کو سیطرح کا کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ بلکہ اس مخالفت کے سبب ان ہی کو وقت مقرر  
 پر وہ سخت عذاب بھگتنا پڑے گا جو اللہ کے ارادہ میں انکے لئے قرار پا چکا ہے اور یہ منکر حکم الہی یہ نہ سمجھیں کہ  
 اللہ نے انکو جیتے جی کچھ مہلت جو دے رکھی ہے اوس میں اون کے حق میں کچھ بہتری ہے۔ بلکہ اس طرح کی زیست  
 سے ان کے گناہوں کا تودہ اور بڑھتا جاتا ہے۔ عقیدہ میں اسکی سب کسر نکل جاوے گی رہی لڑائیوں میں  
 اس طرح کی شکست اوس سے تو پر وہ غیب میں جو بھلے بُرے ہیں اونکا حال اللہ کے رسول کے ذریعہ سے  
 معلوم ہو جاتا ہے پھر سیطرح ان بُرے لوگوں کو اپنی جان پیاری ہے اوسی طرح اون کو اپنا مال بھی پیارا ہے  
 جسے سب سے حق مال ادا کرنے میں یہ لوگ پہلوتی کرتے ہیں لیکن یہ مال قیامت کے دن انکے  
 حق میں بڑا وبال ہو جاوے گا۔ صحیح بخاری صحیح ابن حبان وغیرہ میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے  
 جسکا حاصل یہ ہے کہ اس طرح کے لوگوں کے مال کا ایک گنی سانپ طوق کی طرح ان کے گلے میں بیٹھا جاوے گا  
 جو سانپ گڑھی گڑھی صاحب مال کو کاٹے گا اور یہ کہوے گا۔ اے شخص میں تیرا مال ہوں \*

۱۸  
۹

منزل

وقت الاثر

لَقَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ فَقِيرٌ وَنَحْنُ أَغْنَاءُ سَنَكْتُبُ مَا  
 قَالُوا وَقَتْلَهُمُ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حِسِّ وَنَقُولُ ذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ ذَلِكَ  
 بِمَا كَفَرْتُمْ وَأَيْدِيكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَالِمٍ لِلْعَبِيدِ  
 اُسکا ہے جو تنے اپنے ہاتھوں بھیجا اور ظلم نہیں کرتا بندوں پر

ابن ابی حاتم اور ابن منذر نے اپنی تفسیر میں متعدد مقبرہ یقوں سے جو اس آیت کی شان نزول بیان کی ہے  
 اوسکا حاصل یہ ہے کہ جب آیت من ذالذی یقرض العدا تری تو یہود کہتے تھے کہ اللہ محتاج اور فقیر ہے جو لوگوں  
 سے قرض مانگتا ہے ایک روز ابو بکر صدیق یہود کے مدرس میں گئے وہاں فخاص یہودیوں کا بڑا عالم اور بہت  
 یہود جمع تھے فخاص نے حضرت ابو بکر صدیق سے یہی بات کہی کہ اللہ فقیر ہے جو لوگوں سے قرض مانگتا ہے  
 حضرت ابو بکر صدیق نے فخاص کے موہنہ پر ایک طاپخہ مارا فخاص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکی  
 فریاد کی آنحضرت نے حضرت ابو بکر صدیق سے طاپخہ مارنے کا سبب پوچھا حضرت ابو بکر صدیق نے سارا  
 قصہ بیان کیا۔ فخاص اوس بات کے کہنے سے منکر ہو گیا۔ اوس پر حضرت ابو بکر صدیق کی تصدیق میں اللہ  
 نے کچھ آیت نازل فرمائی۔ اور فرمایا کہ ان لوگوں کی سب گستاخیاں جو یہ لوگ اللہ اور اللہ کے رسول کے  
 ساتھ کر رہے ہیں اللہ کو وہ سب معلوم ہیں وقت مقررہ آنے کی دیر ہے۔ پورا و نکو سب گستاخیوں کا بدلہ لال  
 جاوے گا۔ حریق بھڑکتی ہوئی آگ کو کہتے ہیں \*

انزال

الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ عَاهَدُ إِلَيْنَا أَلَّا نَقُتْلَ مِنْ لَدُنْهُ سَوْفَ نَقُتْلُ يَأْتِينَا بِقُرْبَانٍ  
 تَأْكُلُهُ النَّارُ قُلْ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ قَبْلِ بِالْبَيِّنَاتِ بِالَّذِي قُلْتُمْ فَلِمَ  
 قُلْتُمْ هَؤُلَاءِ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۚ فَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَ رَسُولٌ مِنْ  
 قَبْلِكَ جَاءَكَ بِالْبَيِّنَاتِ وَالشَّرَافِ الْكِتَابِ الْمُنِيرِ  
 وہ جو کہتے ہیں کہ اللہ نے ہمکو کہہ رکھا ہے کہ ہم یقین نہ کریں کسی رسول کو جب تک نہ لاوے ہم پاس ایک نیاز  
 جاکو کھاوے آگ تو کہہ تم میں آچھے کہنے رسول مجھے پہلے نشانیاں دیکھ اور یہ ہی جوتے کہا ہر اُن کو  
 کیوں مارا تھے اگر تم سچے ہو پورا اگر یہ تمکو ہٹلا دیں گے تو آگے مجھے ہٹلاؤ گے بہت رسول  
 جولاے نشانیاں اور ورق اور کتاب پہنکتی

انبار بنی اسرائیل میں سے بعض نبیوں کا یہ معجزہ تھا کہ اللہ کی نیاز جس چیز پر کی جاتی تھی اون نبیوں کے معجزہ کے

سب سے ایک آگ آسانی اوس نیل کی چیز کو جلا دیتی تھی اور یہی نشانی تھی کہ وہ نیاز قبول ہو گئی۔ اب یہود سے  
 بنی آخر الزماں پر جب ایمان لائے کو کہا جاتا تھا تو وہ یہ بہانہ کرتے تھے کہ ہکو توراۃ میں حکم ہے کہ جس نبی سے  
 وہ آگ کا معجزہ ظاہر نہوا او سپر ہم ایمان نہ لاویں اگرچہ یہ بہانا جو ہوتا تھا توراۃ میں کہیں ایسا ذکر نہیں ہے  
 کہ ہرنی کے لئے وہ آگ کا معجزہ ضروری ہے لیکن یہود کو پورا قائل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انکی  
 وہ حار سے زیادہ زیادتی انہیں یاد دلانی جبکہ اوپر کی آیت میں ذکر تھا۔ چنانچہ منبر یا کہ اگر تم اپنے اس  
 بہانے میں سچے ہو کہ ہرنی کے لئے وہ آگ کا معجزہ ضرور ہے تو جن نبیوں کے پاس یہ معجزہ بھی تھا  
 اون کے خون ناحق کے درپے تم کیوں ہوئے اور اونکو کیوں قتل کیا پھر آخر آیت میں اللہ تعالیٰ نے  
 اپنے رسول کی یوں تسلی منبرائی کہ اس قائل مستغولی کے بعد بھی یہ لوگ اپنی ہٹ دہری سے باز نہ  
 آویں تو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ اون کی یہ ہٹ دہری کچھ نئی نہیں ہے۔ بلکہ اون کے بڑوں سے یہی ہوتی  
 آئی ہے ۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَإِنَّمَا تُوَفَّقُونَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَمَن زُجِرَ  
 ہر جی کو چھنی ہے موت اور تمکو پورے بدلے دینے دن قیامت کے ہر جکو سر کا دیا  
 عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَهْوٌ بَاطِلٌ  
 آگ سے اور داخل کیا جنت میں اسکا کام بنا اور دنیا کی زندگی تو یہی ہے دنیا کی حسیں  
 لَتَبْلُوَنَ فِي أَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعَنَّ مِنَ الَّذِينَ آوَوْا الْكِتَابَ  
 ابستہ تم آزمائے جاؤ گے مال سے اور جان سے اور ابستہ سنو گے انکی کتاب والوں سے  
 مِّن قَبْلِكُمْ مِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا  
 اور مشرکوں سے بگڈی بہت اور اگر تم ٹھیرے رہو اور پرہیزگاری کرو  
 فَإِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ  
 تو یہ بہت کے کام ہیں

مذلل

اوپر کی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کی ہٹ دہری پر صبر اور درگزر کی ہدایت فرمائی تھی اور یہ فرمایا  
 تھا کہ یہ اون کی ہٹ دہری کچھ نئی نہیں ہے۔ بلکہ اون کے بڑوں سے بھی ہوتی آئی ہے یہ آیتیں اوس  
 ہدایت کی تکمیل میں نازل فرما کر منبرایا کہ پھر تو آخر سب کی آنکھوں کے سامنے کی بات ہے کہ دنیا میں اچھے  
 بُرے کیسی قیام نہیں موت سب کے پیچھے لگی ہوئی ہے اچھے بُرے جو مر گئے اونکو تو دنیا کی بھلائی بُرائی کا نتیجہ  
 معلوم ہو گیا جو رہ گئے ہیں اون کو بھی یہی موقع پیش آنے والا ہے۔ فقط آنکھ بند ہونے کی ویسے



اور آنکھ کا بند ہونا کچھ دور نہیں۔ کوئی اس میں آگے سے کوئی پیچھے اور جب بھلائی بڑائی کا نتیجہ وقت معسر پر سامنے آئیو لاس ہے تو بھلوں کو طرسح کی آزمائش کو موجب اجر جاتا اور او سپر کرنا چاہئے کہ دنیا میں یہ بڑی ہمت اور عقے میں بڑے اجر کا کام ہے ۛ

لَا تَأْخُذْ بِلِئَالِ الَّذِينَ مَبْثُوقَاتِ الْأَيْتَانِ الَّتِي نَكْتُمُوهَا لَكَ فِي سُرِّ سُرِّ الْأَرْضِ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْخَائِلِينَ  
اور جب اللہ نے قرار دیا کہ اس کو بیان کرو گے لوگوں میں اور نہ  
تکتموہ فبذوہ وراۓ ظہورہم واشتروا بہ ثمنا قلیلا فیسر  
چھپاؤ گے پھر پھینک دیا وہ قرار پائی پیٹھ کے پیچھے اور خرید کیا اُس کے بدلے مول تھوڑا سو کیا  
مَا يَشْتَرُونَ  
بڑی خرید کرتے ہیں

یہ وہی معاہدہ ہے جس کا ذکر اوپر کی آیتوں میں گذرا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے پیدا کرنے سے ہزار ہا برس پہلے دنیا کے ہر ایک دورہ کی مصاحت کیموافق اپنے علم ازلی میں ایک قانون قرار دیا ہے جس کو اوس دورہ دنیوی کی شریعت کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے سب نبیوں سے اور نبیوں نے اپنی اپنی امتوں سے یہ عہد لیا ہے کہ ہر زمانہ میں اوس شریعت کیموافق عمل ہوگا جو شریعت اوس زمانہ کے لئے ٹھرائی گئی ہے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے اہل کتاب نے محض اس شبہی سے کہ یہ نبی آخر الزماں بنی اسمعیل میں کیوں ہوئے بنی اسرائیل میں کیوں نہیں ہوئے اس معاہدہ کی پابندی چھوڑ دی تھی۔ اور نبی آخر الزماں کے اوصاف کی آیتوں کو چھپا ڈالا تھا لوگوں کو اپنی طرف رجوع رکھنے اور اپنی ریاست اور فضیلت قائم رہنے کے لئے توراۃ کے مسئلے غلط بتلاتے تھے۔ اوسی معاہدہ کی یاد دہی کی تنبیہ میں اللہ تعالیٰ نے بہت سی آیتیں قرآن شریف میں حسب موقع نازل فرمائی ہیں۔ چنانچہ پچھلی آیتوں میں یہودی کی ایک غلط بیانی کا ذکر تھا کہ ہر نبی کے لئے آگ کا معجزہ ضرور ہے اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں میں ان کی اوس غلط بیانی کا جواب دیا۔ اور ان آیتوں میں یہ تنبیہ فرمائی کہ دنیا کو تھوڑے سے لالچ کے لئے اتنے بڑے سخت اور قدیمی معاہدہ کی مخالفت جو ان لوگوں نے اختیار کی ہے اور پھر اوپر اس بات کی انکو خوشی ہے کہ ان کی چوری کوئی پکڑ نہیں سکتا یہ انکی تجارت ایک بڑے ٹوٹے کی تجارت ہے دنیا چند روزہ ہے اوس میں پھر چکر اوہنوں نے کچھ کہا کہا لیا تو پھر عقبنے کے بدلے عذاب بیکر کہاں جاوینگے وہ اللہ حبکی بادشاہت زمین و آسمان میں ہے کیا کوئی ہے ایسا جو ان کو اوس کے عذاب کے چھوڑا سکے بعضی روایتوں میں یہ جو ہے کہ یہ آیتیں منافقوں کی شان میں نازل ہوئی ہیں اوسکا یہ مطلب ہے کہ منافقوں کے حال پر بھی ان آیتوں کا مضمون صادق آتا ہے کہ وہ بھی

یہودی مسیح کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں ورنہ جو شان نزول ان آیتوں کی اوپر بیان کی گئی ہے وہ صحیحین وغیرہ امام غفرین حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت سے ہے جو قابل ترجیح ہے اتنا ضرور ہے کہ اس روایت کے موافق اگرچہ یہ آیتیں اہل کتاب کی شان میں ہیں۔ لیکن حکم انکا عام ہے اس آیت کا کوئی عالم بھی کسی حق بات پر جان بوجہ نہ کر چھپاوے گا تو قیامت کے دن اس سے ضرور مواخذہ ہوگا۔ چنانچہ ابوداؤد ترمذی ابن ماجہ صحیح ابن جہان وغیرہ میں ابویہریرہ سے روایت ہے جسکا اصل یہ ہے کہ جو عالم جان کر کسی دین کی بات کو چھپاوے گا تو قیامت کے دن اس کے مونہ میں آگ کی لگام دیاوے گی ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے اور حاکم نے اسکو بخاری مسلم کی شرط کے موافق صحیح بتلایا ہے ۛ

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا آتَوْا وَيُحِبُّونَ أَنْ يُمْلَأُوا بِغُلَامٍ يُفْعَلُونَ  
فَلَا تَحْسَبَنَّ لَهُمْ مِمَّا فَرَغَ مِنَ الْعَذَابِ مِنْ شَيْءٍ إِنَّهُمْ فِيهِ مُتَنَبِّهُونَ  
مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

تو نہ سمجھو کہ جو لوگ خوش ہوتے ہیں اپنے کئے پر اور چاہتے ہیں تعریف بن کئے پر  
فلا تحسبنہم ممما فرغ من العذاب من شئ انہم فیہ متنبہون  
سو نہ جان کہ وہ خلاص ہیں عذاب سے اور انکو ذکر کی مار ہے اور اللہ کو  
مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ  
سلطنت آسمان اور زمین کی اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے

۱۹  
ع  
نزل

صحیحین میں حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ جب آنحضرت کسی لڑائی پر جاتے تو منافق لوگ جوڑے عذر پیش کر کے مدینہ میں رہ جاتے اور اپنے اس حیلہ سازی پر بہت خوش ہوتے تھے۔ اور جب آنحضرت اور صحابہ لڑائی پر سے واپس آتے تو اپنے ان عذروں کے سچے ہونے اور لڑائی سے رہ جانے کے افسوس پر فہمیں کہاتے تھے۔ غرض ان کی اس قسم اتسمی سے یہ ہوتی تھی کہ باوجود لڑائی میں شریک نہ ہونے کے لوگ ان کی تعریف کریں اور کہیں کہ مجبوری سے وہ لڑائی میں شریک نہ ہو سکے۔ ورنہ وہ شریک ہونے پر پورے آمادہ تھے اب حکم اس آیت کا عام ہے جو کوئی بغیر کسی نیکی کام کرنے کے اس کام پر اپنی جہولی تعریف چاہے گا وہ اس حکم میں داخل ہو کر جس سخت عذاب کا اس آیت میں ذکر ہے اس عذاب میں مبتلا ہوگا اسی واسطے یہود لوگ جو تورات کے بعض حصے چھوڑ کر پھر اپنے آپ کو توریت کا پورا پابند جھوٹ موٹ بتلاتے تھے۔ اور اس جھوٹی پابندی پر لوگوں سے اپنی مدح چاہتے تھے انکا اس آیت کے حکم میں داخل ہونا خیال کر کے بعض صحابہ نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ آیت یہودی کی شان میں اتری ہے جسکے معنی یہ ہیں کہ یہود پر بھی اس آیت کا مطلب صادق آتا ہے ۛ

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ كَايَاتٍ لِّأُولِي  
الْبَصَرِ

آسمان اور زمین کا بنانا رات اور دن کا بدلتے آنا ان نشانیوں میں

الَّذِينَ يَدْعُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقَعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ  
 فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا اِبَاطًا لِّسُبْحٰنَكَ فَقِنَا

آسمان اور زمین کی پیدائش میں آپ ہمارے تو نے یہ عبث نہیں بنایا تو پاک ہے عیب سے سو ہم کو بچا  
 عَذَابِ النَّارِ رَبَّنَا اِنَّكَ مَنْ تَدْخُلُ النَّارَ فَقَدْ اُخْرِيتُ وَمَا لِلظَّالِمِيْنَ

دوزخ کے عذاب سے لے رب ہمارے جسکو تو نے دوزخ میں ڈالا سو اسکو رسوا کیا اور گنہگاروں کا کوئی  
 مِنْ اَنْصَارِهِ رَبَّنَا اِنَّا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ

نہیں مددگار لے رب ہمارے سننا کہ ایک پکارنیوالا پکارتا ہے ایمان لائیکو ایمان لاؤ اپنے رب پر  
 فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ

سو ہم ایمان لائے آپ ہمارے اب بخشنے کے گناہ ہمارے اور ہمارے برائیوں اور موت کے ہر نیک لوگ کے ساتھ  
 رَبَّنَا وَاِنَّا مَآ وَعَدْتَ نَا عَلٰی رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ اَنْتَ الْخَبِيرُ

لے رب ہمارے جو وعدہ دیا تو نے اپنے رسولوں کے ہاتھ اور رسوا نہ کرے قیامت کے دن تجھ سے خدانے نہیں کرتا وعدہ  
 طبرانی اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن عباس سے شان نزول اس آیت کی وہی بیان کی ہے جو ان فی

خلق السموات کے تحت میں اس سے پہلے سورہ بقرہ میں بیان ہو چکی۔ لیکن حافظ ابن کثیر نے اس شان نزول پر  
 یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ آیت مدنی ہے اور سورہ بقرہ بھی بلا خلاف مدنی ہے۔ اور قریش کا یہ سوال کہ صفا پہاڑ

سوں کا ہو جاوے کہ میں تھا۔ پھر یہ شان نزول کیونکر صحیح ہو سکتی ہے جواب اس اعتراض کا وہی ہے جو  
 حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں دیا ہے کہ قریش کا وہ سوال اگرچہ کہ میں تھا مگر اس زمانہ میں نہیں تھا۔

جب آنحضرت ہجرت سے پہلے مکہ میں مقیم تھے بلکہ یہ سوال ہجرت کے بعد اس زمانہ کا ہے۔ جب قریش میں  
 اذ آنحضرت میں صلح تھی +

فَاَسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّي لَا اُضِيعُ عَمَلَ عَٰمِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى  
 ہر قبول کی امی دعا م کے رب نے کہ میں ضائع نہیں نامت کسی محنت کرنے والی کی تم میں سے مرد ہو یا عورت

بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاٰخَرُجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْدُوا  
 تم آپس میں ایک ہو ہر جو لوگ اپنے وطن سے چھوٹے اور نکالے گئے گھر وئے اور ستائے گئے

فِيْ سَبِيْلِهِ وَقْتَلُوْا اَوْ قُتِلُوْا لَا كُفْرًا بَعْنُكُمْ سَيَّاهُمْ وَلَا دُخْلُهُمْ  
 ہمیری راہ میں اور لڑے اور مارے گئے ہیں اتار دینا گمانے برائیاں انکی اور داخل کر دینا

منزل

جَنَّتْ تَجْرَتُهُمْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۚ تَوَابًا مِمَّنْ عِنْدَ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ عِنْدَ حَسْرَتِ الثَّوَابِ  
 بانجوں میں جنکے نیچے بہتی ندیاں بدلا اللہ کے یہاں سے اور اللہ کے یہاں اچھا بدلا

ترمذی حاکم سعید بن منصور عبد الزاق اور ابن ابی حاتم نے حضرت ام سلمہ سے روایت کی ہے وہ کہتی ہیں کہ  
 ایک روز میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کی ہجرت کے اجر  
 کا ذکر قرآن شریف میں نہیں فرمایا اوس پر اللہ تعالیٰ یہ آیت نازل فرمائی۔ حاصل معنی آیت کے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ  
 نیک کاموں کا بڑا قدر دان ہے۔ نیک کام خواہ کوئی مرد کرے یا عورت اللہ تعالیٰ ضرور اوس کا اجر دیوے گا  
 حاکم نے اس شان نزول کو بخاری کی شطر کے موافق صحیح بتلایا ہے

لَا يَغْرُرُكَ تَقَلُّبُ الذِّئْرِ كَفَرًا ۚ وَفِي الْبِلَادِ مَتَاعٌ قَلِيلٌ ۚ ثُمَّ مَا أُوتِمْ  
 تو نہ بہک اس پر کہ آتے جاتے ہیں کافر شہروں میں یہ فائدہ ہے تو طراسا پھر اونکا ٹھکانہ

بَحْلَمَ ۚ وَيَسِّرُ اللَّهُ لَكَ ذِكْرُكَ ۚ لَكِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَجَعُوا خَلْفًا ۚ فَرَجَعُوا  
 دوزخ ہے اور کیا بڑی بیماری ہو لیکن جو لوگ ڈرتے رہے اپنے رب سے اُن کو باخ ہیں جنکے نیچے

تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۚ خُلِدِ الَّذِينَ فِيهَا ۚ لَا مَرَجَ عِنْدَ اللَّهِ ۚ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ  
 بہتی ندیاں رہ پڑے اُنہیں مہانی اللہ کے یہاں سے اور جو اللہ کے یہاں ہے

خَيْرٌ لِّلْآبَرَارِ ۝

سو بہتر ہے نیک بختوں کو

منزل  
الثقة

اور یہی آیتوں میں ذکر تھا کہ مخالف شریعت لوگوں کی تجارت بڑے بڑے ٹوٹے کی تجارت ہے کیونکہ دنیا چند روزہ  
 ہے اوس میں پھر چلکر ان لوگوں نے کچھ کمایا تو یہ سبب مخالفت شریعت الہی کے پھر عقوبت کا ابد الابد عذاب الہی  
 انکو جھگٹنا پڑے گا۔ اوس مطلب کی فہمائش کے لئے اللہ تعالیٰ نے سورۃ کو اس مضمون پر ختم فرمایا ہے  
 جسکا حاصل یہ ہے کہ ان لوگوں کی دنیا کی آسودگی بہت جلد جانے والی چیز ہے۔ پھر انکا ٹھکانا دوزخ ہے پھر  
 فرمایا جو لوگ پابند شریعت الہی ہیں وہ بھی تجارت سے نفع دنیاوی اوٹھاتے ہیں۔ لیکن اوس میں یہ وصف ہے  
 کہ دنیا کے پیچھے اونہوں نے اپنے دین کو نہیں گنوا یا۔ اسلئے انکو عقوبت میں بڑی بڑی راجتیں ہیں جنت اور دوزخ  
 کے طرح طرح کے حالات میں استقدر کثرت سے حدیثیں ہیں جنکا بیان کرنا مشکل ہے اسلئے مختصر طور پر اتنا ذکر کر دینا  
 کافی ہے کہ جنت کی نعمتوں کے باب میں تو ابو ہریرہ کی حدیث قدسی صحیح بخاری و مسلم کی اوپر گزر چکی ہے کہ جنت کی  
 نعمتوں کا تفصیلی حال نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کان نے سنا نہ اون کا تصور خیال کسی کے دل میں گزر سکتا ہے اور  
 دوزخ کے باب میں نعمان بن بشیر سے صحیحین کی روایت ہے کہ کم سے کم دوزخ کا عذاب یہ ہوگا کہ آگ کی جوتیاں

ان کم عذاب الیٰ ووزخوں کے پاؤں میں پھنسا دیں جاویں گی جن سے انکا بھیجا کہو نے گئے گا جس طرح ویک میں پکتے وقت کوئی چیز کہو نے لگتی ہے غرض خدا تعالیٰ سب مسلمانوں کو ایسے عملوں کی توفیق دیوے جس سے انکو دوزخ کی آفتوں سے بچا اور جنت کی نعمتوں کو برتنا نصیب ہو۔ آمین یا رب العالمین ۵

وَأَنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَمَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ

اور کتاب والوں میں بعضے وہ بھی ہیں جو مانتے ہیں اللہ کو اور جو اترتا ہاری طرف اور جو اترتا انکی طرف

خَشَعِينَ لِلَّهِ لَا يَشْتَرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ

دل ہوتے ہیں اللہ کے آگے نہیں خرید کرتے اللہ کی آیتوں پر مول تھوڑا وہ جو ہیں ان کو ان کی مزدوری

عِنْدَ رَبِّهِمْ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا الصَّبِرُوا وَاصْبِرُوا

ہے ان کے رب کے پاس بیشک اللہ حساب لیتا ہے جاب اسے ایمان والوں ثابت رہو اور مقابلہ میں مضبوطی کرو

وَرَابِطُوا وَأَتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

اور لگے رہو اور ڈرتے رہو اللہ سے شاید تم مراد کو پہنچو

مستدرک حاکم میں عبد اللہ بن زبیر سے اور سنائی میں حضرت انسؓ سے اور تفسیر ابن جریر میں حضرت جابر سے جو روایت اس آیت کی شان نزول میں ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ نجاشی بادشاہ حبشہ کا جب انتقال ہو گیا تو آپؐ نے صحابہ کو ساتھ لیکر بقیع میں جا کر نجاشی کی صلوٰۃ الخائب پڑھی۔ بعضے منافقوں نے یہ چرچا کیا کہ نصرانی غلام حبشی کی نماز مسلمانوں سے آنحضرتؐ نے کیوں پڑھوائی اوس چرچے کو غلط ٹھرانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی حاصل معنی آیت کے یہ ہیں کہ سب اہل کتاب ایک سے نہیں ہیں بعضے وہ ہیں کہ عہد کے بعد اللہ کے احکام کو بدلتے اور چھپاتے ہیں جنکا ذکر اوپر گذرا۔ اور بعضے وہ ہیں جو اللہ کی کتاب کو پورا ایمان رکھتے ہیں۔ جیسے عبد اللہ بن سلام اور اون کی ساتھی اور نجاشی ان لوگوں کو اللہ اجر دیوے گا اس سے معلوم ہوا کہ نجاشی درپردہ مسلمان تھا۔ حاکم نے اس شان نزول کو صحیح بتلایا ہے ۵

رَقَّةُ الْمَاءِ تَبْرَأُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَسَبْعُونَ آيَةً

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

صحیح قول یہ ہے کہ یہ سورۃ مدنی ہے کیونکہ بخاری میں جو روایت ہے اوس میں حضرت عائشہ کے نکاح کے بعد اس سورۃ کا نازل ہونا پایا جاتا ہے۔ اور اس امر پر سب کا اتفاق ہے کہ حضرت عائشہ کا نکاح ہجرت کے بعد مدینہ میں ہوا ہے ۵

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا

زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ

جوڑا اور بکھیرے اُن دونوں سے بہت مرد اور عورتیں اور ڈرتے رہو اللہ سے جس کا واسطہ دیتے ہو آپس میں

بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا

اور خیر دار ہوتا تو ان سے اللہ سے تمہارے مطلع

تفسیر ابن جریر وغیرہ میں جو متعدد معتبر روایتیں ہیں اور کا حاصل یہ ہے کہ آگے جو اس سورۃ کی آیتیں آتی ہیں  
اُوْنیں اللہ تعالیٰ نے طرح طرح کے احکام قربت کے ذکر فرمائے ہیں مثلاً قرابت دار ولی خبکی پرورش میں یتیم بچہ  
ہوں یتیموں کے مال کی بابت اور ان کو حکم فرمایا ہے یا کوئی شخص مر جاوے تو اس کا مال قرابت دار وارثوں  
میں کیونکر تقسیم ہونا چاہئے اس کا حکم فرمایا ہے پھر جب تک آدمی قرابت داروں کا پاس اور لحاظ پورا پورا نہ رکھے گا  
تو ان حکموں کی پابندی پوری پوری آدمی سے نہیں ہو سکتی۔ اس واسطے اُوْن حکموں کے ذکر فرمانے سے  
پہلے اللہ تعالیٰ نے قرابت داری کو اپنے نام پاک کے ساتھ اس آیت میں ذکر فرما کر قرابت داری کی پاسداری  
دھیان لوگوں کو دلایا ہے اور نہ فرمایا ہے کہ حسب طرح لوگوں کو اللہ سے ڈرنا چاہیے اور نہ یہ کہ حسب طرح قرابت داری  
کی فروگزاشت سے ڈرنا چاہئے۔ کس لئے کہ حسب طرح اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے آدمی دوزخی ہو جاتا ہے  
اور حسب طرح قرابت داری کے شرعی برتاؤ میں کچھ فروگزاشت کرنے سے بھی آدمی دوزخی ہو جاتا ہے صحیحین میں  
جمیر بن مطعم سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا جو شخص قرابت کے حق کو ادا نہ کرے گا وہ ہرگز جنت میں  
نہیں جاوے گا۔ اس طرح صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت عائشہ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ  
رحم عرش معلّے میں لٹکا ہوا ہے۔ اور یہ کہتا ہے کہ آیا اللہ جو شخص صلہ رحمی کرے اس پر رحم فرما اور جو قطع  
رحمی کرے اس کو کاٹ ڈال اس باب میں اور بھی صحیح حدیثیں ہیں غرض آگے جو احکام آئے ہیں اُوْن کی  
تعمیل کی تاکید میں یہ آیت اللہ تعالیٰ نے بطور پیش بندی کے نازل فرمائی ہے اور نہ فرمایا ہے کہ اصل  
پیدائش انسان کی ایک مال باپ ہے اس سے یہ مطلب ہو کہ آپس کے سلوک میں اول تو اصل پیدائش کو ہرگز  
نہیں ہولنا چاہئے یہ خیال کرنا چاہئے کہ جب اس اصل پیدائش کے ساتھ اور قرابت قریبہ بلجاوے۔ تو  
آپس کے سلوک کی تاکید اور بڑھ جاتی ہے۔ رقیب کہتے ہیں اس کو جو ہر طرح کی خبر رکھے ۛ

منزل

وَاتُوا إِلَهُكُمْ أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا الْحَبِيثَ بِالطَّيِّبِ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَهُمْ

اور دلوں یتیموں کو ان کے مال اور بدل نہ لو گنداستہرے سے اور نہ کھاؤ اُن کے مال



إِلَى أَمْوَالِكُمْ ذَاتَهُ كَانَ حَقُّ بَابِكُمْ ۝  
اپنے مالوں کے ساتھ یہ ہے بڑا وبال

تفسیر خازن وغیرہ میں جو سعید بن جبیر کی معتبر سند روایتیں ہیں اور انکا حاصل یہ ہے کہ غطفان قبیلہ میں ایک شخص کے پاس اسکا یتیم بھتیجا پرورش کیا جاتا تھا جب وہ لڑکا ہوا تو اس نے اپنی باپ کا مال چھاپے مانگا چھانے مال کے دینے سے انکار کیا۔ یہ جھگڑا آنحضرت کے پاس آیا۔ اوسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اس آیت کا حکم سنکر چچا نے اپنے بھتیجے کو مال دے دیا اور اس لڑکے نے وہ سب مال خیرات کر دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیٹے کو خیرات کا اجر ملا اور باپ پر مال کے جمع کرنے کا وبال پائی رہا۔ اور اکثر رشتہ دار لوگ یتیموں کا اچھا مال رکھ کر اسکی عوض میں اپنا ناکارہ مال یتیموں کو دے دیتے تھے یا کھا جاتے تھے۔ ان دونوں باتوں سے بھی اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں منع فرمایا۔ صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا یتیم کا مال کھا جانا۔ شرک کرنا۔ جادو کرنا۔ کیسکونا حق قتل کرنا۔ جہاد سے بھاگنا۔ ہارساعورتوں پر بدکاری کا بہتان باندھنا۔ سود کھانا۔ یہ سات بڑے گناہ ہیں جن سے آدمی ہلاک ہو جاتا ہے۔ ان سے بچو۔ حوب کے معنی گناہ کے ہیں۔

وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مِمَّا ضَرَفْتُمْ

اور اگر ڈرو کہ انصاف نہ کرو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں تو نکاح کرو جو تمکو خوش آوین عورتیں دو دو وثلث وربعہ فان خفتم الا تعبدوا فواحدة او ما ملکت

تین تین اور چار چار پھر اگر ڈرو کہ برابر نہ کرو گے تو ایک یا جو اپنے ہاتھ کا مال ہے

أَمْثَلُكُمْ ذَلِكِ ادْنَىٰ إِلَّا تَعُولُوا ۝  
اس میں گناہ ہے کہ ایک طرف نہ جھک پڑو

بخاری میں روایت ہے کہ عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ سے اس آیت کی شان نزول پوچھی تھی حضرت عائشہ نے فرمایا کہ اے میرے بھانجے بعض یتیم لڑکیاں لوگوں کی پرورش میں ہوتی تھیں وہ لوگ ان لڑکیوں کو مال دار اور متبیل صورت دیکھ کر اون کے مال اور جمال پر گرویدہ ہو جاتے اور پہلے تو ان لڑکیوں سے نکاح کر لیتے تھے پھر اون کو گھر کی لڑکیاں سمجھ کر پرانے گھر کی لڑکیوں جیسے اون کے حق ادا نہیں کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اوسکے منع فرمایا اور فرمایا کہ ایسی صورت میں ایک سے بیکر چار تک تم پرانے گھر کی لڑکیاں کیا کرو تا کہ اون کے حق ادا کرنے پر تمکو پرانے گھر کی شرم و ہنس گیر ہو چار سے زیادہ عورتوں کے نکاح میں کہنے کی حرمت پر حدیثیں وارد ہیں اس لئے

شیعہ یا جو اور لوگ چار سے زیادہ عورتیں منکوحہ رکھنے کے قابل ہیں اور ان کا قول اور حدیثوں کے مخالف ہے چنانچہ ترمذی میں حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ غیلان بن سلمہ ثقفی جب مسلمان ہوئے تو اون کی دس بی بیان تھیں وہ سب اون کے ساتھ مسلمان ہو گئیں۔ لیکن آنحضرت نے غیلان سے فرمایا چار عورتوں کو اون میں سے تم رکھ لو۔ باقی کو چھوڑ دو اور ابو داؤد میں حارث بن قیس سے روایت ہے کہ جب وہ مسلمان ہوئے تو اون کی آٹھ بیبیاں تھیں۔ اور کو بھی آنحضرت نے وہی حکم فرمایا جو حکم غیلان کو دیا تھا۔ غیلان بن سلمہ اور حارث بن قیس کی روایتیں حسن قابل حجت ہیں حاصل کلام یہ ہے کہ سطح آپ نے لوگوں کے پاس ایک ساتھ دو بہنوں کو پاکر ایک کو اون میں سے چھوڑ دیا ہے جبکہ روایت معتبر سند مند امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ میں ہے اور سطح آپ نے چار سے زیادہ عورتوں کو چھوڑ دیا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حرمت میں یہ دونوں امر برابر ہیں آخر آیت میں فرمایا کہ زیادہ بی بیاں کرنے میں تمکو یہ ڈر ہو کہ تم نان و نفقہ وغیرہ میں اون کے ساتھ انصاف سے پیش نہ آ سکو تو نہ چار کرو نہ تین نہ دو۔ بلکہ ایک ہی بی بی۔ یا لونڈی پر قناعت کرو تا کہ تم پر بار کم ہو اور جس بے انصافی کا خطرہ ہے وہ پیش نہ آوے۔

وَاتَّقُوا اللَّهَ صَدَقَ قَوْلُ رَحْمَتِ اللَّهِ عَلَيْهِمْ لَقَدْ كُفِرْتُمْ مِنْهُ نَفْسًا

اور دے ڈالو عورتوں کو مہر انکی خوشی سے پھر اگر وہ اس میں سے کچھ چھوڑ دیں دل کی خوشی سے

فَكُلُوا مِنْ ثَمَرِهَا مَا صَارَ بِهَا

تو وہ کھاؤ رچتا بچتا

صحیحین وغیرہ میں جو روایتیں ہیں اور ان کا حاصل یہ ہے کہ نکاح کے باب میں اسلام سے پہلے طرح طرح کے رواج تھے یہ آیت نازل فرما کر اندر لٹا لے اسلام میں جبکہ بندگان اور ایک رواج تو یہ تھا کہ جب کوئی یتیم لڑکی ایسی مالدار یا خوبصورت ہوتی کہ پرورش کرنے والا قرا بتدار خود اس سے نکاح کرنے پر مایل ہو تو ایسی حالت میں وہ ولی پرورش کرنے والا۔ اس لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کر دیتا تھا۔ مگر یہ نکاح اس طرح بیدلی سے کیا جاتا تھا کہ ماں باپ والی لڑکی کی طرح اس کا مہر نہیں باندھا جاتا تھا جو قدر قلیل مہر بٹھرا جاتا تھا۔ وہی کافی خیال کیا جاتا تھا۔ اور کبھی کبھی اس طرح کی لڑکی کو بلا مہر کے ایک اونٹ پر بٹھا کر خاوند کے گھر بھیج دیا جاتا تھا۔ کبھی کسی خاندان میں اپنی لڑکی بلا مہر بیابھی جا کر نکاح کے وقت یہ شرط بٹھرتی تھی کہ اس خانہ کی ایک لڑکی ہم بھی بلا مہر لیو گئے۔ اس کو نکاح شغار کہتے ہیں اور نکاح کے بعد عورت اگر اپنا سارا مہر ان کی کوئی حصہ معاف کر دیوے تو اس کو بھی جائز نہیں خیال کیا جاتا تھا۔ اور پرورش کرنے والے مہر یہ خود رکھ لیتے تھے۔ لڑکی کو اون میں سے کچھ نہیں دیتے تھے۔

وَلَا تَقُولُوا لِلْسُّفَهَاءِ أَمْوَالُكُمْ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَمًا وَارْزُقُوهُمْ فِيهَا

اور مت بکڑا دو بے عقلوں کو اپنے مال جو اللہ نے بنائے تمہاری گزراں اور انکو اس میں کھلاؤ

وَأَكْسُوهُمْ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا

اور پہناؤ اور کہو اُن سے بات معقول

یہاں عبد اللہ بن عباسؓ و سعید بن جبیرؓ میں اختلاف تھا حضرت عبد اللہ بن عباسؓ اس آیت کی شان نزول یہ فرماتے ہیں کہ جس شخص کی بی بی بد سلیقہ ہو یا اولاد بد خور ہو یوقوت ہو تو ایسی بی بی بچوں کے ہاتھ میں خرچ نہ دینے کے لئے یہ آیت اوتری ہے اور سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ نہیں جو یتیم بنے وقوت ہوں اور نکال مال اون کے ہاتھ میں نہ سونپ دینے کے لئے یہ آیت اوتری ہے لیکن اصل میں اس آیت کا حکم عام ہے ہر طرح کے بیوقوت کو خیال ہے اور حاصل سب سے آیت کے یہ ہیں کہ بد سلیقہ خواہ بی بی بچے ہوں یا یتیم مال اون کے حوالہ نہ کیا جاوے یاں اون کو اس مال میں سے کھلانا پھنانا چاہئے اور اون سے اس طرح کی فمائش کی باتیں کہہنی چاہئیں جس اونکا دل خوش ہو مال کو گزراں ایسے فرمایا کہ اس طرح کا کام چلتا ہے

وَابْتَكَوْا إِلَيْتُمْ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَإِنْ آنَسْتُمْ مِنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا

اور مد ہاتھ رہو یتیموں کو جب تک پہنچیں نکاح کی عمر کو پھر اگر دیکھو ان میں ہوشیاری تو حوالہ کرو

إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ الَّتِي تَرَكُوا مِنْ آبَائِهِمْ وَبَنِيهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَرِثَتِهِمْ

اون کے مال اور کہاں جاوے اُن کو اڑا کر اور گہرا کر کہ یہ بڑے ہوجائیں اور جو کوئی

غَلِيظًا فَلْيَسْتَعِظْ مِنْ كَارِ فَكِرٍ أَفْلِيًا كُلٌّ بِالْمَعْرُوفِ فَأِذَا دَفَعْتُمْ

مخوف تو چاہئے کہ بچتا رہے اور جو کوئی محتاج ہے تو کہاوے موافق دستور کے پھر جب اُنکو حوالہ کرو

إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهِدُوا عَلَيْهِمْ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا

اُن کے مال کو شاہد کرو اس پر اور اللہ ہی حساب سمجھنے والا

تفسیر خازن غیسر میں جو روایتیں ہیں اون کا حاصل یہ ہے کہ ایک شخص رفاعہ کا آنحضرت کے زمانہ میں انتقال ہوا رفاعہ کے بھائی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آنکر مسئلہ پوچھا کہ رفاعہ کا بیٹا ثابت میری پرورش میں ہے اسکا مال جو اسکا باپ چھوڑا ہے کب اس کے حوالہ کیا جائے اور پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی حاصل معنی آیت کے یہ ہیں کہ یتیم اٹکا لڑکی جب بالغ ہو جاوے اور اسکی عقل بھی ترکہ کا مال سنبھالنے کے قابل نظر آوے اسوقت اونکا مال اونی کے حوالہ کر دیا جاوے اور غنی پرورش کرنے والا اقربا بہت وار

منزل

تیم کے مال میں سے کچھ خرچ نہ کرے البتہ محتاج پرورش کرنے والا قریب دار ضروری اپنا ذاتی خرچ تیم کے مال میں سے چلا لیا کرے اور تیم کو جب مال حوالہ کیا جائے تو دو گواہوں کے رو برو حوالہ کیا جائے تاکہ آئندہ کو جھگڑا نہ پڑے بعض علماء نے لڑکا لڑکی کی عقل اور ہوشیاری آزمانے کی یہ صورت بیان کی ہے کہ پہلے اونکو تھوڑا مال دیکر اندھا کام کاج دیکھا جاوے اور اوسکی ہوشیاری کا اندازہ کیا جاوے۔ بالغ ہونے کی علامت زیر تان کے بال اور احتلام ہے۔

لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا

ال باب اور ناتے والے اس تھوڑے میں یا بہت میں حصہ مقرر کیا ہوا

ابن جان نے کتاب الفرائض صحیح ابن جان میں اور ابو شیخ نے اپنی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی سے روایت کی ہے کہ زمانہ جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ لڑکوں کے قریب دار مردے کے مال میں سے لڑکیوں کو حصہ نہیں دیتے تھے۔ اور لڑکوں کو بھی مد بلوغ تک پہنچنے سے پہلے حصہ سے محروم رکھتے تھے اور کہتے تھے کہ مردے کے مال میں سے حصہ پانے کا وہی حق دار ہے جو لڑائی بھڑائی کے کام کا ہو سلام کے بعد ایک شخص اوس بن ثابت انصاری دفن پائی تین لڑکیاں ایک بی بی ام کہ اوس بن ثابت کے وارث اگرچہ موجود نہ تھے لیکن اوس بن ثابت کے چچا زاد بھائی ثور اور غطف نے سب مال اُس بن ثابت کا لے لیا اور اوس بن ثابت کی بی بی اور لڑکیوں کو کچھ نہ دیا۔ اوس بن ثابت کی بی بی ام کہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس ماجرے کا ذکر کیا۔ اوسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ نازل فرمائی۔ مگر یہ آیہ مجمل تھی اسسے اسقدر معلوم ہوتا تھا کہ جاہلیت کا دستور اللہ کو ناپسند ہے۔ بی بی۔ اور لڑکیوں کا حصہ خاوند اور باپ کے مال میں ہونا چاہئے۔ لیکن یہیں معلوم ہوتا تھا کہ وہ حصہ کقدر ہے اسلئے اللہ تعالیٰ نے بطور تمہید کے یہ آیہ نازل فرمائی۔ اور آگے کی آیہ یوسفکم اللہ میں ہر ایک کے حصہ کی تفصیل نازل فرمائی۔

منزل

وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينُ فَأَنزِلُوا عَنْهُمْ قَوْلَهُمْ

اور جب حاضر ہوں تقسیم کے وقت ناتے والے اور تیم اور محتاج تو انکو کچھ کہلاؤ اسیں سے

وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا

اور کہو ان کو بات معقول

اس آیہ کے منسوخ ہونے اور نہ ہونے میں صحابہ اور تابعین کا بڑا اختلاف ہے یہاں تک کہ امام ابن جریر حضرت عبداللہ بن عباس سے بھی اس باب میں دو روایتیں آئی ہیں۔ ایک روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیہ یوسفکم اللہ

منسوخ ہے اور دوسری روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ منسوخ نہیں ہے اور رفع اس اختلاف کا یہی ہے کہ منسوخ نہ ہونے کی روایت بہ نسبت منسوخ ہونے کی روایت کے زیادہ قوی ہے چنانچہ اسی وجہ سے امام بخاری نے بخاری میں بوجہ ثقاہت راویوں کے منسوخ نہ ہونے کی روایت کو لیا ہے دوسری روایت کو نہیں لیا۔ اور اس صورت میں معنی اس آیت کے آیتہ یوصیکم اللہ کے ساتھ ملا کر یہ ہو گئے کہ آیتہ یوصیکم اللہ سے جن قرابتداروں کے حصہ قرار پائے ہیں ان قرابتداروں کے ماسوا جواور ایسے قرابتدار ہیں جن کا کچھ حصہ مقرر نہیں ہے ان کا اس آیت میں ذکر ہے کہ تقسیم مال کے وقت ان کو کھانا کھلایا جاوے۔ یا کچھ دیدیا جاوے اور زیادہ نہ دینے کا عذر زمر لفظوں میں کر دیا جاوے اس وجہ سے دونو آیتوں کا حکم اپنی اپنی جگہ قائم ہے ایک حکم دوسرے حکم سے منسوخ نہیں ہے چنانچہ بعضی روایتوں میں خود حضرت عبداللہ بن عباس نے ان معنوں کی صراحت فرمائی ہے۔

وَلْيَحْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكَوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ ذُرِّيَّتَهُ ضَرْفًا خَافُوا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظَالِمًا  
 اور کہیں بات سید ہی جو لوگ کھاتے ہیں مال یتیموں کے ناحق  
 اِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَهُمْ لَا يَبْصُرُونَ سَعِيرًا  
 وہ ہی کھاتے ہیں اپنے پیٹ میں آگ اور اب پیشیں گے آگ میں

علماء مفسرین نے اس آیت کی شان نزول دو طرح بیان کی ہے بعض کہتے ہیں کہ قریب المرگ بیمار کے پاس اور پروا لے لوگ بیمار کو ایسی صلاحیں دیا کرتے تھے کہ حقدار وارثوں کا حق مار کر غیروں کے نام پر تنسیہ سے زیادہ نام نمود کے لئے وصیت کرے اور ان کی ممانعت میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے اور اس طرح کی صلاح کاروں کو ڈرایا ہے کہ صلاح نیک دو آج دوسروں کی اولاد کا حق مارا جانے کی صلاح دو گے تو کل تمہاری اولاد کے لئے بھی یہی دن پیش آنے والا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ یتیموں کے بڑے بوڑھے یتیموں کو اور یتیموں کے مال کو بے احتیاطی سے رکھتے تھے اور ان کے ڈرانے کو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے کہ کل کو تمہاری اولاد بھی یتیم ہونے والی ہے دوسروں کے یتیم اولاد کے ساتھ اچھا برتاؤ رکھو اور اپنی اولاد کا یہ دن یاد کرو رفع اس اختلاف کا یہی ہے کہ آیت عام ہے دونوں مکمل کو شامل ہے چنانچہ خود امام مفسرین حضرت عبداللہ بن عباس سے دونوں شان نزول کی روایتیں ہیں صحیح ابن جان میں ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے ایک ن فرمایا کہ قیامت کے دن ایک گروہ خلقت کا قبروں سے جب اوٹھیں گے تو ان کے مونہ اور آنکھ ناک کان سے آگ کے شعلے





صحاح سنہ اور سند امام احمد بن حنبل میں حضرت جابر سے ان آیات کی شان نزول جو بیان کی گئی ہے اوسکا یہ ہے کہ خود حضرت جابر بیمار تھے آنحضرت اون کی خیر و عافیت کی خبر کو تشریف لائے اور حضرت ابو بکر صدیق بھی آنحضرت کے ساتھ تھے اتنے میں حضرت جابر کو غش آگیا۔ آنحضرت نے اون کا یہ حال دیکھ کر پانی منگو کر وضو کیا اور وضو کا پچا ہوا پانی حضرت جابر پر چھڑکا جس سے حضرت جابر کو ہوش آیا۔ اور حضرت جابر نے اپنے مال کی تقسیم کی بابت آنحضرت سے مسئلہ پوچھا۔ اسطرح سعد بن ربیع کی بی بی نے بھی آنحضرت سے فریاد کی تھی کہ سعد بن ربیع کے بھائی نے سب مال سوز کا لے لیا ہے۔ سعد بن ربیع کی دونوں بیٹیوں کو کچھ نہیں دیا۔ اور ام کھ نے فریاد کی تھی جسکا ذکر اوپر گزر چکا۔ اسطرح کی تقسیم کے سوالات پیش آنے سے اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں اور طرح طرح کے حصوں کو اس آیتہ اور اس کے مابعد کی آیتہ اور آخر سورۃ کی آیتہ میں بیان فرمایا۔ منجملہ اوس کے اس آیتہ میں دو میراثیں بیان فرمائیں اولاد کی اور مال باپ کی۔ اولاد میں اگر لڑکے لڑکیاں دونوں ہوں تو لڑکوں کا دوہرا حصہ ہے اور لڑکیوں کا اکہرا اور اگر میت کا کوئی لڑکا نہ ہو بلکہ فقط ایک لڑکی اولاد میں ہو تو آدھا مال لیوے اور کئی لڑکیاں ہوں تو دو تھائی مال برابر بانٹ لیویں۔ اگر میت کی اولاد نہ ہو یا ایک سے زیادہ بھائی بھن ہیں تو مان کا چھٹا حصہ اور دونوں نہیں تو تہائی اسطرح میت کی اگر اولاد نہ ہو تو باپ کا چھٹا حصہ ہے۔ اور اولاد نہیں ہے تو مان کو تھائی مال دیا جا کر باپ کو باقی سب مال بجاو گیا۔ میت نے کچھ وصیت کی ہو یا اوسکے ذمہ کچھ قرض ہو تو اسے وصیت اور ادا کے قرض کے بعد یہ حصے ہونگے۔ آخر آیتہ کا یہ مطلب ہے کہ میت کا نفع مان۔ باپ اور بیٹے دونوں سے متعلق ہے اسلئے وہ طریقہ جس میں مال بغیر وصیت کے فقط بیٹے کو ملتا تھا اور وصیت مان باپ کے لئے ہوتی تھی۔ آئندہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے موقوف کر دیا۔

منزل

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ زَوْجَاكُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ  
اور تکو آدھا مال جو چھوڑیں عورتیں اگر انہوں انکی اولاد نہ ہو اگر انکی اولاد ہے  
وَلَكُمْ الْرُّبْعُ مِمَّا تَرَكَنَّ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يَوْصِيْنَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَلَهُنَّ  
تو تکو جو تھائی مال جو چھوڑا بعد وصیت جو دلوامیں یا قرض کے اور عورتوں کو  
الرُّبْعُ مِمَّا تَرَكَنَّ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّلُوثُ  
جو چھوڑی موقوف اگر نہ ہو تکو اولاد نہ ہو اگر تکو اولاد ہے تو اُنکو آٹھواں حصہ  
مِمَّا تَرَكَنَّ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يَوْصِيْنَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ  
جو کچھ تنے چھوڑا بعد وصیت کے جو تم دلوامد یا قرض کے اور اگر جن مرد کی میراث

کَلَّةٍ أَوْ صِرَافَةٍ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنَ السَّدَسِ فَإِنْ كَانَ كَانُوا أَكْثَرَ

باب بیسٹین کہتا یا عورت ہو اور اسکا ایک برائی ہے یا بہن تو دونوں میں ہر ایک کو چھٹا حصہ بھرا کر زیادہ ہوئے

مِنْ ذَلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثَّلَاثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةِ تَوْصِي بِهَا أَوْ دِينَ

اسکے تو سب شریک ہیں ایک تہائی میں بعد وصیت کے جو ہو چکی ہے یا قرض کے

غَيْرَ مُضَارِّكَ وَصِيَّةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ

جب اور دنیا نقصان نہ کیا ہو کہہ رکھا اللہ نے اور اللہ سب جانتا ہے تحمل والا

حاصل مطلب یہ ہے کہ بی بی کے ال میں شوہر کا آدھ مال کا حصہ ہے جبکہ بی بی کے اولاد نہ ہو اور اگر شوہر سے اولاد ہو تو شوہر کا چوتھائی مال کا حصہ ہے۔ اسی طرح شوہر کے مال میں بی بی کا چوتھائی مال کا حصہ ہے جبکہ شوہر کے کوئی اولاد نہ ہو اور اگر اولاد ہو تو بی بی کو آٹھواں حصہ ملے گا۔ اب میاں بی بی کے میراث کے بعد آیت میں بھائی بہن کی میراث کا جو ذکر ہے اسکی تفصیل یہ ہے کہ باپ اور بیٹے کے ساتھ بھائی بہن کو کچھ نہیں ملتا جب باپ اور بیٹا نہ ہوں تو میت کے بھائی بہن کی یہ صورت ہے کہ اگر وہ بھائی بہن کے ہوں یا فقط باپ میں شریک ہوں تو انکا حصہ مثل میت کے اولاد کے دوہرا اور اگر اسے لیکن ان کے حصہ کا ذکر اس آیت میں نہیں ہے بلکہ اس آیت میں فقط اون بھائی بہن کے حصہ کا ذکر ہے جو ماں میں شریک ہیں کہ ایک کو اون میں سے چھٹا حصہ ہے اور زیادہ کو تہائی اور اکثر علماء کا قول ہے کہ جس میت کا باپ بیٹا دونوں میں سے کوئی نہ ہو اسکو کلام کہتے ہیں شروع رکوع سے یہاں تک حصہ داروں کا بیان ہوا۔ آدھا۔ پاد۔ آٹھواں تہائی دو تہائی چھٹا۔ یہ حصے ہیں جو ان حصہ داروں کو مل سکے ہیں اگر ان حصوں میں کچھ خلل تقسیم پڑ جاوے تو تہائی یا چھٹا حصہ مقررہ حصہ پر بڑھاتے ہیں جبکہ عول کہتے ہیں زیادہ تفصیل اسکی فرایض کی کتابوں میں ہے۔ اگر حصہ داروں کے سوا اور قسم کے وارث ہیں جنکو حصہ کہتے ہیں۔ اون کا کچھ نہیں ہے۔ لیکن اگر حصہ دار نہ ہوں تو حصہ سب مال لے لیتا ہے اور کبھی حصہ کو حصہ داروں سے بچا ہو اسب مل جاتا ہے جیسے اوپر گذر کہ میت کی اولاد نہ ہو اور ماں باپ ہوں تو ماں کو تہائی مال۔ دیا جا کر باقی سب مال باپ کو مل جاتا ہے۔ اگر حصہ دار اور حصہ دونوں ہوں تو تیسری قسم ذوی الاحام کی ہے وہ ایسے قریب دار ہیں جن میں عورت کا واسطہ ہے جیسے نانا یا نواسا انکا حساب بھی حصہ کا ہے زیادہ تفصیل ان سب مسائل کی فرایض اور فقہ کی کتابوں میں ہے۔ وصیت میں نقصان کی صورتیں ہیں یا تو یہ کہ تہائی سے زیادہ وارثوں کے سوا کسی اجنبی شخص کے نام وصیت کرائی جاوے یا یہ کہ جس وارث کا حصہ معین ہے اسکو اپنی طرف رعایت کر کے کچھ زیادہ کی وصیت کرے ابو داؤد و ترمذی ابن ماجہ وغیرہ میں ابو ہریرہ سے روایت ہے جس میں یہ ہے کہ بعض آدمی عمر بھر اچھے کام کرتے ہیں اور آخر عمر میں خلاف شریعت وصیت کر کے اپنی عجبے بگاڑ لیتے ہیں۔ اس حدیث کی سند میں بشر بن حوشب ہے جنکا حال اوپر لک

منزل

ایک جگہ گزر چکا ہے اور ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔

تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يَدْخُلْ جَنَّتِمْ جَزَىٰ مُرْتَجِدًا لَّا يَمُوتُ

یہ حدیں باندہی اسکی ہیں اور جو کوئی حکم پر چلے اللہ کے اور رسول کے داخل کرے باغوں میں جکے نیچے بہتی ندیاں

يَدْخُلْنَ فِيهَا ۚ وَذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۚ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ

رہ پڑے اُنہیں اور وہی ہے بڑی مراد یعنی اور جو کوئی بھیجی کرے اسکی اور رسول کی اور بڑے اسکی

حُدُودَهُ يَدْخُلْ نَارًا ۚ أَخْلَا إِفْهَامًا وَلَهُ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝

حدوں سے اسکو داخل کرے آگ میں رہ پڑے اُنہیں اور اسکو ذلت کی مار ہے

لفظ ملک سے ادن احکام کی طرف اشارہ فرمایا ہے جو شروع سورہ سے یہاں تک نکل تہیوں کے مال میراث اور وصیت کے باب میں گزرے ہیں اور ادن احکام کا نام حدود ایسے فرمایا کہ اونکی پابندی اور ترک پابندی پر عتد کے وعدہ اور دوزخ کے وعید کو منحصر فرمایا ہے لیکن باوجود اس وعدہ اور وعید کے اس آخری زمانہ میں ان حدود والہ کے اکثر لوگ پابند نہیں ہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انکو اپنے احکام کی پابندی کی توفیق عنایت فرماوے۔

وَالَّذِينَ يَأْتِيَنَّكَ الْفَاحِشَةُ مِنْ نِّسَائِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِنْكُمْ

اور جو کوئی بدکاری کرے تمہاری عورتوں میں تو شاہد لاؤ اُنپر چار مرد اپنے

فَرُشْهَدًا وَافًا مَسْكُوهً فِي الْبَيُوتِ حَتَّىٰ يَتَوَفَّيَهُنَّ الْمَوْتُ أَوْ يَجْعَلَ

پہر اگر وہ گواہی دیوں تو زندہ رہو گہروں میں جب تک ہر یوے انکو موت یا کر دے

اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا ۚ وَالَّذِينَ يَأْتِيَنَّاهُمْ فَادْعُوهُمَا فَإِنْ تَابَا وَأَصْلَحَا

اللہ ان کی کچھ راہ اور جو دو کرنے والے کریں تم میں سے وہی کام تو انکو ستاؤ پھر اگر توبہ کریں اور استغفار کریں

فَاعْمُرُوهُمَا طَرِيقًا ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ تَوَّابًا رَحِيمًا ۝

تو انکا خیال چھوڑ دو اللہ توبہ قبول کرتا ہے مہربان

مفسر مسند بن ابی حضرت امام مفسر بن عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے جسکا حائل یہ ہے کہ سورہ نور کی آیت الزانیہ والزانی کے نازل ہوتے تک بدکاری عورت کو بدکاری سے باز رکھنے کے لئے گھر میں تازیت بند کرنا کا حکم تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حسب وعدہ سورہ نور میں کواری مرد عورت کے لئے سو کوڑے مارنے اور سال یا بھر کی جلا وطنی کا اور یا ہے ہوئے مرد و عورت کے لئے سنگسار کرنے کا حکم نازل فرمایا۔ اس طرح مسند امام

صحیح مسلم اور سنن میں عبادہ بن عاصم سے روایت ہے جس کا محل یہ ہے کہ سورہ نور کی آیت کے نازل ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسی عورتوں کے تازیت گھر میں بند رکھنے کے بجائے اللہ تعالیٰ نے کو اسے مرد عورت کے لئے سو کوڑے اور برس دن کی جلا وطنی کا اور بیاسہ ہوئے مرد و عورت کے لئے سو کوڑے اور سنگسار کرنے کا حکم نازل فرما دیا اس حکم کو یاد کرو۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے سنگساری کے ساتھ کوڑوں کا حکم اس حدیث میں جو ہے امام احمد رحمہ اللہ کا عمل بھی اسکے موافق ہے۔ باقی ائمہ کا اس میں اختلاف ہے۔ اس طرح برسن کی جلا وطنی کو امام ابو حنیفہ رحمہ نے حاکم کے رائے پر منحصر رکھا ہے۔ مفسرین کا اس میں اختلاف ہے کہ سورہ نور کی آیت سے یہ آیت منسوخ ہے یا نہیں ظاہر یہی ہے کہ یہ حدیث تاریخ منسوخ کی نہیں کیونکہ یہ آیت سرے سے ہی ایک مدت معینہ کے عمل کے لئے تھی۔ منسوخ تو وہ ہے کہ بلا قید مدت کے ایک حکم نازل ہوا اور پھر دوسرے حکم سے اس پہلے حکم کا عمل موقوف کر دیا جاوے آیت کے دوسرے ٹکڑے میں یہ جو فرمایا کہ جو دو کرنے والے کریں تم میں وہی کام تو اذ نکو ستاؤ اسکی تفسیر میں مجاہد کا قول ہے کہ اس سے مراد وہ بد فعلی ہے جو دو مرد آپس میں کریں۔ حد کے نازل ہونے سے پہلے ان کے سترانے کا حکم تھا جبکہ مطلب یہ تھا کہ انکو توبہ کرنے سے پہلے زانی جھڑک دیا جاوے اور کچھ معمولی مار پیٹ کر دی جاوے اب حد کے نازل ہو جانے کے بعد بعفے سلف تو ان کے حق میں حد زنا کے قائل ہیں۔ ایک قول کے موافق امام شافعی کا مذہب بھی یہی ہے اور بعفے حد قتل کے اور بعفے آگ میں جلانے یا بلند جگہ پر سے دھکا دیکر گرا دینے کے قائل ہیں حد قبل کے باب میں حضرت عبد اللہ بن عباس سے ایک مرفوع روایت بھی سند امام احمد ترمذی ابو داؤد ابن ماجہ مستدرک حاکم اور بیہقی میں اور ایک روایت ابو ہریرہ سے ابن ماجہ اور مستدرک حاکم میں ہے لیکن علماء ان حدیثوں میں طرح طرح کا کلام کیا ہے ہاں اتنی بات ہے کہ اس باب کی سب روایتوں کو ہلایا جاوے تو اس حکم کو ایک طرح کی قوت ہو جاتی ہے اس پر اسے ایک روایت کے موافق امام شافعی کا مذہب بھی قرار پایا۔

منزل

إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِنْ

توبہ قبول کرنی اللہ کو ضرور سو انکی جو کرتے ہیں برا نادانی سے پھر توبہ کرتے ہیں قَرِيبٍ فَأُولَٰئِكَ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا وَلَيْسَتْ

التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ

توبہ نہیں جو کرتے جاتے ہیں بڑے کام جب تک سامنے آئے ایسے کسی کو موت کہنے لگا اِنِّي تَلَبَّتُ النَّارَ وَلَا أَلْزَمُ يَوْمَئِذٍ تَوْبًا وَهُوَ كَفَّارٌ أُولَٰئِكَ أَعْتَدْنَا لَهُمْ

جہنم توبہ کی اب اور نہ انکو جو مرتے ہیں کفر میں ان کے واسطے جہنم تیار کی

عَنْ أَبِي أَرْيَحَةَ

دکھ کی مار

اوپر کی آیت میں توبہ کا ذکر تھا۔ اس لئے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے توبہ کے قبول ہونے اور نہ ہونے کا ذکر فرمایا۔ اوپر گزر چکا ہے کہ توبہ کے قبول ہونیکا وقت وہی ہے کہ آدمی گناہ کر کے اضطراب کی حالت سے پہلے توبہ کر لیوے ورنہ موت کے آثار پیدا ہوجاتے اور اضطراب کی حالت پیش آجانے کے وقت کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ اضطراب کی حالت کے پیش آجانے کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح فرعون نے بالکل ڈوبتے وقت توبہ کی اور قبول نہیں ہوئی اسی طرح خراٹا لگ جانے اور دم اوکھڑ جانے کے وقت کوئی شخص توبہ کرے گا تو اسکی توبہ قبول نہوگی۔ چنانچہ اس باب میں حضرت عبداللہ بن عمر کی حدیث جس کو ترمذی نے حسن کہا ہے اوپر گزر چکی ہے حاصل کلام یہ ہے کہ توبہ کے قبول ہونے کے لئے آئندہ گناہ سے باز رہنے اور نیک کام کرنے کا ارادہ ضرور ہے خراٹا لگ جانے کے بعد موت کا بالکل یقین ہو جانا ہے اور اس ارادہ کا موقع باقی نہیں رہتا اس واسطے اس وقت کی توبہ پوری نہیں جیسے مغرب کی طرف آفتاب نکلنے کے وقت سبکو موت کا یقین ہو جاوے گا۔ اور اس وقت کی توبہ مفید نہ ہونے کے سبب توبہ کا دروازہ جو مغرب کی طرف ہے وہ بند ہو جاوے گا چنانچہ ترمذی وغیرہ میں جو معتبر روایتیں ہیں ان میں صراحت اسکا ذکر ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَجِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرْتَوْا النِّسَاءَ كَرِهَ اللَّهُ لَفْتَنِكُمْ وَلَاقُصُّوهُنَّ

ایمان والو حلال نہیں تگو کہ میراث میں لیلو عورتو نکو زور سے اور نہ کو بند کرو

لَتَذُوقُوا بَعْضَ مَا أَتَيْتُمُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبِينَةٍ وَعَاشِرُ

کہ یلو سے کچھ اپنا دیا مگر کہ وہ کریں بجائیں اور گزران کرو  
 هُنَّ بِالْعَرُوفِ اِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ اَنْ تَكْرَهُنَّ شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ

عورتوں کے ساتھ معقول پھر اگر وہ تمکو نہ بہاویں تو شاید تمکو نہ بہاویں ایک چیز اور اللہ کے

فِيهِ خَيْرٌ كَثِيرٌ ۚ وَارْزُقُوهُ اَسْبَدَالِ زَوْجِ مَكَانِ زَوْجِ وَاَتِيْتُمْ

سین بہت خوبی اور اگر بدلا چاہو ایک عورت کی جگہ دوسری عورت اور دوسری عورت

اَحَدُكُمْ قِطَارًا فَلَا تَأْخُذْ وَامِنْهُ شَيْئًا اَتَأْخُذُونَ بِهِ تَانَا قَرِيبًا

ایک کو ڈھیر مال تو پھینکو اس میں سے کچھ نہ کیا لیا جاتے ہوں اے اور میرے

مُتَّبِعِينَ. وَكَيْفَ تَأْخُذُونَهُ وَقَدْ أَفْضَى بَعْضُكُمْ إِلَى بَعْضٍ وَأَخَذْنَ

اور تیرے کو ۴ کو لے سکو اور عقیق پہنچ چکی ایک دوسری تک اور بے چین

مِنَافِئَتِنَا فَاَعْلِيہ  
تے عہد گار کیا

بخاری ابوداؤد و سنائی میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت ہے کہ اسلام سے پہلے یہ دستور تھا کہ مرنے کے وارث بیوہ عورت کو غیر نکاح کرنے دیتے تھے بلکہ اس عورت کو مجبور کر کے خود ہی اوس نکاح کرتے تھے اور دوسرے شخص سے نکاح کرنے کی اجازت دیتے تو مہر کی ساری رقم یا اوسین کا کوئی حصہ اس عورت کو دیتے تھے۔ غرض بہ نسبت عورت کے رشتہ دار اور وارثوں کے خود ہی عورت کے زیادہ حقدار ٹھہرتے تھے اوس دستور کو اسلام میں منسوخ کرنے کی غرض سے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور فرمایا کہ مرنے کے وارثوں کو یہ نہ چاہئے کہ بیوہ کو غیر جگہ نکاح کرنے سے روکیں تاکہ بیوہ عاجز ہو کر جو کچھ میت نے اوس کو دیا تھا وہ پھر دیوے ہاں بیوہ کوئی بے شمع بات کرے تو اس سے روکنا اونکو پہونچتا ہے پھر فرمایا کہ عورتوں کے ساتھ گزران حسن سلوک سے کرنی چاہئے کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اگر اومیں کوئی بات بد خوئی کی ہوتی ہے تو کوئی بات خوبی کی ہوتی ہے اور یہ بھی فرمایا کہ زبردستی مہر کا پھیر لینا مردے کے وارثوں کو یا خود شوہر زندہ کو دوسرے نکاح کرنے اور پہلی بی بی کے چوڑ دینے کی صورت میں ہرگز نہیں پہونچتا۔ کیونکہ نکاح کے وقت حسن سلوک کا عہد و پیمان ہو چکا اور ایک عرصہ تک وہ عورت خانہ داری کر چکی تو اب زبردستی اوس مہر کا پھیر لینا ایک امر ناحق اور صحیح گناہ ہے ✽

وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَهَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّهُ كَانَ فَحِشَةً  
اور نکاح میں نہ لاؤ جن عورتوں کو نکاح میں لاؤ تمہارے باپ مگر جو آگے ہو چکا یہ بیجا ہے  
وَمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيلًا  
اور کام غضب کا اور بُری راہ ہے

طبرانی اور ابن ابی حاتم اور ابن سعد انصار کا یہ دستور بیان کیا ہے کہ اسلام سے پہلے جب ایسا کوئی شخص مرجاتا تھا جسکی منکوحہ عورت ہو اور اس عورت کا سوتیلہ بیٹا بھی ہو تو وہ سوتیلہ بیٹا اوس اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کر لیا کرتا تھا چنانچہ اسلام کے بعد ایک شخص ابوقیس وفات پائی اور اسکے بیٹے قیس اپنی ماں سے نکاح کرنا چاہا اور اس عورت نکاح کیا اور کہا کہ میں تجھ کو اپنا بیٹا شمار کرتی ہوں اور اس عورت اس قصہ کو آنحضرتؐ سے بیان کیا آپؐ فرمایا تو اپنے گھر جا کر بیٹھ اس دستور کے بند کرنے میں شاید اللہ تعالیٰ کوئی حکم نازل فرما دے گا اور پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اور فرمایا کہ اسلام سے پہلے جو کچھ ہو چکا سو ہو چکا مگر اسلام میں یہ کام بے حیائی اور قیاحت شرعی اور مگر اسی کا ہے اس پر منہ کرنا چاہیئے۔ جن عورتوں سے نکاح حرام ہے اون کے سلسلہ سے علیحدہ سوتیلی ماں کا ذکر اس لئے فرمایا کہ اسکی تاکید زیادہ مقصود تھی۔ اور اسی حکم سے امات مومنین اس کے لوگوں پر حرام ہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امت کے حق میں بغیر لہر باپ ہیں۔ مسند امام احمد بن حنبل اور سنن میں برابر عادی ہے روایت ہے کہ اسلام کے بعد جب اس آیت سے وہ دستور جاہلیت موقوف ہو گیا اور پھر ایک شخص نے پہلے دستور کی موافق اپنے باپ کی منکوحہ سے نکاح کر لیا تھا۔ آنحضرتؐ اوس شخص کے قتل کا حکم دیا۔ اور علمائے یہی فتویٰ دیا ہے کہ باپ کی صحبت کی ہوئی تو بیٹی ہی اس حکم میں داخل ہے طبرانی کی اسناد میں ایک شخص عبداللہ بن محمد بن سعید بن ابی مریم ضعیف ہے لیکن ابن ابی حاتم اور ابن سعد کی روایت سے طبرانی کی روایت کو تقویت حاصل ہوتی ہے



حُرْمَتُ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ

حرام ہوں ہیں بہنیں اور بیٹیاں اور بھینیں اور بھوپیاں اور خالائیں اور بھائی کی بیٹیاں  
وَبَنَاتُ الْأَخِ وَخَالَاتُكُمْ وَالنَّسَاءُ الَّتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَأَهْلُ

اور بہن کی بیٹیاں اور جن ماؤں نے تمکو دودھ دیا اور دودھ کی بہنیں اور بھائی کی بیٹیاں اور بھائی کی بیٹیاں

نِسَائِكُمْ وَرَبَائِكُمْ الَّتِي فِي جُحُورِكُمْ مِنْ نِسَاءِ لَكُمْ الَّتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَن

میں اور ان کی بیٹیاں جو تمہاری پرورش میں ہیں جن عورتوں سے تم نے صحبت کی پر اگر تم نے

لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ  
صحبت نہیں کی تو تم پر گناہ نہیں

اور پر کی آیت میں سوتیلی ماں سے نکاح کے متکرر منع فرما کر اسی سلسلہ میں دوسری اور اسی عورتوں کا ذکر فرمایا ہے جن سے نکاح

حرام و آدمی کی پیدائش جس خاندان میں ہو اوس میں سے سات عورتیں اس شخص پر حرام ہیں جو عورتیں یہ ہیں۔ ماں۔ بہن۔

بیٹی۔ بھوپتی۔ خالہ۔ بہنچچی۔ بھانجی۔ انکو محرمات کہتے ہیں دودھ پلانے سے بھی جو عورتیں اس رشتہ کی ہوں وہ

ساتوں حرام ہیں آیت میں فقط دودھ کی ماں اور بہن کا ذکر فرما کر باقی کو نسب کے قیاس پر اس سبب سے چھوڑ دیا ہے کہ

دودھ کا رشتہ بھی پیدائش کے رشتہ کی ایک شاخ ہے وہاں خون آدمی کے بدن کا جز ہے تو یہاں دودھ کا خون

نیکر وہی بات پیدا ہو گئی ہے صحیح بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے بصراحت روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے

کہ دودھ پلانے سے بھی ادا دودھ کے رشتہ داروں سے نکاح حرام ہو جاتا ہے جن رشتہ داروں سے پیدائش

کے سبب نکاح حرام ہے۔ زید کے دودھ کی بہن وہ ہے جسکو زید کی ماں نے زید یا اپنے اگلے چچے کسی بچہ کے

ساتھ ایک لڑکی کو دودھ پلایا ہے۔ یہ لڑکی زید پر بوجہ دودھ کے بہن ہونے کے اور زید کے باپ پر بوجہ دودھ

کی بیٹی ہونے کے حرام ہے اور یہ نسب اور دودھ کے رشتہ کی عورتیں ہمیشہ کے لئے حرام ہیں بیاہ و شادی کے

سبب سے۔ ساس اور سوتیلی بیٹی کے حرام ہونے کا ذکر اس آیت میں ہے اور سوتیلی ماں کا ذکر اوپر کی آیت میں گزرا

سوتیلی بیٹی کے حرام ہونے میں یہ شرط بھی ہے کہ اوسکی ماں سے اس سوتیلے باپ نے صحبت بھی کی ہو۔

وَحَلَالٌ لَّكُمْ أَبْنَاءُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَنْ تَحْمِلُوا أَبْنَاءَ الَّذِينَ

اور عورتیں تمہارے بیٹوں کی جو تمہاری پشت سے ہیں اور یہ کہ اکٹھی کرو دو بہنوں کو

الْأَمْوَاطِ سَلَفًا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُوًّا رَحِيمًا

مگر جو آگے ہو چکا اللہ بخشنے والا مہربان

تفسیر ابن جریر میں ابن جریر سے روایت ہے کہ میں نے عطاء بن رباح سے اس آیت کی شان نزول پوچھی تو انہوں نے

کہا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں اپنے متبنیٰ زید بن حارثہ کی بی بی زینب سے نکاح کر لیا تو مکہ میں مشرکین نے اوسکا چرچہ کیا اوس چرچہ غلط قرار دینے کے لئے اسد تھائے نے یہ آیت اور آیتہ و اجل او عیار کو انبار کم اور آیتہ ماکان محمد ابنا احد من رجالکم نازل فرمائی۔ اور یہود کے حرام مچنے میں بیٹے کے صلبی ہونے کی قید اس لئے لگا دی تاکہ معلوم ہو جاوے کہ زمانہ جاہلیت میں متبنیٰ بیٹے کی بی بی کو جو حرام ٹھہرانے کا دستور تھا وہ دستور ابراہیمی ملت کے برخلاف ہے اسلئے اوس غلط دستور کی پابندی کی بنا پر زید بن حارثہ کی بی بی کے نکاح ثانی کا جو کچھ چرچا ہو رہا ہو وہ غلط ہو مندرام احمد اور بن میں ضحاک ابن فیروز دیلی سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ یہ ضحاک جب اسلام لائے تو جاہلیت کو دستبردار کے موافق انکے جاہلی نکاح میں وہ نہیں تھیں اونہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار کر لیا آپ نے فرمایا۔ اون دونوں میں سے اپنی مرضی کے موافق خواہ کوئی سی بھی ہو ایک کو رکھ کر دوسرے کو طلاق دیدی جاوے ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے یہ حدیث آیتہ کے ٹکڑے جمع بین الاختین کی گویا ایک تفسیر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اب بھی نو مسلم شخص دونوں سے جسکو چاہے چھوڑ سکتا ہے۔ آیتہ میں فقط بی بی اور سالی کے جمع کرنے کی ممانعت ہے مگر بخاری اور مسلم اور بن میں ابو ہریرہ سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیطہ دو بہنوں کا ایک ساتھ نکاح میں رکھنا منع ہے اوس طرح ایک عورت اور اوکی بیوی یا خالہ و دونوں میں سے کوئی بھی اوسی عورت کے ساتھ نکاح میں نہیں رکھی جاسکتی۔ اس صورت میں یہ حدیث بھی آیتہ کے ٹکڑے ممانعت جمع بین الاختین کی تفسیر ہے اور اس تفسیر کے موافق تمام علماء اہل سنت کا عمل بھی بغیر کسی اختلاف کے پایا جاتا ہے۔ ہاں فرقہ خارجیہ اور شیعہ کی جماعت اسکے مخالف ہے جنہی مخالفت اہل سنت کو نزدیک کچھ اعتبار کے قابل نہیں۔ دوسو کنوں کی باہمی عداوت ایک لازمی بات ہی اسی خیال سے بعض علماء نے اس ممانعت کا یہی سبب قرار دیا ہے کہ سوکنا پے کے سبب اون عورتوں میں عداوت پیدا ہو کر قطع رحمی کا خوف تھا اسلئے شارع نے یہ ممانعت کی حضرت عبداللہ بن عباس سے صحیح بن جان وغیرہ میں جو روایتیں ہیں اون سے اس قول کی تائید ہی ہوتی ہے کیونکہ اونہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعضی عورتوں سے جو منسوب کیا اوسکا حاصل یہ ہے کہ اگر یہ مخالفت نہ کیا وے تو تم سے قطع رحمی کا اندیشہ ہے ان روایتوں کی اسناد میں ایک شخص ابو حریز عبداللہ بن حسین ہے۔ بعض علماء نے اس کے ثقہ ہونے میں کلام کیا ہے لیکن ابن معین اور ابو زر عہ نے اسکو ثقہ کہا ہے فقط۔

# مَتَّ بِالْخَيْرِ

(جملہ حقوق حسب ضابطہ محفوظ ہیں)

محمود ملک فیس منی کوڑہ وغیرہ

# اہل اسلام کو بشارت

ہر حالت میں ذمہ خسریدار ہے

## مختصر فہرست کتب مطبع فاروقی دہلی بازار بلی ماران

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
بخاری شریف مترجم	۱۰ روپے	شکوہ صلی اللہ صاحب محدث رح	۱۰ روپے	ترکیب تجزیہ و تحقیق اور نصیحتیں	۱۰ روپے
اردو عام فہم کاں فیجید	۱۰ روپے	دوہوی ہائے کتابیں احکام شریف	۱۰ روپے	وقت میں اپنے متعلقین کو کرائی جانے	۱۰ روپے
مسلم شریف مترجم	۱۰ روپے	کی بختیں اور صالح نوادہ رح	۱۰ روپے	اردو و دینی چاہنے والوں کو	۱۰ روپے
کاں فیجید	۱۰ روپے	ابو نہایت عجیب عجیب کتاب ہے	۱۰ روپے	ضروری اصلاحی میں نیز اور بہت	۱۰ روپے
جامع ترمذی مترجم اردو	۱۰ روپے	خطبہ الطاہرین مترجم اردو	۱۰ روپے	سائل و بیج ہیں سبب فضیلین ہیں	۱۰ روپے
کاں فیجید	۱۰ روپے	لکھنؤ کاں فیجید	۱۰ روپے	ہر ایک مضمون کو جو لکھنؤ افضل میں	۱۰ روپے
نسائی شریف مترجم اردو	۱۰ روپے	سفر السعاده مترجم اردو	۱۰ روپے	مکھای مطبوعہ فاروقی دہلی فیجید	۱۰ روپے
کاں فیجید	۱۰ روپے	ابو کتاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ	۱۰ روپے	عین الہدیہ ترجمہ اردو	۱۰ روپے
سنن ابن ماجہ مترجم اردو	۱۰ روپے	وسلم کے اصول عبادات بطور	۱۰ روپے	کاں فیجید	۱۰ روپے
کاں فیجید	۱۰ روپے	خلاصہ بیان ہو ہیں فیجید	۱۰ روپے	نور الہدیہ ترجمہ اردو و شرح	۱۰ روپے
موطا امام محمد مترجم اردو	۱۰ روپے	خطبات التوحید مترجم	۱۰ روپے	کاں فیجید	۱۰ روپے
کاں فیجید	۱۰ روپے	اردو مصنفہ عارف باللہ مولانا	۱۰ روپے	حسن المسائل ترجمہ اردو	۱۰ روپے
منظاہر حق ترجمہ اردو شکوہ	۱۰ روپے	مولوی حافظ حمید احمد صاحب	۱۰ روپے	کذا القانو	۱۰ روپے
شریف کاں فیجید	۱۰ روپے	سراہ دیر (جبرہ و رعید میں)	۱۰ روپے	غایۃ الاوطار ترجمہ اردو و شرح	۱۰ روپے
ایضاً مطبوعہ ذائق کا پور	۱۰ روپے	جو خطبہ پڑھے جائیں اور ان میں	۱۰ روپے	فتاویٰ عالمگیری اردو	۱۰ روپے
مشکوٰۃ شریف مترجم اردو	۱۰ روپے	اثر بخار آمد اور ضروری مسائل کا	۱۰ روپے	بالا بدینہ اردو	۱۰ روپے
کاں فیجید	۱۰ روپے	بیان ہوتا ہے لیکن عربی زبان میں	۱۰ روپے	شرح محمدی اردو	۱۰ روپے
ایضاً مترجم خاشادہ ہوتا ہے	۱۰ روپے	ہوئی کی وجہ ہزاروں آدمی نہیں سمجھ	۱۰ روپے	آثار محشر اردو	۱۰ روپے
واری شریف مترجم اردو	۱۰ روپے	سمجھ کر کیا بیان ہوا ہے اس لیے	۱۰ روپے	خدائی رحمت اردو	۱۰ روپے
کاں فیجید	۱۰ روپے	مولوی صاحب مدوح نے چند خطبے	۱۰ روپے	راہِ حجت اردو	۱۰ روپے
پہلے ترتیب دینی تھی حضرت شاہ	۱۰ روپے	اردو ترجمے کی سادہ لکھے اور سہل	۱۰ روپے	فتاویٰ غفری اردو	۱۰ روپے
ولی اللہ صاحب نے اپنی تصانیف	۱۰ روپے	کا یہ اندازہ رکھا کہ ہر ایک مسکاکا	۱۰ روپے	دستور المتقی للوقوف علیہ	۱۰ روپے
میں زیادہ تر اس کتاب کی روایتوں	۱۰ روپے	ایک ایک خطبہ الگ الگ ہو مثلاً	۱۰ روپے	اس کتاب کی خوبی مطالعہ ہو سکتی ہے	۱۰ روپے
سے حصہ لیا ہے یہ کتاب نامائیک	۱۰ روپے	کسی خطبہ میں شکر کی بڑی کمی	۱۰ روپے	تشریح کیلئے مطبع کی بڑی فہرست	۱۰ روپے
کیا اب تھی بالکل اردو میں ترجمہ	۱۰ روپے	بدعت کی مذمت کسی میں توحید و	۱۰ روپے	منگانی پائے قیمت فی جلد	۱۰ روپے
کر کے طبع کی گئی ہے فیجید کاں	۱۰ روپے	تجدد سنت کی تعریف ہو کسی میں نماز	۱۰ روپے	الکلام السیدین فی بیان	۱۰ روپے
آیات اللہ کا لکھ ترجمہ اردو	۱۰ روپے	کی تاکید کسی میں کوہ کا بیان لکھا	۱۰ روپے	خاتم النبیین اردو فیجید عام	۱۰ روپے
حجۃ اللہ بالافہ مصنفہ حضرت	۱۰ روپے	اور نماز روزہ حج و زکوٰۃ قرآنی اور	۱۰ روپے	حصن حصین ترجمہ اردو و شرح	۱۰ روپے

المشتہ من مولوی سید محمد منظم سید عبد السلام مالک مطبع فاروقی دہلی بازار بلی ماران

مطبع فاروقی دہلی بازار بلی ماران سے ہر قسم کی کتابیں عربی فارسی اردو قرآن مجید مختلف خطوں کے لکھے گئے ہوتے ہیں جن کی فہرست متبوعہ مطبوعہ فاروقی دہلی بازار بلی ماران سے ملے گی۔ (برائے مزید تفصیل)

وَالْحَصْنَةُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ كِتَابَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَأُحِلَّ لَكُمْ

اور نکاح بندہ کی عورتیں مگر جسکے مالک ہو جائیں تمہارے ہاتھ حکم ہوا اللہ کا تم پر اور حلال ہوئیں تم کو

مَا وَدَّاعَ ذَلِكُمْ أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ ط

جو اود کے سوا میں یوں کہ طلب کرو اپنے مال کے برے قید میں لانے کو نہ مستی نکالنے کو

صحیح مسلم ابو داؤد و ترمذی سنائی اور سند امام احمد بن حنبل میں حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ آنحضرت نے

اوطاس کی لڑائی پر صحابہ کرام کا ایک لشکر روانہ کیا۔ وہاں سے کچھ لونڈیاں لوٹ میں ہاتھ لگیں مسلمانوں نے

اس خیال سے کہ اون عورتوں کے خاوند اون کے دس میں ہونگے اون عورتوں کی صحبت پر ہنر کیا۔ اوپر اللہ کا

نے یہ آیت نازل فرمائی۔ حاصل معنی آیت کے یہ ہیں کہ خاوند والی عورت سے دو کسم کو صحبت حرام ہے مگر جو عورتیں

لوٹ میں ہاتھ لگیں وہ غنیمت کے مال کی طرح حلال ہیں مگر اتنا انتظار صحبت کے کرنے میں ضرور ہے کہ حمل کے ہونے سے پہلے

کا حال معلوم ہو جاوے تاکہ آئندہ اولاد میں شبہ نہ پڑے کہ کسی ہے۔ محصنات کا لفظ قرآن شریف سوا شوہر

والی عورتوں کے اور معنوں میں بھی آیا ہے۔ مگر والحصنات من النساء میں یہ لفظ بیاہی ہوئی عورتوں کے معنوں

میں ہے۔ کتاب اللہ علیکم کا مطلب یہ ہے کہ یہاں تک وہ عورتیں جو بتلائی گئیں جن سے نکاح حرام ہے۔ یہ

اللہ کا ایک حکم ہے جو اس نے اپنے بند و پیغمبر کا دیا ہے جو کوئی اسکے برخلاف عمل کرے گا وہ اللہ کا گنہگار ہوگا

یہ جو فرمایا اور حلال ہوئیں تم کو جو اود کے سوا میں اسکا مطلب یہ ہے کہ جن عورتوں کا ذکر ان آیتوں میں

ہوا اللہ کے رسول نے قرآن کی آیتوں کی تفسیر کے طور پر جن عورتوں کا ذکر کیا جو عورتیں اود کے سوا میں

وہ تم پر حلال ہیں۔ آیتوں کی تفسیر کے طور پر اللہ کے رسول نے جن عورتوں کے حرام ہونے کا ذکر فرمایا ہے

اسکی مثال اوپر گزر چکی ہے کہ مثلاً ان آیتوں میں بی بی اور سالی کے جمع کرنے کی ممانعت ہے مگر ابوہریرہ کی

صحیح حدیث کہ موافق بی بی کی بھوئی اور خالہ کا بھی یہی حکم ہے۔ سورہ نور میں جن عورتوں کا ذکر آوے گا کہ انکے

شوہر بغیر گواہی کے اوپر بدکاری کی تہمت لگائیں اور قسم قسمی ہو کر مرد اور عورت میں جدائی ہو جاوے

اس طرح کی عورت بھی اس قسم قسمی کرنے والے مرد پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ابوہریرہ

کی صحیح روایتوں میں اس کا ذکر ہے۔ زیادہ تفصیل اسکی سورہ نور کی تفسیر میں آوے گی۔ محصنین غیر مسافحین

کا مطلب یہ ہے کہ جن عورتوں کے حرام ہونے کا ذکر کیا جا کر جو عورتیں اود کے سوا میں پر حلال کی گئیں ہیں

وہ اس شرط سے کہ قاعدہ شرعی کے موافق اود کا ہر اور نکاح ہو چاہے بدکاریوں کی طرح چند روزہ حرام

بشری رفع کرنے کے لئے بغیر نکاح کے اود کو نہ رکھا جاوے۔

فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَلَهُنَّ أَجُورُهُنَّ فَرِيضَةً ط وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ

پھر جو کام میں لائے تم ان عورتوں میں سے انکو دو ان کے حق جو مقرر ہوئے اور گناہ نہیں تمکو

ایس جو ٹیڑا لوم آپس کی رضا سے مقرر کیے پیچھے اللہ ہے خبر دار حکمت والا

اگرچہ بعض مفسروں نے اس آیت سے چند روزہ نکاح کے جائز ہونے کا مطلب نکالا ہے جسکو منقہ کہتے ہیں لیکن اہل اسلام میں یہ نکاح چند روزہ جائز تھا۔ اب قطعی حرام ہے چنانچہ صحیح مسلم میں فتح مکہ یا حجة الوداع کے وقت بطور وعظ کے اپنے جو لوگوں کو مخاطب ہوا کہ حدیث فرمائی ہے۔ اوس میں صاف فرمادیا ہے کہ یہ نکاح اب قیامت تک حرام ہے اسواسطے صحیح معنی آیت کے وہی ہیں جو مجاہد نے بیان کئے ہیں کہ جن عورتوں سے تم نے نکاح کیا اور ان سے گھرداری کی اولد کا مہر ادا کرنا تم پر واجب تھا اب ہٹا ہو گا تو وہ دوزخ میں تو راج خانہ ان کے موافق تہر مثل دو۔ جس کے معنی مہر کے ہیں اور نہ رضیہ کے معنی ٹھکڑے ہوئے مہر کے ہیں پھر نہ مایا مہر کے ٹھکانے کے بعد میان بی بی کی رضا مندی سے اوسیں کچھ کم و بیش ہو تو اسکا مضائقہ نہیں انسحب وال ہے اوسکو سب باتیں معلوم ہیں اسلئے اوسنے اپنے بندوں کی ضرورتوں کے موافق یہ احکام مقرر فرمائے ہیں۔

وَمَنْ لَّمْ يَسْتِطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا أَنْ يَنْفِرَ بِالْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِنْ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ  
اور جو کوئی نہ کر سکتا ہو تم میں مقدور اسکا کہ نکاح میں لادے بیسیاں مسلمان تو جہاد تہہ کا مال ہے آپس کی تمنا  
فَمِنْ قَتَلْتُمْ أَمْوَالَهُمْ مِنْتَ وَاللَّهِ أَعْلَمُ بِأَيِّمَانِكُمْ بِبَعْضِكُمْ مِنْ بَعْضٍ فَأَنْفِخُ صُفْحَةً  
لوٹدیاں مسلمان اور اللہ کو بہتر معلوم ہے تمہاری مسلمان تم آپس میں ایک ہو سواؤ کو نکاح کر لو  
بِأَذْنِ أَهْلِهِنَّ وَاتُّوهُنَّ أَجْوَازَهُنَّ بِأَمْعُرُوفٍ مُحْصَنَاتٍ غَيْرَ مُسَفِّحَاتٍ وَلَا  
ان کے لوگوں کے اذن سے اور دو ان کو ہر موافق دستور کے قید میں آتیاں نہ مستی نکالیتاں اور نہ  
مُتَخَذَاتٍ أَخْدَانٍ فَإِذَا أَحْصَيْتُمْ فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى  
یا رکرتیاں چھپکر پھر جب وہ قید میں آجکیں تو اگر کریں بچائی کا کام تو اپنے آپ سے آدمی وہ بار جو  
الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ ذَلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ وَأَنْ تَصْبِرُوا وَخَيْرُكُمْ  
یہ اس کے واسطے جو کوئی تم میں ٹوٹے تکلیف میں پڑنے سے اور صبر کو تو بہتر ہے تمہارے

وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝

اور اللہ بخشے والا ہر زبان ہے۔

جن عورتوں سے نکاح حرام ہے اوپر اذکار ذکر فرما کر یہ فرمایا تھا کہ جو عورتیں ان کے سوا ہیں وہ تمپر حلال ہیں۔ اس حکم میں آزاد عورتیں اور لونڈیاں سب داخل تھیں اس لئے لونڈی سے نکاح جائز ہونے کی شرطیں ان آیتوں میں فرمائی کہ جس شخص کو آزاد عورت کے مہر اور روٹی کپڑے کا متقدر نہوا اور بغیر نکاح کے اسکو بدکاری میں گرفتار ہو جانے کا اندیشہ ہو تو لونڈی کے مالک کی مرضی سے ایسا شخص لونڈی سے نکاح کر سکتا ہے۔ مسند امام احمد

ابوداؤد ترمذی صحیح ابن جان مستدرک حاکم میں حضرت جابر سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو غلام اپنے مالک کی اجازت کے بغیر نکاح کر لے گا تو اسکا نکاح نہ ہوگا۔ بلکہ وہ بدکار قرار پائے گا ترمذی نے اس حدیث کو حسن۔ ابن جان اور حاکم نے اسکو صحیح کہا ہے۔ یہ حدیث فائز بن باذن اہلین کی تفسیر پر ہے کیونکہ مالک کی ملکیت غلام اور لونڈی پر یکساں ہے غرض آیت کے اس ٹکڑے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لونڈی غلام دونوں کے نکاح کے لئے مالک کی اجازت ضرور ہے اب اس لونڈی کی مالک اگر عورت ہو تو جو مرد اس عورت کے نکاح کا متولی ہو اسکی اجازت اس لونڈی کے نکاح کے لئے ضرور ہوگی۔ کیونکہ ابن ماجہ دارقطنی بیہقی میں ابوہریرہ سے منقول ہے موقوف جو روایتیں ہیں اونکا حاصل یہ ہے کہ کوئی عورت نہ اپنا نکاح خود کر سکتی ہے نہ کسی دوسری عورت کے نکاح کی متولی جتہا را پاسکتی ہے۔ لونڈی۔ غلام۔ اور سب آزاد مرد اور عورت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں کبھی لونڈی آزاد عورت سے زیادہ دیندار ہوتی ہے۔ کیونکہ اسے فرمایا اللہ کو متاری مسلمان حب محلو ہے۔ اور یوں تو تم سب آپس میں ایک ہو پھر فرمایا کہ جب لونڈی سے نکاح ہو گیا تو اس کا مہر جو کچھ ہو وہ دستور کے موافق پورا دینا چاہئے ایسا نہ کہ لونڈی ہونے کے خیال سے اسکی مہر کی ادائیگی میں کچھ حیل حجت کجیاوے اکثر شلک کا قول ہے کہ یہ مہر مالک کو ملے گا۔ پھر فرمایا کہ جن لونڈیوں سے نکاح کیا جاوے تو نکاح سے پہلے اتنی بات کا دیکھ لیں ضرور ہے کہ وہ لونڈیاں نہ تو ظاہر طور پر کلمہ کلمہ بدکار ہوں نہ خاص طور پر کسی سے اون کی آشنائی ہو کچھ کہ ان دونوں حالتوں میں طرح طرح کی خرابیاں ہیں پھر فرمایا کہ کوئی لونڈی نکاح کے بعد اگر بدخلی کر بیٹھے تو اسے پھر آزاد عورت کی آدمی حد قائم کجیاوے جسکا مطلب یہ ہے کہ اس کے پچاس کوڑے مارے جاویں بیاہے جانے سے سنگاری کی سزا دینا نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ کنواری لونڈی اگر بدخلی کر بیٹھے تو اسے پھر حد نہیں ہے۔ مگر یہ قول ابوہریرہ کی صحیحین کی روایت کے مخالف ہے جس میں کنواری لونڈی کے کوڑے مارنے کا حکم ہے اسلئے اکثر شلک کا مذہب یہی ہے کہ کنواری بیابھی ہر طرح کی لونڈی کی حد پچاس کوڑے ہیں۔ اس مسئلہ کی تفصیل طبری تفسیروں میں زیادہ ہے۔ آخر کوفہ فرمایا کہ یہ لونڈیوں سے نکاح کرنے کی اجازت اس حالت میں ہے جبکہ بغیر نکاح کے آدمی کو بدکاری میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ ہو اسے بھی اگر آدمی آزاد عورت سے نکاح کے قابل ہو ملک لونڈی سے نکاح سے اپنے آپ کو روک تھام کر رکھے تو جلدی کر کے لونڈی سے نکاح کرنے اور اولاد کی آراہی لوٹنے لگانے سے یہ روک تھام بہتر ہے۔ لیکن جن سے صبر نہ ہو سکے گا اللہ اپنی رحمت کے سبب ایسے شخص سے اس طرح نہ رکنہ کرنے والا ہے جس طرح اس نے اپنی رحمت سے یہ لونڈیوں کے نکاح کا حکم اپنے بندوں کی آسانی کے لئے اہل فرمایا ہے +

يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ الَّذِي فِيكُمْ وَيُطَهِّرَ الَّذِينَ آمَنُوا وَيُخْرِجَكُمْ مِنْ ظُلُمَاتٍ إِلَى نُورٍ

اللہ چاہتا ہے کہ بیان کرے تمہارے واسطے اور چلاؤ تمکو اگلوں کی راہ اور تم کو معاف کرے



وَاللّٰهُ عَلِيمٌ خَكِيمٌ ۝ وَاللّٰهُ يُرِيدُ اَنْ يُّتَوَّبَ عَلَيْكُمْ وَاُولَ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشُّرَكَاءَ

اور اللہ جانتا ہے نکت والا اور اللہ چاہتا ہے کہ پتہ متوجہ ہو اور جو لوگ گئے ہیں اپنے مزدوں کے پیچھے  
اَنْ تَقِيْلُوْا مِيْلًا عَظِيْمًا ۝ يُّرِيدُ اللّٰهُ اَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلُقَ الْاِنْسَانُ ضَرِيْعًا ۝  
وہ چاہتا ہے کہ تم ٹھٹھا راہ سے بہت دور اللہ چاہتا ہے کہ تم سے بوجہ ہلکا کرے اور انسان بنا ہے کمزور

اوپر حرام حلال کا ذکر فرما کر ان آیتوں میں فرمایا اللہ چاہتا ہے کہ تم کو اپنے دین کی جائز ناجائز باتیں اچھی طرح سمجھا دیوے تاکہ مثلاً ماں بہن بیٹی وغیرہ کے حرام جاننے کا مختار اور تم سے پہلے لوگوں کا طریقہ ایک ہو جاوے اور اللہ نے اپنے وسیع علم سے بندوں کی ہر وقت کی مصلحت کو معلوم کر کے اپنے حکمت سے جو احکام نازل فرمائے ہیں اولن کا عمل تم میں آسانی سے جاری ہو جاوے اور اللہ یہ بھی چاہتا ہے کہ ان احکام کی تعمیل میں تم سے کوتاہی ہو اور اس کوتاہی پر نام ہو کر اللہ کی جناب میں تم توبہ کرو تو وہ تمہاری توبہ قبول کرے لیکن جن لوگوں کی قسمت میں اللہ کے دین کی پابندی نہیں لکھی گئی وہ خود بھی حرام حلال کے پابند نہیں بلکہ اپنی خواہش کے پابند ہیں اور تم کو بھی حق سے بچلانا اور اپنے راستہ پر چلانا چاہتے ہیں مثلاً بدکار لوگ خود بھی بدکار ہیں اور جو آدمی ذیل کا ہو اس سے خوش ہیں اور جو آدمی ذیل میں نہ ہو اس سے کشتے ہیں اسی طرح مثلاً آتش پرست بہن بھائی بہن کو حلال جانتے ہیں اور اوروں کے لئے بھی اسی طریقہ کو اچھا سمجھتے ہیں بھڑے یا کہ انسان کی پیدائش ایک ضعیف چیز پانی کے قطرہ سے ہے سخت احکام کا تحمل اس سے نہیں ہو سکتا اس واسطے اللہ تعالیٰ یہ بھی چاہتا ہے کہ دین کے احکام انسان کی حالت کے موافق نرم ہوں مثلاً بے مقدار آدمی کے لئے اس لئے لوڈی کھان کرنا جائز ٹھٹھا کر بے مقدار شخص کی سختی کو رفع کر دیا صحیح بخاری و مسلم میں سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے جس کا اصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسے شخص پر بڑا وبال پڑے گا جس کے بلا ضرورت مسئلے پوچھنے سے کسی مباح چیز کے حرام ہو جانے کا حکم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے نازل ہو جاوے گا۔ اس باب میں اور بھی صحیح روایتیں ہیں اصل کلام یہ ہے کہ جب انسان کجالت کے لحاظ سے اللہ اور اللہ کے رسول کی مصلحت اس میں ہے کہ دین میں جہالت ہو آسانی ہو تاکہ احکام دین کی پابندی انسان پر شاق نہ ہو تو آدمی کو چاہئے کہ پہلی امتوں کے بعض لوگوں کی طرح کوئی ایسی سخت عبادت اپنے پیچھے نہ لگاوے جس کا بنانا مشکل ہو جاوے۔ چنانچہ ابو داؤد میں معتبر سند سے اس کی روایت ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلی امتوں کے کچھ عبادت خانے جو ویران پڑے ہیں وہ اس بات کا نمونہ ہیں کہ اون لوگوں نے اپنی طاقت سے باہر کچھ سخت عبادتیں اپنے پیچھے لگائیں اور اون عبادتوں کے ادا کرنے کے لئے جنگوں میں یہ عبادت خانے بنائے آخر سختی کے سبب عبادت اور عبادت خانے سب کچھ چوڑی ہو چکے ہیں فرمایا لئے لوگو تم کو ایسا نہیں کرنا چاہئے غرض اس ارشاد سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ایسا عمل پسند نہیں ہے کہ آج ہو اور کل نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کو تو وہ عمل پسند ہے جس کو آدمی بناہ کے چنانچہ صحیحین کی حضرت عائشہ کی حدیث میں اسکا ذکر ہے اور یہ ایک ظاہر بات ہے کہ آدمی سے بناہ اسی عمل کا ہو سکتا ہے جو آسان ہو اور نہ وہی اہل کتاب کی

حالت پیش آوے گی جس کا ذکر ابھی اوپر گذرا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ  
 مِّنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ۝ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ  
 مَعْدُومًا فَإِنَّهُ يَكْفُرُ عَنكُمُ سَيِّئَاتِهِ وَيَدْخُلْكُمْ مَقْدَحًا كَرِيمًا ۝  
 وَبِالْبَاطِلِ أَعْمَسُوا أَمْوَالَكُمْ فَأُولَٰئِكَ سَيَرْجُلُونَ وَأَنْتُمْ كَاذِبُونَ ۝

ایمان والو! نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کے آپس میں باطل گریہ کہ سودا ہو آپس کی خوشی سے  
 اور نہ خون کرو آپس میں اللہ کو تم پر رحم ہے اور جو کوئی یہ کام کرے  
 مے دے اور ظلم سے تو ہم ڈالیں گے اسکو آگ میں اور یہ اللہ پر آسان ہے اگر تم بچے رہو گے  
 کبیر ماں تھوون عنہ نکفر عنکم سیئاتکم وندخلكم قد خلا کریمیا  
 بڑی چیزوں سے جو تمکو منع ہوں تو ہم تمہارے لئے تقصیر میں تمہاری اور داخل کرینگے تمکو عزت کے مقام میں

جب تک آدمی مجبور رہتا ہے تو اسکو فقط اپنی ذات کی ہی خیر اخراجات کی ضرورت پڑتی ہے۔ پھر حبشہ دی۔ بیاہ  
 ہو کر بی بی کا اور بال بچے ہو کر اونکا خرچ اوس کے ذمے پڑ جاتا ہے تو کسی نہ کسی جیلہ سے اسکو کمائی کا خیال ہوتا ہے۔  
 اسی مناسبت کے سبب نکاح کے احکام کے بعد ان آیتوں میں انسان کی کمائی کا ذکر فرمایا۔ باطل ناحق کو کہتے ہیں  
 سود و چوری خیانت وغیرہ یہ سب مال کے ناحق کے طور پر کمائے کے طریقے ہیں اور ان میں ہر ایک طریقہ کی ممانعت  
 کی جدا جدا بڑی تفصیل سے شریعت میں احکام ہیں۔ ناحق طور پر کمائی کے طریقوں کے ذکر کے بعد جائز اور حق طور پر  
 کمائی کے طریقہ خرید و فروخت کو سنتے فرما کر ذکر فرمایا۔ خرید و فروخت کی مختلف بہت سی صورتیں ہیں ہر ایک  
 صورت کا شریعت میں جدا جدا حکم ہے یہ جو تم فرمایا نہ خون کرو۔ آپس میں ایک مطلب تو اسکا یہ ہے کہ لوگوں کا مال  
 ناحق کما کر اپنی جان کو ہلاکت میں نہ ڈالو کیونکہ یہ گناہ حق العباد کی قسم میں سے ہے جو صاحب حق کو رضامند کرنے کے  
 بغیر فقط توبہ سے معاف نہیں ہو سکتا۔ یا یہ مطلب کہ دنیا کے معاملات سے تنگ آنکو خودکشی نہ کرو صحیح بخاری و مسلم  
 میں ابوہریرہ روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ دنیا میں ضبط سے کوئی شخص خودکشی کرے گا۔ آخرت میں اسو ضبط  
 کے عذاب میں وہ شخص گرفتار ہوے گا۔ مثلاً جو شخص زہر کھا کر مرے گا۔ اسکو ہمیشہ زہر کھلایا جاوے گا۔ اور  
 جو شخص اونچی جگہ پر سے گر کر مرے گا۔ اسکو ہمیشہ اونچی جگہ پر سے گرایا جاوے گا۔ اسبطح اور باتوں کو چھوڑنا  
 چاہئے۔ اللہ کا تم پر رحم ہے کہ یہ مطلب کہ پہلی امتوں کی توبہ اون کا قتل کرنا قرار پائی تھی۔ اور تم پر ایسا کوئی  
 سخت حکم نہیں نازل کیا جاتا۔ جو کوئی یہ کام کرے قہری اور ظلم سے تو ہم اسکو ڈالیں گے۔ آگ میں اور یہ اللہ پر  
 آسان ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ جو کوئی شخص خودکشی کرے گا۔ اسپر جنت حرام ہو جاوے گی اور اسکو  
 ہمیشہ دوزخ میں پڑے گا۔ چنانچہ صحیحین میں جو روایتیں ہیں اونہیں ایسے شخص پر جنت کے حرام ہو جانے کا ذکر  
 ہے اللہ پر یہ سب آسان ہے کہ جنت اللہ کی ہے اسکو کچھ مشکل نہیں کہ جبرہ چاہے اپنی جنت

حرام کر دیوے۔ اور تعدی اور ظلم کی قید لگا دینے سے بھول چمک کی خودکشی حکم الگ ہو گیا اگر تم بچتے رہو گے بڑی چیزوں سے جو تم کو منع ہوئی ہیں تو ہم اتار دیوں گے تم سے تقصیر میں تمہاری اور داخل کریں گے تم کو عزت کے مقام میں۔ اسکا حاصل مطلب یہ ہے کہ جو لوگ کبیرہ گناہوں سے بچتے رہیں گے۔ اگر ان سے کچھ صغیرہ گناہ ہو جاویں گے تو نیک عملوں کے طفیل سے وہ صغیرہ گناہ خود بخود معاف ہو جاویں گے چنانچہ فرمایا ان الحسنات یدفعنہن الشیاء ویبایس جس گناہ پر حد شرعی ہے یا لعنت کی گئی ہے۔ یا جس گناہ پر عذاب ڈرایا گیا ہے وہ گناہ کبیرہ ہے اور جو گناہ ایسا نہیں ہے وہ صغیرہ ہے معتبر مستدرک حاکم صحیح ابن جان میں ابو ہریرہ اور ابو سعید سے جو روایت ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا جو شخص نماز روزہ کا اور ادائے زکوٰۃ کا پابند ہوگا اور سات کبیرہ گناہوں سے بچے گا۔ وہ جنت میں جاوے گا۔ اس خطبہ کے وقت تک جج فرض نہیں ہوا تھا۔ اس لئے آپ اس خطبہ میں جج کا ذکر نہیں فرمایا۔ اب جج بھی دین کا ایک رکن ہے۔ ابو ہریرہ کی دوسری ایک حدیث صحیح بخاری میں ہے اوس سات کبیرہ گناہوں کی تفصیل یوں فرمائی ہے کہ شریک۔ قتل ناحق۔ جادو کرنا۔ شوکر کھانا شیم کا مال کھانا۔ جہاد سے بھاگنا۔ پارس عورتوں پر بدکاری کی تہمت لگانا۔ یہ ساتوں کبیرہ گناہ آدمی کو ہلاکت میں ڈالنے والے ہیں۔ ہلاکت میں ڈالنے کا مطلب یہ ہے کہ شریک تو بغیر خالص توبہ کے ہرگز معاف نہ ہوگا۔ باقی گناہوں کا گناہ گار اگر بغیر توبہ کے مر جاوے گا تو اس کی مغفرت اللہ کی مرضی پر منحصر ہے چاہے بخشے چاہے نہ بخشے۔ ان سات کبیرہ گناہوں کی تفصیل بعض روایتوں میں اور طرح بھی آئی ہے اور بعض روایتوں میں سات کا حصہ بھی باقی نہیں رہا۔ اس واسطے سلف کبیرہ گناہ کے معنی وہی بتلائے ہیں جو اوپر بیان کئے گئے۔ عزت کے مقام سے مراد جنت ہی ہے۔

منزل

وَلَا تَتَّبِعُوا مَا فَضَّلَ اللَّهُ بِهِ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ ۚ لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا ۚ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ۚ وَسَلُّوا لِللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بَصِيرًا ۚ

اور جو سب امت کو جس چیز میں بڑائی دی اللہ نے ایک کو ایک مرد کو حصہ ہے اپنی کمائی سے  
وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ۚ وَسَلُّوا لِللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بَصِيرًا ۚ

اور عورتوں کو حصہ ہے اپنی کمائی سے اور مانگو اللہ سے اسکا فضل اللہ کو ہر چیز سے معلوم ہے

ترندی مستدرک حاکم وغیرہ میں مجاہد کی روایت سے اس آیت کی شان نزول جو بیان کی گئی ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ بعض عورتوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حد کے طور پر یہ کہا تھا کہ مرد و جہاد میں جاتے ہیں اسلئے اوکو لوٹ کے مال میں سے حصہ ملتا ہے۔ اور جہاد کا ثواب بھی پاتے ہیں اور میراث میں بھی مرد و عورت ہر حصہ ہے۔ عورتیں بڑے ٹوٹے میں ہیں کہ ان باتوں سے محروم ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور فرمایا کہ اللہ عالم الغیب ہی اسکو عورت مرد سب کی دین و دنیا کی طرح کی مصلحتیں خوب معلوم ہیں اس لئے دنیا کا انتظام ہر ایک کی مصلحت کی موافق کیا ہے جو کسی کے حقد سے پلٹ نہیں سکتا اسلئے بجائے ان حد کے

باتوں کے فضل اور مہربانی کی دعا کرنی چاہئے۔ کیونکہ وہ ایسا مالک ہے کہ دنیا میں گھر بیٹھے جسکو چاہے مال مال کر دے اور عقبیٰ میں جسکو چاہے تھوڑے سے عمل کا بہت سا ثواب عطا فرما دے اسکی بارگاہ میں خلوص نیت پر اجر ہی مرد عورت کی اس میں کچھ خصوصیت نہیں پھر حسد کا کیا موقع ہے صحیحین وغیرہ میں عبد اللہ بن مسعود کی جو حدیث ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ حسد وہ شخصوں کی حالت پر جائز ہے ایک وہ جسکو اللہ تعالیٰ مال دیوے اور وہ شخص اسکو نیک راہ میں بیدار بخیر خرچ کرے دوسرے وہ شخص جسے اللہ علم عطا فرماوے اور وہ اس علم سے خلق اللہ کو فائدہ پہنچا دے اس حدیث اور آیت میں کچھ مخالفت نہیں ہے کیونکہ حسد کا لفظ دو موقع پر بولا جاتا ہے ایک تو دوسرے شخص کی برتر حالت پر جلنا اور اپنے سوا دوسرے کو اس حالت پر دیکھ نہ سکتا۔ اس طرح کا حسد حرام ہے اور آیت میں اسکا ذکر ہے۔ دوسرا موقع حسد کے استعمال کا یہ ہے کہ دوسرے شخص کی حالت اپنے سے بالاتر دیکھ کر کوئی شخص خدا تعالیٰ سے یہ التجا کرے کہ یا اللہ تو مجھکو بھی اپنے فضل سے اس بالاتر حالت پر پہنچا دے لیکن اس التجا میں دوسرے شخص کی بالاتر حالت کے ذیل ہو جانے کا کچھ خیال نہ ہو اسکو غبطہ کہتے ہیں حدیث میں اسکا ذکر ہے اور اکثر سلف کا یہی قول ہے کہ غبطہ جائز ہے۔ اوپر شان نزول کی جو مجاہد کی روایت بیان کی گئی ہے اگرچہ ترمذی نے اسکو مرسل کہا ہے۔ لیکن اس تفسیر کے مقدمہ میں یہ بات بیان کی جا چکی ہے کہ تفسیر کے باب میں مجاہد کی کل روایتیں حضرت عبد اللہ بن عباس کے واسطے سے ہوا کرتی ہیں اور جس مرسل میں واسطہ معلوم ہو جاوے تو اسکا حکم مرفوع کا ہے اس واسطے امام بخاری نے اپنی کتاب صحیح بخاری کی کتاب تفسیر میں قال مجاہد قال مجاہد کمر مجاہد کے اس طرح کے بہت سے قول لئے ہیں غرض کہ یہ شان نزول صحیح ہے۔

وَلِكُلِّ جَعَلْنَا مَوَالِي مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ  
اور ہر کسی کے لئے ہم نے شیعہ کے وارث ہیں ان میں جو چھوڑ جاویں ماں باپ اور قرابت والے اور جسے مستدار باز دھاتم نے  
فَأُولَٰئِهِمْ نَصِيبُهُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا  
انکو پہنچاؤ ان کا حصہ اللہ کے روبرو ہے ہر چیز پر

اس آیت کے مفسر ہونے اور نہ ہونے میں علما مفسرین کا اختلاف ہے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے اس آیت کے متعلق دو روایتیں ہیں ایک روایت تو بخاری میں ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جن دو شخصوں میں دینی بھائی چارہ ہو اگر ان میں سے ایک دوسرے کو مرتے وقت کچھ وصیت کرے گا تو وصیت کی موافق عمل ہوگا۔ ورنہ بھائی چارہ کے سبب وراثت کا طریقہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار میں قرار دیا تھا وہ طریقہ آیت ولکل جعلنا موالی سے موقوف ہے اس صورت میں فاتوہ نصیبہم سے وصیت کا ادا کرنا مراد نہیں ہے گا۔ دینی بھائی کو وراثت ٹھکر کر وراثت کا حصہ اسکو دینا مراد نہیں ہے اور وصیت کا ذکر خود آیت اولوالارحام نصیبہم میں موجود ہے اس لئے آیت اولوالارحام سے اس آیت کی تفسیر ہو سکتی۔ تبیح نہیں ہو سکتی۔ دوسری روایت وہ ہے جسکو ابن جریر نے

نقل کیا ہے کہ یہ آیتہ - آیتہ اولوالارحام سے منسوخ ہے رفع اس اختلاف کا یہ ہے کہ بخاری کی روایت پندت ابن جریر کے قابل ترجیح ہے اس واسطے ہی قول صحیح ہے کہ یہ آیتہ منسوخ نہیں ہے چنانچہ شاہ ولی اللہ نے اس اختلاف کو فوز الکبیر میں اسی طرح رفع کیا ہے۔ اگرچہ ابو داؤد اور تفسیر ابن ابی حاتم میں شان نزول اس آیتہ کی یہ بیان کی ہو کہ عبد الرحمن بن ابی لہ جب اسلام لانے سے انکار کیا تو حضرت ابوبکر نے اون کو اپنی وراثت سے محروم رکھنے کی قسم کھائی تھی۔ پھر جب ابن ابی لہ اسلام لے آئے تو اللہ تعالیٰ نے اون کے وارث ٹھرنے کی باب میں یہ آیتہ نازل فرمائی لیکن یہ شان نزول بخاری کے شان نزول کے مخالف ہے۔ اس واسطے مفسرین نے اسکو قوی شان نزول متعارف نہیں دیا۔ مولیٰ کے معنی درشا کے ہیں اور والدان والا قریبون اوسکا بیان ہو۔

الرَّحَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ مَّا انْفَقَوْا مِنْ أَمْوَالِهِمْ  
مرد حاکم ہیں عورتوں پر اس واسطے کہ بڑائی دی اللہ نے ایک کو ایک پر اور اسواسطیکہ خرج کیے انہوں انزل  
فَالصَّالِحِينَ قَدْ خَفِيَ بِمَا حَفِظَ اللَّهُ وَالَّتِي تَخَافُونَ لَشَوْ زَهْنٍ  
پھر جنیکہ جس میں سچکے وار ہیں خبر داری کرتیاں ہیں پیٹھ پیچھ اسکی خبر داری اور جن کی بدعویٰ کا ڈر ہو تم کو  
فَعُظُّوْهُنَّ وَاجْهَرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ  
تو انکو سبھاؤ اور جدا کر واسوئے میں اور مارو ان کو بھرا اگر عتارے حکم میں آویں تو مت تلاش کرو  
سَبِيلًا طَرَانِ اللَّهُ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا  
راہ الزام کی بیشک اللہ ہے سب سے اوپر بڑا۔

ابن ابی حاتم ابن جریر ابن مردویہ نے جو شان نزول اس آیتہ کی بیان کی ہے اوس کا حاصل یہ ہے کہ انصاریں سے ایک صحابی نے اپنی بی بی کو ایک طبا پھر مارا اوس عورت کا باپ اوس عورت کو سبکرا آنحضرت کے پاس فرمایا کہ آیا آپ نے قصاص کا حکم دیا۔ یہہ دونو عوض لینے کی نیت آنحضرت کے پاس سے گھر کی طرف موڑے ابھی اپنے گھر تک نہیں پہنچے تھے کہ حضرت جبریلؑ اسکی طرف سے یہہ آیتیں لائے آپ نے اس آیتہ کے نازل ہونے کے بعد قصاص کا حکم موقوف رکھا حاصل یہ ہے کہ عورت پر مرد کا بڑا حق ہے۔ ترمذی میں حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر روئے زمین پر کسی آدمی کو آدمی کے سجدہ کرنے کا حکم ہو تو تو میں عورت کو خاندان کے سجدہ کا حکم دیتا ترمذی نے اگرچہ اس حدیث کو غریب کہا ہے۔ لیکن سب سے ہی اسکے یہ کہا ہے کہ اس باب میں معاذ بن جبل سے بھی روایت ہے معاذ بن جبل کی یہ حدیث مسند بزار میں معتبر سند آئی ہے۔ مسند امام احمد بن حنبل میں عبد الرحمان بن عوف سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا جو عورت نماز پڑھے اور روزہ رکھے اور بدکاری سے بچے اور اپنے خاوند کی اطاعت کرے وہ جس دروازے سے چاہے جنت میں جاسکتی ہے۔ اس حدیث کی روایت میں امام احمد متفق ہیں اور اسکی سند میں ایک شخص عبد اللہ بن



قاضی ہے جس کے نام میں بعض علماء نے مشبہ ڈالاہے لیکن تقریباً اسکو صدق کہا ہے۔ مواصل کے معنی یہ ہیں کہ مرد عورتوں کے حاکم ہیں۔ عورتوں پر اول کی فرمانبرداری لازم ہے فصل البعضیہم علی بعض کا مطلب یہ ہے کہ مرد و عورتوں کی عورتوں پر اول کی فرمانبرداری لازم ہے۔ جمیعہ و جماعت میں حاضر ہونے کی طرح کی عورتوں پر فضیلتیں ہیں قانتا وہ عورتیں جو اپنے شوہروں کی فرمانبرداری ہوں۔ حافظات الغیب کے معنی اپنے شوہروں کے پیٹھے پیچھے شوہر کی عزت و حرمت اور اوس کے مال کی حفاظت کرنے والیاں۔ بحفظ اللہ کے یہ معنی کہ اللہ نیک عورتوں کو شوہر کی عزت اور اوس کے مال کی حفاظت کی توفیق دیتا ہے۔ ناشترہ وہ عورت جو اپنے شوہر کی فرمانبرداری نہ ہو جو عورتیں ایسی ہوں انکو پہلے تو طہر صبح سجایا جاوے۔ اور پھر بات چیت کرنی چھوڑ دی جاوے۔ اور پھر مجبوری سے آخری درجہ مارنے کی اجازت ہے۔ لیکن وہ مار لینی ہونی چاہئے جس سے زخم نہ پڑ جائے اور موندہ پر بھی نہ مارنا چاہئے۔ چنانچہ عمرو بن الاوص کی عہدیشہ جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے وقت عورتوں کے باب میں یہ نصیحت فرمائی کہ عورتوں کو ایسی مار نہ ماری جاوے جس سے اون کے جسم پر زخم پڑ جاوے۔ ترمذی اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ مسند امام احمد لسانی ابو داؤد ابن ماجہ مستدرک حاکم صحیح ابن جان میں معاویہ بن قیسری کی حدیث ہے جس کے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت کے موندہ پر نہ مارنا چاہئے۔ حاکم اور ابن جان نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ عمرو بن الاوص کی حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب تک عورت کی پاکدامنی میں وہبہ لگے کی کوئی بات نہ ظاہر ہو اوسوقت تک عورت کو مارنا جائز نہیں ہے۔ اس سے عورتوں کے مارنے اور نہ مارنے کی حدیثوں میں مطابقت ہو سکتی ہے۔ پھر خبر دیا کہ اگرنا فرامی کے بعد ظاہر میں عورت فرمانبردار بن جاوے تو اوس باب میں زیادہ کرید نہ کیا وے۔ کیونکہ زبردستی کی کرید کرنے میں عورت کے ساتھ گزران مشکل ہے جیسا کہ صحیح مسلم کی ابو ہریرہ کی حدیث میں ہے کہ حوا علیہا السلام حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا ہوئی ہیں اسنے پسلی کی ہڈی کی گچی کی طرح ہر ایک عورت کی حادث میں ایک گچی ہے جو کوئی اوس گچی کی نسبت کرے گا تو وہ عورت کے ساتھ زندگی بسر کر سکتا ہے۔ ورنہ گزران مشکل ہے۔ مسند امام احمد اور صحیح مسلم میں ابو ہریرہ کی دوسری حدیث ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت میں اگر کوئی بات بدخونی کی ہوگی تو کوئی بات اچھی بھی ضرور ہوگی۔ اسواسطے عورت کی طہر صبح کی حادث کو مد نظر رکھ کر آدمی کو عورت کے ساتھ گزران کرنی چاہئے۔ مسند امام احمد اور ترمذی میں ابو ہریرہ کی ایک اور حدیث ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کے پورے ایمان دار ہونے کی یہ نشانی ہے کہ وہ اپنے اہل عیال کیلئے نیک خصالت ہو۔ عمرو بن الاوص کی حدیث میں یہ بھی ہے کہ میاں کا بی بی پر یہ بھی حق ہے کہ بی بی گھر میں ایسے کسی شخص کو نہ آنے دیوے جس کے آنے کا اوس کا میاں روادار ہو اور بی بی کا میاں پر چڑھتا ہے کہ میاں اپنے مقدور کے موافق اسکو روٹی کپڑا۔ اچھی طرح سے دیوے آخر کو یہ فرمایا کہ اللہ سب بالاد اور بڑا ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر حاکم کیا ہے۔ لیکن اللہ سب کا



حاکم اور مالک سے کوئی مرد بجا زیادتی عورت پر کرے گا تو اس کو قیامت کے دن اس کی جوابدہی اللہ کے روبرو کرنی پڑے گی۔ مسند امام احمد اور ترمذی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جس کا حامل یہ ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو اپنے دونوں غلاموں کا ذکر کیا کہ وہ دونوں غلام شہرت بہت کرتے ہیں اس لئے میں ان کو بُرا بھلا اکثر کہتا رہتا ہوں اور مارا بھی کرتا ہوں کیا مجھ سے اس کی قیامت کے دن کچھ پرسش ہوگی۔ آپ نے فرمایا قصور سے زیادہ سزا کی ضرورت پرسش ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا رہا یا۔ نوٹ دی۔ غلام اہل و عیال غرض جس زبردست پر کوئی صاحب اقتدار بجا زیادتی کرے گا۔ قیامت کے دن اس کی سزا ہوگی۔ ترمذی نے اس حدیث کو غریب کہا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ سوائے عبد الرحمن بن غروان کے روایت کے کسی دوسرے راوی کی روایت سے یہ حدیث پائی نہیں جاتی۔ اس عبد الرحمن بن غروان کی کنیت ابو نوح ہے اور یہ ثقہ شخص ہے امام بخاری نے اس سے روایت کی ہے۔

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۚ وَأُولَٰئِكَ الْأَنْحَاءُ ۚ  
اور اگر تم لوگ ڈرو کہ وہ دونوں آپس میں ضرر کہتے ہیں تو کھڑا کرو ایک نصف مرد والوں میں اور ایک نصف عورت والوں میں  
لَا يَرْثِيكَ إِلَّا ذُو نَقَرٍ ۚ وَلَٰكِن لِّتُنذِرَ نَسِيبَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِينَ يَزِينُونَ اٰثِمًا بِّثَمَةٍ ۚ وَتَقُولُ هَلْ عَسَاوَنَا بِكَ اِثْمًا ۚ وَالَّذِينَ يَزِينُونَ اٰثِمًا بِّثَمَةٍ ۚ وَتَقُولُ هَلْ عَسَاوَنَا بِكَ اِثْمًا ۚ وَالَّذِينَ يَزِينُونَ اٰثِمًا بِّثَمَةٍ ۚ  
اگر یہ دونوں چاہیں گے صلح تو اللہ ملاپ دے گا انہیں اللہ سب جانتا ہے خبر رکھنا

منزل

فقط عورت کی طرف سے جب بگاڑ کی باتیں ہوں تو اون کا ذکر تھا۔ اس آیت میں میاں بی بی دونوں کی طرف سے جب بگاڑ کی باتیں ہوں تو اون کا ذکر ہے کہ عورت مرد دونوں کے رشتہ داروں میں سے ایک ایک پہنچ ٹھہرایا جاوے تاکہ وہ اس بگاڑ کا تصفیہ کر دیں۔ خواہ یہ تصفیہ آئندہ کے ملاپ کا ہو یا جدائی کا ابو داؤد ابن ماجہ مستدرک حاکم میں عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے جس کا حامل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حلال چیزوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک جو ناپسند چیز ہے وہ عورت کی طلاق ہے۔ ابو داؤد کی سند میں اگرچہ ایک راوی یحییٰ بن مسلم ہے جس کے حافظہ میں فتور ہے۔ لیکن وہ صدوق ہے۔ اس واسطے حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ غرض اللہ تعالیٰ کو میاں بی بی کا ملاپ پسند ہو اور طلاق ناپسند ہے اس لئے آیت میں فقط ملاپ کا ذکر فرمایا ناپسند چیز طلاق کا ذکر نہیں فرمایا۔ تاکہ بچوں کی توجہ ملاپ کی طرف نہ مصروف رہے آیت میں فقط ملاپ کا ذکر ہے اس واسطے امام احمد کا مذہب یہ ہے کہ بچوں کو میاں بی بی پر تفریق کر دینے کا اختیار نہیں ہے اور علماء نے اس کا جواب دیا ہے کہ آیت میں اصلاح کا لفظ ہے جس میں ملاپ تفریق دونوں باتیں آسکتی ہیں۔ کیونکہ بعض صورتوں میں بغیر تفریق کے اصلاح نہیں کہتی رشتہ دار پہنچ اس لئے فرمائے کہ وہ میاں بی بی کی حالت کو خوب جانتے ہیں۔ آخر کو فرمایا۔ اللہ سب جانتا ہے۔ خبر رکھنا ہے۔ آپس میں بی بی پہنچ سب کو تسبیہ ہے کہ ان میں سے جو ناحق طریقہ اختیار

کہے گا وہ اللہ کے نزدیک مواخذہ کے قابل قرار پائے گا۔ اکثر علماء کے نزدیک ان بچوں کا حکم سب ابی بی کے برخلاف جاری ہو سکتا ہے۔

وَعِبَادُ اللَّهِ وَلَا تَشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِأُولِي الْقُرْبَىٰ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ

اور بندگی کرو اللہ کی اور ملاؤ مت اس کے ساتھ کسی کو اور ماں باپ سے نیکی اور قربت والے سے

وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْجَارَ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارَ الْجَنَبِ وَالصَّاحِبَ بِالْجَنَبِ

اور یتیموں سے اور فقیروں سے اور ہمسایہ قریب سے اور ہمسایہ اجنبی سے اور برابر کے رشتیق سے

وَابْنِ السَّبِيلِ ۚ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنْ اللَّهُ لَا يُجِبُ مَنْ كَانَ مُحْتَالًا فَخَفُّمَهَا ۝۱۱

اور راہ کے مسافر سے اور اپنے ہاتھ کے مال سے اللہ کو خوش نہیں آتا جو کوئی ہوا تراتا بڑائی کرتا۔

ادھر کی آیتوں اور ان آیتوں میں بندوں کے آپس کے حقوق کا ذکر تھا اور سب بڑا حق انسان پر اللہ تعالیٰ کا ہے

جس نے انسان کو اور انسان کی سب ضرورت کی چیزوں کو پیدا کیا۔ اسی مناسبت اللہ تعالیٰ نے اپنے حق

عبادت کو ان آیتوں میں ذکر فرمایا کہ جب انسان کا خالق رازق وہی وحدہ لا شریک ہے تو اس کی عبادت

میں کسی مخلوق کو شریک ٹھہرانا بڑی غلطی ہے صحیحین میں معاویہ بن جبل سے روایت ہے جسے ایک ٹکڑے کا حائل

یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کا حق بند و پیر یہ ہے کہ وہ اللہ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے

اور بند و کا حق اللہ پر یہ ہے کہ وہ ان کو جنت میں داخل کرے یا ان کے ساتھ احسان کرنا یہ ہے کہ جہالت کے ذمے خدمت کرے۔ اور کوئی بات ان کی

شان کے برخلاف نہ کرے۔ قرآن شریف کی اکثر آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے بعد ان کے احسان کا ذکر فرمایا ہے

جس سے ہر کوئی ماں باپ کے درجہ کو سچہ سکتا ہے صحیح مسلم میں ابو ہریرہ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اپنے ماں باپ دونوں کو یا اون میں سے ایک کو ضعیفی کی

حالت میں پایا۔ اور ان کی طرح کی خدمت کر کے اپنے آپ کو جنت کا مستحق نہ ٹھہرایا تو ایسا شخص بڑا نصیب ہے

ذی القربی رشتہ داروں کو کہتے ہیں صحیحین میں انس سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا جس شخص کو یہ منظور ہو کہ اس کی عمر بڑھ رہے اور اس کے رزق میں کشمکش ہو تو وہ اپنے رشتہ داروں کے

سلوک کیا کرے۔ بخاری میں سہل بن سعد سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے اپنی دو اونگلیوں کو وفاق سے کٹھڑی کر کے فرمایا میں ادیتیم کے ساتھ شفقت سے پیش آنے والا شخص

جنت میں ایسے قریب ہوں گے جس طرح یہہ دو اونگلیاں ملی ہوئی ہیں مسکین کے معنی محتاج صحیحین میں ابو ہریرہ

سے روایت ہے جس کا حاصل یہہ ہے کہ حاجتمند کی حاجت رفع کرنے والے کو قیامت کے دن مجاہدین کا

ساجر ہے صحیحین میں عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے جس کا حاصل یہہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جبریل علیہ السلام نے مجھ کو ہمسایہ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کی یہاں تک تاکید کی کہ مجھے گمان گذرا

منزل

شاید دو ہمایوں کی وراثت کا حکم آوے گا۔ والی صاحب بالجانب کے معنی بعضے علماء نے گھر کی بی بی کیلئے ہیر اور بعضوں نے مسافت کے ساتھی کے گھر کی بی بی کے ساتھ احسان کی حدیثیں اور گزرجی ہیں کہ عورت کی اچھی بری عادتیں سب لفظ لہر کہہ کر گزران کرنی چاہئے اور اپنے مقدور کے موافق روٹی کھڑا اچھی طرح سے دینا چاہئے سفر اور حضر کے ساتھی کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کے باب میں عبداللہ بن عمر کی ترمذی کی روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھے وہ لوگ ہیں جو اپنے ساتھیوں سے اچھی طرح پیش آتے ہیں ابن اسبیل کے معنی اکثر سلف نے مہمان کے لئے ہیں صحیحین میں خویلد بن عمر الحدادی سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان آدمی کو چاہئے وہ اپنے مہمان کی عزت اور خاطر داری کرے۔ لوندی غلام کے باب میں ابو ذر کی صحیحین کی روایت میں آنحضرت نے فرمایا کہ اونکو اچھی طرح سے کھلاؤ پہناؤ۔ اور اون کی طاقت سے بڑھ کر اون سے کام نہ لو۔ اور سخت کام میں تم خود بھی اون کی مدد کرو۔ آخر کو فرمایا جو شخص ان احسانات کے بجالانے میں تکبر اور خود پسندی کرے اللہ اسکو پسند نہیں کرتا۔

الَّذِينَ يَخُلُونُ وَيَأْتِرُونَ النَّاسَ بِالْجَنَلِ وَيَكْتُمُونَ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ  
 وہ جو بخل کرتے ہیں اور سکھاتے ہیں لوگوں کو بخل اور چھپاتے ہیں جو انکو دیا اللہ نے انکو چھپا کر  
 وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا ۝ وَالَّذِينَ يَفْقَهُونَ أَهْوَاءَ  
 اور رکھی ہے تپتے منکروں کو ذلت کی مار اور وہ جو سمجھتے ہیں اپنے مال لوگوں کے دکھانے  
 النَّاسِ وَلَا يُؤْتِيهِمْ نَوَاحٍ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَنْ يَكُنِ الشَّيْطَانُ  
 کو اور یقین نہیں رکھتے اللہ پر اور نہ پچھلے دن پر اور جبکہ ساتھی ہو شیطان  
 لَمَّا قَرَأَ نِفَاسًا قَرِيبًا ۝ وَمَا ذَا عَلَيْهِمْ لَوْ آمَنُوا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ  
 تو بہت بڑا ساتھی ہے اور کیا نقصان تھا ان کا اگر ایمان لاتے اللہ پر اور پچھلے دن پر  
 وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللَّهُ طَوَّافًا كَانَ اللَّهُ بِهِمْ عَلِيمًا ۝  
 اور خرچ کرتے اللہ کے دیئے میں سے اور اللہ کو ان کی خوب خبر ہے

ابن جریر نے حضرت عبداللہ بن عباس سے اور ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے جہان نازل ان آیات کی بیان کی ہے اور سکا حال یہ ہے کہ یہود لوگ آنحضرت کے اوصاف کو جنگا ذکر توراۃ میں ہے چھپاتے تھے یہ علم کے چھپانے کا بخل ہوا علاوہ اس کے وہ لوگ صدقہ اور خیرات میں خود بھی بخلی کرتے تھے اور انصار کے جن لوگوں سے اون کی جان بچیاں تھیں اونکو بھی خیرات سے ہاتھ روکنے کی نصیحت کرتے تھے اور پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں مسلم میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نیک عمل میں دکھاوے کی شرکت ہے وہ عمل ہرگز قبول نہیں ہے۔ اور ترمذی میں حضرت ابی سعید

حذرئی سے روایت ہے کہ بخل اور بد مزاجی یہ وہ خصلتیں کسی مسلمان میں نہیں ہونی چاہئیں ترمذی نے اس حدیث کو غریب کہا ہے۔ لیکن اس حدیث کو امام بخاری نے ادب المفرد میں روایت کیا ہے۔ علاوہ اس کے بخل اور بد خلقی کی مذمت کی صحیح حدیثوں سے اس حدیث کی تائید ہوتی ہے۔ جاہل معنی دونو آیتوں کے یہ ہیں کہ اللہ نے جن لوگوں کو اپنے فضل سے علم کی دولت یا خوش مزاجی اور خوش حالی کی نعمت دی ہو۔ اگر وہ اس کے صرف کرنے میں بخل کرینگے یا دکھاوے کی طور پر اس کو صرف کرینگے تو ایسے لوگوں سے قیامت میں سخت سزا ہوگا۔ صحیح مسلم ترمذی نسائی وغیرہ میں ابو ہریرہ سے روایتیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اول و فخر کو ریاکار لوگوں سے سلگایا جاوے گا۔ اگرچہ یہ آیتیں یہود کی شان میں نازل ہوئی ہیں لیکن یہود کے جس کسی میں یہ خصلتیں پائی جاویں گی وہ بھی ان آیتوں کے حکم میں داخل ہے صحیح مسلم میں عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے جس کا حامل یہ ہے کہ ہزاروی کے ساتھ ایک شیطان اور ایک فرشتہ رہتا ہے۔ شیطان ہمیشہ بُرے کاموں کی رغبت دلاتا ہے۔ اور فرشتہ اچھے کاموں کی اسیدہ سٹے فرمایا کہ جس کا ساتھی شیطان ہوا وہی بُرے کاموں میں لگے گا۔ کیونکہ اس نے بُرے ساتھی کا کہا مانا۔ اور اچھے ساتھی کا کہنا مانا۔ پھر سر یا واجب ان لوگوں کو بتلایا گیا کہ حاقبت کے منکروں بخیلوں اور ریاکاروں کے لئے اللہ تعالیٰ نے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے تو پھر ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو یہ لوگ وہ بُری خصلتیں چوڑ کر راہ راست پر نہیں آتے اور یہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے اس کو ان کی سب بُری خصلتوں کا حال خوب معلوم ہے ایک دن ان کو ان بُری خصلتوں کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ یہاں بخیلوں کا کفر کفران نعمت کے معنوں میں ہے۔ اور پرستہ داروں اور محتاجوں کے ساتھ سلوک کرنے کا ذکر تھا۔ اسی مناسبت سے ان آیتوں میں بخیلی کی مذمت فرمائی ہو۔

منزل

إِنَّ اللَّهَ لَا يَظُنُّكُمْ مُنْقَالًا ذَمًّا وَلَا تَكُ حَسَنَةً تَصْنَعُهَا قِيَمَتِ  
الصدق نہیں رکھتا کسی کا ذرہ برابر اور اگر نیکی ہو تو اس کو دونا کرے اور دیو  
مِنْ لَدُنْهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ  
اپنے پاس سے بڑا ثواب

وَقَدْ أَتَى عَلَى الْإِسْلَامِ

ادھر کی دو آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے بخل اور ریاکاری کی مذمت فرما کر ایمان اور خیرات کی ترغیب جو فرمائی تھی یہ کڑا آیتہ کا اس ترغیب کی تائید میں ہے۔ جاہل معنی یہ ہیں کہ جب ذرہ ذرہ بھر کا قیامت میں اللہ تعالیٰ ان کو اجر و گنا چرگنا دینے کا وعدہ فرماتا ہے تو پھر کیوں لوگ نیک کاموں سے رک کر اپنے اتنے بُرے اجر کو ضائع کرتے ہیں اور دکھاوے کے عمل کیوں کرتے ہیں کیا جن لوگوں کے دکھانے کی غرض سے کوئی عمل کیا جاتا ہے وہ لوگ ان کو اللہ کا سا اجر دے سکتے ہیں۔ صحیحین میں حضرت ابو سعید خدری سے شفاعت کی جو بڑی حدیث ہے جس کا حامل یہ ہے کہ اچھے لوگ جب پل صراط سے گزر جاویں گے

اور بد لوگ پھر اراط پر سے دوزخ میں گر جاویں گے تو وہ اپنے لوگ اللہ تعالیٰ سے گنہگاروں کی سفارش کریں گے اور ان کی سفارش قبل ہو کر چیکے واپس دوزخ پر ابھی ایمان ہوگا اور کسی نجات کا ذکر فرما کر حضرت ابو سعید خدریؓ فرما اس آیت کو پڑھا کرتے تھے جس سے ان کا مطلب یہ تھا کہ اس حالت کی تصدیق میں جن کا ذکر حدیث میں ہے یہ آیت نازل ہوئی ہے۔

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا  
 پھر کیا حال ہوگا جب بلا دینکے ہم ہر امت میں سے احوال کہنے والا اور بلا دینکے تجھ کو ان لوگوں پر احوال بتانے والا  
 يَوْمَ مَبْدُؤِ الدِّينِ كَفَرُوا وَكَفَرُوا لَكَ تَسْوِيَةً لَهُمْ  
 اس دن آرزو کریں گے جو لوگ منکر ہوئے تھے اور رسول کی بجلی کی تھی کی طرح ملا دیجئے ان کو  
 الْأَرْضُ وَلَا يَكْتُمُونَ لِلَّهِ حَدِيثًا  
 زمین میں اور نہ چھپا سکیں گے اللہ سے ایک بات

جس طرح اوپر کی آیت میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن کی ایک حالت کو بیان فرمایا ہے اسی طرح اس آیت میں ایک دوسری حالت قیامت کے دن کی بیان فرمائی ہے تاکہ سمجھانے بچانے سے ایک ذرہ برابر جن کو ایمان نصیب ہوا ہے جس طرح ان کی نجات کی حالت معلوم ہوئی ہے۔ اسی طرح جو لوگ باوجود سمجھانے کے حضرت نوح سے لیکر اب تک صاحب شریعت انبیاء کو جھٹلاتے رہے ہیں ان کی حالت بھی معلوم ہو جائے بخاری ابن ماجہ سنائی مسند امام احمد بن حنبل میں اس حالت کا جو ذکر ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ حساب کے وقت حضرت نوح سے لیکر حضرت عیسیٰ کے منکر لوگوں سے اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ باوجود انبیاء کی ہدایتوں کے تم لوگ منکر کیوں رہے یہ لوگ انبیاء کی ہدایت کا انکار کر کے صاف مکر جاویں گے۔ اور کہیں گے یا اللہ سب کو کسی نے ہدایت نہیں کی اس پر سب انبیاء کہیں گے کہ محمدؐ آخر الزماں نبی ہیں ان کی شریعت میں ہر زمانہ کے نبی کی ہدایت کرنے کی تصدیق موجود ہے۔ پھر آنحضرتؐ اور آپؐ کی امت کے لوگ حاضر کئے جاویں گے۔ اور ان انبیاء کے قول کی گواہی ادا کریں گے۔ اوسپر نادم ہو کر یہ منکر لوگ جانوں کو خاک ہوتا ہوا دیکھ کر اپنے خاک ہو جانے کی آرزو کریں گے۔ بعض آثار سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سوا اس گواہی کے آنحضرتؐ اپنی امت کی نیکیوں کی گواہی قیامت تک کی ادا فرماویں گے۔ اسی واسطے امت کے اعمال آپؐ کے روبرو پیش ہوتے رہتے ہیں تاکہ گواہی کے لئے آپؐ کو امت کے اعمال کی اطلاع رہے چنانچہ چند روایتوں میں آیا ہے کہ جمعہ کے دن تم لوگ درود زیادہ پڑھا کرو کہ اوس دن مٹا ہے درود میرے روبرو پیش کیجاتی ہے اگرچہ ان روایتوں کی سندیں تروید ہیں لیکن بعض روایتوں کو بعض سے ایک طرح کی قوت ہو جاتی ہے خصوصاً مسند امام احمد ابو داؤد اور سنائی وغیرہ کی اوس بن اوس کی

حدیث سے جسکو حاکم نے صحیح کہا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا  
لے ایمان والو نزدیک نہو نماز کے جب تمکو نشا ہو یا نیک کہ سمجھنے لگو  
مَا تَقُولُونَ  
تم جو کہتے ہو

ترمذی ابوداؤد سنائی اور حاکم میں حضرت علی سے روایت ہے کہ عبدالرحمن بن عوف نے ہم لوگوں کی دعوت کی اور وقت تک شراب حرام نہ تھی۔ اس سبب سے ہم لوگوں نے خوب شراب پی اتنے میں مغرب کی نماز کا وقت آیا۔ سب نے مجھ کو امام بنایا میں نے قل یا میں نحن بعد ما بعدون یعنی جسکی بندگی تم کرتے ہو اسکی ہم ہی کرتے ہیں پھر دیا دوسرے لڑکے یہ آیت نازل فرمائی۔ ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اس آیت کے نازل ہونے کے بعد نماز کے وقت لوگوں نے شراب کا پینا موقوف کر دیا تھا۔ ایسے وقت پر شراب پیتے تھے کہ نماز کی وقت تک نشہ کی حالت باقی نہ رہے یہاں تک کہ سورہ مائدہ کی آیت یا ایہا الذین آمنوا انما الخمر والمیسر نازل ہوئی اور اوسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کے قطعی حرام ہونے کا مطلب سمجھا اور اوس آیت کے نازل ہونے کے بعد آپ شراب کے استعمال شراب کی بیع و سبک حرام ہونے کا صریح حکم دیدیا۔ چنانچہ مسند امام احمد صحیح مسلم اور سنائی میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے جسکا حائل یہ ہے کہ سورہ مائدہ کے آیت کے نازل ہونے کے بعد ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ شراب تحفہ کے طور پر بھیجی آپ نے اوس شخص سے فرمایا کہ شراب سورہ مائدہ کے بعد حرام ہو گئی۔ اوس شخص نے اوس شراب کی بیچ ڈالنے کی اجازت اپنے غلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو دی۔ آپ نے اوس سے بھی اوس شخص کو منع کیا۔ اور فرمایا کہ جس اللہ نے شراب کا پینا حرام کر دیا۔ اوسی نے شراب کا بیچنا بھی حرام کر دیا۔ آخر وہ شراب پہکوا دی گئی۔ اس زیادہ تفصیل اس مسئلہ کی سورہ مائدہ میں آوے گی۔

وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِی سَبِيلٍ حَتَّىٰ تَغْتَسِلُوا ۚ

اور نہ جب جنابت میں ہو مگر راہ چلتے ہوئے جب تک کہ غسل کرلو

ابن جریر نے یزید بن ابی حبیب سے روایت کی ہے کہ بعضہ انصار کے گھروں کے دروازے مسجد نبوی میں اسطرح پر تھے کہ بغیر مسجد کے گزر کے وہ گھر سے نہیں آسکتے تھے اور گھروں میں نہانے کے لایق پانی نہیں ہوتا تھا۔ اسلئے ناپاکی کی حالت میں انکو مسجد میں سے گزرنے اور گھروں کے باہر آنے میں بڑا تردد ہوتا تھا اور پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر ناپاک آدمی کو مسجد سے گزر جانے کی اجازت فرمادی ناپاک آدمی کے



حکم میں حیض و نفاس والی عورت بھی ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت عائشہ کی جو حدیث ہے کہ آنحضرت نے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ سبھی میں سے زوردار اڑھا لاؤ حضرت عائشہ نے جواب دیا کہ میں حیض کی حالت میں ہوں آنحضرت نے خفا ہو کر فرمایا کہ حیض کیا اتنا دھڑکاؤ لگاتا ہے کہ ناپاک آدمی کو ناپاک آدمی کی حدیث سے بھی نفیر اس آیت کی صحیح ہے کہ اس آیت کے حکم میں حیض و نفاس والی عورت داخل ہے اور امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ ناپاک آدمی جب تک نہا نہ کیو او کو مسجد میں راستہ کے طور پر گزر جانے کے سوا ٹھہرنا جائز نہیں۔ لیکن امام احمد کے نزدیک فقط وضو بھی کافی ہے۔ اور امام احمد کی دلیل وہ حدیث ہے جو خود اون کی سند اور سنن سعید بن منصور میں ہے کہ اکثر صحابہ ناپاک کی حالت میں وضو کر کے مسجد میں بیٹھ جایا کرتے تھے۔ لیکن یہ بعض صحابہ کا عمل ہے صحابہ کا اس پر اجماع نہیں اس لئے اکثر علماء کا یہی قول ہے کہ ناپاک آدمی کو مسجد میں ٹھہرنا جائز نہیں ہے۔ خواہ مرد ہو یا حیض و نفاس والی عورت ہو۔ بعض علماء نے راہ چلتے کے معنی مسافر کے چوکے میں وہ صحیح نہیں ہیں۔ کیونکہ مسافر کا الگ ذکر ہے۔ پھر وہ ذکر دو دفعہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ اگرچہ سند امام احمد اور سنن سعید بن منصور کی سند میں ہشام بن سعد راوی ہے جبکہ ابو حاتم ذہیرہ نے ضعیف کہا ہے۔ لیکن یہ روایت ہشام کی زید بن اسلم سے ہے جو مقبول ہے اس لئے اس سند کو بعض علماء نے مسلم کی شرط پر کہا ہے۔ ناپاک حالت میں حلیہ مسجد میں ٹھہرنا منع ہے اس کی طرح قرآن اور طواف بھی منع ہے چنانچہ اسکی صراحت صحیح حدیثوں میں آئی ہے۔

وَأَن كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنكُم مِّنَ الْمَاءِ طَيِّبٍ  
 اور اگر تم مریض ہو یا سفر میں یا آیا ہے کوئی شخص تم میں سے پائے صاف  
 أَوْ لَسْتُمْ عَلَى الْمَاءِ فَلَمْ يَجِدْ مَاءً فَسَ بَعْضُكُمْ عَلَى الْخَبْلِ أَوْ بَعْضُكُمْ عَلَى الْخَبْلِ  
 یا لگے ہو عورتوں سے یا نہ پانی تو ارادہ کرو زمین پاک کا پرلو  
 بوجوہکم و آید یا کہم ان الله كان عفوا غفورا ○  
 اپنے منہ کو اور ہاتھوں کو اندر ہے معاف کرنے والا بخشنے والا

اگرچہ تیمم کی شان نزول میں مغفروں نے مختلف روایتیں نقل کی ہیں۔ لیکن صحیح شان نزول وہی ہے جسکو امام بخاری نے اور امام احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔ جسکا حامل یہ ہے کہ ایک سفر میں حضرت عائشہ حضرت کے ساتھ تھیں حضرت عائشہ کے گلے کا ہار گر پڑا۔ اس کے ڈھونڈنے میں جھٹک کا فلہ روا نہ ہو سکا۔ یہاں تک کہ صبح کی نماز کا وقت آگیا۔ اس جھگڑ میں سب قافلہ کے وضو کے لئے پانی نہ تھا اس کے لوگ بہت گھبرا گئے۔ اور حضرت ابو بکر صدیق سے حضرت عائشہ کی تسکایت کی حضرت ابو بکر صدیق بھی حضرت عائشہ پر بہت خفا ہوئے اسنے میں اسد تھانے نے تیمم کا حکم نازل فرمایا۔ اس حکم کی خوشی میں پھر سب نے لکر حضرت عائشہ کو بہت وعائیں دیں۔ تیمم کی یہ حدیثیں کہ فقط ایک دفعہ دونوں ہاتھ زمین پر کر

پہنچوں تک دونوں ہاتھوں اور مونہہ کو مل لیوے۔ زیادہ صحیح ہیں جس مرض میں پانی کا استعمال مضر ہو اس میں تیمم جائز ہے  
اسطرح سفر میں پانی نہ ملے تو اس صورت میں بھی تیمم جائز ہے۔ ابو داؤد ابن ماجہ دارقطنی میں جائز ہے۔ روایت ہے جسکے  
ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے کہ ہم لوگ سفر میں تھے اور ہم میں سے ایک شخص کے سر میں زخم تھا۔ اتفاق سے اس  
زخمی شخص کو نہانے کی حاجت ہو گئی اور اس شخص ہم سب ساتھ والے لوگوں سے تیمم کا مسئلہ پوچھا ہم نے اس کو تیمم کی  
اجازت دینے میں تامل کیا اسلئے اس شخص نے غسل کیا جسکے صدر سے وہ شخص فوت ہو گیا۔ مدینہ میں آنے کے بعد  
جب یہ ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رو برو آیا تو آپ بہت خفا ہوئے اور فرمایا اس شخص کو تیمم کافی تھا۔ ابن سکن  
نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ یہ ابن سکن ابو علی سعید بن عثمان بن سعید بن اسکن بغدادی علم حدیث میں  
صاحب تصنیف اور اپنے وقت کے مشہور عالم ہیں۔ صحیح ابن اسکن ان کی تصنیفات میں زیادہ شہرت رکھتی  
ہے۔ اسی حدیث میں زخمی شخص کے لئے ایک صورت یہ بھی ہے کہ بدن پر جہاں زخم نہ ہو وہاں پانی بہا لیا  
جاوے اور زخم کی جگہ پر پٹی باندھ کر اس پٹی پر مسح کر لیا جاوے۔ صحیحین میں عمران بن حصین سے روایت  
ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ سفر کی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت کی نماز پڑھی۔ ایک شخص اس  
جماعت میں شریک نہیں ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے جماعت میں شریک نہ ہونے کا سبب  
پوچھا اس نے کہا جھک نہانے کی حاجت تھی۔ اور نہانے کے قابل پانی نہیں تھا آپ نے فرمایا ایسی حالت میں  
تیمم کافی تھا۔ حضرت عبداللہ بن عباس نے لاسم النساء کی تفسیر عورت سے صحبت کرنے کی کی ہے۔ اس تفسیر  
کے مقدمہ میں یہ بات گزر چکی ہے کہ جہاں تفسیر کے باب میں سلف کا اختلاف ہو وہاں امام مفسرین حضرت  
عبداللہ بن عباس کی تفسیر کو ترجیح دیتی ہے۔ اس لئے بعض سلف آیت سے یہ مطلب جو نکالا ہے کہ فقط  
عورت کو نہانے سے ہی وضو دالے کو وضو اور تیمم دالے کو تیمم لازم ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس کی  
تفسیر کے مخالف وہ مطلب ترجیح دینے کے قابل نہیں ہے۔ معید کے معنی روئے زمین اور مٹی دونوں کے ہیں۔  
اس واسطے اس اختلاف ہے کہ تیمم فقط زمین پر کی مٹی سے ہی ہو سکتا ہے یا روئے زمین پر کی اور چیزوں مثلاً  
چونہ وغیرہ سے بھی ہو سکتا ہے۔ امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک سوائے مٹی کے اور کسی چیز سے تیمم جائز نہیں ہے  
اور سلف اس کے مخالف ہیں دلیل ہر ایک کی مذہب کی فقہ کی کتابوں میں ہے اللہ معاف کرنے والا بخشنا کا مطلب  
ہے کہ اس شخص اپنی مہربانی اور درگزر کے سبب اسطرح نرم اور سہل احکام مازل فرمائے۔

اَلَّذِيْنَ اَتَوْا نَصِيْبًا مِّنْ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُضِلُّوْا  
تو نے نہ دیکھو جھکو ملا ہے کچھ ایک حصہ کتاب سے خرید کرتے ہیں مگر اسی اور چاہتے ہیں کہ تم بھی بہکو  
السَّبِيْلُ ۝ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَاكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْاٰمِنِيْنَ ۝  
راہ سے اور اللہ خوب جانتا ہے تمہارے دشمنوں کو اور اللہ ہی تمہاری مددگار ہے وہ جو

الَّذِينَ هَادُوا وَإِسْرَافُونَ أَلْكُمُ عَنْ الْكَلِمِ عَنْ مُوَاضِعِهِمْ وَيَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمِعْ غَيْرَ  
 يهود ہیں بے ڈھب کرتے ہیں بات کو اُن کے ٹھکانے سے اور کہتے ہیں سنے سنا اور مانا اور سن  
 مَسْمُوعٌ وَارْعِنَا لَيْتَا بَالِئِنتِهِمْ وَطَعْنَا فِي الدِّينِ وَلَوْ أَنَّهُمْ قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا  
 نہ سنے نہ مانا تو یہی اعلیٰ اور بدیہی زبان کو اور عیب دیکر دین میں اور اگر وہ کہتے ہتے سنا اور مانا  
 وَاسْمِعْهُمْ وَالْطَّرِيقَ كَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَأَقْوَمًا وَلَٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا  
 اور سن اور ہمہ نظر کرتو بہتر ہوتا ان کے حقین اور درست لیکن لعنت کی انکو اللہ نے ان کے کفر سے سو  
 يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ○  
 ایمان نہیں لائے مگر کچھ

ابن اسحاق نے حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ رفاعہ بن زید اور مالک بن خوشم یودیوں میں ویران  
 سردار تھے وہ حسن طرح کی شراتیں آنحضرتؐ سے کرتے تھے کبھی آپؐ کوئی مسئلہ پوچھتے اور آپؐ جو جواب دیتے  
 اوسکو بدل کر اور طرح پر لوگوں سے بیان کرتے اور کبھی زبان دبا کر دو معنی کلمات آپؐ کو کہتے مثلاً راعنا کو اوس معنوں  
 میں بولتے جنکا ذکر سورہ البقرہ میں گزرا اور ظاہر میں سمعنا واطعنا کہہ کر چپکے سے کہتے سنا ہم نے اور نہ مانا۔ اور واسمع  
 غیر سمع سے یہ مطلب نکالتے۔ آپؐ بھرے ہو جائیں غرض ان دونوں شخصوں اور اس قسم کے شریر شخص جو  
 یهود تھے اون سب کی تنبیہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اور فرمایا جس توراۃ سے ان لوگوں کو موعظ  
 علیہ السلام کی نبوت معلوم ہوئی اوس تورات میں نبی آخر الزماں کی نبوت کا بھی ذکر ہے۔ مگر ان لوگوں نے ایسی  
 بری سوداگری کی کہ ہر امت کے معاوضہ میں مگر ابھی حسدیدی اور کچھ تو اسی دشمنی کے سبب کہ ادن کے گہر لے  
 میں یہ آخری نبوت کیوں نہ ہوئی۔ اور کچھ دنیا کے تہوڑے سے لالچ کے خیال سے انہوں نے توراۃ کے لفظوں  
 اور بعض جگہ معنوں کو بدلا اور اس میں جو کے سے اے مسلمانوں یہ لوگ تمکو بھی نیک راستہ سے بہلانا چاہتے ہیں  
 لیکن اللہ کو خوب معلوم ہے کہ یہ لوگ ہمارے دشمن ہیں تم انکا معاملہ اللہ کے سپرد کرو اسکی مدد تمکو کافی ہے  
 اوسکی مدد کے آگے انکی دشمنی کیا چل سکتی ہے۔ اگر وہ کہتے ہم نے سنا اور مانا اور سن اور ہم پر نظر کر تو بہتر ہوتا تو  
 حق میں اور درست لیکن لعنت کی اون کو اللہ نے اون کے کفر سے اسلئے ایمان نہیں لائے۔ مگر کم مطلب اسکا  
 یہ ہے کہ یہ یهود لوگ اگر ان شرارت کے لفظوں کی جگہ یہ سید سید ہے لفظ کہتے تو اون کے لئے دین دنیا میں  
 یہہ اون کے حق میں بہتر تھا۔ دین کی بہتری تو یہ تھی کہ توراۃ میں نبی آخر الزماں پر ایمان لانے کا حکم تھا۔ اوسکی  
 تعمیل ہو کر ان لوگوں کی عقیدہ درست ہو جاتی اور دنیا کی بہتری یہ تھی کہ یہ لوگ جزیرہ کی چٹی سے بچ جاتے اور ان  
 لوگوں کے طرح طرح کے گناہوں کے سبب اپنی تنگ دستی جو سوار ہے وہ جاتی رہتی۔ چنانچہ سورہ مائدہ میں فرمایا  
 وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَكُنَّا لَهُمْ سُبُلًا مَّا تُمُّوْنَ وَلَا دَخَلْنَا لَهُمْ جَنَاحَاتِ النَّعِيرِ وَلَا أَتَاهُمْ  
 أَقَامُوا التَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أَنزَلْنَا إِلَيْهِمْ مِنْ رَّبِّهِمْ لَكُلًّا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمَنْ تَحْتَ أَرْجُلِهِمْ جَلَّ مُلْكُ اللَّهِ

ان سورہ مائدہ کی آیتوں کا وہی ہے جو اوپر بیان ہوا کہ اگر یہ اہل کتاب توراۃ اور انجیل کے پابند ہو کر نبی آخر الزماں اور قرآن پر ایمان لاتے تو اون کے لئے دین دنیا میں بہتر تھا۔ پھر فرمایا کہ یہ ہوتا تو کیونکر ہوتا یہ تو ایسوں کی اولاد اور اون ہی اپنے بڑوں کے ڈھنگ پر ہیں جنہر داؤد علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں خدا کی لعنت اور ترحلی ہے۔ یہ پورا قصہ تو سورہ مائدہ میں آوے گا لیکن مسند امام احمد ترمذی ابو داؤد و ابن ماجہ میں جو روایتیں بنی اسرائیل پر لعنت اترنے کی ہیں اونکا حاصل یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں جب گناہوں کی کثرت ہو گئی۔ اور اون کے علماء نے جاہل لوگوں کی نصیحت کو چھوڑ کر خود بھی اون گنہگاروں کی مجلسوں میں شریک ہونا شروع کر دیا۔ تو حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ کی زبانی اون پر اللہ کی لعنت اتری یہ روایت متصل۔ اور متصل چند طریقوں سے جس سے ایک روایت کو دوسری سے تقویت حاصل ہو جاتی ہے۔ آخر آیت میں فرمایا کہ اس خاندانی پٹنگار کے سبب انہیں سے عبداللہ بن سلام وغیرہ چند لوگ راہ راست پر آئے باقی سب اسی پٹنگار میں گرفتار ہیں۔ اللہ کی لعنت اور پٹنگار کا مطلب یہ ہے کہ ایسے لوگوں پر اللہ کی رحمت نہ ہوگی۔ اگرچہ یہ قصہ یہود کا ہے۔ لیکن اس امت میں بھی جب وہ حالت گناہوں کی کثرت اور علماء کی چشم پوشی کی پیش آوے گی تو اس طرح کے کسی غذا بکے آنے کا خوف ہو چنانچہ ترمذی میں حذیفہ سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر فرمایا۔ اے لوگو نیک باتوں کی تاکید اور بری باتوں کی ممانعت انجام لوگوں کو کرتے رہو ورنہ جب یہ بات تم میں نہ رہے گی تو کوئی نہ کوئی اللہ کا عذاب آوے گا۔ اور پھر اس عذاب بچنے کی دعا کی جاوے گی تو کسی کی دعا قبول نہ ہوگی۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا الْكُتُبَ اذْكُرُوا مَا نَزَّلْنَا مَصِدًّا قَالُوا مَا كُنْزُ قَبْلَ أَنْ نَخْلُسَ  
 کتاب والو ایان لاؤ اسیر جو ہم نے نازل کیا ہے تاکہ تم اس سے یاد کو۔ پیلے اس سے کہ ہم ٹاڈا ہیں  
 وَجُوهًا فَرْدًا عَالَةً اذْكُرُوا مَا نَزَّلْنَا مَصِدًّا قَالُوا مَا كُنْزُ قَبْلَ أَنْ نَخْلُسَ  
 کتنے منہ پہر الٹ دین اذکو پیٹھ کی طرف یا اذکو لعنت کریں عے لعنت کی ہفتے والوں کو اور اللہ نے  
 أَصْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا  
 جو حکم کیا سو ہوا

ابن اسحاق وغیرہ نے حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن صوریہ اور کعب بن اسید یہود کے علماء سے کہا کہ توراۃ سے تمکو میری نبوت بخوبی معلوم ہو چکی ہے پھر تم خدا سے کیوں نہیں ڈرتے اور بنی برحق پر ایمان کیوں نہیں لاتے۔ اونہوں نے جواب دیا کہ ہمکو توراۃ سے آپکی نبوت ہرگز نہیں معلوم ہوتی۔ اوپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور فرمایا کہ ان لوگوں کو توراۃ کی ہدایت کے موافق قرآن اور بنی آخر الزماں پر ایمان لانا ہے تو یہ لوگ جلد ہی کریں ورنہ جحیم

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۗ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ افْتَرٰى اِثْمًا عَظِيْمًا ۝  
 تحقیق اللہ نہیں بخشتا ہے یہ کہ اسکا شریک پڑے اور بخشتا ہے اس سے نیچے جسکو چاہے اور جسے  
 شریک ہیرا اللہ کا اُسنے بڑا طوفان مارتا

طبرانی اور ابن ابی حاتم نے ابو ایوب انصاری سے روایت کی ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میرا ایک بھتیجا ہے وہ رات دن برے کاموں میں مصروف رہتا ہے آپ نے فرمایا اس کا دین کیا ہے اس شخص نے عرض کیا خدا کو ایک جانتا ہے۔ نماز پڑھتا ہے۔ آپ نے فرمایا پہلے اس کو اس کے دین سے مغفرت پھر کچھ لالچ دے کر ہٹانا چاہیے تاکہ معلوم ہو کہ باوجود بُرے کام کرنے کے وہ دین پر کھانا تک چکا ہے۔ تھوڑے دنوں کے بعد اس شخص نے پھر آنحضرت کے پاس آنکر بیان کیا کہ وہ اپنا دین کی سطح نہیں چھوڑتا اور سپرد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ حاصل معنی آیت کے وہی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیان فرمائے ہیں چنانچہ مسند ابویعلیٰ موصلی اور تفسیر ابن ابی حاتم میں حضرت حابر سے روایت ہے کہ آپ نے اس آیت کو ٹرھکریہ معنی بیان فرمائے کہ جو شخص ایسی حالت میں مرا کہ ایک شرک تو اس میں نہیں ہے لیکن سوائے شرک کے اور طرح طرح کے گناہوں میں بلا توبہ کے مبتلا ہے تو ایسے شخص کے لئے مغفرت تو اللہ کی حلال ہو چکی اب یہ بات اللہ کے اختیار میں ہے کہ چاہے بلا کسی مواخذہ کے اس کو جنت نصیب کر دے چاہے کہ مستدر مواخذہ کے بعد اس کو جنت میں داخل کرے یہ جلدی روایت صحیح مسلم میں بھی ہے مگر مختصر طور پر بغیر ذکر آیت کے طبرانی میں حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص اللہ کو گناہوں کے بخشے پر قادر جان کر مرے گا اور اس کے گناہوں پر شرک بلا توبہ نہ ہوگا تو اللہ کو اس کے بخشے میں کچھ دریغ نہ ہوگا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اس آیت اور ابن ابی حاتم کے سبب جمہور سلف اور عام اہل سنت کا مذہب یہی ہے کہ خواہ قتل لعن کا گناہ گاریا اور کسی کبیرہ کا

منزل

۱۷ طبرانی کی سندیں اگرچہ ایک کمزور سند ہیں اسبابِ تحقیق ہے لیکن ابن ابی حاتم کی روایت سے طبرانی کی روایت کو تقویت دے جو جاتی ہے۔ ۱۲۳۰ مہ مدخلہ العالمی

گنہگار اگر بلا توبہ مرجاوے گا تو اسکی مغفرت اللہ کے اختیار میں ہے اور توبہ شرک اور کبیرہ گناہ کی مقبول ہے لیکن حضرت عبداللہ بن عباس کا خلاف اس باب میں مشہور ہے کہ وہ آیت ومن یقتل موصنا متعمدا سے یہ حجت قائم کرتے ہیں کہ جو شخص مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو جان بوجہ قتل کر ڈالے تو وہ اسکی توبہ قبول نہیں ہو سکتی ہے یہ مذہب حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا ایسا ہے کہ اوسمیں سلف کو بھی بڑا تر دور رہا ہے۔ چنانچہ بخاری وغیرہ کتب حدیث میں روایت ہے کہ سعید بن جبیر نے خاص طور پر جا کر حضرت عبداللہ بن عباس سے آیت ومن یقتل موصنا متعمدا اور آیت والذین لا یدعون مع اللہ المہم اخر ولان یقتلون النفس الا لایة دونوں کو ملا کر مطلب پوچھا اسکی غرض سعید بن جبیر کی یہ تھی کہ جب آیت والذین لا یدعون میں قاتل کی توبہ قبول ہونے کا ذکر ہے تو پھر یہ کیونکر فتوے دیتے ہیں کہ مسلمان کے قاتل کی نہ مغفرت ہے نہ اسکی توبہ قبول ہے لیکن حضرت عبداللہ بن عباس نے یہ جواب دیا کہ آیت والذین لا یدعون خاص اہل شرک کے قاتلین کے لئے ہے مسلمان قاتل کا حکم سورہ نسا کی آیت ومن یقتل میں جدا ہے اور سورہ نسا سورہ فرقان کے چہ مینے بعد نازل ہوئی ہے اسلئے سورہ نسا کی آیت سے میں یہی کہتا ہوں کہ مسلمان کے قاتل مسلمان کی نہ مغفرت ہے نہ توبہ ہے اور علماء نے حضرت عبداللہ بن عباس کے جواب کا جواب الجواب اٹھ دیا ہے کہ طبرانی کی روایت میں یہ صراحت آچکی ہے کہ جب آیت والذین لا یدعون نازل ہوئی تو صحابہ حاضرین مجلس نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا تھا کہ یہ آیت اہل شرک کے لئے خاص ہے آپ نے فرمایا نہیں سب مسلمانوں کے لئے عام ہے۔ پھر یہ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ وہ آیت اہل شرک کے لئے خاص ہے البتہ سید خدسی کی متفق علیہ حدیث میں جب یہ آچکا ہے کہ ایک شخص اسرائیلی نے ننانوے خون کئے اور بنی اسرائیل کا جو عالم یہ کہتا گیا کہ تیری توبہ قبول نہیں اوسیکو اس نے قتل کیا۔ آخر توبہ کی نیت جلتے جاتے مر گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے زمین کی باپ کرائی اور جد ہر وہ شخص توبہ کی نیت جاتا تھا او دہر زمین کے ایک بالشت بھر قریب لگنے سے باوجود ننانوے خون کے اللہ تعالیٰ نے اوس شخص کی مغفرت فرمائی اور اسکی توبہ قبول کی پھر یہ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ مسلمان کے قاتل کی توبہ قبول نہیں۔ حافظ ابن کثیر نے حضرت عبداللہ بن عباس کے قول کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ قتل کا جرم حق العباد میں سے ہے اسلئے حضرت عبداللہ بن عباس کا مقصود یہ ہے کہ قصاص یا معافی جرم سے جب تک صاحب حق کو حق کی کچھ تلافی نہ ہو اوسوقت تک حقوق عباد میں فقط توبہ سے آدمی کی سبکدوشی نہیں ہو سکتی اس صورت میں حضرت عبداللہ بن عباس اور جمہور کے مذہب میں کوئی اختلاف باقی نہیں رہتا۔ کیونکہ حقوق عباد میں جمہور کا مذہب یہی ہے جو مطلب حضرت عبداللہ بن عباس کے قول کا حافظ ابن کثیر نے بیان کیا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزِيْهِ كُوْنُ اَنْفُسِهِمْ بِكُلِّ شَيْءٍ اَلَمْ يَزِيْهِمْ اَنْ يُّشَاءَ ۚ وَلَا يَتَذَكَّرُوْنَ فِتْنَةً  
 تو نے نہ دیکھے وہ جو آپ کو پاکیزہ کہتے ہیں بلکہ اللہ پاک کیسہ نہ کرتا ہے جبکہ چاہے اور اگر غلط نہ ہو گا تا اگر ایسا



أَنْتُمْ كَيْفَ تَقْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَكَفَىٰ ۖ أَلَمْ تَأْمُرُوا  
 دیکھ کر کیا کرتے ہیں اور یہی کفایت ہے گناہ صریح

ابن ابی حاتم وغیرہ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ یہود ایک دفعہ کچھ اپنے چھوٹے بچوں کو انحضرتؐ کے پاس لائے اور پوچھا کیا رکے گنہگار ہیں۔ آپؐ فرمایا نہیں۔ پھر یہود نے کہا ہم ہی ان رکروں کے مانند ہیں۔ جو گناہ ہم دن کو کرتے ہیں وہ رات کو اور جو رات کو کرتے ہیں وہ دن کو معاف ہو جاتے ہیں اور سپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور فرمایا غیب کا علم اللہ کو ہے کہ مرنے کے بعد کس کا کیا انجام ہونے والا ہے یہ لوگ جو زبردستی اپنے آپ کو بے گناہ بچوں کی طرح سے عذاب آخرت کی بری بتاتے ہیں یہ اللہ کی شان میں انکا ایک صریح جھوٹ ہے عقبت میں ایک ذرہ بھڑکھی ظلم نہ ہوگا کہ نیکو کی جزا بدوں کی سزا نیکوں کو بلجاوے۔ بلکہ وہاں تو جیسا کوئی کرے گا ویسا پاوے گا۔ اور گناہ تو ورنہ ان لوگوں نے اللہ کی شان میں یہ ایک جھوٹ بات کہی ہے کہ باوجود طرح طرح کے گناہوں کے ان سے عقبت میں مواخذہ نہ ہوگا۔ یہی ایک ایسا بڑا گناہ ہے کہ وہی انکی گرفت کے لئے کافی ہے فیتل اوس پتلے سے چھلکے کو کہتے ہیں جو کجور کی گھٹلی پر تانگے کی طرح باریک ہوتا ہے تزکیہ کے معنی اپنے نفس کی بڑائی کو نا صحیح حدیثوں میں شیخی کے طور پر اپنے آپ کو جو آدمی اچھا کہنے لگتا ہے اوسکی اور خوشامد کے طور پر دوسری کی جو زبردستی تعریف کرتا ہے اوسکی حماقت آئی ہے۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أَوْدُوا أَنْفُسَهُمْ أَلْكَتِبُ يُؤْمِنُونَ بِالْحَدِيثِ الْطَّائِفُونَ  
 تو نے نہ دیکھے جنکو ملا ہے کچھ حصہ کتاب کا مانتے ہیں بتوں کو اور شیطان کو  
 وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا أَهْلُ الْآهَادِي مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا سَبِيلًا  
 اور کہتے ہیں کافروں کو یہ زیادہ پاتے ہیں مسلمانوں سے راہ  
 أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَعَنَّمَ اللَّهُ طُغْيَانًا لِّلَّهِ قُلْنَ إِنَّ اللَّهَ قَدْ جَاءَهُ نَصِيرًا ۖ  
 وہی ہیں جنکو لعنت کی اللہ نے اور جنکو لعنت کرے اللہ پر تو پناوے کوئی اس کا مددگار

مسند امام احمد تفسیر ابن جریر تفسیر ابن ابی حاتم وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ مجاہد عکرمہ اور قتادہ کی روایتوں سے جو شان نزول ان آیتوں کے بیان کی گئی ہے اوسکا حاصل مطلب یہ ہے کہ جب یہود لوگ احزاب کی لڑائی کے لئے قریش کو غبت دلانے کے لئے مکہ کو گئے اوسوقت قریش نے حمی بن اخطب اور کعب بن اشرف یہود کے سرداروں سے پوچھا کہ تم اہل کتاب ہو بلکہ یہ تو بتلاؤ کہ ہم لوگ حق پر ہیں یا محمدؐ اور ان کے ساتھی حق پر ہیں اوسوقت یہود کی یہ غرض قریش سے متعلق تھی کہ کسی طرح قریش کو ہٹا کر جنگ احزاب پر لایا جاوے۔ اسلئے ان یہود کے سرداروں نے کہا کہ تمہارا دین اچھا ہے۔ اور تم حق پر ہو اور سپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائی اور سراسر ایمان لوگوں کے بے ایمانی دیکھنے کے قابل ہے کہ دنیا کی ایک غرض کے

سبب انہوں نے اہل کتاب جو کر شرک کو توحید سے اور مشرکوں کو موحدوں سے اچھا بتلایا۔ ایسے بے ایمانوں پر اللہ کی پشکار رہے اور جس پر اللہ کی پشکار ہو اس کو دنیا اور آخرت میں اللہ کے عذاب سے کوئی بچا نہیں سکتا یہ جو فرمایا کہ اہل کتاب ہو کر مانتے ہیں بتوں کو اور شیطان کو اس شان نزول کی بعض روایتوں میں اس کا قصہ یوں ہے کہ جب ان یہود کے سرداروں نے قریش کو احزاب کی لڑائی کے لئے اوہارنا چاہا تو قریش نے کہا کہ تم اور محمد اہل کتاب اور دونوں ایک ہو اس لئے ہم کو تمہاری باتوں پر اس وقت بھروسہ نہیں ہے جب تک تم ہمارے بتوں کو سجدہ نہ کرو اور پھر یہود کے دونوں سرداروں نے شیطان کے بہکانے سے اہل مکہ کے بتوں کو اپنی غرض کے لئے سجدہ بھی کیا جب تک مغضبتوں کے ہیں۔ اور طاعوت کے مغضبت شیطان کو۔

اَمْ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاذِلَّا يَوْمَ تَوْنِ النَّاسِ نَفْتِيْرًا ۝ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَا اٰتٰهُمْ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ فَقَدْ اٰتٰیْنَا لِبٰرِئِهِمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مَّلٰكًا عَظِيْمًا ۝ فَضَمُّهُمْ مِّنْ اٰمَنٍ بِہُمْ وَمِنْہُمْ اور ان کو دی ہے بڑی سلطنت پر انہیں کسے اس کو مانا اور کوئی اس سے ٹک رہا اور دوزخ بس ہے جلتی آگ

اور ذکر تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہود کو یہاں تک دشمنی تھی کہ یہ لوگ قریش کو احزاب کی لڑائی پر آمادہ کرنے کے لئے اطراف مدینہ سے سفر کر کے مکہ گئے ان آیتوں میں فرمایا یہود کی یہ دشمنی فقط اس سبب ہے کہ بنی آخر الزماں بنی اسمعیل میں سے کیوں ہوئے اولاد اسحاق میں سے کیوں نہیں ہوئے حالانکہ بنی اسحاق اور بنی اسمعیل دونوں کا سلسلہ ابراہیم علیہ السلام سے ملتا ہے اور ابراہیم علیہ السلام کے ایک بیٹے اسحاق کی اولاد میں ایک مدت دراز تک نبوت بادشاہت سب کچھ رہا اب ابراہیم علیہ السلام کے دوسرے بیٹے اسمعیل کی اولاد میں ایک بنی آخر الزماں کے پیدا ہونے سے بنی آخر الزماں کے ساتھ ان لوگوں کی استغدر دشمنی فقط ان لوگوں کی بخیلی کے سبب ہے کیونکہ ان کی بخیلی کی عادت یہاں تک بڑھ ہی ہوئی ہے کہ ان کے قبضہ میں ایک سلطنت بھی ہو تو یہ لوگ اس میں سے ایک تل برابر چیز بھی کیسے نہ دیں۔ کجور کی گھٹلی پر نقطہ کی برابر ایک نشان جو ہوتا ہے اس کو فقیر کہتے ہیں محسودون الناس کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا کہ ان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھی مقصود ہیں انہیں آیتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین کے لئے یہی فرمایا کہ ان لوگوں کی مخالفت اللہ کی بنی کے ساتھ کچھ نئی نہیں ہے۔ بلکہ بنی آخر الزماں

بنی اسماعیل میں پیدا ہونے کا تو ایک جملہ ہے یہ لوگ تو ایسوں کی اولاد ہیں جنہوں نے خود اپنے گہرانے کے بنیوں کے ساتھ بڑی مخالفتیں کر کے بعض بنیوں کو شہید کر ڈالا۔ آخر کو فرمایا یہ لوگ ہوں یا اون کے بڑے ایسے لوگوں کو جہنم کی دھکتی آگ کی سزا کافی ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا سَوْفَ نُصْلِيهِمْ نَارًا كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ  
جو لوگ منکر ہوئے ہماری آیتوں سے اونکو ہم ڈالینگے آگ میں جبوقت یک جاوے گی کمال ان کی  
بَدَلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَ هَٰئِلَةٍ وَقَالُوا الْعَذَابُ إِنَّمَا اللَّهُ كَانَ عَزِيزًا

حَكِيمًا ۝ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي  
بدل کر دینگے ان کو اور کمال کہ جھکتے رہیں عذاب اس سے زبردست  
حکمت والا اور جو لوگ یقین لائے اور کیں نیکیاں ان کو ہم داخل کریں گے باغوں میں  
مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا لَمْ يَكُنْ فِيهَا آسَ وَاجُ مُطَهَّرٌ  
جسے نیچے بہتی نہریں رہ پڑے وہاں ہمیشہ اونکو وہاں عورتیں ہیں ستھری

وَنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيلًا

اور اونکو ہم داخل کریں گے گہن کی چھاؤں میں

اوپر ذکر تھا کہ بد لوگوں کے لئے جہنم کی دھکتی آگ کی سزا کافی ہے یہ یہ خیال گزر سکتا تھا کہ جب ایک دفعہ دھکتی آگ میں دوزخیوں کا گوشت پوست جل جاوے گا۔ تو پھر اسی جلی ہوئی کھال پر شاید آگ کی تکلیف کچھ کم ہو جاوے گی۔ کیونکہ جلی کھال مردار ہو جاتی ہے اسلئے فرمایا کہ اس کی آیتوں کے منکر لوگوں کی کھال جب دوزخ میں جا کر مردار ہو جائے گی تو عذاب کی تکلیف قائم رہنے کے لئے فوراً تازی کھال بدل جاوے گی یہ بھی تفسیر ابن ابی حاتم تفسیر ابن مردویہ میں حضرت عمر اور عبداللہ بن عمر اور معاذ بن جبل سے جو روایتیں ہیں اونکا حاصل یہ ہے کہ تھوڑی سی دیر میں دوزخیوں کی کھالیں کئی دفعہ بدلی جاویں گی یہہ اون لوگوں کا حال ہے جو آگ کی آیتوں کے منکر ہونے کے سبب ہمیشہ دوزخ میں رہنے والے ہیں جو لوگ دوزخ سے نکل کر جنت میں داخل ہونے والے ہیں اون کی کھال نہیں بدلی جاوے گی بلکہ وہ ایک دفعہ کے جلنے میں مر کر کوئلے ہو جاویں گے پھر اون کو کوئلہ نہر حیات میں غوطہ دیا جاوے گا جس سے وہ زندہ ہو جاویں گے اور اون کو جنت میں جانیکا حکم ہو گا۔ چنانچہ صحیح بخاری صحیح مسلم کی شفاعت کی ابوسعید خدری کی حدیث میں اسکا ذکر ہے۔ عزیز احکام کا یہ مطلب ہے کہ اللہ ایسا زبردست ہے کہ اوس کے عذاب کو کوئی روک نہیں سکتا۔ صاحب حکمت وہ ایسا ہے کہ اوس نے ہر ایک کی سزا حسب مہم کے موافق مقرر کی ہے کیسی کھال عذاب کی تکلیف بڑھانے کے لئے بدلی جاوے گی کوئی دوزخ کے پہلے ہی جھونکے میں جل کر کوئلہ ہو جاوے گا۔ تاکہ دیر تک جلنے کی تکلیف

الرح

منزل

نواہل ووزخ کے مقابلہ میں اب آگے اہل جنت کا ذکر فرمایا کہ اون کے رہنے کو عالیشان محل عمدہ باغ جن میں  
نہیں جاری ہیں ان محلوں میں وہ ہمیشہ رہیں گے جہاں افکونہ بیماری کا کھٹکا ہے نہ موت کا اونکی صحت  
کے لئے جیض و نفاس اور سب عیبوں سے پاک بیاباں ہوں گی جنت کے محلوں اور باغوں کے گنے درختوں کی  
چھاؤں ہوگی جہیں وہ بیٹھیں گے۔ اگرچہ جنت میں وہ ہوپ نہوگی جس سے بچنے کے لئے سایہ درکار ہوگی  
زیادہ ٹہنڈک کے لئے اس سایہ میں جنتی لوگ بیٹھیں گے سب کے لئے سایہ ملک میں سایہ کی بڑی قدر  
ہے اس لئے خاص طور پر سایہ کا ذکر فرمایا ۛ

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَوَدُّوا وَالْأَهْلِيَّاتِ إِلَى أَهْلِهِنَّ وَلَا رَاذٍ لَكُمْ بَيْنَ  
النَّاسِ أَنْ تَكُونُوا بِالْعَدْلِ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ  
سَمِيعًا بَصِيرًا ۝  
استدیکت

اکثر مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیتہ اون عثمان بن طلحہ کی شان میں اوتری ہے جو ابو طلحہ بشیر بن عثمان  
کے چچا زاد بھائی اور اسی گہرانے میں کعبہ کی درباری آج تک ہے۔ مجتہد سند سے ابن اسحاق وغیرہ نے  
اس قصہ کو نقل کیا ہے جس کا حال یہ ہے کہ فتح مکہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن  
طلحہ سے کعبہ کی گنجی لیکر کعبہ کو کھولا۔ اور کعبہ کے دروازہ پر خطبہ پڑھا۔ لوگوں کو طرح طرح کی نصیحت کی  
اسی موقع پر حضرت علی اور حضرت عباس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ درخواست کی کہ کعبہ کی گنجی  
ان دونوں میں سے کسی کو بلجاوے تاکہ کعبہ کی درباری آئندہ اون کے گہرانے میں رہے اتنے میں یہ  
آیتہ نازل ہوئی۔ اور جن عثمان بن طلحہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ گنجی بطور امانت کے لی  
تھی اس آیتہ کے موافق اون کو واپس کر دی۔ بعض روایتوں میں یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
نے گنجی واپس دیتے وقت عثمان بن طلحہ سے یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ گنجی تم کو واپس و نواہی سے اس لئے  
اب جو کوئی بعد اس کے تم سے یہ گنجی چھینے گا وہ ظالم کھلاویگا۔ اس روایت کے نقطوں سے بھی یہ نکلتا ہے  
کہ آیتہ کا نزول اسی قصہ کے متعلق ہے۔ اس شان نزول کے بیان کرنے کے بعد اکثر مفسرین نے یہ  
لکھا ہے کہ اگرچہ اس آیتہ کے نازل ہونے کا سبب خاص ہے لیکن امانت کا لفظ اون سب حقائق کو  
شامل ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے ذمہ کئے ہیں۔ مثلاً توحید اور عبادت یا وہ حقوق۔ جو  
بندوں کے بندوں پر ہیں۔ مثلاً امانت کی چیز یا مانگی ہوئی چیز کا واپس کرنا آیتہ انا عرضنا الامانتہ کی تفسیر

علی بن طلحہ نے حضرت عبداللہ بن عباس سے جو صحیح روایت کی ہے اور کما حاصل یہ ہے کہ امانت کے وہ باتیں مقصود ہیں جنکو اللہ تعالیٰ نے انسان پر فرض کیا ہے جن کے بغیر کسی خیانت کے ادا کرنے کے انسان کی نجات ہی نہیں مثلاً جو عبادت بغیر یا کاری کی خیانت کے ادا ہوئی وہ نجات کا موجب ہے ورنہ عبادت کی محنت رائیگاں اور یا کاری کا مواخذہ قائم انہی شرائط کے ذریعے آسمان وزمین اور پہاڑوں نے اس امانت کو قبول نہیں کیا۔ اسکی پوری تفصیل تو سورہ احزاب میں آدے گی۔ مگر یہاں مطلب اسی قدر ہے کہ آیت ان اللہ یا مکرہم ان تو دوا الامانات اور آیت انما عرضنا الامانۃ ان دولوں آیتوں میں امام مفسرین حضرت عبداللہ بن عباس کے نزدیک امانت کا لفظ سب حقوق اللہ اور حقوق الناس کو شامل ہے اور اس عام حکم میں یہود کو یہ تنبیہ ہے کہ توراۃ میں بنی آخر الزماں کے اوصاف کی آیتوں میں ان لوگوں نے تبدیل تغیر جو کیا ہے وہ اللہ کی امانت میں انہوں نے خیانت کی ہے۔ وقت مقررہ پر جب کما مواخذہ ہو گا صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جبیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منافق کی علامتوں میں سے امانت کی خیانت کو ہی ایک علامت فرمایا ہے ترمذی ابو داؤد اور مستدرک حاکم میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جبیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان آدمی کو امانت کا داپس کرنا لازم ہے اگر اس کے مال میں کوئی دوسرا شخص خیانت بھی کرے تو اسکو کسی کے مال میں خیانت نہیں چاہیے۔ اس حدیث کی سند میں اگرچہ بعض علماء نے کلام کیا ہے لیکن ترمذی نے اس حدیث کو حسن اور حاکم نے اسکو صحیح کہا ہے۔ مستدرک حاکم میں اسطرح کی ایک روایت انس کی بھی ہے جسکی سند میں ایوب بن سوید ایک راوی ہے جسکو بعض علماء نے ضعیف الحافظہ کہا ہے لیکن حاکم نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔ قاضی حاکم۔ امیر۔ والی جن کے سپرد لوگوں کے طہر سچ کے جھگڑوں کا فیصلہ کرنا ہے اون کے ذمہ بھی اللہ کی یہ امانت ہے کہ بغیر کسی کی رعایت کے انکو ہر ایک فیصلہ انصاف سے کرنا چاہیے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ابو ذر سے روایت ہے کہ ابو ذر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی بستی پر حاکم ہو جانے کی خواہش کی آپ نے ابو ذر کو جواب دیا کہ تمہارے مزاج میں ایک طرح کا ضعف ہے اور حکومت اللہ تعالیٰ کی بڑی بھاری امانت ہے جسکی ذمہ داری صاحب ضعف آدمی سے دشوار ہے۔ غرض اسی تعلق کے سبب امانت کے ذکر میں حاکم لوگوں کا یہ ذکر فرمایا کہ جب چکوٹی کرنے لگو لوگوں میں تو چکوٹی کرو انصاف سے مسند امام احمد صحیح مسلم اور سنائی میں عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ جب کما حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انصاف سے لوگوں کا فیصلہ کرنے والے حاکموں کو قیامت کے دن اللہ اپنے دائیں ہاتھ کی جانب نور کے منبروں پر عزت سے بٹھاوے گا۔ پھر فرمایا یہ محض شفقت حاکموں کی عزت بڑھانے کی لئے ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ دائیں میں۔ یہ اون حاکموں کا ذکر ہے جنکی اصلی کوشش انصاف فیصلہ کرنے کی ہے اسلئے اکثر فیصلے تو اون کے منصفانہ ہیں اور شاؤ و ناد

اقتضای بشریت سے بعض فیصلوں میں اون سے کچھ غلطی بھی ہو گئی ہے تو اسد تعالیٰ کے نزدیک قابل درگزر ہے۔ رہے وہ حاکم جو رشوت کے لالچ یا سعی و سفارش کے مان لینے کے سبب منصفانہ فیصلہ کی زیادہ پورا نہیں کرتے اس واسطے اکثر فیصلہ تو اون کے رعایتی اور نامنصفانہ ہیں اور کچھ تھوڑے سے فیصلے منصفانہ بھی اون کے قلم سے نکل گئے ہیں ایسے حاکموں اور قاضیوں کا سیدھا ٹھکانا جہنم ہے چنانچہ مقبرہ سندس ابو اودیس ابو ہریرہ سے روایت ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس حاکم کے منصفانہ فیصلوں کی تعداد نامنصفانہ فیصلوں پر قیامت کے دن غالب آوے گی وہ جنتی ہے اور جس حاکم کا حال اس کے برخلاف ہے وہ دوزخی ہے۔ اسباب میں اور بھی حدیثیں ہیں ان آیتوں میں اسد تعالیٰ نے نصیحت فرمائی ہے جس پر عمل کرنے سے آدمی کی نجات ہو سکتی ہے اسلئے فرمایا اللہ نصیحت کرتا ہے تمکو۔ اسد ہے سنتا دیکھتا۔ کا یہ مطلب ہے کہ اس نصیحت کی تعمیل جو اسد تعالیٰ کے سننے سے متعلق ہے مثلاً آپس میں تمہارا وعظ و نصیحت پر قائم رہنا یا سچی گواہی کا ادا کرنا اور سب کو سنتا ہے اور جو عمل دیکھنے سے متعلق ہے نماز روزہ حج زکوٰۃ ان سب نیک عملوں کو دیکھتا ہے ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ  
فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ  
بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا

لے ایمان والو حکم مانو اسکا اور حکم مانو رسول کا اور جو اختیار والے ہیں تم میں سے  
پھر اگر جگہ پر کسی چیز میں تو اسکو رجوع کرو اللہ کی اور رسول کیطرت اگر یقین رکھتے ہو  
بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا

اسد پر اور بچکے دن پر یہ خوب ہے اور بہتر تحقیق کرنا ہے

اور یہی آیت میں حاکموں کا ذکر فرما کر اس آیت میں محکوم لوگوں کا ذکر فرمایا اس آیت کی شان نزول قصہ طلب ہے  
حاصل اس قصہ کا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن حذافہ صحابی کو سردار کر کے اور کچھ لوگ  
اون کے ساتھ کر کے نجد کی طرف ایک چھوٹی سی لڑائی پر اونکو بھیجا تھا راستے میں عبد اللہ بن حذافہ کو اپنی  
ساتھ کے لوگوں سے کچھ بخشش ہو گئی۔ اونہوں نے اپنے ساتھ کے لوگوں سے کہا کیا آنحضرت کے  
تم لوگوں کو میری اطاعت کا حکم نہیں دیا ہے اون لوگوں نے کہا ہاں دیا ہے۔ اس پر عبد اللہ بن حذافہ  
نے جنگل سے ٹکڑیاں جمع کرا کے اون ٹکڑیوں میں آگ لگا دی۔ اور اپنے ساتھ کے سب آدمیوں سے  
کہا کہ تم سب اس آگ میں کود پڑو اب عبد اللہ بن حذافہ کے ساتھیوں کے دو گروہ ہو گئے کچھ لوگ  
تو آگ میں کودنے پر راضی ہو گئے اور کچھ لوگوں نے کہا کہ آگ سے بچنے کے لئے تو ہم آنحضرت پر  
ایمان لائے ہیں بغیر اجازت آنحضرت کے ہم ہر گز یہ فعل نہ کریں گے۔ آخر یہ قصہ آنحضرت تک آیا آپ نے فرمایا



کہ جس امر کی شریعت اجازت دیوے حاکم کی اطاعت ایسے امر میں ہے تم اگر آگ میں کود پڑتے تو ہمیشہ اوس آگ میں رہتے۔

اس شان نزول کو امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن عباس سے بخاری میں روایت کیا ہے اور اودی شاح صحیح بخاری نے اس شان نزول پر جو اعتراض کیا ہے اوسکا جواب اچھی طرح علامہ حافظ ابن نعیم الباری میں دیدیا ہے۔ اور مفسرین نے سوا اس شان نزول کے اور شان نزول جو اس آیت کے بیان کے ہیں اوسکا مطلب یہ ہے کہ اون حالات پر بھی آیت کا مطلب صادق آتا ہے۔ ورنہ اصل شان نزول وہی ہے جو امام بخاری نے بیان کی ہے کیونکہ امام بخاری کی روایت پر دوسری روایت کو فوقیت نہیں پہنکتی بخاری کی اس شان نزول کی روایت پر بخاری شریح داؤدی میں جو اعتراض کیا گیا ہے

اوسکا جمل یہ ہے کہ اگر آیت کا نزول بعد الدین خدا کے قصے سے پہلے مانا جاوے تو آیت کو قصہ سے کوئی تعلق باقی نہیں رہتا اور اگر آیت کا نزول قصے سے بعد مانا جاوے تو عبداللہ کے نافرمان لوگوں کو آیت میں کچھ سسر زبش نہیں ہے حالانکہ جب آیت اولی الامر کی فرمانبرداری کے حکم میں ہے اور قصے میں

کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جنہوں نے اپنے سردار کا حکم نہیں مانا تو آیت میں اون کا کچھ ذکر ہونا چاہئے تھا۔ حافظ ابن حجر کے جواب کا جمل یہ ہے کہ قصہ میں حاکم اور محکوم کا اسپر جھگڑا تھا کہ عبداللہ کے حکم سے جو آگ جلائی گئی ہے اوس میں کود پڑنا جائز ہے یا نہیں اوسکا حکم آیت میں یہ ہے کہ ایسی باہمی نزاع کی صورت

میں آپس کی نزاع کو بڑھانا نہیں چاہئے۔ بلکہ ہر ایدار آدمی کو چاہئے کہ ایسے نزاع کی حالت میں اللہ اور اللہ کے رسول کا حکم تلاش کر کے اوسکے موافق آپس کے جھگڑے کا تصفیہ کرے تاکہ بغیر حکم خدا و رسول کے عقلی طور پر کسی کام کو کر لینے سے دین کی کوئی خرابی نہ لازم آجاوے جس طرح عبداللہ کے ساتھیوں

کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی بڑی خرابی جتلائی کہ اگر وہ بغیر آنحضرت کے چنے کے اپنی سمجھ سے اس آگ میں کود پڑتے تو قیامت آگ میں رہتے یہ آپس کے فریاد کہ یہ ایک صورت خودکشی کی تھی اور خودکشی کا حکم اوپر آیت ولا تقتلوا انفسکم کی تفسیر میں گزر چکا ہے کہ جس طرح سے کوئی شخص خودکشی

کرے گا اوس طرح کا عذاب اوسپر ہمیشہ کیا جاوے گا۔ اولی الامر کی تفسیر میں سلف کا اختلاف ہے بعضوں نے اس لفظ کی تفسیر امرار کی ہے اور بعضوں نے علماء و دولہ تفسیروں میں کوئی تفسیر ہی

لیجاوے جبکہ آیت کی شان نزول کی بعض روایتوں میں الطاعة فی المعروف اور بعض روایتوں میں انما الطاعة فی المعروف کا لفظ موجود ہے تو معنی آیت کے یہی ہونگے کہ اولی الامر منکم کی طاعة اوسکی حد تک ہے جو ہر کسی کی شریعتی حکم سے شریعت میں معروف ہے اسی واسطے اللہ اور رسول کے نام

کے ساتھ اطاعت کا لفظ فرمایا اور اولی الامر کے ساتھ اطاعت کا لفظ نہیں فرمایا تاکہ معلوم ہو جاوے کہ اولی الامر کا حکم مستقل طور پر شریعتی حکم نہیں ہے بلکہ اللہ اور رسول کے حکم کی یہ ایک شاخ ہے

اور دنیا میں کوئی شاخ بغیر جڑ کے قائم نہیں رہ سکتی چنانچہ اسی بنا پر اہل سنت اور مخالف اہل سنت فرقوں کے فیما بین قدیم سے یہ جھگڑا چلا آتا ہے کہ اول فرقوں نے احادیث شفاعت میں میزان عذاب قبر صفات وغیرہ کے مخالف فقط قیاس سے اپنے مذہب کی چند شاخیں قائم کی ہیں جن کے رو قدح کے اہل سنت درپے ہیں اور کہتے ہیں کہ صریح حکم شرعی کے مقابلہ میں کوئی قیاس معتبول نہیں ہو سکتا۔ اسی بحث میں دفتر کے دفتر تالیف ہو گئے۔ اور قیامت تک ہونے لگے بعض علماء نے اس بحث کے متعلق یہ لکھا ہے کہ اہل سنت کی وہ بحث مسائل اعتقادی سے متعلق ہے مسائل عملی سے متعلق نہیں ہے اور علماء نے اسکا یہ جواب دیا ہے کہ اطیعوا الرسول کے حکم سے اللہ کے رسول کی اطاعت تمام مسائل اعتقادی اور عملی ہیں فرض ہے باوجود اس کے اس طاعت کو مسائل اعتقادی میں منحصر کر دینا گویا نبوت کو اس کے ایک جز میں منحصر کر دینا ہے جسکی جرح کسی مسلمان کو نہیں چاہئے۔ اب غور طلب یہ بات ہے کہ جب ایسے دو مختلف حکم ہوں کہ ایک طرف صحیح مسند سے حکم رسول ہو۔ اور دوسری طرف کسی عالم کا فتوے تو ان میں معروف شرعی کسکو کہا جاوے گا اور انطا طاعت فی المعروف کے موافق ان دونوں حکموں میں کون سے حکم کو حصر کے طور پر واجب الطاعتہ ٹھرایا جاوے گا جسکے دلوں میں نور ایمان کی کچھ جہلک ہے اس غور طلبیت کا جواب اسکی زبان سے تو یہی نکلے گا کہ ایسی صورت میں واجب الطاعت معروف شرعی وہی اللہ کے رسول کا حکم ٹھرایا جاوے گا جسکی معرفت کو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اپنی اطاعت کے بعد اور اولی الامر کی اطاعت کے ماقبل ذکر فرمایا ہے اسکے حاصل آیت کا یہ ہے کہ ماقبل کو ماقبل کے اور مابعد کو مابعد کے تہہ پر رکھنا حکم الہی کی فرمانبرداری اور اس کے برعکس میں نافرمانی ہے جس سے ہر مسلمان کو خوف کرنا اور ان کفر مومنین کی شرط کو پورا کرنا چاہیے۔ اس شرط کا مطلب وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا۔ کہ جسکے دل میں نور ایمان کی کچھ جہلک ہے اسکو اس طرح کے اختلاف کے موقع پر اللہ تعالیٰ کی اس نصیحت کی موافق عمل کرنا چاہیے جو اس نے اس آیت میں فرمائی ہے ذلک خیر و حسن تاویل کا مطلب یہ ہے کہ آیت کی ہدایت کی موافق عمل کرنے میں یہ خوبی ہے کہ جو اختلاف تھا وہی رفع ہو جاوے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کا اجر بھی عقبے میں ملے گا تاویل کے معنی یہاں انجام کے ہیں۔

الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا نُزِّلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ  
تو نے دیکھے وہ جو زعم کرتے ہیں کہ یقین لائے ہیں جو آیتا میری طرف اور جو آیتا تجھ سے پہلے  
میرے پہلے وہ ان یقیناً کہو اے اللہ تعالیٰ و قد آتوا ان یکنوا و ایم و  
چاہتے ہیں کہ قضیہ بجا دیں شیطان کی طاعت اور حکم ہو چکا ہے انکو کہ اس سے منکر ہو جاویں اور  
میرے پہلے شیطان ان یضلک لعلک بعیداً ○ ولذا اقول کہم تعالوا  
چاہتا ہے شیطان کہ ان کو ہکا کر دوی ڈالے اور جو ان کو کہے آؤ

إِلَى مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتُ الْمُنَافِقِينَ يُصَلُّونَ عَنْكَ صَدَقُوا  
 اس کے حکم کی طرف جو جس نے ادا کیا اور رسول کی طرف تو تو دیکھے منافقوں کو بند ہو رہے ہیں تیری طرف سے اللہ کے  
 تکیف اِذَا اصْبَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ بِمَا قَدِمَتْ أَيْدِيهِمْ لَخِرَاجًا وَلَئِنْ يَخْلِفُونَ  
 پر وہ کیا کہ جب ان کو ان پہنچے مصیبت اپنے ہاتھوں کے کیتے سے پیچھے آدیں تیرے پس نہیں کہاتے  
 يَا اللَّهُ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا أَحْسَانًا وَتَوَفَّقًا ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَعْلَمُ اللَّهُ مَا فِي  
 اللہ کی کہ جو غرض نہ تھی مگر بہلان اور ملاپ یہ دو لوگ ہیں کہ اللہ جانتا ہے جو ان کے  
 قُلُوبِهِمْ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَهُمْ فِي أَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيغًا ۝  
 دلوں میں ہے سو تو اُن سے تغافل کر اور اُن کو نصیحت کر اور اُن سے کہہ اُن کے حق میں بات کام کی

اوپر اللہ و رسول کے حکم کے موافق عمل کرنے کی تاکید تھی ان آیتوں میں اُن لوگوں کا ذکر ہے جو اس تاکید کے  
 پابند نہیں ہیں ان آیتوں کی شان نزول میں سلف کا اختلاف ہے مگر حضرت عبداللہ بن عباس کی ایک آیت  
 کے موافق جس شان نزول کو حافظ ابن کثیر نے صحیح ٹھہرا کر اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے اوسکا حامل یہ ہے کہ ایک  
 منافق اور یہودی میں کچھ جھگڑا تھا یہودی کہتا تھا کہ اس جھگڑے کا فیصلہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشی میں نہ  
 چاہیے۔ اور منافق کعب بن اشرف یہودیوں کے سردار کی پیشی کا اصرار کرتا تھا۔ آخر مقدمہ آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم کی پیشی میں آیا۔ اور آپ یہودی کی طرف اُس مقدمہ کا فیصلہ کر دیا۔ منافق نے اس خیال سے کہ حضرت  
 عمر شاید اوسکو مسلمان سمجھ کر کچھ اوسکی پاس اُسی کر نیلے۔ اوس یہودی کو اوسپر مجبور کیا کہ مقدمہ از سر نو حضرت  
 عمر کی پیشی میں لے جانا چاہیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت عمر اُن دنوں میں مدینہ کے  
 قاضی تھے اسلئے اوس منافق کے اصرار پر مقدمہ حضرت عمر کی پیشی میں گیا۔ اور حضرت عمر نے اوس یہودی  
 سے جب یہ سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس مقدمہ کا فیصلہ یہودی کی طرف کر چکے ہیں تو فوراً اوس منافق  
 کو قتل کر ڈالا اور اوس کے قتل کے بعد یہ فرمایا کہ جو شخص اللہ کے رسول کے فیصلہ پر راضی نہ ہو اوسکا یہی فیصلہ  
 ہے کہ اوسکو قتل کر ڈالا جاوے اسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ اور فرمایا کہ یہ منافق لوگ ایمان کا  
 دعوئے کرتے ہیں لیکن انکا ایمان پورا نہیں ہے کیونکہ اس آخری شریعت اور اس سے پہلے سب شریعتوں میں  
 اللہ تعالیٰ نے ہر رسول وقت کی فرمانبرداری اوسوقت کے لوگوں پر لازم کی ہے اور رسول وقت کے حکم کو چھوڑ کر  
 کسی دوسری کی بات کے ماننے سے منع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے سوا جس کسی کی تعظیم اللہ کی تعظیم  
 کے برابر کیجاوے اوسکو طاغوت کہتے ہیں یہاں اوس منافق نے کعب بن اشرف کو اللہ کے رسول سے  
 اور اوس کے فیصلہ کو اللہ کے رسول کے فیصلہ سے بہتر ٹھہرایا تھا۔ اسلئے کعب بن اشرف اور اوس کے  
 فیصلہ کو طاغوت فرمایا پھر یہ فرمایا کہ اگرچہ سب شریعتوں میں رسول وقت کے حکم کو چھوڑ کر کسی دوسرے

منزل

کی بات کو ماننے سے منع کیا گیا ہے لیکن شیطان لوگوں کو راہِ راست روک کر گمراہی میں ڈالتا ہے اوس منافق نے کعب بن اشرف کی پیشی میں مقدمہ لیجانے کی ضد جو اوس یہودی سے کی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشی میں وہ مقدمہ کو لانا نہیں چاہتا تھا اوپر یہ فرمایا کہ جب اون سے کہئے آؤ اللہ کی حکم کی طرف جو اوس کے اقرار اور رسول کی طرف تو یہ منافق لوگ اللہ کے رسول کے پاس آنے سے کینا تے ہیں صحیحین میں ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے جسکا حامل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسطرح مینہ سب جگہ لیکساں برستا ہے۔ لیکن اچھی زمین کو اوس سے فائدہ پہونچتا ہے اور ناکارہ زمین کو اوس نے کچھ فائدہ نہیں پہونچتا ہے۔ اسی طرح اوس ہدایت کا حال ہے جو میں اللہ کی طرف سے لایا ہوں کہ علم الہی میں جو دل اچھے اور قابل ہدایت قرار پائے ہیں اونیں اس ہدایت کا اثر ہوتا ہے نہایت نبین جب حضرت عمر نے اوس منافق کو قتل کر ڈالا تو اور منافق لوگ بات بنانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے جنکو عمر علیہ السلام نے قتل کر ڈالا وہ شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ سے ناراض نہیں تھا بلکہ وہ تو عمر علیہ السلام کے پاس فقط اسلئے گیا تھا کہ شاید عمر علیہ السلام کے دباؤ سے فریقین میں راضی نامہ ہو جاوے گا۔ اوپر اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ جب ان منافقوں پر اون کے نفاق کے سبب کوئی آفت آجاتی ہے تو یہ لوگ اوپری دل سے اسی ہی باتیں بناتے ہیں۔ مگر اون کے دل میں جو چور ہے اوس کا حال اللہ کو خوب معلوم ہے پہراپنے رسول کو نصیحت فرمائی کہ جب تم کو ان لوگوں کے دلکا حال معلوم نہیں ہے تو تم اپنا ظاہری معاملہ ان لوگوں سے درگزر کر رکھو اور ہر وقت انکو دھچپ نصیحت کرتے رہو تاکہ کچھ لوگ انمیں کے راہِ راست پر آجاویں۔ اس تفسیر میں یہ ذکر اچکا ہے کہ اس طرح کی درگزر کی آیتیں منسوخ نہیں ہیں اور اس تفسیر کے مقدمہ میں یہ بھی جتلا دیا گیا ہے کہ مثل اس آیت کی شان نزول کے اختلاف کے جن آیتوں کی شان نزول میں سلف کا اختلاف ہے وہ اس سبب ہے کہ بعض سلف نے شان نزول کے اصل قصہ کو لیا ہے اور بعضوں نے اون قصوں کو لیا ہے۔ چہر آیتہ کا مطلب صادق آتا ہے۔ غرض حقیقت میں یہ اختلاف کچھ شان نزول کا اختلاف نہیں ہے فقط طرز بیان کا اختلاف ہے ۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا يَطَاعُ يَا ذَنِ اللّٰهِ وَلَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْا ظِلْمَهُمْ أَنْفُسَهُمْ  
اور جتنے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس واسطے کہ اسکا حکم مانیں اللہ کے فرمان سے اور اگر ان لوگوں نے جہت اپنا کر لیا تو  
جَاءُوا لَكَ فَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ الرَّسُولُ لَعَلَّ لَهُمْ تَوَّابًا رَّحِيمًا  
تیرے پاس پہرا اللہ سے بخشواتے اور بخشواتا انکو رسول تو اللہ کو پاتے معاف کرنے والا مہربان

اوپر اوس منافق کا ذکر تھا جو اپنے مقدمہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشی میں لانے پر رضا مند نہیں تھا۔ بلکہ اوسکو اصرار تھا کہ اوسکا مقدمہ کعب بن اشرف کی پیشی میں فیصل ہو۔ اوسی ذکر کو پورا کرنے کے لئے

اس آیت میں اوس زمانے کے عام منافقوں کو الد تعالیٰ نے یہ ہدایت فرمائی کہ کچھ اس زمانہ پر مختصر نہیں ہے  
 نوح علیہ السلام پہلے صاحب شریعت رسول سے بیکر آخر الرسل محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک الد تعالیٰ نے جتنے رسول  
 بھیجے ہیں اون سب کے حق میں الد کا یہی ایک حکم تھا کہ ہر وقت کی امت پر اللہ کے رسول کی فرمانبرداری فرض  
 ہے اسلئے جتنی پہلی امتوں نے رسولوں کی نافرمانی کی اوپر الد کا عذاب آیا۔ اور وہ لوگ طرح طرح کے  
 عذابوں میں گرفتار ہو کر عارت ہو گئے اس واسطے حال کے منافقوں میں سے جس کسی سے ایسی چوک ہو جا  
 جس کا ذکر اوپر کی آیتوں میں ہے تو ایسے شخص کو الد کے رسول کے پاس آن کر خود بھی خالص دل سے توبہ  
 استغفار کرنی چاہیے اور الد کے رسول سے بھی اپنے حق میں مغفرت کی دعا کرنی چاہئے تاکہ اپنے رسول  
 کی دعا کی برکت سے الد اون پر مہربان ہو کر ان کے گناہ معاف کر دیوے صحیحین میں حضرت ابوہریرہ  
 سے روایت ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے میری فرمانبرداری کی اوس نے الد  
 کی فرمانبرداری کی اور جس نے میری نافرمانی کی اوس نے الد کی نافرمانی کی یہ حدیث آیت کی ویسی ہی تفسیر  
 ہے جیسے آیت ومن طیع الرسول فقد اطاع الد اس آیت کی تفسیر ہے۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُخَرِّجُوا كُفْرًا فِي مَا شَرِبُوا مِنْهُمْ تَحْرِيًّا ۚ  
 سو قسم ہے تیرے رب کی انکو ایمان نہ ہوگا جب تک یہی کفر نہ بائیں جو جھگڑا ہے آپ میں پرہیز پادیں اپنے  
 انفسہم حراً جاحقاً قضيبت و يسألونك تسليماً  
 جی میں اخگی تیری چکوئی سے اور قبول رکھیں مان کر

اوپر الد کے رسول کی اطاعت کی تاکید تھی اس آیت میں الد تعالیٰ نے اوس تاکید کو اپنی ذات پاک کی قسم کہا  
 اور قوت دیدی ہے اس آیت کی شان نزول کی باتہ صحاح ستہ کی چھٹوں کتابوں میں عبد الد بن زبیر سے  
 روایت ہے کہ ایک انصاری اور حضرت زبیر کا کیت متصل تھا۔ اور ایک ہی ذریعہ آب پاشی سے دو کیتوں  
 کو پانی پہونچتا تھا۔ اس پانی کی بابت حضرت زبیر اور انصاری کا جھگڑا ہوا آنحضرت کے پاس وہ جھگڑا  
 فیصلہ کو آیا آنحضرت نے زبیر سے کہا کہ تم اپنے کیت کو پانی دیکر انصاری کے کیت کے لئے پانی چھوڑ دیا  
 کر د انصاری نے کہا کہ زبیر آپ کے قرابت دار ہیں اسلئے آپ نے اون کی رعایت کا فیصلہ کیا ہے آپ  
 آپکو غصہ آیا اور اپنے فرمایا کہ زبیر تم پانی کو بیان تک روکا کرو کہ تمہارے کیت کے نیڈ تک پانی چڑھ جایا  
 کرے۔ پھر پانی چھوڑا اور انصاری کے خلاف شان نبوت گفتگو کرنے پر الد تعالیٰ نے یہ آیت نازل  
 فرمائی اور اپنی ذات پاک کی قسم کہا کہ فرمایا کہ رسول وقت کے فیصلہ اور حکم پر جو کوئی دل سے پابندی اختیار  
 نہ کرے گا وہ ہرگز مسلمان نہیں ہے جو لوگ قول رسول کے مقابلہ میں سبج قول رسول کو چھوڑ کر ادھر  
 اودھر کے قولوں کو مانٹتے ہیں اون کی نسبت پورا خوف ہے کہ قیامت کے دن الد تعالیٰ اپنی قسم

پوری کرے اور اون لوگوں کو پورے مسلمانوں کے زمرہ میں شمار فرماوے یہ شان نزول از خود عروہ کی روایت سے مرسل طور پر بھی ہے اور عروہ نے اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر سے متصل طور پر بھی اوسکو روایت کیا ہے۔ چنانچہ بخاری کی کتاب المساقات میں یہ دونوں روایتیں ہیں۔ یہ عبداللہ بن زبیر ہی ہیں جنکو ہجرت کے بعد مہاجرین کی پہلی اولاد کہا جاتا ہے۔ امام بخاری کے نزدیک اذکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سماعت احادیث کا مرتبہ حاصل ہے اسلئے امام بخاری نے عروہ کی مرسل روایت کو عروہ کے بھائی عبداللہ کی متصل روایت سے قوت دی ہے۔ عروہ کی مرسل روایت کو حاکم نے یہ جو کہا ہے۔ کہ صحیحین میں یہ روایت نہیں ہے حاکم کا یہ قول سہو سے خالی نہیں کیونکہ یہ مرسل روایت بخاری میں موجود ہے اس طرح حمیدی نے اپنی کتاب جمع بین الصحیحین میں جو کہا ہے کہ صحیحین میں عروہ نے اپنے بھائی عبداللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ زبیر سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ حمیدی کا بھی یہ قول سہو سے خالی نہیں کیونکہ اس طرح کی سندیں عبداللہ کے بعد زبیر کا بھی ذکر ہے سوانحی کے صحاح ستہ کی کسی کتاب میں نہیں ہے۔ نہ ہادیں اپنے جی میں خفگی تیری چکوتی سے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر مسلمان کو اللہ کے رسول کا حکم خالص دل سے ماننا چاہیئے۔ اگر کسی نے اوسکو ظاہری طور پر تو مان لیا۔ اور دل میں کچھ خلجان باقی رکھا تو یہ سمجھ لینا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے قسم کہا کہ فرمایا ہے کہ ایسا شخص اللہ کے نزدیک پورا مسلمان نہیں ہے جن انصاری سے زبیر کا پانی پر جھگڑا تھا۔ اون کے نام کی صراحت بعض روایتوں میں ہے کہ وہ حاطب بن ابی بلتعہ تھے ۛ

منزل

وَلَوْ أَنَا كُتِبْنَا عَلَيْهِمُ أَنْ اقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَخْرَجُوا مِنْ دِيَارِكُمْ مَا فَعَلُوهُ  
اور اگر ہم اون پر حکم کرتے کہ ہلاک کرو اپنی جان یا چھوڑ نکلو اپنے گھر تو کوئی نہ کرتے  
إِلَّا قَلِيلٌ مِنْهُمْ وَلَوْ أَنَّهُمْ فَعَلُوا مَا يُوعَظُونَ لَكَانَ خِيفًا لَهُمْ  
مگر تھوڑے ان میں اور اگر یہی کریں جو انکو نصیحت ہوتی ہے تو اون کے حقیقی بہتر ہو اور  
أَشَدَّ تَبِيلًا ۚ وَإِذْ آتَيْنَاهُمْ مِنْ لَدُنَّا أَجْرًا عَظِيمًا ۚ وَلَهُدٰی يٰۤاَيُّهَا  
زیادہ ثابت ہوں دیں میں اور اسی میں ہم دیں اون کو اپنے پاس سے بڑا ثواب اور چلا دیں اونکو  
صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا ۝

سید ہی ۱۵

اوپر اللہ کے رسول کی فرمانبرداری کا ذکر تھا ان آیتوں میں اوسکی تاکید اور طرح سے فرمائی تفسیر ساری وغیرہ میں ان آیتوں کی شان نزول کی بابت جو روایتیں ہیں اون کا حاصل یہ ہے کہ مدینہ کے گرد و نواح میں جو یہود رہتے تھے اون میں سے کسی نے بعض مسلمانوں کے روبرو ذکر کیا۔ کہ



ہمارے بڑوں پر بھڑا پوسنے کی تو قبل قرار پائی۔ اور ہمارے بڑوں نے اوپر عمل کیا اسلامی شریعت میں تو ایسا سخت حکم کوئی بھی نہیں ہے۔ مسلمانوں نے اس کا جواب دیا کہ ہمارے اوپر بھی اگر کوئی ایسا حکم نازل ہوتا تو ہم ضرور اس کی تعمیل کرتے اور سپرد اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ اور فرمایا کہ حال کی شریعت میں اللہ نے اپنے رسول کی فرمانبرداری لازم کر دی ہے وہ سبھی مسلمانوں سے پوری نہیں ہو سکتی جتنا ذکر اوپر کی آیتوں گذر ایسی حالت میں قتل نفس یا جلا وطنی کا کوئی حکم حال کی شریعت میں نازل ہوتا تو بہت تھوڑے لوگ اوپر عمل کرتے پھر فرمایا حال کی شریعت میں جن باتوں کے کرنے اور نہ کرنے کا حکم ہے اگر حال کے مسلمان اویس بنی پوری پابندی نیک نیتی سے کریں گے تو ادون کی بہتری اور ادون کی فرمانبرداری کی مضبوطی کی نشانی ہے اور جب یہ لوگ ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ اپنی توفیق سے ادون کو ہمیشہ راہ راست پر قائم رکھے گا اور ادون کے تھوڑے سے عملوں کا بہت سا ثواب اپنے پاس سے عطا فرما کر ادون کی نجات فرما دے گا۔ صحیح بخاری مسلم موطا اور صحیح ابن جہان میں حضرت عائشہ اور ام سلمہ سے جو روایتیں ہیں ادون کا حاصل یہ ہے کہ ایسا تھوڑا سا عمل بھی اللہ تعالیٰ کو پسند ہی چہر آدمی ہمیشہ قائم رہے اسی واسطے فرمایا کہ ہم ادون کو چلاویں راہ سیدھی جب کا مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ وہ سیدھی راہ پر رہیں گے۔ تو ہمیشہ ادون سے کچھ نہ کچھ نیک عمل ہوتا رہے گا۔ اور ہمیشہ کا تھوڑا سا عمل بھی اللہ کو بہت پسند ہے اس لئے ادون کے تھوڑے سے عملوں پر اللہ تعالیٰ ادون کو ایسا اجر دیوے گا جو ادون کی نجات کا باعث ہو گا جس نصیحت میں ثواب و عذاب دونوں کا ذکر ہوا وہ اس کو حفظ کہتے ہیں قرآن و حدیث میں ان دونوں باتوں کا ذکر ہے اس لئے قرآن و حدیث کو حفظ فرمایا۔

مذہب

وَمَنْ يَطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ

اور جو لوگ حکم میں طاعت ہیں اللہ کے اور رسول کے سو ان کے ساتھ ہیں جن کو اللہ نے نوازا

الْبَيِّنَاتِ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءَ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ

بنی اور صدیق اور شہید اور نیکو اور خوب ہی نامی

رَفِيقًا ۝ ذَٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللَّهِ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ عَلِيمًا ۝

رفیق یہ فضل ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ بس ہے خبر رکھنے والا

۹۶

طبرانی ابن جریر ابن ابی حاتم ابن مردویہ نے متعدد طریقوں سے جو شان نزول اس آیت کی بیان کی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت سے آپ کے غلام ثوبان اور چند صحابہ ایک روز عرض کیا کہ دنیا میں تو جب ہمارا دل آپ کے دیکھنے کا مشتاق ہوتا ہے ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو دیکھ لیتے ہیں جنت میں آپ تو عالی مقام میں تشریف رکھتے ہوں گے۔ اور ہم لوگ اپنے اپنے درجہ پر ہوں گے وہاں ہم لوگ آپ کو کیونکر دیکھ سکیں گے اور سپرد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ آیت کے یہ ہیں کہ جنت میں اوپر

درجہ کے لوگ نیچے کے درجہ والوں سے اور نیچے کے درجہ والے اوپر کے درجہ والوں سے ملے رہیں گے۔  
مرفوع حدیث میں یہی معنی آیت کے آئے ہیں جبکہ ابن جریر نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے یہ مطلب  
نہیں ہے کہ نبی اور امت کا درجہ جنت میں برابر ہوگا۔ کیونکہ آیات قرآن اور صحیح حدیثوں سے جنت کے  
درجوں کا تفاوت ثابت ہوا ہے سورہ الرحمان اور سورہ واقعہ میں اسکا ذکر تفصیل سے آوے گا۔ نبیؐ  
چیز اللہ کی طرف سے وحی آوے۔ صدیق جنہیں وحی کی صداقت کا مادہ زیادہ ہو۔ شہید وہ جو اللہ کے  
حکم پر اپنی جان دینے کو تیار ہوں نیک وہ جسکی طبیعت میں ظاہر و باطن کی نیکی ہو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوا ثُبَاتٍ أَوْ تَنْفِرُوا جَمِيعًا

ایمان والو کیلو اپنی خبرداری پر کوچ کرد جُدی جُدی فوج یاسب اکشے

وَأَنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَيَبْطِئُ ۖ فَإِنْ أَصَابَكُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا قَدْ أَتَيْنَا اللَّهَ

اور تم میں کوئی ایسا ہے کہ البتہ دیر کا دیگا اور پھر اگر تمکو مصیبت پہنچے کہے اس نے مجھ پر فضل سلما

عَلَيْكُمْ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَعَهُمْ شَهِيدًا ۝ وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ

کہ میں ہوا ان کے ساتھ اور اگر تمکو پہنچا فصل السکیرن سے

لَقَوْلِكَ كَانَ لَمْ تَكُنْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ هَوْدَةٌ يَلْبِسُكُمْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَأَمُورٌ

در سطح کہنے لگے گا کہ گویا نہ تھی تم میں اور ہمیں کچھ دوستی رہے گا سب کے میں ہوتا ان کے ساتھ تو

فَوَزَّ عَظِيمًا ۝ فَلْيَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنَ الْحَيَاةِ

سودا چاہئے تو ایں اللہ کی راہ میں جو لوگ بیچتے ہیں زندگی

اللَّهُ يَا آخِرَةُ مَنْ يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيُقْتَلْ أَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ

دنیا کی آخرت پیر اور جو کوئی لڑے اس کی راہ میں پھر مارا جائے یا غالب ہووے

نُؤَيِّدُ اجْرًا عَظِيمًا ۝

ہم دین گے اور سکو پورا ثواب

اوپر ذکر تھا کہ بعض مسلمانوں نے یہود کی توبہ قتل سے قبول ہونے کا حال یہود سے سنکر یہ کہہ دیا تھا کہ ہمارے اوپر بھی اگر کوئی ایسا حکم نازل ہوتا تو ہم ضرور اس کی تعمیل کرتے۔ اوسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں اور ان میں جہاد کا ذکر نہ فرمایا جس کا مطلب یہ ہے کہ بنی اسرائیل کے قتل کا سا حکم تو اس شریعت میں نہیں ہے۔ لیکن اس شریعت میں دین کی ترقی کے لئے دین کے مخالفوں سے لڑنے کا حکم ہے جبکہ اصرار کیا کہ یہود اس حکم کی تعمیل میں کوشش اور جرات کرے لغت میں جہاد کے معنی مشقہ کے ہیں اور شریع میں جہاد اس لڑائی کو کہتے ہیں جو خاص دین کی ترقی کے لئے کی جاوے۔ مشہور قول

علماء کا یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جہاد فرض کفایہ ہے فرض کفایہ اوس فرض کو کہتے ہیں کہ قوم کے بعض لوگوں کے عمل سے تمام قوم کے ذمہ سے اوس فرض کا بوجہ ساقط ہو جاوے صحاح ستہ کی چھیون کتابوں میں ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شرعی جہاد وہی ہے جس میں فقط دین کی ترقی کے لئے لڑائی کی جائے۔ صرف دنیاوی فائدہ ناموری یا کسی بدلے یا دکھاوے کے لئے جو لڑائی کی جاوے گی وہ شرعی جہاد نہیں ہے۔ خوف کی چیز سے بچنے کو خذ رکھتے ہیں حاصل معنی آیت کے یہ ہیں کہ ہتھیاروں سے خوف کی تعداد سے جب دشمن کا حملہ روکنے کے قابل ہو جاوے تو پھر توڑے توڑے یا اکٹھے لڑائی کے لئے نکلے۔ پھر فرمایا۔ بعض تم میں ایسے مسلمان بھی ہیں جو لڑائی پر جانے سے کھیاتے ہیں۔ اور جب تم کو کسی لڑائی میں کچھ صدمہ پہنچ جاتا ہے تو اپنی جان کی خیر مناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا نے بڑی خیر کی کہ ہم ان لوگوں کے ساتھ نہ تھے ورنہ ہمارا بھی یہی حال ہوتا جو ان کا ہوا۔ اور جب کسی لڑائی میں تم کو کچھ کامیابی ہوتی ہے تو بالکل غیروں کی طرح صدمہ سے یہ کہنے لگتے ہیں کہ کاش کے ہم بھی اون کے ساتھ ہوتے تاکہ ہم بھی اس کامیابی کے حصہ دار بڑھتے ان کچھ مسلمانوں کی حالت سے نفرت دلائیے بعد کے مسلمانوں کو دین کی لڑائی کی یوں ترغیب دلائی کہ جن لوگوں نے دنیا کی چند روزہ زندگی کو بیکر عقبے کا اجر مول لیا ہے اون کو دین کی لڑائی پر بہت باندھنی چاہیے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ لڑیں اللہ کی راہ میں کا ارشاد اون ہی کچھ مسلمانوں کے حق میں ہے کہ کچھ مسلمانوں کی فتح اور شکست پر گہر میں بیٹھ کر باتیں بنانے سے کچھ فائدہ نہیں بلکہ ان لوگوں کو چاہیے کہ کچھ مسلمان بن جاویں اور نیک نیتی سے دین کی لڑائی لڑیں۔ کیونکہ نیک نیتی کی دین کی لڑائی میں جان دنیا ستح پانا دونا حلتیں اجر عظیم سے خالی نہیں صحیحین میں ابو ہریرہ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیک نیتی سے دین کی لڑائی لڑنے والوں کو ہر طرح فائدہ ہے خدا کی راہ میں جان دی تو جنت کافی جیتے بیکر گہرائے تو عقبے کا اجر جدا کیا۔ اور لوٹ کا مال جدا ہاتھ آیا۔

منزل

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ  
 وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَذِهِ الْقَرْيَةِ  
 الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ  
 ظالم ہیں کہ اور پیدا کر ہمارے واسطے اپنے پاس سے کوئی حمایتی اور پیدا کر ہمارے واسطے اپنے پاس سے

نَصِيحًا ۱ الَّذِينَ آمَنُوا يَقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا

مردگار وہ جو ایمان والے ہیں سولڑتے ہیں اللہ کی راہ میں اور وہ جو منکر ہیں

يَقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ غَوَتْ فِقَاتِلُوا أَوْلِيَاءَ الشَّيْطَانِ إِنَّ كَيْدَ

سولڑو تم شیطان کی حمایتوں سے بیشک قریب

الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا

شیطان کا سست ہے

نیکو

اوپر کی آیتوں کی ترغیب کے علاوہ مشرکین مکہ سے دین کی لڑائی میں یہ نہ اور طرح سے ترغیب ملتا  
دلائی۔ مکہ میں کم زور لوگ عورتیں بچے ایسے بہت آدمی تھے جو حضرت کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ کو نہ  
آ سکے اب وہ مظلوم بنکر مشرکین مکہ کے قابو میں تھے اور مشرکین مکہ اون مظلوموں پر طرح طرح کی زیادتی  
کرتے تھے۔ تاکہ وہ تنگ آ کر اپنے دین سے ہر جاویں اسلئے فرمایا کہ اے مسلمانوں تمکو اس بات  
سے کئے روکا ہے کہ تم نہ لڑو اللہ کی راہ میں اون لوگوں کو چھوڑانے میں جو مغلوب بنکر بے بس  
کافروں کے قابو میں ہیں اور رات دن اسی آفت سے بجات پانے کی اللہ سے التجا کرتے ہیں اور  
کہتے ہیں یا اللہ جلدی ہمارا کوئی ایسا حمایتی کھڑا کر جسکی حمایت سے ہم ان ظالموں کی بستی سے

لکھیں۔ صحیح بخاری مسلم سنن اور مستدرک حاکم میں ابن عمر اور ابو ہریرہ سے جو روایتیں ہیں اون کا حاصل  
یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان کسی مسلمان کی کسی طرح کی سختی رفع کرے گا اللہ  
اوسکی قیامت کے دن کی سختی رفع فرما دے گا۔ اور دنیا میں بھی ایسے شخص کی ہر طرح سے مدد کرے گا۔ اور  
اوپر کی آیتوں میں دین کی لڑائی کا جو اجر اور فائدہ تھا مشرکین مکہ کو نہیں اوسکے علاوہ مظلوموں کی مدد کا  
بھی اجر تھا۔ اسلئے اوسکو خاص طور پر ان آیتوں میں فرمایا۔ پھر لڑائی پر استعداد ہو جانے کی مسلمانوں  
یوں جرات بڑھائی کہ تم لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہو اسلئے اللہ اپنے وعدہ کے موافق ہر حال میں  
تمھاری مدد کرے گا۔ اور اللہ کی مدد سے تمھاری غلبہ ہو گا۔ کیونکہ اللہ سچا ہے اللہ کا وعدہ سچا ہی  
اور تمھارے دشمن شیطان کے ہوا خواہ ہیں جو خود بھی جھوٹا ہے اور اوس کے سب وعدے بھی  
مکرو فریب کے ہیں اسوا سٹے تمھارے دشمن آخر کو مغلوب ہوں گے فسخ مکہ کے وقت اللہ تعالیٰ کے  
اس وعدہ کا ظہور ہوا سب دشمن مغلوب ہو گئے۔ اور جو مسلمان مظلوموں کی طرح دشمن کے قابو میں  
تھے اونکی رہائی ہو گئی۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہجرت کے پہلے  
جب تک مسلمانوں کی جماعت تھوڑی سی تھی اور ان کے پاس لڑائی کا سامان بھی کچھ نہیں تھا۔ اور وقت  
تک اگرچہ مکہ کے موجودہ مسلمان مشرکین مکہ کی طرح طرح کی ایذا سے تنگ آ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
سے اجازت چاہتے تھے کہ مشرکین سے لڑیں۔ چنانچہ آگے کی آیت میں اسکا ذکر ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ

مذکور

حکمت میں اس وقت تک لڑائی کے حکم کا نازل فرمانا خلاف مصلحت تھا۔ ان مسلمانوں کی خواہش پر لڑائی کا کوئی حکم نازل نہیں ہوا۔ بلکہ درگزر کی آیتیں نازل ہوتی رہیں۔ یہاں تک کہ ہجرت کا حکم نازل ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سینہ میں تشریف لے آئے ماجرین اور انصار کے ایک جاہل سے مسلمانوں کی جماعت بڑھ گئی لڑائی کا کچھ سامان بھی فراہم ہو گیا۔ اس کے بعد استوائی نے دین کی لڑائی کا حکم نازل فرمایا۔ اور اس حکم کی تعمیل کی یہ ترغیبات ہیں جنکا ان آیتوں میں ذکر ہے شریعت موسوی سے لیکر شریعت محمدی تک دین کی لڑائی کے جائز کر دینے میں بڑی مصلحت یہ ہے کہ اس سے دین کی حفاظت ہوتی ہے کوئی مخالف کسی دین کی ہتک نہیں کر سکتا۔ چنانچہ تفصیل سے یہ ذکر سورہ حج کی تفسیر میں آوے گا۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ قِيلَ لَهُمْ كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ  
 تو نے نہ دیکھے وہ لوگ جنکو حکم ہوا تھا کہ اپنے ہاتھ بند کرلو اور قائم کرو نماز اور دیتے ہو زکوٰۃ  
 فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ إِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ مُحِيشُونَ النَّاسِ خَشِيتُ اللَّهَ  
 پھر جب حکم ہوا لڑائی کا اس وقت ایک جماعت ان میں ڈرتے گئی لوگوں سے جیسا کہ ہو  
 أَوَّاهٌ مُنْخَشِعٌ وَقَالُوا رَبَّنَا لِمَ كُتِبَ عَلَيْنَا الْقِتَالُ لَوْلَا أَخَّرْتَنَا إِلَى  
 اللہ کا یا اس سے زیادہ ڈر اور کہتے تھے اے رب ہمارے کیوں فرض کی ہم پر لڑائی کیوں نہ جیسے دیا یہ ہمکو  
 أَجَلٍ قَرِيبٍ طَقَلُ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ مِمَّا نَتَّقِي وَلَا  
 تَوَدُّ مَرِي سَیِّئٌ تو کہہ فائدہ دنیا کا تھوڑا ہے اور آخرت کا بہتر ہے پر ہمارے ہاتھ اور  
 تَطْلُمُونَ فَيَلَا ۝ اِنْ مَا تَكُونُوا يَكُنْ كَلِمَاتُ الْمَوْتِ وَلَوْ كُنْتُمْ فِي بَرٍّ  
 ہمارا حق نہ رہے گا ایک ناگاہاں تم ہو گے موت تمکو آ پڑے گی اگرچہ تم ہو مضبوط پر چڑھ  
 مُشِيدَةٍ طَوَّانٍ تَصْبِهِمْ حَسَنَةً يَقُولُوا هَذِهِ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۚ فَلَمَّا  
 اور اگر پہنچے ان لوگوں کو کچھ بھلائی کہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر  
 تَصْبِهِمْ سَيِّئَةً يَقُولُوا هَذِهِ مِنْ عِنْدِكَ قُلْ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۚ  
 پہنچے انکو کچھ بُرائی کہیں یہ تیری طرف سے ہے تو کہہ سب اللہ کی طرف سے ہے  
 فَمَا لَهُمْ لَا يُكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا ۚ مَا أَصَابَكَ  
 سو کیا حال ہے ان لوگوں کا کہتے نہیں کہ سمجھیں ایک بات ہے جو کہ تم کو بھلائی  
 مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ ۚ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ ۚ وَأَرْسَلْنَاكَ  
 پہنچے سو اللہ کی طرف سے اور جو تجھ کو بُرائی پہنچے سو تیرے نفس کی طرف سے اور تجھے جو بھیجا

منزل

## لِّلنَّاسِ رِسْوَالٌ ۖ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا ۝

پیغام پہنچانے والا لوگوں کو اور اللہ سب سے سাক্ষی دیکھتا۔

اوپر جہاد کا ذکر تھایا آیتیں بھی اوسے ذکر سے متعلق ہیں معتبر سند سے سنائی جاگم۔ ابن ابی حاتم وغیرہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی شان نزول جو بیان کی ہے اور اسکا حاصل یہ ہے کہ ہجرت کے پہلے مکہ میں جب مسلمان کم زور تھے تو شرک لوگ مسلمانوں کو طرح طرح کی تکلیفیں دیتے تھے ایک روز اون تکلیفوں سے تنگ آکر عبد الرحمن بن عوف اور مقداد بن اسود اور قدامہ بن مظعون اور سعد بن ابی وقاص اور چند صحابہ نے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرکین کی ایذا دہی کی شکایت پیش کی اور لڑائی کی اجازت چاہی۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابھی لڑائی کی اجازت نہیں ہے اسلئے بالفعل لڑائی سے ہاتھ روکنا اور فقط نماز اور زکوٰۃ پر قائم رہنا چاہیے مدینہ میں آنے کے بعد لڑائی کا حکم آیا اور بدر اور احد کی لڑائی ہوئی اور بعض مسلمانوں کے دل میں مشرکوں سے لڑائی کا وہ جو شش نہیں پایا گیا۔ جو لڑائی کے حکم سے پہلے مکہ میں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اون کو اولامنا دینے کو یہ آیات نازل فرمائیں اس شان نزول کی چند روایتیں ہیں جن کے سبب سے ایک روایت کو دوسری روایت سے تقویت ہو جاتی ہے۔ اس کی آیت میں زکوٰۃ کا جو ذکر ہے اوس سے اون علما کے قول کی تائید ہوتی ہے جو مکہ میں زکوٰۃ کے فرض ہونے کے قابل ہیں لیکن بعض علما کا یہ قول ہے کہ ہجرت سے پہلے جب مسلمان مکہ میں تھے تو اون کو محتاج لوگوں کے ساتھ مقدور کے موافق کچھ سلوک کرنے کا حکم تھا اوسیکو ان آیتوں میں زکوٰۃ فرمایا ہے۔ جہاد کا حکم نازل ہونے کے بعد بچے مسلمان دوسرے کی باتیں کرتے تھے ایک تو لڑائی پر جانے میں موت کے اندیشہ سے یہ کہتے تھے کہ جہاد کا حکم تو طرعی مدت تک ٹل جاتا تو اچھا تھا۔ اوسکا جواب تو اللہ تعالیٰ نے یہ دیا کہ لڑائی پر جانے سے کچھ وقت مقررہ سے پہلے موت نہیں آتی۔ موت کا تو ایک خاص وقت مقرر ہے۔ اور جب وقت آجاوے گا تو لڑائی کے میدان پر کیا موقوف ہے یہ لوگ اگر مضبوط قلعہ میں بھی ہوں تو موت اونکو ہرگز نہ چھوڑے گی۔ پھر جب یہ بات ہے کہ دنیا کے عیش و آرام دنیا کی زندگی چند روزہ ہے تو ایسے عارضی عیش و آرام ایسی عارضی زندگی کے پیچھے عقبت کا ہمیشہ عیش و آرام ہمیشہ کی زندگی کے حاصل کر کی ہمت نہ باندھنا کسی صاحب عقل کا کام نہیں ہے کیونکہ عقبت میں پرہیزگاروں کے لئے جو عیش و آرام اللہ تعالیٰ نے اون کے ذرہ ذرہ سے عمل کی جزا میں رکھے ہیں دنیا کے عیش و آرام کی اون کے آگے کچھ اہل نہیں ہے۔ صحیح مسلم میں متور بن شداد سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب طرح کوئی شخص دریا میں اونگلی ڈبو کر نکالے اور اوسکی اونگلی میں پانی کی ذرا سی نمی رہجاوے دنیا اور عقبیٰ کی بالکل ایسی مثال ہے کہ عقبت کا عیش و آرام ایک دریا ہی



منزل

[illegible]

وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ۝  
اور اگر یہ ہوتا کسی اور کا سوا اللہ کے تو پاتے آسمان بہت تفاوت

اور اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پاک کی گواہی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سچائی ہونے کا ذکر فرمایا تھا اب ان آیتوں میں فرمایا کہ جب یہ نبی اللہ کے رسول ہیں اور لوگوں کو جو حکم کرتے ہیں وہ اللہ کے فرمانے کے موافق کرتے ہیں اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہتے تو اون کی فرمانبرداری عین اللہ کی فرمانبرداری ہے صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے جسکے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری فرمانبرداری عین اللہ کی فرمانبرداری ہے میری نافرمانی عین اللہ کی نافرمانی ہے یہ حدیث اس آیت کی پوری تفسیر ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو شہادہ فرماتا ہے کہ جو کوئی اس فرمانبرداری میں کوتاہی کرے تو اے رسول اللہ کے ہم نے ایسے لوگوں کا متہیر نگہبان نہیں ٹھہرایا اور ہمیشہ فرمانبرداری میں کوتاہی کرنے والوں منافقوں کی مذمت فرمائی کہ اے رسول اللہ کے وہ لوگ متھارے رو برو تو فرمانبرداری کا اقرار کرتے ہیں تاکہ مسلمانوں کے ہاتھ سے اون کی جان اون کے مال کو کوئی صدمہ نہ پہنچ جاوے لیکن متھارے سامنے سے جب یہ لوگ ہٹ گئے اپنے گھروں کو جاتے ہیں تو اپنے اقرار کے برخلاف راتوں کو مشورے کرتے ہیں اور اللہ کے دفتر میں اون کی یہ سب کثرت لکھی جاتے ہیں۔ دنیا میں اے رسول اللہ کے تم اون کو اون کے حال پر چھو دو وقت مقررہ پر اللہ اون سے خود بھگت لیوے گا۔ پھر فرمایا کہ اگر یہ لوگ قرآن کی فصاحت پر اسکی غیب کی خبر و پیر اور اون خبروں کے بغیر کسی اختلاف کے آئندہ کے ظہور پر غور کرتے تو اونکو اچھی طرح یقین آجائے کہ یہ اللہ کا کلام ہے اور جن پر یہ نازل ہوا ہے وہ اللہ کے رسول ہیں مگر اللہ کے علم ازلی میں جن لوگوں کا نفاق کی حالت میں دنیا سے اٹھنا قرار پا چکا ہے وہ اس آیت پر بھی آویز

وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوْ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ طَوْلُوا لَهُ دُوَّةَ الْحَرْبِ ۝  
اور جب ان پاس پہنچتی ہے کوئی خبر امن کی یا ڈر کی اسکو مشہور کرتے ہیں اور اگر اسکو پہنچاتے رسول والی اولی الامر منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم واولو رسول تک اور اپنے اختیار والوں تک اتو تحقیق کرتے اسکو جو انہیں تحقیق کرنے والے ہیں اس کی اور اگر فضل اللہ علیکم ورحمۃ لا یبعث الشیطن الا قلیلًا ۝  
نہو تا فضل اللہ کا تمہارے اور اسکی ہر قوم شیطان کے پیچھے جاتے مگر ہتھوڑے

صحیح مسلم میں حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ جب آنحضرتؐ ازواج مطہرات کے کنارہ کشی اختیار کی تھی تو لوگوں نے مدینہ میں چرچہ کر دیا کہ آنحضرتؐ سب ازواج مطہرات کو طلاق دیدی ہیں اس چرچہ

برداشت نہ کر سکا اور میں نے جا کر حضرت کو چھا کر کیا آپ نے سب بی بیوں کو طلاق دیدی آپ نے فرمایا نہیں  
پھر حضرت عمرؓ نے مسجد نبوی کے دروازہ پر کھڑے ہو کر یاواز بلند یہ پکار دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم نے ازواج مطہرات کو طلاق نہیں دی اوپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی مفسرین نے یہ  
جو کہا ہے کہ آنحضرتؐ کے وقت کی لڑائیوں کی خبریں فتح و شکست اور پری طور پر سن کر اسکو لوگ مشہور  
کر دیا کرتے تھے۔ اوپر یہ آیت نازل ہوئی۔ اس غرض اور مفسرون کی یہ ہے کہ اس مطلب پر یہی  
آیت کا مضمون صادق آتا ہے ورنہ صحیح شان نزول وہی ہے جو صحیح مسلم کی روایت میں ہے مگر افسوس  
یہی ہے کہ ان سب قصوں کے مجموعہ کو شان نزول قرار دیا جاوے تاکہ اس آیت کو پچھلی جہاد کی آیتوں  
سے تعلق پیدا ہو جاوے حاصل معنی آیت کے یہ ہیں کہ اگر یہ کچھ مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور  
واقف کا صحابہ سے اس خبر کی حقیقت دریافت کر کے اسکو شائع کرتے تو یہ غلط چرچا نہ کیا جاتا آئندہ  
کسی خبر کو بغیر سوچے سمجھے اور سمجھداروں سے صلاح لینے کے شائع نہ کرنا چاہیے۔ علمائے اس آیت  
کو قیاس کے جائز ہونے کی دلیل قرار دیا ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ زمانہ اللہ کے فضل اور رحمت کا ہے کہ  
اللہ کے رسول تم لوگوں میں موجود ہیں ہر روز قرآن کی آیتوں کے ذریعہ سے ہر طرح کی غلطی کی  
اصلاح ہو کر ہر طرح کی آئندہ کی ہدایت ہوتی رہتی ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو شیطان بہت لوگوں کو  
بے اصل باتوں میں اپنا تالچ کر لیتا۔

فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا تُكَلِّفُ الْإِنْفُسَ وَحَرَضَ الْمُؤْمِنِينَ  
سرتو لڑو اللہ کی راہ میں مجتہد پر ذمہ نہیں مگر اپنی جان سے اور تاکید کر مسلمانوں کو قریش  
اللَّهُ أَنْ يَكُفَّ بَأْسَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَاللَّهُ أَشَدُّ بَأْسًا وَأَشَدُّ تَنكِيدًا  
کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کفر والوں کو روک دے اور اللہ بڑے سخت لڑائی والا اور سخت سزا دینے والا ہے  
مَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُنْ لَهُ نَصِيبٌ مِّنْهَا وَمَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً  
جو کوئی سفارش کرے نیک بات میں اسکو بھی ملے اس میں سے ایک حصہ اور جو کوئی سفارش کرے  
سَيِّئَةً يَكُنْ لَهُ كِفْلٌ مِّنْهَا وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيمًا ۝ وَإِذَا  
بُری بات میں اس پر بھی ہے ایک بوجہ اس میں سے اور اللہ ہے ہر چیز کا حصہ بانٹنے والا اور جب  
حَسَبْتُمْ حَسَبًا فُحِيقُوا بِحَسَنِ مِنْهَا وَرَدُّهَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا  
تکو دعا دیوے کوئی تو تم ہی دعاؤں سے بہتر یا وہی کو اٹھ کر اللہ ہے ہر چیز کا  
كُلُّ شَيْءٍ حَسْبُنَا ۝ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُجِبُّ عَنْكُمُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ  
سب کر کے اللہ کے سوا کسی بندگی نہیں تم کو جمع کرے گا قیامت کے دن

نزول

الصف

## لَا رَيْبَ فِيهِ وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا

اسیں شک نہیں اور اللہ سے سچی کس کی بات ہے

اوپر گزر چکا ہے کہ احد کی لڑائی سے واپسی کے وقت ابوسفیان نے سال آئندہ بدر صغریٰ پر لڑائی کے لئے آئینکا وعدہ کیا تھا اور اس وعدہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ستر صحابہ کو ساتھ لیکر وقت مقررہ پر بدر صغریٰ کو تشریف لے گئے اور تین روز تک وہاں قیام کیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ ابوسفیان وغیرہ کے دل میں رعب ڈال دیا۔ اسلئے یہ لوگ وعدہ کے موافق بدر صغریٰ پر نہیں آئے یہ بدر صغریٰ ایک مقام ہے جہاں سالانہ بازار بھرتا ہے۔ اس لڑائی کے سفر کے وقت آنحضرت کے ترغیب دلانے پر ستر آدمی باوجود زحمتی ہونے کے آنحضرت کے ساتھ گئے تھے جن کی تعریف اوپر گزر چکی ہے اس لئے ان آیتوں میں فرمایا کہ اوسطی اے نبی اللہ کے تم مسلمانوں کو دین کی لڑائی کی ترغیب دلایا کرو باقی رہی فتح شکست وہ لشکر کی مدد پر منحصر نہیں ہے۔ بلکہ فتح شکست اللہ کے حکم سے ہوتی ہے تم تو انکو فقط دین کی لڑائی کی تاکید کرو اور تم بذات خود اللہ کی راہ میں لڑو۔ اللہ تمہاری مدد کرے گا یہ جو فرمایا قریب ہے کہ اللہ نبرد کرے لڑائی یہ ایک غیب کی خبر تھی۔ چنانچہ اسی کے موافق ظہور ہوا کہ اس موقع پر ابوسفیان وغیرہ کوئی منکر لڑائی کو نہیں آیا۔ قرآن شریف کی آیتوں میں جگہ جگہ بجلی امتوں کے تباہ اور برباد ہو جانے کا حال اور دوزخ کے عذاب کا حال یہ لڑائی سے پہلے لڑائی ستر پس و پیش کرنے والے مسلمان اور مکہ کے مشرک سب سن چکے تھے اسلئے ان سب کی تبنیہ کے لئے فرمایا کہ اللہ کی لڑائی اور عذاب سخت ہے اوس سے ہر ایک کو ڈرنا چاہئے ان آیتوں میں مکہ کے اہل شرک سے دین کی لڑائی کا حکم تھا اور ان اہل شرک میں اکثر لوگ ایسے تھے جو مسلمانوں کے قرابتدار بھی تھے اور ان کو مسلمانوں کی لڑائی سے کچھ واسطہ بھی نہ تھا۔ اس واسطے لڑائی کی آیتوں میں باہمی سفارش اور سلام اور دعا کا ذکر فرمایا۔ تاکہ معلوم ہو جاوے کہ مکہ کے اہل شرک میں سے وہ لوگ جو لڑائی کے ورپے ہیں جنہوں نے اللہ کے رسول اور مسلمانوں کو مکہ سے نکالا تھا۔ ان آیتوں کا حکم ان سے خصوصیت رکھتا ہے مکہ کے بقیہ قرابتداروں اور صلح والے قبیلوں خراہ وغیرہ سے آپس کا سلوک منع نہیں ہے سورہ ممتحنہ کی تفسیر میں اسکی زیادہ تفصیل آوے گی۔ اسی حکم کے موافق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں اور اہل شرک کے قرابتداروں میں عمل درآمد بھی جاری رکھا تھا۔ چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق کی بیٹی اسماء رضی اللہ عنہا میں روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اسماء کی والدہ حالت شرک میں مکہ سے مدینہ کو اپنی بیٹی سے ملنے آئیں اوہنوں نے اوکو ملنے سے اور کچھ تحفہ جو وہ اپنے ساتھ لائی تھیں اوس کے لینے سے انکار کیا اور اپنی ماں کو اپنے گھر میں آنے کی اجازت بھی نہیں دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ حال سنا تو اسماء سے سفارش فرما کر ان سب باتوں پر اذن سے عمل کرا دیا۔ اسلام سے پہلے عرب میں سلام علیک کی جگہ حیاک اللہ

کہنے کا دستور تھا جسکے معنی میں تو جتنا رہ اس سے یہ نہیں نکلتا تھا کہ اس جینے میں صحت و سلامتی بھی ہو یا نہ ہو۔ اسلئے اسلام میں جاک الہی جگہ سلام علیک بٹرایا گیا۔ جو زندگی اور صحت و سلامتی سب کو شامل ہے۔ ابدار میں سلام علیک کو ناحیت کفایہ ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ جماعت میں سے ایک شخص نے بھی سلام کر لیا تو کافی ہے اگر نہ کیا تو ایک سنت کا ترک ہوا اور سلام کا جواب دینا فرض کفایہ ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ جماعت میں سے ایک شخص نے بھی جواب دیدیا تو سب کے ذمہ سے فرض ادا ہو گیا۔ ورنہ سب گنہ گار ہوں گے۔ صحیحین میں ابو ہریرہ سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو اذن سے فرمایا اے آدم تم فرشتوں کی ایک جماعت سے السلام علیکم کہو پھر جو کچھ وہ جواب دیں وہی طریقہ بہتا رہی اولاد میں جاری رہنا چاہئے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق فرشتوں کی ایک جماعت سے السلام علیکم کہا۔ انہوں نے جواب میں کہا علیک السلام ورحمۃ اللہ معتبر سند سے ترمذی اور ابو داؤد میں عمران بن حصین سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فقط سلام علیک سے دس نیکیوں کا ثواب ہوتا ہے اور سلام علیک ورحمۃ اللہ سے بیس نیکیوں کا اور سلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سے تیس نیکیوں کا اور وسط طبرانی میں ابو ہریرہ کی حدیث معتبر سند سے ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سلام علیک میں کوتاہی کرتا ہے وہ بڑا بخیل ہے۔ ترمذی ابو داؤد۔ اور نسائی وغیرہ میں ابو ہریرہ سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی مجلس میں جاوے اور وقت بھی سلام علیکم کہے اور جب مجلس سے اٹھو اور وقت بھی سلام علیکم کہے۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے معتبر سند سے اور وسط طبرانی میں حذیفہ سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ایک شخص مسلمان دوسرے سے ملکر جب سلام علیک و مصافحہ کرتا ہے تو دونوں کے گناہ ایسے جڑ جاتے ہیں جسطرح خزانے موسم میں گسی پھیر کے پتے جڑ جاتے ہیں اس کے معلوم ہوا گناہوں کی مغفرت کی امید سے ہر سلام علیک کے ساتھ مصافحہ ہی کرنا چاہئے ابو ہریرہ کی حدیث اور برگذری جب اوہں کے موافق مجلس سے اٹھ کر چلتے وقت بھی سلام علیک سنتے۔ اور حذیفہ کی اس حدیث کے موافق گناہوں کی مغفرت کی امید سے ہر سلام علیک کے ساتھ مصافحہ ہی کرنا چاہئے تو بعض یہہ جو کہتے ہیں کہ چلتے وقت کا مصافحہ جائز نہیں ہے اور انکا قول ترد وطلب ہے۔ معتبر سند سے طبرانی میں انس کی روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ صحابہ کا یہ عمل در آمد تھا کہ جب کوئی صحابی سفر کر کے واپس آتا تھا تو بجائے مصافحہ کے اس سے معافقہ کیا کرتے تھے۔ صحیحین میں ابو ہریرہ سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوار پیدل سے اور راہ چلتا بیٹھے ہوئے شخص سے سلام علیک کر کے۔ ایس طرح تھوڑے سے

ہوں تو وہ بہت آدمیوں سے سلام علیکم کہیں۔ بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ چوٹی عمر والا شخص  
 بڑی عمر والے سے سلام علیک کرے ابی امامہ سے ترمذی اور ابو داؤد میں روایت ہے جس کا  
 اصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سلام علیک کی ابتدا کرے وہ اللہ کے  
 نزدیک بہتر ہے ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے تفسیر ابن جریر اور ابن ابی حاتم میں سلمان  
 فارسی کی روایت ناقابل اعتراض ہے جس کا اصل یہ ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 وسلم سے سلام علیک کیا اس کے جواب میں آپ نے مرحمت اللہ بڑھایا۔ دوسرے نے سلام علیک ورحمۃ اللہ  
 کہا اس کے جواب میں آپ نے وبرکاتہ بڑھایا۔ تیسرے نے سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تو آپ نے بھی  
 جواب میں یہی لفظ فرمائے۔ یہ حدیث فخریہ احسن منہا اور مؤدبہ کی تفسیر ہے۔ سلام علیک کے مسئلہ کی اس  
 سے زیادہ تفصیل بڑی کتابوں میں ہے۔ نتیجہ کے معنی دعا دینے کے ہیں جس کا مطلب آیت میں سلام علیک  
 ہے۔ مفیت کے معنی صاحب قدرت چھبیک کے معنی حساب کر کے جزا دینے والا کہ کہنے سلام علیک  
 کہا۔ اور کس نے ورحمۃ اللہ یا برکاتہ بڑھایا۔ یا جن لوگوں سے لڑائی کا حکم ان آیتوں میں تھا۔ وہ بیت پر  
 اور منکر حشر تھے اس واسطے ان کی تنبیہ کے لئے آخر پر توجید اور تتم کہا کہ حشر کا ذکر کر کے فرمایا۔ اللہ سے زیادہ سچا  
 کون ہو سکتا ہے۔ پر جب اس نے توجید اور حشر کے سچے ہونے کی خبر دی ہے۔ تو اس سے سب کو  
 بتانا چاہیے۔

منزل

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِتْنَةٍ وَاللَّهُ أَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوا أَتُرِيدُونَ  
 پہلو کیا پڑا ہے منافقین کے واسطے دو جانب ہو رہے ہو اور اللہ نے ان کو الٹ دیا ان کے کاموں پر کیا تم چاہتے ہو  
 أَنْ هَذَا وَمَنْ أَخْلَصَ اللَّهُ وَمَنْ يَصْلِلِ اللَّهُ فَلَنْ يَجِدَ لَهُ سَبِيلًا  
 کہ راہ پر لاؤ جس کو بچلایا اللہ نے اور جس کو اللہ راہ نہ دے تو پہ تو نہ پاؤ گام اس کے واسطے کہیں راہ  
 وَدَّالَوْ كَفَرُوا كَمَا كَفَرُوا فَتَكُونُونَ سَوَاءً فَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ  
 چاہتے ہیں کہ تم ہی کافر ہو جیسے وہ ہیں ہر سب برابر ہو جاؤ۔ سو تم ان میں کسی کو نہ پکڑو  
 أَوْلِيَاءَ حَتَّىٰ يَخْرُجُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَحَنَ وَهُمْ وَأَقْتُلُوهُمْ  
 رشتہ جیبت تک وطن چھوڑا دیں اللہ کی راہ میں پہ اگر قبول نہ رکھیں تو ان کو پکڑو اور مارو  
 حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا إِلَّا الَّذِينَ  
 جہاں پاؤ اور نہ پھیراؤ کسی کو رشتہ اور مدد و گار گروہ جو مل رہے ہیں  
 يَصْلُونَ إِلَىٰ قَوْمِ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ أَوْ جَاءُوكُمْ حَصْرَ صَدْرٍ ثُمَّ  
 ایک تم سے جن میں اور تم میں عہد ہے یا آئے ہیں تمہارے پاس خفہ ہو گئے ہیں لہٰذا ان کے



أَنْ يُقَاتِلُوكُمْ أَوْ يُقَاتِلُوا قَوْمَهُمْ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَسَلَّطْنَا عَلَيْهِمُ

مہارے لڑنے سے ہی اور اپنی قوم کے لڑنے سے ہی اور اگر اوسے چاہتا تو اون کو تم پر زور دیتا

فَلَقَاتِلُوكُمْ فَإِنْ اعْتَذَرُوا فَمَقِمْ يَقَاتِلُوكُمْ وَالْقَوَالِ الْيُكْمُ السَّلَامُ

پھر تم سے لڑتے تو اگر تم سے کنارہ کشیں پھر نہ لڑیں اور تمہاری طرف صلح ہو جائے

فَمَا جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيلًا ۝ سَيُجَادُّوْنَ آخِرِينَ مِرْيَدُونَ

تو اللہ نے نہیں دی تم کو اون پر راہ اب تم دیکھو گے ایک اور لوگ چاہتے ہیں کہ

أَنْ يَأْمَنُوكُمْ وَيَأْمَنُوا قَوْمَهُمْ كُلَّهُمْ ۖ وَآلِ الْفِتْنَةِ أَرْكَسُوا فِيهَا فَإِنْ

امن میں رہیں تم سے ہی اور اپنی قوم سے ہی جس بارگاہے جاتے ہیں فساد کنیکو اٹھ جاتی ہیں اس ہنگامہ میں ہر اگر

لَمْ يَغْنَوْا لَكُمْ فَيَقُولُوا إِلَيْكُمْ السَّلَامُ وَيَكْفُوا أَيْدِيَهُمْ فَخَلَّوْهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ

تم سے کنارہ نہ کھڑیں اور صلح نہ لادیں اور اپنے ہاتھ نہ رکھیں تو اون کو پکڑو اور مارو

حَيْثُ تَقِفُوهُمْ وَأُولَئِكَ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا مُبِينًا ۝

جہاں پاؤ اور اون پر ہنسنے ملا دی تم کو سند صریح

صحیحین اور سند امام احمد بن حنبل میں جو شان نزول ان آیتوں کی بیان کی گئی ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے

کہ جنگ احد میں ہزار آدمیوں میں سے تین سو آدمی جب عبد اللہ بن ابی منافق کے ساتھ لشکر اسلام

جدا ہو کر مدینہ کو چلے آئے تو سات سو آدمی جو آنحضرت کے ساتھ رہ گئے تھے اون کے دو فرقے ہو گئے

تھے ایک فرقہ تو یہ کہتا تھا کہ یہ تین سو آدمی عین وقت پر لشکر اسلام کا ساتھ چھوڑ کر ایک منافق کے

بھکانے سے گھر جانیے اس واسطے اب وہ لوگ دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے۔ اب موقع پڑے تو ان کا

قتل کرنا لازم ہے اور دوسرا فرقہ یہ کہتا تھا کہ نہیں وہ ہمارے بھائی مسلمان ہیں نہ ہم اون سے

لڑیں گے نہ اون کو قتل کریں گے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کا آپس کا اختلاف رفع ہو جانے کی غرض

سے یہ آیت نازل فرمائی اور فرمایا۔ کہ وہ لوگ جب تک تمہارا پورا ساتھ نہ دیں اون کو مسلمان شمار کرنا

چاہیے۔ اور ضرور حسب موقع اون کو قتل کرنا چاہیے اور جو شان نزول بیان کی گئی اوس کے علاوہ

اور شان نزول ہی ان آیتوں کی سلف سے منقول ہے۔ چنانچہ بعض روایتوں میں یہ ہے۔ کہ کچھ عرب

کے لوگ مدینہ میں آن کر داخل اسلام ہو گئے تھے اور پھر مدینہ کی آب و ہوا کے ناموافق ہونے سے مکہ چلے گئے

اور مشرکوں سے بھی مل گئے اور مسلمان کو بھی لکھا ہم تمہارے دین پر ہیں بعض روایتوں میں یہ ہے

کہ کچھ لوگ مکہ میں تھے جنہوں نے ظاہری اسلام قبول کر لیا تھا۔ لیکن مشرکوں کی مدد کو تیار تھے۔ اور

ہجرت پر آمادہ نہ تھے۔ لیکن یہ سب منافقوں کی قسمیں ہیں اس لئے ان روایتوں میں کچھ اختلاف

نہیں ہے چل مطلب شان نزول کا یہ ہے کہ اوپر کی صحیح روایت کے موافق منافقوں کی ایک خاص قسم کی شان نزول میں یہ آیتیں نازل ہوئیں اور جتنے منافق ہیں اون سب پر آیتوں کا مطلب صادق آتا ہے اگر کسی کے معنی پچھلے قدموں ہٹا کر پہلی حالت پر لانا حاصل مطلب ہوا کہ اون کی نیت کے فساد کے سبب اللہ تعالیٰ نے اون کو حالت اسلام سے نکال کر حالت نفاق میں ڈال دیا ہے۔ اون کے اسلام کا خیال غلط ہے۔ بلکہ وہ نواسے مسلمانوں تم کو بھی اپنا سا کر لینے کی آرزو کرتے ہیں اسلئے نہ ایسے لوگوں سے میل جول رکھنا چاہیئے نہ اون کی مدد کی۔ خواہش کرنی چلتے پہلی شان نزول کی بنا پر جتنے یہاں جہود کے معنی مفسرین نے یہ کیے ہیں کہ عبد اللہ بن ابی منافق اور اوس کے ساتھی جب تک احد کی لڑائی کے دھوکے سے باز نہ آویں گے اور خالص نیت سے لشکر اسلام کا ساتھ نہ دیں گے اور اوس ساتھ رہنے کے لئے گھر چوڑ کر لڑائی کے میدانوں میں نہ جاویں گے تو اون کا شمار مسلمانوں میں ہو سکتا ہے۔ نہ اون کے جان و مال کی خیر مسلمانوں کے ہاتھ سے ہو سکتی ہے۔ اب ان منافقوں میں سے دو طرح کے لوگوں کو متنبہ فرمایا ہے۔ ایک صلح والوں کے ہم عہد کہ وہ بھی بالواسطہ صلح میں داخل ہیں جس طرح مثلاً صلح کے بعد صلح والے قریش اور اون کے ہم عہد بنو مدلج دو گروہ لوگ جو لڑائی سے عاجز ہو کر اس بات پر قائم ہیں کہ نہ اپنی قوم کی طرف سے مسلمانوں سے لڑیں گے نہ مسلمانوں کی طرف سے کسی سے لڑیں گے جس طرح قبیلہ بنو مدلج کہ نہ مسلمانوں سے لڑتے تھے۔ نہ قریش سے۔ پھر فرمایا جب تک یہ لوگ اس حالت پر قائم رہیں تو یہ اللہ کی ایک مصلحت ہے۔ اوس نے اون کو بتا رہی لڑائی سے روک رکھا ہے۔ ان کے قریب ایک فرقہ فرمایا کہ جو اپنی جان اور اپنا مال بچانے کے لئے ظاہر میں اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ مگر حقیقت وہ مشرک ہیں تفسیر سی و غیرہ میں ہے کہ فتنہ کے معنی یہاں شرک ہے میں نکال حکم یہ فرمایا کہ اگر وہ صلح پر قائم نہ رہیں تو اون کو قید کر لو۔ اور مارو جہاں پاؤ کیونکہ اون کی حالت اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایک سند بٹھا دی ہے۔ بعض مفسروں نے آیت فان اعتزلو کہ کوائفہ فاقبلوا المشرکین سے منسوخ کہا ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر یہ لوگ عہد صلح پر قائم ہی رہیں تو اون سے لڑنا چاہئے لیکن عہد صلح والوں کا حکم مستثنیٰ کے طور پر اوپر لکھا ہے۔ اس لئے یہ آیت مستثنیٰ کے حکم میں داخل ہے۔ منسوخ نہیں ہے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا لَّا خَطَاؤَ مِنْ قَتْلٍ مُّؤْمِنًا خَطَاؤُكُمْ يَسْ  
اور مسلمان کا کام نہیں کہ مار ڈالے مسلمان کو مگر چونکہ اور جن نے مارا مسلمان کو چونکہ تو ان کو کرنی  
رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَرَبِّهَا مَسْلُومَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهَا إِلَّا أَنْ يَصِدَّقُوا فَإِنْ كَانَ  
گردن ایک مسلمان کی اور خون با بیچانی اس کے تہہ والوں کو مگر کہ وہ خیرات کریں پھر اگر وہ تہہ

مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُمْ أَوْسَىٰ فَتَحَىٰ مِنْ رِّقْبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۖ وَإِنْ كَانَ  
 ایک قوم کہ تمہارے دشمن ہیں اور آپ مسلمان تھا تو آزاد کرنی گردن ایک مسلمان کی اور اگر وہ تھا  
 مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ حَبْلٌ ۖ فَمَنْ يَسْلَمْ إِلَىٰ أَهْلِهِ وَخَرَسَ  
 ایک قوم میں کہ تم میں اور ان میں عہد ہے تو غوہنا پہنچانی اسکے گہر والوں کو اور آزاد کرنی  
 رِقْبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۖ فَمَنْ يَسْلَمْ إِلَىٰ أَهْلِهِ وَخَرَسَ  
 گردن ایک مسلمان کی ہر جکو پیدا نہ ہو تو روزے دوہینے لگتے تار ہر بخشنا نے کو  
 مِنَ اللَّهِ ۖ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝  
 اللہ سے اور اللہ جانتا سمجھتا ہے

ابن جریر ابن ابی حاتم اور ابن اسحاق وغیرہ نے جو شان نزول اس آیت کی حضرت عبداللہ بن عباس  
 مجاہد اور سعید بن جبیر کی روایتوں سے بیان کی ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ ابو جہل کا سوتیلہ بھائی  
 عیاش بن ابی ربیعہ ہجرت سے پہلے مسلمان ہو گیا تھا۔ لیکن مشرکین کے خوف سے اپنے اسلام کو  
 ظاہر نہیں کر سکتا تھا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مکہ سے مدینہ تشریف لے آئے تو  
 عیاش بن ابی ربیعہ بھی مدینہ میں آن کر ایک جگہ اپنے بھائیوں کے در سے چھپ کر رہنے لگا۔ عیاش  
 کی ماں نے عیاش کے غم میں گہر کا رہنا اور کمانا پینا چوڑ دیا۔ سوتیلی ماں کا یہ حال دیکھ کر حارث  
 بن حشام حارث بن یزید عامری اور ابو جہل عیاش کی تلاش میں نکلے اور تپہ لگا کر پھر اسکو مکہ میں  
 لے گئے اور اسکو بہت مارا اور طرح طرح کی اذیت دی اور حارث بن یزید نے عیاش کو برا بھلا  
 بھی بہت کچھ کہا اوس پر عیاش نے اپنے دلیلیں یہ بات بھان لی تھی کہ کبھی موقع ملے گا۔ بن یزید کو  
 بار ڈالوں گا۔ ابستح مکہ سے پہلے حارث اگرچہ اسلام لے آیا تھا مگر عیاش کو اوس کے اسلام کی خبر نہ تھی۔  
 فتح مکہ پر اسلئے عیاش نے حارث کو قتل کر ڈالا۔ اور پھر حارث کا اسلام سنکر آنحضرت سے اپنی مذمت  
 ظاہر کی اوس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ حارث دو ہیں ایک حارث بن ہشام ابو جہل بن  
 ہشام کا بھائی۔ اور دوسرا حارث بن یزید قرشی عامری۔ یہ شخص نبی عامر میں سے ہے ابو جہل کے  
 ساتھ یہ شخص ہی عیاش بن ابی ربیعہ کو اسلام کے چوڑ دینے پر مار پیٹ کیا کرتا تھا۔ اسی غصہ سے  
 عیاش نے اسکو موقع پا کر مار ڈالا۔ جنتیہ شافعیہ اور امام احمد کے نزدیک قتل عمد قتل خطا قتل شبہ عمدتین  
 قسمیں قتل کی ہیں امام مالک کے نزدیک قتل شبہ عمد ثابت نہیں ہے لیکن قتل کے باب کی چند حدیثوں  
 سے قتل شبہ عمد کا وجود شریعت میں پایا جاتا ہے۔ جو قتل کسی غلطی کے سبب واقع ہو جاوے  
 اسکو قتل خطا کہتے ہیں جس طرح اس قتل میں عیاش کو حارث بن یزید کے اسلام میں غلطی ہو گئی قتل خطا

حزلی

نخون بھاسواؤنٹ ہیں اور اونٹوں کی اقسام میں سلف کا اختلاف ہے جبکی تفصیل بڑی کتابوں میں ہے قبل خطا میں نخون بھاکے علاوہ ایک بروہ کا آنا ذکر ناپسند ہے اگر اتنا مقدور نہ ہو تو سلسلہ وارد و مہینے کے روزے میں مقتول شخص کے وارث نخون بھامعاف کر دیوں تو اون کو اختیار ہے عہد والے یا بلما عہد والے مشرکوں میں کوئی مسلمان رہتا ہوا اور اسکو کوئی مسلمان غلطی سے مشرک سمجھ کر مار ڈالے تو اسکا بھی یہی حکم ہے اتنا فرق ہے کہ اگر مقتول کے وارث بلما عہد والے مشرک ہوں تو اون کو نخون بھانہیں دیا جاتا جس شخص کو متصل دو مہینے روزے رکھنے کی طاقت نہ ہو تو وہ ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلا کر روزوں کے بارے سے سبکدوش ہو سکتا ہے یا نہیں۔ یہ مسئلہ اختلافی ہے جس اختلاف کی تفصیل بڑی کتابوں میں ہے۔ شبہ عمدہ ہے جس میں قصداً ایسی چیز سے کسی کو ضرب پہنچائی جائے جس سے عادتاً آدمی نہیں سکتا ہو جیسے لکڑی کوڑا اس قتل میں قصاص نہیں ہے خون بہا دینا آتا ہے۔

وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا أَجْرًا قَاتِلًا يَهْلِكْ حَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ

اور جو کوئی مارے مسلمان کو قصد کر کر تو اسکی نرا دوزخ ہے پڑا رہے ہیں اور اسکو سبب غضب ہوا

عَلَيْهِ وَلَعْنَةُ وَالْعَدْلُ لَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ

اور اسکو لعنت کی اور اس کے واسطے تیار کیا بڑا عذاب

منزل

اور قتل خطا کا ذکر تھا اس آیت میں قتل عمد کا ذکر ہے قتل عمد وہ ہے جس میں ایسی چیز سے قصد کسی کو ہلاک کیا جائے جس چیز سے بظہور عاوت کے آدمی مر سکتا ہو قتل عمد میں قاتل کو قصاص میں قتل کیا جاتا ہے اور اگر مقتول کے وارث قصاص معاف کر دیوں تو نخون بھایا جاتا ہے۔ اسکی زیادہ تفصیل مسئلہ کی بڑی کتابوں میں ہے ابن جریر وغیرہ نے شکرہ کی روایت سے شان نزول بیان کیا ہے مقتیس بن مہابہ کنانی اور اسکا بیٹا نبی ہشام بنہ دونوں شخص مسلمان ہو گئے تھے۔ ایک روز مقتیس نے اپنی بھائی ہشام کو نبی بننا قبیلہ کی جس میں مقتول پایا اور حضرت اس قصہ کا تذکرہ کیا آپ نے نبی بنجار سے سواؤنٹ اس کے بھائی کے نخون بھاکے مقتیس کو ولادے اس نے یہ سواؤنٹ بھی لئے۔ اور موقع پا کر ایک آدمی بنی بنجار کا قتل کر کے مرتد ہو کر مکہ کو چلا گیا۔ اور مشرکوں میں جا ملا۔ شیخ کہہ پراختصر علیہ السلام نے عام امن میں سے اسکو واجب القتل قرار دیکر قتل کرایا۔ اسی مقتیس کی شان میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ بعض مفسرین نے اس آیت کو آیت سورۃ فرقان الذین کلا یلعون مع اللہ الہما اشتر سے منسوخ جو کہا ہے یہ قول صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ آیت ناسخ کی یہ شرط ہے کہ منسوخ سے اسکا نزول بعد میں ہونا چاہیئے۔ حالانکہ زید بن ثابت کی روایت سے ابوداؤد اور نسائی میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ سورۃ فرقان کی آیت سے چھ سات مہینے بعد نازل ہوئی ہے پھر

سورۃ فرقان کی مقدم آیت اس متاخر آیت کی ناسخ کیونکر ہو سکتی ہے اسلئے بعض مفسروں کا یہ کہنا بھی صحیح نہیں ہے کہ یہ آیت ان اللہ لا یغفران لیشراک بہ ویغفر ما دون ذلک منسوخ ہے کسلئے کہ ناسخ منسوخ امر و نہی میں ہوا کرتا ہے خبر میں نہیں ہوا کرتا۔ کیونکہ ایک خبر دیکر پھر اس کو رد کرنا پھلی خبر کو گویا جھٹلانا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی شان پاک ہے۔ اور یہ آیت خبر کی قسم میں سے ہے انشائیں سے نہیں پھر اس میں ناسخ منسوخ کیسا اس سبب صحیح مذہب وہی معلوم ہوتا ہے۔ جبکہ بعض مفسرین نے اختیار کیا ہے کہ یہ آیت مطلق ہے اور سورۃ فرقان کی آیت کی توبہ کی قید اس آیت میں بھی لگانی چاہئے اس صورت میں آیت کے وہی معنی ہونگے جو پہلے آیت ان اللہ لا یغفر کے تحت میں بیان ہو چکے کہ مسلمان کے قاتل کی توبہ قبول ہے اگر وہ بلا توبہ مر جاوے تو اس کی بخشش اللہ کی اختیار اور اللہ کی مرضی پر ہے چاہے وہ مقتول کو کچھ معاوضہ دے کر راضی کر دیوے اور قاتل کو بلا مواخذہ بخش دیوے چاہے قاتل سے مواخذہ کرے یہی مذہب جمہور سلف و خلف نے اختیار کیا ہے اور یہی مذہب آیت وافی لغفار لمن تاب اور احادیث صحیحہ کے موافق ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس اور جمہور کے مذہب میں جو اختلاف تھا وہ حافظ ابن کثیر کے قول کے حاملہ سے اوپر رفع کیا جا چکا ہے۔ اس صورت میں قاتل کے ہمیشہ ووزخ میں رہنے کا ذکر یا تو قتل کے جرم سے ڈرانے کے لئے ہے یا اس صورت کے لئے ہے کہ مسلمان مقتول کی سلمانی کو کسی سبب سے بالغ قتل نہ کھڑا یا جاوے کہ یہ وجہ کفر کا ہے یہ حالت ایسی ہے جس طرح حکم بن جاثمہ کا قصہ آئندہ کی آیت کی تفسیر میں ہے۔

منزل

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَأْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَيَسَّنُّوا وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ  
 أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللَّهِ  
 مَغَارِفُ كَثِيرَةٌ كَذَلِكَ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوا إِنَّ اللَّهَ  
 كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا

اے ایمان والو جب سفر کرو اللہ کی راہ میں تو یقین کرو اور مت کہو جو شخص تمہاری طرف سلام علیک کرے کہ تو مسلمان نہیں جانتے جو مال دنیا کی زندگی کا تو اللہ کے مغارف کثیرہ کاذلک کنتم من قبل فمَنَّ اللہ علیکم فتبیَّنوا ان اللہ ہاں بہت غفیرتیں ہیں تم ایسے ہی تھے پہلے پھر اللہ نے تم پر فضل کیا سو اب تحقیق کرو اللہ کان بما تعملون خبیر

تمہارے کام سے واقف ہے

اس آیت میں بھی قتل غلط کا بیان ہے بخاری ترمذی حاکم امام احمد بن حنبل اور طبرانی وغیرہ نے جو شان نزول اس آیت کی بیان کی ہے اس کا حائل یہ ہے کہ مشرکوں کے ایک قبیلہ بنی سلیم پر جب مسلمان لوگ چڑھ کر گئے۔ اور مشرکوں کو شکست ہوئی تو ایک شخص مرد اس بن نیک جو پہلے سے در پر وہ مسلمان تھا سلام علیک کہہ کر

مسلمان کی طرف آنے لگا۔ مگر مسلمانوں نے مرد اس کے سلام علیک کو خالص نہ خیال کیا بلکہ یہ خیال کیا کہ جان کے خوف سے یہ فریبی سلام علیک کرتا ہے چنانچہ آخر کار اسامہ بن زید نے اس کو قتل کر ڈالا۔ اور جو کچھ اس کے پاس مال تھا وہ لے لیا۔ اور سپر اسد قتال نے یہ آیت نازل فرمائی۔ **حَالٌ مِّنْ آيَةِ كَيْفَ هِيَ** کہ بلا دریا ہوا حال کے فقط خیال پر کسی کو مشرک سمجھ کر قتل کرنا اور اس کا مال لینا اس کی مرضی کے خلاف ہے کیا ان مسلمانوں کو معلوم نہیں کہ اسلام کی کمزوری کے زمانہ میں اکثر لوگ اونہیں کے دہر وہ مسلمان تھے پھر انہوں نے مرد اس کے دہر وہ مسلمان ہونے پر کیوں اچنبہ کیا۔ اور اس کا اندرونی حال دریافت کرنے سے پہلے اس کے قتل کرنے میں کیوں جلدی کی بعض مفسروں نے قاتل کے نام میں اختلاف جو کیا ہے کہ اسامہ بن زید ہے یا مقداد ہے یا حکم بن جثامہ ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ متعدد قصے ہیں اور ان قصوں کا مجموعہ آیت کی شان نزول ہے ایک میں قاتل اسامہ بن زید اور مقتول مرد اس بن نیکسا، اور اس قصہ میں اسامہ کے لئے آنحضرت نے حنفی کے بعد استغفار کی ہے اور حکم بن جثامہ نے عامر بن الاطبقہ کو باوجود سلام علیک کے ایا م جاہلیت کی دشمنی کے سبب قتل کر ڈالا تھا۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم بن جثامہ کے لئے استغفار نہیں کی۔ تھوڑے دنوں کے بعد حکم کا انتقال ہو گیا۔ اور دفن کے بعد کئی دفعہ زمین نے حکم کی لاش باہر پھینک دی آخر لاچار ہو کر لوگوں نے حکم کی لاش کو پھاڑوں میں یونی ڈال دیا۔ اور اوپر سے چند پتھر ڈھانک دئے اور اپنے فرمایا کہ زمین میں تو حکم سے بھی بد شخصوں کی لاشوں کا ٹھکانا ہے مگر اسد قتال نے حکم کا یہ حال تم کو دکھلا کر آئندہ کے لئے تمہیں نصیحت کی ہے۔ اس طرح مقداد کا قصہ بھی جدا ہے۔ جس کا قصہ مسند بناری میں معتبر سند سے ہے ان سب روایتوں کو اکٹھا کر کے دیکھا جاوے۔ تو ہر ایک قصہ کی حالت معلوم ہوتی ہے

متر

لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرَ أُولِي الضَّرَرِ وَالْجَاهِدُونَ

بار نہیں بیٹھے والے مسلمان جنک بدن کا نقصان نہیں اور بیٹھے والے فی سبیل اللہ یا موالہم و انفسہم فضل اللہ المجہدين باموالہم  
اللہ کی راہ میں اپنے مال سے اور جان سے اس نے بڑی دی رٹنے والوں کو اپنے مال یا انفسہم علی القعدين درجۃ وکلاً وعد اللہ الحسنۃ وفضل اللہ  
اور جان سے اپنی جو بیٹھے ہیں۔ درجے نہیں اور سب کو وعدہ دیا اللہ نے خوبی کا اور زیادہ کیا اللہ نے

المجہدين علی القعدين اجرا عظيماً ۝ درجۃ منہ وفضلہ وسمیۃ  
لڑنے والوں کو بیٹھے والوں سے بڑے ثواب میں بہت درجوں میں اپنے یہاں کے اور بیشیر اور مہربانی

وَكَانَ اللَّهُ عَفُوًّا رَحِيمًا ۝

اور اللہ بخشنے والا مہربان



بخاری ترمذی ابن جان وغیرہ نے جو شان نزول اس آیت کی بیان کی ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ پہلے اتنا ٹکڑہ آیت کا اذ ترا تھا کہ جہاد کرنے والے اور بیٹھے رہنے والے برابر نہیں ہیں ابن ام مکتوم اور ابن حشیش نے آنکر آنحضرت سے عرض کیا کہ حضرت ہم لوگ اندھے ہیں ورنہ ضرور آپ کے ساتھ جہاد کو چلتے اور سپر اسد تقائے نے اندھے ٹکڑے بیکڑے جہاد کے حکم سے معاف رہنے کی غرض سے بغیر اولی الضرر یہ ٹکڑہ انازل مسخرایا حاصل معنی آیت کے یہ ہیں کہ جو لوگ بلا عذر جہاد سے بیٹھے رہیں گے وہ ثواب سے محروم رہے گا ویں گے۔ ہاں معذور لوگ جن کی نیت جہاد کی ہے۔ لیکن معذوری کے سبب وہ مجبور ہیں ایسے لوگ اپنی نیت کا ثواب پاویں گے۔ بخاری میں حضرت انس سے روایت ہے کہ نبوک کی لڑائی سے واپس ہوتے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عذر کے سبب جو لوگ لڑائی میں شریک نہ ہو سکے جتنے کام لڑائی میں ہم نے کئے ہیں اون سب کاموں میں گھربٹھے وہ ثواب میں ہمارے شریک حال وہ لوگ بھی کئے جائیں گے اس طرح کی روایت ابو داؤد اور مستدرام احمد بن حنبل میں بھی ہے اسی آیت سے علماء نے جہاد کو فرض کفایہ کہا ہے۔ کیونکہ اس آیت میں اسد تقائے نے جہاد میں جا سنے والوں سے اون کی جانفشانی کے ثواب کا وعدہ کیا ہے اور بیٹھے رہنے والوں کو کچھ ڈرایا نہیں۔ یہی شان فرض کفایہ کی ہے۔ مگر جب دشمن اپنے شہر پر چڑھائی کرے تو اس کا دفعہ کرنا دشمن والوں پر فرض عین ہو جاتا ہے۔ اور صحیح حدیثوں میں بھی صریح ہے کہ جہاد فرض کفایہ ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جو شخص نماز روزہ حج زکوٰۃ پر قائم ہے اگرچہ وہ جہاد نہ کرے لیکن وہ جنتی ہے صحابہ نے عرض کیا کہ لوگوں میں اس خوشخبری کو عام طور پر پھیلا دیا جاوے آپ نے فرمایا جہاد والوں کے لئے اسد تقائے نے جنت میں سو درجے رکھے ہیں ہر ایک درجہ میں زمین آسمان کا فرق ہے وہ درجہ لوگوں کو حاصل کرنے دو۔

اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفَّیْهِمُ الْمَلٰٓئِکَةُ ظَالِمِیْنَ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِیْمَ کُنْتُمْ قَالُوْا کُنَّا  
جن لوگوں کی جان کھینچنے میں فرشتے اس حال میں کہ وہ برا کر رہے ہیں اپنا کہتے ہیں تم کس بات پر کہتے ہو  
مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ قَالُوْا لَکُمْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ فَمَہَاجَرُوا  
ہم تھے مغلوب اس ملک میں کہتے ہیں کیا نہ تھی زمین اللہ کی کثادہ کہ وطن چھوڑ جاؤ  
فِیْہَا قَالُوْا لَکَ مَلُوْمٌ جَہَنَّمُ وَسَبَّحْتَ مٰحِیْرًا اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِیْنَ  
وہاں سو ایسوں کا ٹکڑا تھا جو آدھ اور بہت بُری جگہ پہنچے مگر جو ہیں بے بس  
مِنَ النَّاسِ بِحَالٍ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ حِجْلًا وَلَا یُکْتَدُوْنَ  
مرد اور عورتیں اور بچے ذکر کر سکتے ہیں تلاش اور نہ جانتے ہیں

سَبِيلًا ۝ فَأُولَٰئِكَ عَسَى اللَّهُ أَن يَعْفُو عَنْهُمْ وَكَانَ اللَّهُ عَفُوًّا غَفُورًا ۝  
 راہ سو ایوں کو امیر کہو کہ اللہ معاف کرے اور اللہ ہی معاف کرنے والا بخشتا

بخاری ابن منذر ابن ابی حاتم ابن مردویہ اور ابن جریر نے جو شان نزول اس آیتہ کی بیان کی ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ کچھ لوگ ظاہر میں تو جو وقت آنحضرت مکہ میں تھے اسوقت اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے مگر مشرکوں کا ساتھ اور انہوں نے نہیں چھوڑا تھا۔ مشرکوں کے ڈر سے مکہ سے مدینہ منورہ کو او انہوں نے ہجرت بھی نہیں کی۔ اور بدر کی لڑائی میں مشرکوں کے ساتھ ہو کر مسلمانوں سے وہ لڑنے کو اُسے اور مارے گئے اون کی شان میں اسلئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیتہ نازل فرمائی کہ ایسے لوگوں کے باب میں ایک طرح کا اختلاف مسلمانوں میں پڑ رہا تھا۔ بعضے لوگ کہتے تھے کہ اگرچہ اسطرح کے لوگ مشرکوں کی فوج میں شمار ہو کر مسلمانوں کے ہاتھ سے مارے گئے۔ لیکن حقیقت میں وہ مسلمان تھے اور بعضے انکو مسلمان نہیں کہتے تھے۔ اس آیتہ سے اللہ تعالیٰ نے اسطرح کے لوگوں کو دوزخی قرار دیا۔ اور اس اختلاف کو رفع فرما دیا فتح مکہ سے پہلے ہجرت بھی اسلام کی شرط تھی اسلئے اللہ تعالیٰ نے اون لوگوں کا اسلام قبول نہیں منسوب کیا۔ جنہوں نے بلا عذر ہجرت نہیں کی اور مشرکوں میں رہ کر مشرکوں کی جماعت اور بھیڑ بڑھائی۔ بعد فتح مکہ کے فرما دیا کہ اس فتح مکہ کے بعد ہجرت شرط اسلام باقی نہیں رہی۔

منزل

وَمَن يَهَاجِرْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَجِدْ فِي الْأَرْضِ مَرَكَبًا كَثِيرًا ۖ وَسَعَةً ط وَمَن  
 راہ جو کوئی وطن چھوڑے اللہ کی راہ میں پاوے اس کے مقابلہ میں جگہ بہت اور کشائش اور جو کوئی  
 يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ هَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ۖ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْكَ سَيِّئَاتِكَ ۖ وَلَنَجْزِيَنَّكَ أَجْرًا عَظِيمًا ۖ  
 نکلے اپنے گھر سے وطن چھوڑ کر اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کرے اسکو موت  
 وَفَعَلَ أَجْرًا عَظِيمًا ۖ وَكَانَ اللَّهُ عَفُوًّا غَفُورًا ۖ  
 بڑھکا اسکا ثواب اللہ بڑا بخشنے والا مہرباں ہے

۱۲

ابن جریر ابن ابی حاتم ابن سعد ابو یعلیٰ اموی۔ اور ابن مندہ نے جو شان نزول اس آیتہ کی بیان کی ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ اوپر کی آیتہ میں جب اللہ تعالیٰ نے یہ حکم فرمایا کہ جو کوئی دیر پر وہ مسلمان ہو کر بلا عذر فتح مکہ سے پہلے مدینہ کو ہجرت نہ کرے گا۔ اسکا اسلام قبول نہوگا۔ تو بہت سے لوگوں نے ہجرت کی اور ان میں بعضے لوگ مدینہ میں پہنچنے سے پہلے فوت ہو گئے اور ان کی شان میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیتہ نازل فرمائی حاصل سے آیتہ کے یہ ہیں کہ اللہ کی درگاہ میں سب کاموں کا وار و مداریت پر ہے۔ جو شخص ہجرت کی نیت کرے گھر سے نکلا۔ وہ اس وقت ہجرت کے ثواب کا مستحق ٹھہر چکا خواہ

مدینہ میں پہنچے یا راستہ میں مر جاوے اور جو شخص مدینہ میں بھی پہنچ جاوے اور اس کی نیت خالص ہجرت کی نہ ہو۔ بلکہ کسی دنیوی غرض سے اس نے ہجرت کی ہو وہ شخص ہجرت کا ثواب نہ پاوے گا۔ چنانچہ صحاح کی چھٹوں کتابوں میں حدیث انما الاعمال بالنیات میں اس کی صراحت موجود ہے۔

وَإِذَا خَرَا بِمَرَضٍ أَوْ مَرَضٍ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ  
اور جب تم سفر کرو ملک میں تو تپہ گناہ نہیں کہ کچھ کم کرو نماز میں سے  
إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يُفْتِنَكُمْ الَّذِينَ كَفَرُوا فَإِنَّ الْكُفْرَيْنَ كَالْفُؤَادِ لَكُمْ  
اگر تمکو ڈر ہو کہ ستادیں گے بتکو کافر البتہ کافر تمہارے  
عَدُوًّا مُبِينًا  
دشمن ہیں صریح

تفسیر ابن جریر میں حضرت علی کی روایت سے جو شان نزول اس آیت کی بیان کی گئی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ بنی بخار قبیلہ کے کچھ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ حضرت ہم لوگ سفر کرتے رہتے ہیں سفر میں ہم نماز کیونکر پڑھا کریں اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کا وہ ٹکڑا نازل فرمایا جس میں نماز کے قصر کرنا حکم ہے پھر اس کے ایک برس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک لڑائی پر تشریف لے گئے۔ وہ مہینوں کے عین مقابلہ کے وقت میں آپ نے ظہر کی نماز پڑھی نماز کے وقت تو اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کی عقل پر پردہ ڈال دیا۔ لیکن جب آپ اور صحابہ کرام جماعت کی نماز پڑھ چکے تو خالد بن ولید نے جو مشرکوں کے لشکر کے سردار تھے بڑے افسوس کے ساتھ اپنے لشکر والوں سے یہ کہا کہ جو وقت سب مسلمان صفت باندھ کر نماز میں مشغول تھے اوشو وقت اون کی پشت کی طرف سے اون پر حملہ کرنے کا خوب موقع تھا۔ پھر یہ بھی کہا کہ تھوڑی دیر میں اور دوسری نماز کا موقع ہے۔ جس نماز کو مسلمان لوگ اپنی جان اور اولاد سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ نے ظہر اور عصر کے مابین یہ صلوٰۃ الخوف کا حکم نازل فرمایا اور جس طرح مشرکوں نے عصر کی نماز کے وقت مسلمان کی پشت کی طرف سے حملہ کرنے کا منصوبہ کیا تھا۔ وہ موقع اون کو نہیں ملا۔ اگرچہ حافظ ابن کثیر نے اس شان نزول کی روایت کو غریب کہا ہے لیکن اس صحیح روایتوں سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم اور سنن میں حضرت عمر سے روایت ہے جو اس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت عمر نے قصر نماز میں خوف کی قید کی بابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے جواب دیا کہ بغیر خوف کے سفر میں نماز کا قصر کرنا۔ یہ صدقہ کے طور پر اللہ تعالیٰ کی ایک مہربانی ہے اور سکتے بول کرنا چاہئے۔ حضرت عمر کی یہ حدیث بہت صحیح ہے ائمہ حدیث نے بالاتفاق اس کی صحت بیان کی ہے۔ اور اس صحیح حدیث سے اوپر کی شان نزول کی روایت کے اس ٹکڑے کی پوری تائید

ہوتی ہے کہ بغیر حالت خوف کے سفر میں قصر نماز جائز ہے رہا اوس شان نزول کا دوسرا ٹکڑا کہ ایک لڑائی میں ظہر اور عصر کے مابین صلوٰۃ الخوف کا حکم نازل ہوا اسکی تائید آئندہ کی آیت کے شان نزول سے ہو سکتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قتل بھی یہی بتاتا ہے کہ حالت سفر میں آپ اکثر قصر کیا کرتے تھے یہی بات کہ کس قدر مسافت کے سفر میں قصر نماز پڑھنی چاہئے اس باب میں حضرت انس کی صحیح مسلم کی روایت سے بڑھ کر کوئی صحیح روایت نہیں ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ تین میل یا نو میل کے مسافت کے سفر میں آپ قصر کیا کرتے تھے۔ اس سے زیادہ تفصیل اس مسئلہ کی بڑی کتابوں میں ہے \*

وَإِذَا كُنْتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَاةَ فَلْتَقُمْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ مَعَكَ وَلْيَأْخُذْ  
 اسلحتهم فإذا سجدوا أو لم يَسْجُدُوا فَأَمَّا الْكُفَّاءُ فَيُكْفَرُ عَنْهُمْ وَهُمْ يُكْفَرُونَ  
 اور جب تو ان میں ہو پھر تم کو نماز میں کھڑا کرے تو چاہو ایک جماعت انکی ہمراہ ہو تو یہی روایت ساتھ لیں  
 اسلحتهم فإذا سجدوا أو لم يَسْجُدُوا فَأَمَّا الْكُفَّاءُ فَيُكْفَرُ عَنْهُمْ وَهُمْ يُكْفَرُونَ  
 اپنے ہتھیار چھوڑ کر سجدہ کر چکیں تو پھر ہو جاویں اور آوے دوسری جماعت جن نے  
 لَوْ يَصِلُوا فَلْيَصَلُوا مَعَكُمْ وَلْيَأْخُذُوا سَلْحَتَهُمْ وَالدِّينُ  
 نماز نہیں کی وہ نماز کریں تیرے ساتھ اور پاس لیویں اپنا بجاؤ اور ہتھیار اگر چاہتے ہیں  
 كَفَرُوا لَوْ تَغْفُلُونَ عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيلُونَ عَلَيْكُمْ  
 کی طرح تم غافل ہو۔ اپنے ہتھیاروں سے اور اسباب تو تیرے جہک پڑیں  
 مِيلَةً وَاحِدَةً ط  
 ایک حملہ کر کر

مسند امام احمد بن حنبلہ میں ابی عیاش زرقی کی روایت سے جو شان نزول اس آیت کی بیان کی گئی ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ عسفان کی لڑائی کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز جماعت سے پڑھی جماعت کی نماز ہو چکنے کے بعد خالد بن ولید نے اپنے ساتھ کئے مشرکوں سے یہ کہہ کر جو وقت سب مسلمان صفت باندہ کر نماز میں مصروف تھے اوسوقت اون کی پشت کی طرف سے حملہ کرنے کا خوب موقع تھا۔ پھر سب مشرکوں نے ملکر یہ بھی کہا تھا کہ تھوڑی دیر میں اور دوسری نماز کا موقع آنے والا ہے اوسوقت ان کی پشت کی طرف سے حملہ کرنا چاہیے اوس وقت اللہ تعالیٰ نے عصر کی نماز سے پہلے یہ نماز خوف کا حکم نازل فرمایا۔ حاکم اور ابن جابر نے اس شان نزول کو صحیح کہا ہے۔ اس صحیح شان نزول سے اوپر کی آیت کی شان نزول کے آخری ٹکڑے کی پوری تائید ہوتی ہے کہ ظہر اور عصر کے مابین میں صلوٰۃ الخوف کے حکم کا ٹکڑا نازل ہوا۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس لڑائی کا نام حضرت علی کی اوپر کی روایت میں مبہم تھا وہ عسفان کی لڑائی تھی۔

اگرچہ امام بخاری نے صحیح بخاری میں صلوٰۃ الخوف کے نازل ہونے کا موقع اوس لڑائی کو قرار دیا ہے جسکو ذات الرقاع کی لڑائی کہتے ہیں یہ لڑائی عسکان کی لڑائی کے بعد ہے لیکن حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں اسکو ترجیح دی ہے کہ صلوٰۃ الخوف کے نازل ہونے کا موقع جنگ عسکان ہے۔ دشمن کبھی قبلہ کی جوہت پر ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا۔ اسلئے صلوٰۃ الخوف کی مختلف صورتیں ہیں جنکا ذکر حدیث کی کتابوں میں ہے جو صورتیں صحیح حدیثوں میں ہیں وہ بنظر حفاظت لشکر اسلام کے سب جائز ہیں۔ بعضے علمائے یہ کہتے ہیں کہ صلوٰۃ الخوف کا حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک تھا۔ لیکن جمہور علمائے اس قول کو تسلیم نہیں کیا۔

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى مِنْ مَطَرٍ أَوْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَنْ تَضَعُوا أَسْلِحَتَكُمْ وَخُذُوا حِذْرَكُمْ إِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا

اور گناہ نہیں تم پر اگر تمکو تکلیف ہو مینہ سے یا تم بیمار ہو کہ اتار کر رکھو اپنے ہتھیار اور ساتھ لو اپنا بچاؤ اللہ نے رکھی ہے منکروں کے واسطے ذلت کی مار

امام بخاری نے صحیح بخاری میں اور علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں عبد اللہ بن عباس کی روایت سے جو شان نزول اس آیت کی بیان کی ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ اوپر کی آیت میں جب کہ اللہ نے نماز کی حالت میں بھی مسلمانوں کو ہتھیار بند ہے رہنے کا حکم فرمایا تو اس حکم کے سبب مسلمان حالت مینہ اور حالت بیماری ہر حال میں ہتھیار بند رہتے تھے۔ حالانکہ مینہ میں ہتھیاروں کے بیگ کر بخاری ہو جانے سے اور بیماری میں نفاہت سے اوکو ہتھیار بار خاطر معلوم ہوتے تھے۔ چنانچہ عبد الرحمن بن عوف ایک دفعہ لڑائی کے وقت زخمی تھے مگر ہتھیار بند ہے تھے اوسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر اجازت فرمادی کہ حج کے وقت ہتھیار کھول ڈالو تو مصالحت نہیں مگر ہوشیار رہو تاکہ خالی ہاتھ پا کر مشرکین تمپر حملہ نہ کر بیٹھیں۔

فَإِذَا قُضِيَتْ الصَّلَاةُ فَادْكُرُوا اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِكُمْ

پھر جب نماز پڑھ کر چکو تو یاد کرو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور پرے

فَإِذَا أَطْمَأْنَنْتُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ ۚ إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ

پھر جب خاطر امن سے ہو تو درست کرو نماز یہ نماز مسلمانوں پر

كِتَابًا مُّوقُوتًا ۝ وَلَا تَتَّبِعُوا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ ۚ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ

وقت باندھا حکم اور مت بارو اونکا پیچھا کرنے سے اگر تم بے آرام ہوئے ہو تو وہی بے آرام ہیں

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُنُوا تُقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَكِنَّا نَحْنُ مُغَاتِلُونَ  
 جس طرح تم ہو اور تم کو اللہ سے امید ہے جو اذکار نہیں اور اللہ سب باتا ہی حکمت والا

اوپر کی آیتوں میں صلوة الخوف کی اجازت تھی اور صلوة خوف میں لڑائی کا خدشہ دل میں رہتا ہے اس لئے رکوع مجددہ اس طرح کے اطمینان سے نہیں ہو سکتا جس طرح امن کی حالت میں ہو سکتا ہے۔ اس واسطے فرمایا کہ صلوة الخوف کے بعد اصرار کا ذکر کثرت سے ہر حال میں کیا جاوے تاکہ لڑائی کے خدشہ کے سبب اس نماز کے ارکان میں جو کچھ کمی ہوئی ہے وہ آسانی سے پوری ہو جاوے کیونکہ ذکر الہی میں نماز کی طرح نہ وقت کی قید ہے نہ وضو کی چنانچہ صحیحین میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلا قید وقت اور وضو کے ہر حال میں اللہ کا ذکر کیا کرتے تھے۔ پھر فرمایا کہ صلوة الخوف میں وقت اور تکمیل ارکان کی پوری پابندی نہ ہو سکے تو ضرورت شرعی کے سبب معاف ہے لیکن امن کی حالت میں اس طرح کی ادھوری نماز کی عادت نہ ڈال لی جائے کہ امن کی حالت میں اس طرح کی ادھوری نماز ہرگز قبل نہ ہوگی۔ بلکہ امن کی حالت میں جس طرح حکم ہے وقت اور ارکان کا پورا خیال رکھ کر نماز پڑھی جاوے اور گزرجا ہے کہ جنگ احد کے بعد جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منتر کوں کے تعاقب کے لئے جمرہ الاکبر کے منبر کا اراد کیا تھا تو کچھ مسلمان پیٹ ہمت ہو کر آپ کے ساتھ نہیں گئے تھے۔ اس واسطے صلوة الخوف کی روایتی حکم کے ساتھ یہ تجویز بھی فرمائی کہ آئندہ دین کے مخالفوں کے تعاقب اور مقابلہ میں اس طرح کی پیٹ ہمتی نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ مخالفت لوگ جو حقے اور جنت کی نعمتوں کے منکر ہیں باوجود تمہاری طرح مددے اٹھانے کے جب وہ لڑائی سے باز نہیں آتے تو پھر حقے کے اجر کی توقع رکھ کر تم لوگ ایسی پیٹ ہمتی کیوں کرتے ہو اللہ نے اپنے علم اور حکمت ازلی کے موافق حقے میں دین کے حامیوں کے لئے وہ نعمتیں رکھی ہیں کہ جو نہ کسی نے کافروں سے سنیں نہ آنکھوں سے دیکھیں نہ کسی کے دل میں ان نعمتوں کا تصور سما سکتا ہے۔ اس لئے فوراً ہی پیٹ ہمتی کر کے ایسی بڑی نعمتوں کو ہاتھ سے دینا کسی عقلمند کا کام نہیں۔

منزل

إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۚ وَإِن تَعْلَمُونَ إِلَّا ظَنًّا ۚ فَإِن كَانَ عِندَ رَبِّكَ خَفَاءٌ ۖ لَّا نَسْمَعُ ۚ وَإِن تَلْوَاهُ ۖ نَسْمَعُ ۚ وَإِن تَنْتَهِزُوا ۖ نَسْمَعُ ۚ وَإِن تَنْسَوْنَ ۖ نَسْمَعُ ۚ وَإِن تَنْسَوْنَ ۖ نَسْمَعُ ۚ وَإِن تَنْسَوْنَ ۖ نَسْمَعُ ۚ

بے ادھاری جنگو کتاب سچی کہ تراضاف کرے لوگوں میں جو سمجھا ہے جنگو اللہ اور تو مت ہو

لَا تَجَادِلْ عَنِ الَّذِينَ يَخْتَلِفُونَ أَلْفَافًا ۚ أَنفُسَهُمْ إِنَّا لَنَكْتُبُ لِمَنْ كَانَ خِرَافًا ۖ جَهَنَّمَ ۖ إِنَّا لَنَكْتُبُ لِمَنْ كَانَ خِرَافًا ۖ جَهَنَّمَ ۖ إِنَّا لَنَكْتُبُ لِمَنْ كَانَ خِرَافًا ۖ جَهَنَّمَ ۖ

جہنم کی طرف سے جاپنے جی میں دغا رہتے ہیں اللہ کو خوش نہیں آتا جو کوئی ہو دغا باز



اِنَّهَا لَا يَسْتَحْقُونَ مِنَ النَّاسِ وَلَا لِيَبْتَغُوا مِنَ اللَّهِ وَهُوَ مَعَهُمْ  
 گنگار چھتے ہیں لوگوں سے اور نہیں چھتے اللہ سے اور وہ ان کے ساتھ ہیں  
 اِذْ يَبْلُغُونَ مَا لَمْ يَرْضَ مِنَ الْقَوْلِ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطًا  
 جب رات کو بٹھاتے ہیں جس بات سے وہ راضی نہیں اور جو کرتے ہیں اللہ کے قابو میں ہے  
 هَا أَنْتُمْ هَؤُلَاءِ عِبادُ اللَّهِ الَّذِينَ بَدَّلْنَا لَكُمُ الدِّينَ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَهُمْ الْبَاقِلُ فَمِنْ بَاقِلٍ اللَّهُ عَنْهُمْ  
 ستمے ہو تم لوگ جو گئے ان کی اطاعت سے دنیا کی زندگی میں یہ کون بھگٹے گا ان کے بدلے اللہ سے  
 يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ يَكُونُ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا  
 قیامت کے دن یا کون ہو گا ان کا کام بنانے والا

ترندی مستدرک حاکم وغیرہ میں حضرت عبدالعزیز بن عباس اور قتادہ بن نعان سے جو روایتیں ہیں ان کا  
 اصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک صحابی قتادہ بن نعان کی زرہ چوری جاتی  
 رہی اور دریافت سے معلوم ہوا کہ قبیلہ بنی ظفر میں کے ایک شخص طعمہ بن ابرق نے وہ زرہ چورائی ہو  
 طعمہ نے یہ چالاکی کی کہ وہ زرہ ایک شخص یہودی زید بن سہین کے پاس رکھوا دی۔ اور طعمہ کی خانہ تلاشی  
 کے وقت جب وہ زرہ طعمہ کے گھر سے برآمد نہیں ہوئی تو طعمہ نے اسی یہودی کو چور ٹھہرا کر زرہ کا پتہ اسی  
 یہودی کے گھر میں ہونے کا دیدیا اور ادھر طعمہ کی قوم نے رات کو یہ مشورہ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے پاس جا کر طعمہ کی برأت کی گواہی ادا کی جاوے چنانچہ ان لوگوں نے جب گواہی ادا کر دی تو  
 ان کی گواہی کے بھروسہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طعمہ کو بری اور یہودی کو چھڑا دیا اور اس پر صلی  
 حال ظاہر ہو جانے کے بعد قتادہ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں حاکم نے اس شان نزول کی روایت کو مسلم  
 کی شریعت صحیح کہا ہے یہ آیتیں نازل فرما کر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو خبردار کر دیا کہ اگرچہ طعمہ کی عداوت  
 اور اس کی قوم کی جھوٹی گواہی کے سبب ظاہر میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ طعمہ بری ہے۔ اور یہودی  
 چور لیکن حقیقت میں معاملہ عکس ہے پھر فرمایا کہ ظاہر ہی رو داد کی بنا پر اسے رسول اللہ کے منہ  
 جو طعمہ کی برأت کی بابت یہودیوں سے جھگڑا کیا وہ استغفار کے قابل ہے کیونکہ چور و نکی حمایت  
 اللہ کو پسند نہیں اس کے بعد جھوٹی گواہی پر طعمہ کی قوم کے لوگوں کو یہ تنبیہ ملی کہ تم لوگوں نے  
 جھوٹی گواہی کا مشورہ تو کیا مگر اتنا نہ سوچا کہ اللہ تعالیٰ اس سے ظاہر و باطن اس کو سب کچھ معلوم ہے۔  
 اس سے یہ جھوٹی گواہی کا مشورہ کیونکر چھپا رہ سکتا ہے۔ اور جب وہ عالم الغیب اس جھوٹی گواہی کے  
 حال سے اپنے رسول کو خبردار کر دے گا تو جھوٹے گواہوں کی کس قدر رسوائی ہوگی۔ پھر یہ تو دنیا کی  
 رسوائی ہوئی۔ دنیا میں اگر اس رسوائی سے کوئی بچ بھی جاوے اور کسی چالاکی یا جھوٹی گواہی سے اپنے  
 مقابل پر غالب آجائے تو قیامت کے دن اس میں خیر بہت والی ہے کہ وہ بدو اپنے چاروں طرف سے

منزل

گو اہوں کا وکیل کون ہوگا جو اون کو عقیقی کے عذاب پہنچا دے گا؟

وَمَنْ يَعْلُ سَوْءًا أَوْ يُظْلِمَ نَفْسَهُ ثُمَّ لَيْسَتْ خِفْلًا لِلَّهِ يَحْجِلُ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا

اور جو کوئی برے گناہ یا اپنا برا کرے پر اللہ سے بخشا جائے پاورے اللہ کو بخشتا مہربان

وَمَنْ يَكْسِبْ إِثْمًا فَإِنَّمَا يَكْسِبُ عَلَى نَفْسِهِ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا

اور جو کوئی گناہ سو کما تا ہے اپنے حق میں اور اللہ سب جانتا ہے

حَكِيمًا وَمَنْ يَكْسِبْ خَطِيئَةً أَوْ إِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهِ بَرًّا بِرِيًّا فَقَدْ لَعَنَ

حکمت والا اور جو کوئی گناہ یا گناہ پر لگا دے بے گناہ کو اُس نے سزا دہرا

هَذَا نَاوًا وَإِنَّمَا مَبِينًا وَلَوْ أَنَّ فَضْلَ اللَّهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهُ لَهَمَّتْ

لو فان اور گناہ صریح اور اگر تیرا فضل اللہ کا اور مہر تو قصہ کیا ہی تھا

طَائِفَةٌ مِنْهُمْ أَنْ يُضِلُّوكَ وَمَا يُضِلُّونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوكَ

اور میں ایک جماعت سے کہ تجھ کو بہکا دیں اور بہکا نہ سکتے مگر آپ کو اور تیرا کچھ نہ بگاڑتے

مِنْ شَيْءٍ وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ

اور اللہ نے نازل کی تجھ پر کتاب اور کام کی بات اور تجھ کو سکھایا جو تو نہ

تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا

جان سکتا اور اللہ کا فضل تجھ پر بڑا ہے۔

یہ آیتیں بھی طعنے کے قصے سے متعلق ہیں ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے طعنے کو چوری کے گناہ سے اور ایک شخص بری پر جو اوس نے چوری کا بہتان لگایا تھا اوس کے اوڑھنے کے قبیلے کے لوگوں کو جھوٹی گواہی کے گناہ سے توبہ استغفار کرنے کی رغبت دلائی ہے اور نہ بایا ہے کہ کبیرہ صبیحہ صبیحہ کے گناہوں سے جو کوئی توبہ کرے گا اللہ ایسا غفور رحیم ہے کہ وہ فوراً ہر ایک گناہ گار کی خالص نیت کی توبہ قبول کر لیتا ہے اور اس توبہ کرنے والے شخص کے سب گناہ معاف کر دیتا ہے البوسیدہ ضرری کی حدیث اور پر گزر چکی ہے جس کا حامل یہ ہے کہ شیطان جب مرد و دھڑرایا جا کر آسمان پر سے نکالا جانے لگا تو اوس نے قسم کھا کر اللہ تعالیٰ کے روبرو اپنا یہ پکارا وہ ظاہر کیا کہ انسان کے جسم میں جب تک جان رہوے گی وہ ملعون انسان کے بہکانے اور اوسکی عقبت کے خواب کرنے میں کسی طرح کی کوتاہی نہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ہی قسم کھا کر اوس ملعون کے اس ارادہ کا یہ جواب دیا کہ طبع کے گناہ کے بعد انسان جب تک توبہ استغفار کرے گا تو میں بھی اوس توبہ قبول کرنے اور اوس کے گناہوں کے معاف کر دیتے ہیں کسی طرح کا دریغ نہ کرونگا یہ حدیث آیت

الحج

فائل

الانٹل

اوس ٹکڑے کی پوری تفسیر ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے گنہ گاروں کی توبہ قبول کرنے کا ذکر فرمایا ہے۔ اب اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو قرآن کی نعمت کی قدر بتلائی اور نہ سہرایا کہ طہمہ کی قوم کے لوگوں نے توجہ نہ دی گو اسی دیکر خلا فیصلہ کرانے کی کوشش کی تھی مگر اے رسول! اور کے یہ اللہ کا تم پر بڑا فضل اور اوس کی بڑی رحمت ہے کہ اس معاملہ میں اور بدر کے قیدیوں کے فدیہ کے معاملہ میں جہاں ایسا غلطی کا موقع ہوتا ہو تو اللہ تعالیٰ فوراً بذریعہ وحی کے اوس غلطی کو رفع کر کے معاملہ کی صحیح صورت تم کو بتلا دیتا ہے اس طرح کی آیتوں سے اون علماء کے قول کی تائید ہوتی ہے جو کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول بعض فیصلے اپنے اجتہاد سے بھی کرتے تھے اور اوس اجتہاد میں اگر کچھ غلط واقع ہو جاتی تھی تو فوراً اوسکی اصلاح بذریعہ وحی کے ہو جایا کرتی تھی برخلاف امت کے مجتہدوں کے اجتہاد کے کہ اوسکی حالت ایسی یقینی نہیں ہے ایسا سب مجتہدین امت نے احتیاطاً اپنے بعض قولوں سے رجوع اختیار کیا ہے اور بعض مسئلوں پر قول قدیم اور قول جدید اپنے یہ وہ قول تہرار دیئے ہیں تاکہ ایک قول کی اصلاح دوسرے قول سے ہو جاوے۔ اپنے رسول کی تسکین کے لئے ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی اشارہ کیا کہ اے رسول! اللہ کے تم اگر غلط رو دادر فیصلہ کر دیتے تو اسکا وبال اون ہی لوگوں پر ہوتا جنہوں نے وہ غلط رو دادر گھڑی تھی بخارے اوپر اوسکا کچھ وبال نہیں تھا کیونکہ بخار فیصلہ تو ظاہری رو دادر ہوتا لیکن یہ اللہ کا بڑا فضل ہے کہ اوس نے یہ نوبت نہیں آنے دی اور جو بات تمکو معلوم نہیں تھی وہ عین وقت پر بذریعہ وحی کے تمکو بتلا دی۔ اوپر گزر چکا ہے کہ قرآن کے ساتھ جہاں حکمت کا لفظ آتا ہے تو اوس کے معنی حدیث کے ہوتے ہیں ۛ

ذوال

لَا تَخَيَّرُ فِي كَثِيرٍ مِّنْ جُزْأِهِمُ إِلَّا مَنَ أَمَرَ بِصَلَاتِهِ أَوْ مَحَرَّ وَفٍ أَوْ أَصْلَحَ  
کچھ پہلی نہیں کشہ اونکی مشورت مگر جو کوئی کہے خیرات کو یا نیک بات کو یا صلح کرنے کو  
بَيْنَ النَّاسِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُوَاتِيهِ  
لوگوں میں اور جو کوئی یہ چیزیں کرے اللہ کی خوشی چاہ کر تو ہم اوسکو دیں گے  
أَجْرًا عَظِيمًا ۝ وَمَنْ يَشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا بَيَّنَّ لَهُ الْهُدَىٰ  
ثواب بڑا اور جو کوئی مخالفت کرے رسول سے جب کہ اسکی راہ کی بات  
وَيَتَّبِعْ خَيْرَ سَبِيلٍ الْمَوْتِ مِن بَعْدِ مَا بَيَّنَّ لَهُ الْهُدَىٰ وَنُصْلِهِ جَسَدًا  
اور چلے الگ سب مسلمانوں کی راہ سو ہم اوسکو حلال کریں وہی طرف جو آسنے پڑی اور وہیں اوسکو دوں گے  
وَنُصْلِهِ جَسَدًا ۝

اور بہت بڑی جگہ پہنچا

۱۷

طہر کی قوم کے لوگوں نے آپس میں رات کو اوس جھوٹی گواہی کا مشورہ کیا جس کا ذکر اوپر گذرا۔ اور جبکہ وہ جھوٹی گواہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو داد کی اور پھر اوپر کی آیتوں کے نازل ہو جانے کے بعد جب طہم کی چوری کا حال کھل گیا تو وہ اپنے ہاتھ کے کاٹے جانے کی سزا سے ڈر کر دیتہ سے کہہ کر بھاگ گیا۔ اور وہاں قریب ہو کر گر گیا۔ ان ہی باتوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں اور فرمایا کہ طہم کی قوم کی طرح جو کوئی خلاف شریعت باتوں کا مشورہ کرے تو اس طرح کے مشوروں میں کچھ بہلائی نہیں بلکہ اس طرح کے مشوروں میں آدمی کے دین کا نقصان ہے ہاں دین کے فائدے کے مشورہ ہیں کہ کسیکہ صدقہ خیرات کا یا شریعت میں اور نیک کام جو ہیں اون کا یا جہاں کہیں مسلمانوں میں لڑائی ہو اور نہیں صلح کرنا کا مشورہ دیا جاوے۔ لفظ معروف کے معنی میں اگرچہ شریعت کے سب نیک کام داخل ہیں لیکن صدقہ اور آپس کی صلح کی طرف خاص توجہ دلانے کے لئے انکا ذکر خاص طور پر فرمایا۔ انس بن مالک سے ترمذی اور صحیح ابن جان میں روایت ہے جس کا حال یہ ہے کہ صدقہ ایسی چیز ہے جس سے اللہ غصہ اگر کسی بندہ پر ہو تو وہ جاتا رہتا ہے۔ یہ حشر کے دن کے غصہ کا ذکر ہے۔ جس کا ذکر ابو ہریرہ کی صحیح بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ اوس دن کا سا غصہ اللہ تعالیٰ کو بھی آیا ہے۔ آوے گا۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن غریب کہا ہے اور ابن جان کی سند بھی معتبر ہے۔ ترمذی۔ ابوداؤد صحیح ابن جان یزید ابودردار سے روایت ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑے ہوئے مسلمانوں میں صلح کرانی کو نفلی نماز روزہ اور صدقہ سے بہتر فرمایا ہے۔ ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ بھرفر فرمایا کہ جو کوئی یہ نیک کام خالص ثواب کی نیت سے کرے گا تو اس کو حق تعالیٰ میں بڑا اجر ملیگا۔ کیونکہ جس عمل میں دنیا کے دکھاوے کا کچھ دخل ہوتا ہے وہ اللہ کی بارگاہ میں قبول نہیں چنانچہ مسند بزار میں معتبر سند ضحاک بن قیس کی حدیث ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا اے لوگو جو نیک کام کرو وہ خالص ثواب کی نیت سے کرو بغیر اس کے کوئی عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول نہیں ہو سکتا۔ اب آگے ایسے لوگوں کے انجام کا ذکر فرمایا جو طہم کی طرح اسلام لانے کے بعد مرتد ہو جاویں کہ ایسے لوگوں کو دنیا میں ادراون کے حال پر چھوڑ دیتا ہے۔ کیونکہ کسیکہ مجبور کر کے راہ و راست پر لانا انتظام الہی کے برخلاف ہے اور حق تعالیٰ میں ایسے لوگوں کا انجام جہنم ہے شریعت کی دلیلوں میں جس اجماع امت کو ایک شرعی دلیل قرار دیا ہے۔ اگرچہ بعض علما نے اوس اجماع کو آیتہ کے اس ٹکڑے سے ثابت کیا ہے۔ لیکن شان نزول کے لحاظ سے یہ آیت مرتد لوگوں کی شان میں ہے۔ اصطلاحی اجماع اور اوس کے مخالف لوگوں سے آیتہ کا تعلق نہیں ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهٖ وَكَیْفَیْغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ  
 اللہ نہیں بخشتا کہ شریعت کی شہادت ہے اور اس سے نیچے بخشتا ہے جس کو چاہے

وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ۝ اِنْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُونِ

اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا وہ دور پڑا بھول کر اس کے سوا بیکار رہتے ہیں

اِلٰهًا اٰثَنًا ۝ اِنْ يَدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مُّرِيْدًا ۝ لَعَنَهُ اللّٰهُ وَقَالَ لَكَ تَحٰذِلُكَ

سو عزت تو کو اور اس کے سوا بیکار رہتے ہیں شیطان سرکش کہ جس کو لعنت کی اور نہ بولا کہ میں البتہ

مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَوْضًا ۝ وَلَا ضَلٰلَتُهُمْ وَلَا هُمْ يَنْصُرُوْنَ وَلَا مَعِيْنٌ وَلَا مُرٰثِمٌ

لوگ تیرے بندوں سے حصہ ٹھہرایا ہوا اور انکو ہیکاؤں کا اور ان کو تو قہین اور انکو سکھاؤنگا

فَلْيَبْتَئِكُمْ اِذَا نَالِ الْاَنْعَامُ وَلَا تَهْتُمُ فَلَیْغِيْنَ خَلَقَ اللّٰهُ وَمَنْ يَّتَخٰذِ

کہ چسپ میں جانوروں کے کان اور انکو سکھاؤں گا کہ بلیں صورت بنائی اللہ کی اور جو کوئی پکڑے

الشَّیْطٰنَ وَلِیًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خَسِرًا مُّبِيْنًا ۝ يَعِدُ هُمْ

شیطان کو رفیق اللہ کو چھوڑ کر وہ ڈوبا صریح نقصان میں ان کو وعدہ دیتا ہے

وَيُخَيِّرُهُمْ وَمَا يَعِدُ هُمْ الشَّیْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۝ اُولٰٓئِكَ مَا وٰهُمْ جَهَنَّمُ

اور جو تو قہین بتاتا ہے اور جو ترغیب دیتا ہے انکو شیطان سوسنا ہے ایسوں کا ٹھکانہ ہے دوزخ

وَلَا يَجِدُ وْنَ عَنْهَا حِمْیٰمًا ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَلِمَا الصَّلٰتِ سُنْدٌ خَلِمٌ

اور نہ پاؤں کے وہاں سے بہا گئے کو جگہ اور جو یقین لائے اور عمل کیے نیک ان کو خدا کی طرف سے

جَنَّتْ جِسْرٰی مِّنْ خَتَمٰ اِلٰہِمْ خَلْدٍ فِیْہَا اَبَدًا ۝ وَعَدَ اللّٰهُ حَقًّا وَمَنْ

باغوں میں جن کے نیچے بہتی نہریں رہ پڑے وہاں ہمیشہ کو وعدہ ہے اللہ کا سچا اور اللہ سے

اٰصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قَوْلًا ۝

سچی کس کی بات

اس سے پہلے یہ آیت اہل کتاب کے ذکر میں تھی اس لئے وہاں فقہ افترا فرمایا تھا۔ کیونکہ اہل کتاب کا شرک

جان بوجھ کر افترا کے طور پر تھا یہاں عرب کے مشرکوں اور مرتد لوگوں کا ذکر ہے۔ اس لئے فقہ جنل فرمایا

کہ یہ لوگ جو کچھ کرتے ہیں وہ ان کی جہالت کا سبب سے باقی معنی آیت کے پہلی جگہ جہاں یہ ہے وہاں

بیان کیے گئے ہیں عرب کے مشرک لوگ اپنے بتوں کے نام لات و منات اور غری عورتوں کے سے کہتے تھے

اس واسطے فرمایا کہ یہ لوگ اللہ کے سوا عورتوں کو پکارتے ہیں۔ اللہ کے سوا جس چیز کی کوئی پوجا کرتا ہے

وہ شیطان کے بہکانے سے کرتا ہے اس لئے فرمایا کہ حقیقت میں یہ لوگ شیطان بلعون کی پوجا کرتے

ہیں نصیب مفروض کے معنی ایک حسین اور مقرر حصہ کی میں صحیح بخاری و مسلم میں ابو سعید خدری سے روایت ہے جس میں آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا جوج یا جوج کو بلا کر نبی آدم کی ہزار آدمی کی جماعت میں کہ نہ ہوتا تو شیطان کا حصہ قرار پا کر اوس کی مانند

جہنم میں جاویں گے۔ یہی گویا شیطان کا معین حصہ ہوا۔ شیطان کا لوگوں کو گمراہ کرنے کا یہ مطلب ہے کہ وہ ملعون طرح طرح سے لوگوں کو بہکاتا ہے اور اون کو راہ راست سے روکتا ہے۔ شیطان کی توقعیں لانے کا یہ مطلب ہے کہ وہ دنیا کی امیدوں کو اس طرح طویل طویل کر کے اس کو تاہ عمر انسان کے دل میں ڈالتا ہے کہ انسان اون امیدوں کے پور کرنے میں مصروف ہو کر عقبت سے غافل ہوتا ہے اور اسی حالت میں اپنی عمر گزار دیتا ہے آخر وہ سب آرزوئیں دل کی دل ہی میں رہتی ہیں اور انسان دنیا سے اوتھ جاتا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری ترمذی نسائی وغیرہ میں عبد اللہ بن مسعود اور ابن مالک سے جو روایتیں ہیں اون میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمی کی عمر کا ایک چوٹا ملاحظہ اور اس کی طرح طرح کی امیدوں کا ایک بڑا خط کیمنچ کر اس مطلب کو اچھی طرح سمجھایا ہے اس لئے یہ روایتیں آیتہ کے اس ٹکڑے کی گویا تفسیر ہیں یہ ذکر تفصیل سے سورۃ مائدہ میں آوے گا۔ کہ مشرکین مکہ بنوں کے نام پر کچھ جانور چھوڑتے تھے اور نشانی کے لئے اون جانوروں کے کانوں میں شگاف دیدیا کرتے تھے وہیں ابراہیمؑ میں اوسکا کہیں ذکر نہیں ہے اس لئے شیطان کے بہکاوے کی باتوں میں سے یہ بھی ایک بات تھی جسکو اوس نے اپنے اس آیتہ کے دعوے کے موافق مشرکین مکہ میں رسم کے طور پر پسلا دیا تھا اس کی بنیادی ہوئی صورت کے بدلنے کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً بدن کی کھال کو گوگرد اور سمیں مسرہ بھر لیا جاتا ہے۔ یا اصلی سر کے بالوں میں اور بال جوڑ کر اصلی بالوں کو لمبا کیا جاوے اور اس طرح کی سب باتیں جن سے اصلی حالت کو بدل دیا جاوے صحیحین اور سنن میں صحابہ کی ایک جماعت سے روایتیں ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے کام کرنے والو پر خدا کی لعنت اور نوز کی خبری ہوئی خدا کی لعنت کا مطلب یہ کہ اس طرح کی عورتیں خدا کی رحمت سے دور رہیں گے اسی واسطے فرمایا کہ جس نے ایسے کام کر کے شیطان کی دوستی ادا کی وہ بڑے نقصان میں پڑ گیا جسکا مطلب یہ ہوا کہ ایسا شخص شیطان کے ساتھ جہنم میں جاوے گا پھر فرمایا کہ شیطان کے سب وعدے و غابازی کے ہیں کیونکہ شیطان کو کچھ اختیار نہیں کہ وہ کسی کی امید پوری کر سکے یا اپنا کوئی وعدہ وفا کرے اس واسطے اوسکی دلائی ہوئی امیدوں یا اوسکو وعدوں پر جو کوئی بھروسہ کرتا ہے وہ بڑے دھوکے میں ہے اور انجام اس دھوکے کا وہی ہے جو فرمایا کہ دھوکا دینے والے اور دھوکا کھانے والوں کا سب کا ٹھکانا جہنم ہے جہاں سے نکل بہاگئے گا کوئی راستہ نہیں اب مشرکوں اور منافقوں کے مقابلہ میں اون مومنوں کا ذکر فرمایا جو خود مشرک سے بیزار اور اون کے عمل و دنیا کے دکھاوے سے پاک و صاف ہیں یہ تو اون لوگوں کا دنیا کا حال ہوا۔ عقبت کا اون کا انجام یہ نہ فرمایا کہ اون کو ہم داخل کریں گے ایسے باغوں میں جنہیں طرح طرح کے میوے اور طرح طرح کی نہریں ہیں اور دنیا میں کسی مالدار آدمی کے پاس کوئی باغ ہوتا ہے تو وہ باغ اور باغ والا دونوں چند روزہ ہیں۔ عقیقہ میں نہ باغ والوں کو کبھی تنہا ہے نہ باغ کو کبھی تنہا اور شیطان کے

حشر



اور جو کوہ کا فرما کر اوس کے مقابلہ میں فرمایا کہ یہ وعدہ اللہ کا ہے جو دونوں جہان کا مالک ہے اس میں  
دونوں جہان میں جو کچھ جسکو وہ چاہے دے سکتا ہے ایسے صاحب قدرت صاحب اختیار مالک کے وعدہ  
میں سہ اسے سچ کے اور کسی وہم و گمان کا دخل کیسے ہو سکتا ہے۔ اسلئے فرمایا اللہ سے زیادہ سچا وعدہ  
کرنا کہ ہو سکتا ہے صحیح بخاری و مسلم کی معاذ بن جبل کی حدیث اور پرگزرجکی سہ ہے کہ اللہ کا حق بند و پیہ  
یہ ہے کہ وہ اوس کی عبادت میں کسیکو شریک نہ کریں اوس کے بعد بندوں کا حق اللہ پر ہیہ ہوگا  
کہ جو انکو عذاب و عزرخ سے نجات دیکر جنبت میں داخل کرے یہ حدیث اس آیت کی گویا تفسیر ہے۔

لَا يَرْجِي مَا بِيَدِ اللَّهِ أَمَانِي أَهْلُ الْكِتَابِ مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزِئْهُ اللَّهُ ذُرِّيَّةً  
ثَلَاثًا ۖ ذُرِّيَّتُهُ ذُرِّيَّتُ اللَّهِ وَلْيَأْذِكُمْ نَصِيرًا ۝ وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ  
يَرْجِ أَنْ يُلَاقِيَ اللَّهَ وَرَبَّهُمْ ۖ وَرَبُّهُمُ الْعَزِيزُ ۚ  
عَمَّا تَدْمُغُونَ ۚ أَفَأَنْتُمْ مُؤْمِنُونَ ۚ وَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يَدْخُلُونَهَا  
بَلَاءُ الْبَشَرِ ۚ دَقِيرًا ۝ وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ  
مُحْسِنٌ ۚ وَلَا يَمْلِكُ أَهْلُ الْبَيْتِ شَيْئًا مِنَ اللَّهِ ۚ وَرَبُّهُمُ الْعَزِيزُ ۚ  
وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ غَنِيًّا ذُو فَضْلٍ ۝  
اور اس کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں اور اللہ کے ذہب میں ہے سب چیز  
اور پیر ذکر تھا کہ شیطان و سوسہ کے طور پر لاجل آرزوئیں انسان کے دل میں ڈالتا ہے ان آیتوں میں  
اوس قسم کی بعض آرزوؤں کا ذکر ہے چنانچہ تفسیر ابن ابی حاتم اور ابن جریر میں حضرت عبداللہ  
بن عباس وغیرہ سے جو روایتیں ہیں اون کا حاصل یہ ہے کہ اہل کتاب اپنے آپ کو فضل اور خیرتی کہتے  
اور مسلمانوں سے اس بات پر جھگڑتے تھے اور بعض مسلمان بھی اس طرح اہل کتاب سے جھگڑتے تھے  
اور مشرکین مکہ حشر کے قائم نہ ہونے پر طعن و طعنے کی خیالی باتیں کرتے تھے اوس پر اللہ تعالیٰ نے  
یہ آیتیں نازل فرمائیں اور فرمایا کہ عمر بہر برسے عمل کر کے اوس کے مواخذہ سے بخوف رہنا اور جو لوگ  
اللہ کی مرضی کے موافق نیک عمل کرتے ہیں اللہ سے انکی طرح عقوبت میں راحت کی توقع رکھنا طبری  
ناوادی ہے کیونکہ اللہ کا انصاف اسکا مقتضی نہیں ہے کہ وہ نیک و بد کا عقوبت کا انجام یکساں دیکر

فلانی

۱۵

بلکہ اوسکا انصاف تو اسکا متفقہی ہے کہ دنیا میں جو کوئی بڑے کام کرے گا وہ عقبتے میں اوسکی سزا پاوے گا معتبر  
 سند ترمذی اور ابن ماجہ کی شداد بن اوس کی حدیث گزر چکی ہے۔ جسکا حاصل یہ ہے کہ دنیا میں اوسکی مرضی  
 کے خلاف کام کر کے پھر عقبتے میں اوس سے راحت کی توقع رکھنا ایک نادانی کی بات ہے یہ حدیث آیتہ کے  
 اس ٹکڑے کی پوری تفسیر ہے جو کوئی بڑا کرے گا کی تفسیر میں سلف کا اختلاف ہے۔ بعض سلف نے بڑے  
 کے معنی شرک کے کئے ہیں۔ اور بعضوں نے بڑے کے معنی میں شرک اور گناہ سب کو لیا ہے۔ اور  
 یہی قول صحیح معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ صحیح مسلم میں ابو ہریرہؓ سے جو روایت ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ  
 جب آیتہ کا ٹکڑا من عمل سورہ یحییٰ نہ صحابہ نے سنا تو اون کو اوسکا مضمون اسلئے بہت سخت معلوم ہوا  
 کہ ہر بڑے کام کی جب عقبتے میں سزا ہوگی تو گنہگاروں کی نجات مشکل ہے یہ حالت سنکر آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ نیک عمل کرنے کی کوشش کیے جاؤ مسلمان آدمی کے بہت سے  
 گناہوں کا کفارہ دنیا کا دنیا میں ہی ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ایماندار نیک آدمی کے ایک کا ٹکڑا بھی چھپ  
 جاوے تو اوسکا ایک گناہ معاف ہو جاتا ہے۔ اس صحیح حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم اور عام صحابہ نے آیتہ کے مضمون میں شرک اور گناہ سب کو داخل شمار کیا ہے۔  
 بعض مفسروں نے یہ جو شبہ کیا ہے کہ جن بڑائی کرنے والوں کا آیتہ میں ذکر ہے اون کے حق میں  
 یہ فرمایا ہے کہ قیامت کے دن سوا اللہ کے اونکا کوئی حمایتی اور مددگار نہ ہو گا یہ بات تو مشرکوں کے  
 حق میں ہی صادق آسکتی ہے کیونکہ صحیح حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جس مسلمان کے دل میں  
 ذرہ بھر بھی ایمان ہو گا شفاعت کے ذریعہ سے اوسکی مدد اور حمایت ہوگی جس سے آخر کو اوس کی نجات  
 ہو جاوے گی۔ اس شبہ کا جواب اور علماء نے یہ دیا ہے کہ شفاعت مدد اور حمایت اللہ تعالیٰ کی اجازت  
 اور مرضی سے ہوگی۔ اس لئے حقیقت میں یہ اللہ کی مدد اور حمایت ہے۔ سوائے اللہ کے۔ اور  
 کسی کی مدد اور حمایت اوسکو نہیں کہا جاسکتا۔ بڑے کاموں کی سزا کے ذکر کے بعد نیک کاموں کی  
 جزا کا ذکر نہ پایا کہ مرد ہو خواہ عورت ہو ہر ایک کو اوس کے نیک عمل کا اجر بغیر تل بھر کی کمی کے  
 پورا دیا جاوے گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ ایک تو نیک عمل کرنے والا ایماندار ہو جسکا مطلب یہ ہے کہ  
 اللہ اوس کے رسول ملائکہ اور احکام قیامت پر اوس شخص کا ایمان پورا ہو شکر کن کہ کیطرح  
 کا نہ ہو جو اللہ کی توحید اور قیامت کے منکر ہیں۔ نہ اہل کتاب کیطرح کا ہو جو بعض ملائکہ کے دشمن  
 اور بعض رسولوں اور احکام کو نہیں مانتے۔ کیونکہ ایسے لوگوں کا کوئی نیک عمل خدا کی بارگاہ میں مقبول  
 نہیں بلکہ ایسے لوگوں کے نیک عمل بے اصل قرار پا کر قیامت کے دن اس طرح اوڑ جائیں گے جطرح  
 تیز ہوا میں دھبہ اڑ جاتی ہے۔ چنانچہ سورہ فرقان میں اوسکا ذکر تفصیل سے آوے گا۔ ان آیتوں کی شان  
 میں گزرا کہ لوگوں کے آپس کے جھگڑے کے سبب یہ آیتیں نازل ہوئی ہیں اور یہ بھی اوپر گزر چکا کہ

کہ حضرت ابراہیم اور ملت ابراہیمی کو اہل کتاب مشرکین کہہ سب جانتے تھے اس لئے اوس جھگڑے کا فیصلہ ان آیتوں کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ حکمت الہی کے اقصا کے موافق آخری زمانہ میں آخری شریعت نبی آخر الزماں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے۔ جس کے اکثر مسئلے مثلاً وہ پوری توحید جس کے سبب ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ٹھہرے۔ اور قبلہ کا مسئلہ حج کے مسائل ختنہ کا مسئلہ وغیرہ ملت ابراہیمی کی موافق ہیں۔ اسی سبب اللہ کے نزدیک اس آخری زمانہ میں اس شریعت سے بہتر کوئی شریعت نہیں اسی لئے اس آخری زمانہ میں نبی آخر الزماں اور اوں کے زمانہ کے سب لوگوں کو اس آخری شریعت کی پابندی کا اللہ کا حکم ہے اور زمین و آسمان میں اللہ کا حکم اس طرح بغیر روک ٹوک کے جاری ہے کہ اوس کے حکم کو کوئی ٹال نہیں سکتا اور اوس کا علم زمین و آسمان کے ذرہ ذرہ پر چھایا ہوا ہے۔ اپنے حکم کی تعمیل کرنے والوں اور نہ کرنے والوں سے وہ خوب واقف ہے قیامت کے دن فرمانبرداروں اور نافرمانوں کا فیصلہ کر دیوے گا۔

وَلْيَسْتَفْتُواكَ فِي النِّسَاءِ ط قُلِ اللَّهُ يَفْتِيكُمْ فِيهِنَّ لِأَوَّلِ مَا يُنْكِحُكُمْ فِي الْكِتَابِ  
اور تجھے رخصت مانگتے ہیں عورتوں کی تو کہہ اللہ تمکو نصرت دیتا ہے ان کی اور جو تمکو سناتے ہیں کتاب میں  
فِي نِكَاحِ النِّسَاءِ الَّتِي لَا تَقُولُ لَهُنَّ مَا كَتَبَ لَهُنَّ وَتَرْجِعُونَ ان تَكُونُوا  
سو حکم ہے یتیم عورتوں کا جنکو تم نہیں دیتے جو ان کا مقرر ہے اور چاہتے ہو کہ ان کو نکاح میں نہ  
وَأَمْسَتْ ضَعُفَيْنِ مِنَ الْوَلَدِ اِنْ وَاَنْ تَقُولُوا لِكُنْتُمْ بِالْقِسْطِ ط و  
اور مغلوب اور کمزور کا اور یہ کہ قائم رہو یتیموں کے حق میں انصاف پر اور  
مَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِهِ عَلِيمًا ۝  
جو کرو گے بھلائی سو وہ اللہ کو معلوم ہے

صحیح بخاری و مسلم وغیرہ میں حضرت عائشہ اور اہل صحابہ سے جو روایات ہیں اون کا حاصل یہ ہے کہ لوگوں کی پرورش میں جب کوئی یتیم لڑکی ایسی ہوتی جس کا کچھ مال بھی ہوتا۔ اور خوبصورت بھی ہوتی تو اوس کے متولیوں میں ایسا شخص جس سے اوس لڑکی کا نکاح جائز ہوتا وہ شخص اوس لڑکی سے نکاح کر لیا کرتا۔ اور جو لڑکی بد صورت ہوتی تو نہ خود اوس سے نکاح کرتا نہ کسی دوسرے شخص سے اوس کا نکاح کرنے دیتا یہاں تک کہ وہ مرجاتی تو اوس کے مال پر قبضہ کر لیتا۔ اس طرح جب کوئی متولی یتیم لڑکی سے نکاح کر لیتا تو نہ اوس کا مہر پورا ادا کرتا نہ اوس کے اور حقوق ادا کرتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے وان تحقن ان لا تقسطوا فی الیتیمی ذلک انکم لو کونتم عاقلین سے روکا تھا۔ لیکن بعض جگہ لڑکے کے لئے متولیوں میں ایسی نظر آتی تھی کہ وہیں نکاح ہو جاوے تو بہتر ہے۔ اس طرح زمانہ جاہلیت میں چوسٹے لڑکے اور چھوٹی

لڑکی کو لوگ کچھ حصہ نہیں دیتے تھے اللہ تعالیٰ نے آیات یوسف علیہ السلام میں لڑکے کا دوہرا لڑکی کا اکبر حصہ ٹہرا کر جاہلیت کے اوس دستور کو بھی توڑ دیا ان دستورات کے ٹوٹ جانے کے سبب سے لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان ابواب کے گھڑی گھڑی سئلے پوچھتے تھے کہ شاید کوئی آیت اور نبی جس سے وہ قدیمی دستورات پھرقایم ہو جائیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اور فرمایا کہ اس باب میں پہلے جو حکم ہو چکا ہے اب بھی وہی قائم ہے کہ ایسی لڑکیوں کے حقوق ادا کرنے کا پورا الحاح رکھا جاوے اور ان کے حقوق میں کوئی بے انصافی نہ کی جائے تو ایسی لڑکیوں سے متولیوں کو نکاح کی اجازت ہے نہیں غیر جگہ ان کا نکاح کیا جاوے تاکہ متولی لوگوں کے رعب سے غیر لوگ ان لڑکیوں کے حقوق ادا کرتے رہیں۔ اور متولی لوگ ان لڑکیوں کو گھر کی لڑکیاں سمجھ کر ان کے حقوق میں کوتاہی جو کرتے تھے وہ بات بھی جاتی رہی۔ اس طرح لڑکے۔ اور لڑکی کا جو حصہ مقرر کر دیا گیا ہے اوس کے موافق عمل کیا جاوے۔ اللہ تعالیٰ اور اللہ کی کتاب آسمانی شکوہ ہی فتوے دیتے ہیں۔ جسکی تم لوگوں کو ہدایت کی گئی۔ اللہ کی اس شریعت کی موافق جو کوئی عورتوں اور یتیم لڑکیوں کے کچھ بہلائی کرے گا۔ وہ اللہ کو سب معلوم ہے۔ اللہ اوسکی پوری جزا دیوے گا۔ اور جو کوئی اوس کے برخلاف کرے گا وہ سزا پاوے گا۔

منزل

وَإِنْ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ وَأُحْضِرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحَّ ط وَ

آپس میں کچھ صلح اور صلح خوب چیز ہے اور جیوں کے سامنے دہری ہے حصہ اور

إِنْ لَحِمَسِدُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۝ وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا

اگر تم نیکی کرو اور پرہیز گاری کرو تو اللہ کو تمہارے سب کام کی خبر ہے۔ اور تم ہرگز برابر نہ رہے گے کہ

أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمْلِكُ أُولُو الْاَلِّ وَالْاَحْوَاطِ شَيْئًا

عورتوں کو اگرچہ اس کا شوق کرو سونے کچھ بھی نہ پاؤ کہ ڈال رکھو ایک کو

كَالْمَعْلُوقَةِ وَإِنْ تَصْلَحُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا ۝

جیسے اوپر نہیں بکتی اور اگر سنوارتے رہو اور پرہیز گاری کرو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے

وَإِنْ يَتَمَرَّ قَائِلُكَ اللَّهُ كَلًا مِنْ سَعْتِهِ وَكَانَ اللَّهُ وَاسِعًا حَكِيمًا ۝

اور اگر دو نو جوہر سے ہو جاوے تو اللہ ہر ایک کو غفلت نہ کرے گا اپنی کشائش اور اللہ کشائش والا ہی تدبیر جانتا

ابوداؤد ترمذی۔ اور سند امام احمد بن حنبل میں جو شان نزول اس آیت کی بیان کی گئی ہے جسکو مستدرک

حاکم میں ہوا یہ کیا جا کر صحیح کہا گیا ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ ام المؤمنین سودہ حضرت کی بی بی جب ضعیف ہو گئیں تو اوکو یہ اندیشہ ہوا کہ شاید آنحضرت اوکو چوڑیوں کے اسلئے اوہوں نے اپنی باہی کی رات حضرت عائشہ کو ہمہ کر دی۔ اوسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ سو اس شان نزول کے مفسروں نے اور شان نزول اجزا اس آیت کی بیان کی ہے۔ اوسکا مطلب یہ ہے کہ اوس قصہ پر بھی اس آیت کا مضمون صادق آتا ہے ورنہ اہل شان نزول وہی ہے جو صحیح روایتوں کے حوالہ سے اوپر بیان ہوئی ہے حال معنی آیت کے یہ ہیں کہ عورت اپنے شوہر کی بیدلی اور بے توجہی دیکھ کر اوس کے خوش کوئے کو اپنے مہر با حق نان و نفقہ میں سے کچھ دیوے تو مرد ضرور راضی ہو جائیگا کیونکہ انسان کے جی میں مال کی حرص ہے اسلئے مال کی بچت سب کو اچھی معلوم ہوتی ہے اسطرح شب بامشی کی ثوبت میں اگر عورت کچھ چوڑیوں کے تو اوسپر بھی صلح ہو سکتی ہے۔ اور جدائی سے صلح اوس کے نزدیک بہتر ہے اسلئے جو میاں بی بی خدا کا خوف کر کے آپس میں حسن سلوک سے رہو نیگے تو اللہ اوسکا نیک بدلہ دینے سے بے خبر نہیں ہے۔ میاں بی بی کے حسن سلوک کی ثمریت کا ذکر جو آیت میں ہے اوسکی تفسیر جناب علی الدین علیہ وسلم نے یوں فرمائی ہے کہ کسی شخص کا اپنے اہل و عیال کے ساتھ حسن سلوک سے گزارنا اوس شخص کے ایمان داری کی نشانی ہے چنانچہ ترمذی میں ابو ہریرہؓ کی حدیث میں اسکا ذکر ہے۔ ترمذی نے اوس حدیث کو صحیح کہا ہے حسن علیہ السلام صحیح ابن جان مستدرک حاکم میں حضرت عائشہ سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت علیہ السلام ازواج مطہرات میں باری ٹھہرا کر یہ نہ پایا کرتے تھے یا اللہ میری دہ تقسیم و باری ہے جو میرے اختیار میں ہے اور عبادت میرے اختیار سے باہر اور تیرے بقدرت میں ہے اوسپر مجھ کو طاقت نظر مائی جاوے اگرچہ ترمذی اس حدیث کو مرسل کہا ہے لیکن ابن جان اور حاکم نے اسکو متصل اور صحیح کہا ہے۔ اس حدیث کے معنی میں علماء نے لکھا ہے کہ جس شخص کی مثلاً و نیلیاں ہوں او میں باری کے ٹھہرانے میں اور روٹی کپڑے میں برابری کا برتنا یہ آدمی کے اختیار میں ہے رہی لی اس میں عام لوگ تو درکنار اس حدیث کے موافق یہ امر نہیما کے اختیار سے بھی باہر ہے۔ اس حدیث میں آیت ولی تقسیم ان تعد لوا بن النصار و لو حرقتم کے یہ معنی ہیں کہ ولی اقتدار میں برابری کا برتنا انسان کے اختیار سے باہر ہے اسلئے اللہ تعالیٰ نے اسکی کمی بیشی کو تو موافق کیا۔ لیکن اسکی کمی بیشی پر اس حدیث پر پوچھنا چاہیے کہ رفتہ رفتہ ایک عورت کو بالکل پہنہ خبری سے آدھ پر نہیں کہو کہ اوس کے ساتھ خود اختیار میں امور میں برابری برتو نہ اوسکو بالکل چوڑی دو کہ وہ اور کسی سے نکاح کر لیوے۔ اب آگے میاں بی بی کی علیحدگی ہو جاوے تو اوسکا ذکر فرما کر فرمایا کہ اللہ بڑا صاحب فضل اور صاحب تدبیر ہے اوس کے فضل سے نا امید نہ ہونا چاہیے اوس کے فضل سے

کچھ دور نہیں کہ اس جیدانی اور علیحدگی کے بعد بھی میاں بی بی دونوں کے لئے کوئی اور بہتر صورت نکال دیوے صحیح مسلم ابو داؤد و نسائی ترمذی و حنفیہ میں امام مسلم سے روایت ہے جبکہ حامل یہ ہے کہ ابو سلمہ کے انتقال کے بعد امام سلمہ کہتی ہیں مجھ کو امید نہیں تھی کہ ابو سلمہ سے بہتر حکم ہوئے گا۔ پھر اللہ کے فضل سے میرا نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا۔ اس طرح کی مثالیں شریعت کی کتابوں میں اور مجربہ کے حالات میں اور بھی ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے نکاح میں میاں بی بی کی مفارقت ہو چکا تو اس علیحدگی کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے کبھی پہلی صورت بہتر صورت نکال دیتا ہے۔

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰتَوْنَا الْكِتٰبَ  
اور اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمان و زمین میں اور ہم نے کہہ رکھا ہے پہلی کتاب  
مِنْ قَبْلِكَ وَمَا نَا كُرْ اِنْ اَتَقُوا اللّٰهَ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِّلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ  
والوں کو اور تم کو کہ ڈرتے رہو اللہ سے اور اگر شکر ہو گئے تو اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمان و  
وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ غَفِيْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي  
زمین میں اور اللہ بے پروا ہے سب نعمتوں سے اور اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمان و  
الْاَرْضِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِیْلًا ۝ اِنْ يَشَآءِ اللّٰهُ يَهْدِ اللّٰهُ النَّاسَ وَاٰتِ  
زمین میں اور اللہ بس ہے کام بنانیوالا اگر چاہے تم کو و در کرے اسے لوگو اور لے آئے  
بِاٰخِرِيْنَ ۝ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰی ذٰلِكَ قَدِيْرًا ۝ مَنْ كَانَ يَرْثُ تَوَابَ اللّٰهِ  
اور لوگ اور اللہ کو یہ قدرت ہے جو کوئی چاہتا ہو انعام دینا کا  
فَعِنْدَ اللّٰهِ تَوَابٌ اَلْبٰیۡنَا وَالْاٰخِرَةُ ۝ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝  
سوالد کے یہاں ہے انعام دینا کا اور آخرت کا اور ہے اللہ سب سنتا دیکھتا۔

اوپر ذکر تھا کہ اللہ جب کو چاہے اپنے فضل سے خوش حال کر دیوے کیونکہ وہ بڑا صاحب فضل ہے ان آیتوں میں کشائش رزق بے پروائی کا بڑا ہی تین باتوں کا ذکر فرما کر ہر ایک کے ساتھ فرمایا کہ جو کچھ آسمان و زمین میں ہے سب اللہ ہی کے اختیار میں ہے تاکہ جو لوگ ایسے بڑے صاحب اختیار مالک کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو پوجتے یا کسی دوسرے سے اپنی حاجت روائی چاہتے ہیں اون کی نادانی معلوم ہو جاوے اور جو لوگ دین اور دنیا کی بھلائی اللہ تعالیٰ سے چاہتے ہیں وہ خوب سمجھ لیں کہ اللہ کے ہی کے ہاتھ میں دین اور دنیا کی بھلائی ہے وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ اسی تہنیک کے لئے یہ بھی فرمایا کہ اللہ سے ڈر کر اوس کی عبادت کرنا یہ ایک پرانی شریعت ہے کوئی نئی بات نہیں ہے اول صاب شریعت بنی نوح علیہ السلام سے لیکر اب تک سب شریعتوں میں اسی کی تاکید ہے پھر فرمایا۔



کہ جس کا منکر ہو تو اللہ کو اس کی کچھ پروا نہیں ہے آسمان و زمین میں سب اسی کا ہے بنی آدم سے زیادہ فرمانبردار آسمان پر اس خالق کی مخلوقات موجود ہے۔ پھر کھلی نافرمان امتوں کی حالت یاد دلا کر فرمایا۔ کہ اگر اللہ چاہے تو جس طرح اس نے نوح علیہ السلام سے لیکر فرعون تک ایک نافرمان قوم کو غارت کر کے دوسری قوم کو اس کی جگہ پیدا کر دیا۔ اس طرح اس زمانہ کے نافرمان لوگوں کو ہلاک کر کے دوسری مخلوق کو ان کی جگہ پیدا کر دیوے۔ عرب کے مشرک لوگ قیامت کے تو منکر تھے۔ اس وقت میں کچھ بھلائی کرتے تھے فقط اسی نیت سے کرتے تھے کہ ان کی دنیا میں کچھ یہودی ہو جاوے۔ اس طرح بعض کچھ مسلمان بھی دنیا کی یہودی بخش تھے اسلئے فرمایا کہ جو لوگ عقبے کے منکر یا عقبے سے غافل ہیں انہیں نے اپنے سب کاسوں کا دار مدار فقط دنیا پر ہی رکھا ہے وہ بڑے نادان ہیں ان کی آنکھوں کے سامنے جس طرح دنیا کو چوڑ کر ان کے بڑے بوڑھے دنیا سے اوٹھ گئے ایک ن ہی حال انکا بھی ہونے والا ہے اور یہ تو دنیا کی حالت خود بخود ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا کا اتنا بڑا انتظام کھیل تماشے کے طور پر نہیں کیا گیا۔ بلکہ یہ انتظام ایک بہت بڑے مقصد کے لئے کیا گیا ہے جو گھڑی گھڑی ان لوگوں کو جتلا یا جاتا ہے کہ دنیا کے ختم ہو جانے کے بعد ایک اور جہاں دنیا کے نتیجہ کے طور پر پیدا کیا جاوے گا جس میں دنیا کے سب نیک و بد کی جزا سزا دی جاوے گی۔ اس لئے ان لوگوں کو چاہیو کہ بجائے فقط دنیا کی پابندی کے دین و دنیا دونوں کے پابند ہو جاویں اور دین و دنیا دونوں جہان کی یہودی کماوین کہ اللہ کے بارگاہ میں دنیا کی یہودی عقبے کا ثواب سب کچھ موجود ہے۔ اور بند و نکی طرح کے قول فعلوں کو وہ سنتا اور دیکھتا ہے کہ کس کا قول فعل دنیا کی نیت سے اور کس کا عقبی کی نیت سے ہے۔ معتبر شد ابن ماجہ طبرانی وغیرہ میں زید بن ثابت کی روایتیں ہیں جن کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص عقبے کی درستی کے خیال میں لگا ہوا ہو اس لئے دونوں جہان کا پھل پایا۔ اور جو شخص فقط دنیا کے درپے ہے دنیا تو دوسکو نصیب زیادہ ملنے والی نہیں ہاں عقبی ایسے شخص کی بریاد ہے \*

منزل

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ  
 أَوِ الْوَالِدِينَ وَالْأَقْرَبِينَ إِنْ يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أَوْلَىٰ بِهِمَا  
 فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوَىٰ أَنْ تَعْدِلُوا وَإِنْ تَلَوُّا أَوْ نَعَسُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ  
 سَوْمِي جی کی چاہ نہ مانو اس بات میں کہ برابر سمجھو اگر تم زبان ملو گے یا بچا جاو گے تو اللہ تمہارے کام سے



وَكُتِبَ لَهُمْ وَرَسُولُهُ وَالْيَوْمَ الْآخِرُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ۝

اور کتابوں پر اور رسولوں پر اور پچھلے دن پر وہ دور پڑا بھول کر

اور سچی گواہی کے ادا کرنے کی تاکید تھی ان آیتوں میں اہل کتاب کا ذکر اس تبنیہ کے لئے فرمایا کہ یہود کے ذمہ یہ ایک بڑی شہادت تھی کہ توراۃ کی آیتوں میں جو اوصاف نبی آخر الزمان کے ہیں۔ ان کے موافق وہ لوگوں کے درود شہادت ادا کر دیوں لیکن انہوں نے اس سچی گواہی کو چھپا کر یہ جھوٹی گواہی لوگوں کے درود ادا کی کہ یہ نبی وہ آخر الزمان نبی نہیں ہیں اسی پر شرمایا کہ یہ لوگ اگرچہ اپنے آپ کو ایماندار کہتے ہیں لیکن جب تک توراۃ کے عہد کے موافق یہ لوگ قرآن اور نبی آخر الزماں پر ایمان نہ لادیں گے توراۃ راست بہت دور پڑے رہیں گے۔ کیونکہ ہر ایک شریعت میں دوسری شریعت کی صداقت موجود ہے پر جو شخص اللہ کے ایک شریعت کی احکام اللہ کے فرشتہ جبریل کو عیسے علیہ السلام اور محمد رسول اللہ کو نہ مانے گا وہ اس وقت تک ایماندار نہیں کہلا سکتا۔ جب تک ان سب باتوں پر ایمان نہ لادے صحیح مسلم میں ابو ہریرہ سے روایت ہے جصیر بن خضر صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کہا کہ فرمایا کہ جو یہودی یا نصرانی میرا حال سنے گا۔ اور ہر قرآن کے کتاب آسمانی اور میرے رسول ہونے کی صداقت ادا نہ کرے گا اس کی بخت نہیں ہو سکتی یہ حدیث گویا اس آیت کی تفسیر ہے ان آیتوں میں یہود کو ایماندار اس لئے فرمایا کہ وہ اپنے آپ کو تورا کا پابند کہتے تھے۔ اس لفظ ایمان دار سے اللہ تعالیٰ نے ان کو جلا دیا کہ تورا کا پابند اور اس کے موافق ایماندار وہی شخص ہو سکتا ہے جو اس کی باتیں مانے ورنہ زبانی ایماندار بننے سے کچھ فائدہ نہیں ہے۔

منزل

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا تَرَ كُفْرًا وَآثَرَ زَادُوا كُفْرًا ثُمَّ

جو لوگ ایمان ہوئے پھر منکر ہوئے پھر مسلمان ہوئے پھر منکر ہوئے پھر بڑھتے رہے انکار میں لیکن اللہ لیغفرہم ولا یہد یهم سبیلاً ۝ بَشِّرِ الْمُنَافِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ

اللہ ان کو بخشنے والا نہیں اور نہ ان کو دیوے راہ خوشی سنا منافقوں کو کہ ان کو جو

عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ الَّذِينَ يَتَخَذُونَ الْكُفْرَ بَيْنَ أَوْلِيَاءِ مَنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ أَسِيبُغُونَ عِنْدَ هُمُ الْعِزَّةِ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ۝ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ

کیا ڈھونڈتے ہیں ان کے پاس عزت کس عزت اللہ کی ہے ساری اور حکم اتوار چکا ہے

فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتَ اللَّهِ يَكْفِرُ بِهَا وَلَيْسَ تَهْتَفُ بِهَا فَتَقَعُوا

کتاب میں کہ جب سنو اللہ کی آیتوں پر انکار ہوئے اور ہنستے ہوئے تو بیٹھو

ہم نے جو اس کے لئے کیا ہے غیبت سے انکار ادا کیا ہے اور اللہ جبار ہے  
 اُن کے ساتھ جب تک وہ بیٹھیں اور باتیں کریں تو ہمیں تو یہی ان کے برابر ہے۔ اے انکار کرنے والے  
 اَلْمُتَّقِينَ وَالْمُؤْمِنِينَ فِي سُبُلِ الْحَيَاةِ ۝  
 منافقوں کو اور کافروں کو دوزخ میں ایک جگہ

ادھر کی آیتوں میں یہود کا ذکر تھا ان آیتوں میں یہود اور منافقوں کو مل کر دوزخ کا ذکر فرمایا یہود کا یہ کہ پہلے  
 موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے پھر کھپکھپ کر کفر پوچھا شرک کیے۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور سے  
 واپس آنے کے بعد ایمان دے رہے تھے علیہ السلام اور انجیل کا انکار کر کے کافر بنے اُس کے بعد قرآن اور  
 نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار سے اُس کفر میں اور ترقی اور زیادتی کی اور اسی حالت پر مر گئے ایسے  
 اڑیل لوگوں کو نہ دنیا میں تو بہ کی توفیق تھی نہ عقبی میں اُن کی بخشش کی کوئی صورت تھی کیونکہ یہ مسکوت  
 الہی کے موافق آخری زمانہ میں یہ آخری شریعت ایسی شریعت تھی جس میں کچھلی سب شریعتوں کی تصدیق ہے  
 اسکا منکر گویا سب کچھلی شریعتوں کا منکر ہے ایسے منکر کی بخشش کی صورت کیونکر ہو سکتی ہے۔ صحیح بخاری میں  
 ابو ہریرہؓ روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جس نے میری نافرمانی کی اُسکی نجات ممکن نہیں۔ اور مسلم کی  
 روایت کی ابو ہریرہؓ کی دوسری حدیث اور برگزجی ہے جسکا اصل یہ ہے کہ جو یہودی خواہ عیسائی میری  
 نبوت کی تصدیق نہ کرے گا اُس کی نجات نہیں ہو سکتی۔ یہ حدیثیں گویا ان آیتوں کی تفسیر کے طور پر ہیں  
 اب آگے دینیہ کے منافقوں کا ذکر فرمایا کہ ان لوگوں نے اُس کے رسول اور مسلمانوں کی رفاقت چھوڑ کر  
 دینیہ کے گروہوں کے یہود کی رفاقت جو اختیار کی ہے قیامت کے دن بہنم میں اُنکو میری رفاقت  
 نصیب ہوگی۔ پھر فرمایا کہ یہ لوگ یہود کے سرداروں کے میل جول رکھنے میں اپنی عزت جو خیال  
 کرتے ہیں یہ اُن کا خیال غلط ہے۔ عزت تو اُسی کی قائم رہتی ہے جسکو اللہ عزت دیوے فرعون جیسے  
 دنیا کے صاحب عزت کو اُس نے ایک دم میں غارت کر دیا۔ اُس کے آگے یہود کے ان چھوٹے چھوٹے  
 سرداروں کی عزت کی کیا اہمیت ہے اللہ سچا ہے اللہ کا کلام سچا یہود اور اُن کے سرداروں کی عزت  
 کا جو انجام ہوا وہ سرا پا ذلت ہے جسکا ذکر سورہ حشر میں آوے گا کہ دینیہ کے اطراف میں نبی قینقار  
 بنی نضیر اور بنی قریظہ یہ تین قبیلے رہتے تھے انہیں سے بنی قریظہ کا قتل ہوا اور باقی کے دونوں قبیلوں کا افرار  
 ہوا۔ یہود اور منافقوں کی مجلسوں میں کشتہ اسلام کی امانت ہوتی رہتی تھی۔ اور ایک شہر کی سکونت کے  
 سبب سے کبھی کبھی بعض مسلمان بھی اُن مجلسوں میں جا بیٹھا کرتے تھے۔ اُسکے اُن کو تبنیہ فرمادی کہ  
 ہجرت سے پہلے مشرکین کے جیسے اپنی مجلسوں میں آیات شہرائی اور اسلام کی امانت کیا کرتے تھے  
 تو سورہ انعام کی آیت وَاِذَا رَاٰیْتَ الَّذِیْنَ یُخَوِّضُونَ فِیْ اٰیٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْہُمْ کے حکم سے ایسی مجلسوں  
 پیشینہ کی ممانعت ہو چکی ہے۔ پھر ایسی مجلسوں کی نشست کیوں اختیار کی جاتی ہے۔ اور امانت اسلام

حافل

کے سننے کا گناہ اپنے ذمہ کیوں لیا جاتا ہے صحیح مسلم میں ابوسعید خدری سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسجگہ کسی مسلمان شخص کو کوئی خلاف شریعت بات نظر آوے تو جہاں تک ہو سکے اوس بات کو مٹا دے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو ضعیف درجہ ایمان کا یہ ہے۔ کہ اوس خلاف شریعت بات کو دل سے بُرا جانے یہ حدیث آیتہ کے اُس ٹکڑے کی گویا تفسیر ہے کیونکہ آیتہ اور حدیث کے ملانے سے یہ مطلب قرار پاتا ہے کہ مجبور ہی سے کوئی شخص کسی خلاف شریعت مجلس میں بیٹھے اور خلاف شریعت بات کا مٹانا اوس کے اختیار سے خارج ہو تو جب تک دل سے اوس خلاف شریعت بات کو شخص بُرا جانے گا او سو وقت تک اوس کا شمار ضعیف الایمان مسلمانوں میں ہوگا۔ ورنہ اہل مجلس کے گناہ میں یہ شخص بھی شریک ہوگا۔

[illegible]

اور منافقوں کے یہود سے میل جول رکھنے کا ذکر تھا اس آیت میں اوسکا سبب فرمایا کہ یہ لوگ اپنے ضعیف  
الایمان ہونے کے سبب دودے ہو رہے ہیں۔ مسلمان اور یہود دونوں فریق سے ظاہری دوستی  
اسلئے جلتا ہے کہ جس فریق کا غلبہ ہو اوسکی کھدیں کہ ہم تو منتاری ہی خیر مناتے تھے۔ لیکن ان  
ظاہری باتوں سے دنیا میں اون کے جان مال کی کچھ حفاظت ہو جاوے گی عجبائیں ان اوپری باتوں  
سے کام نہیں چلتا وہاں تو آدمی کے سبب کے بھید اوس کے سامنے آجاویں گے اور اون بٹل کے  
بھیدوں کے موافق قیامت کے دن مسلمان اور منافق دونوں فریق کا فیصلہ اللہ تعالیٰ غیب و ایں  
کے روبرو ہوگا۔ اوسوقت اونکو اس نہو کے بازی کی قدر کھل جاوے گی۔ یہ بھی منبرایا کہ لے مسلمانوں  
یہ منافق لوگ اس دودے بنے میں بھی کچھ تمہارے خیر خواہ نہیں بلکہ اون کے دل میں یہ بسی ہوئی  
ہے کہ درابھی تمہاری ہوا میگرتی ہوئی دیکھیں تو تمہارے مخالفوں سے پورے طور پر چالیں مگر یہ خیال  
اونکا غلط ہے اللہ تعالیٰ اپنے دین کا مددگار ہے کبھی آزمائش کی طرح احدکی لڑائی کی سی مل جل لشکر

اسلام میں ان پڑے تو وہ اور بات ہے۔ مگر اللہ کی مدد سے آخری غلبہ لشکر اسلام کو ہی رہے گا۔ اللہ سچا ہے  
 اللہ کا کلام سچا ہے آخر کو یہود منافق سب مغلوب اور ذلیل ہوئے۔ اور مسلمان جب تک احکام الہی کے پورے  
 پابند رہے اور سو قنات تک لشکر اسلام کا غلبہ دن بدن بڑھتا گیا۔ حضرت سیدنا امیر المومنین علیؓ میں برابر بن عاز  
 کی اور دلائل النبوت پہنچی اور نصیر ابن ابی حاتم میں اور صحابہ کی جو روایتیں ہیں ان کا حال یہ ہے کہ اہل لڑائی  
 کے وقت مدینہ کے گرد جب خندق کہو وی جاری تھی اور اوس میں ایک سخت پیچھے نکلتا تھا جبکہ خود آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ پھاڑا مار کر توڑا اور پھلا پھاڑا مارنے کے وقت جب کہ سیدنا روہ پیچھے ٹوٹا تو اپنی  
 ملک شام فتح ہونے کی اور پھر فارس اور یمن فتح ہونے کی خبر دی اور بعضی روایتوں میں یہ بھی ہے کہ اپنے  
 فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے مجھ کو خبر دی ہے کہ یہ ملک میری امت کے ہاتھ پر فتح ہونگے۔ اور یہ بھی  
 ہے کہ اس خبر کو سن کر بچے مسلمان تو بہت خوش ہوئے اور منافقوں نے یہ کہا کہ دشمنوں کے گھیرے کے  
 سبب پشاپ پینا نہ کو جانے کا اٹھکا نہ تو ہمیں نظر نہیں آتا۔ پھر ہمیں کیونکر یقین آوے کہ یہ ملک فتح  
 ہونگے اس سے معلوم ہوا کہ آخر کو مسلمانوں کے غالب ہونے کی حدیثوں سے منافق لوگ کچھ پیچھے  
 نہیں تھے ان کے کانوں تک اللہ کے رسول کی پیشین گوئی پہنچ چکی تھی مگر ضعف ایمان کے سبب  
 ان لوگوں کو اس پیشین گوئی کا یقین نہیں تھا۔ اس واسطے یہ لوگ یہود سے دوستی رکھتے تھے کہ شاید یہی  
 مسلمان مغلوب ہو جاویں اور یہود کا غلبہ ہو جاوے تو اس وقت یہ دوستی کام آوے۔

منزل

إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ  
 منافق جو ہیں۔ وہ غایب ہوتے ہیں اور وہی ان کو دغا دے گا اور جب کھڑے ہوں نماز کو  
 قَامُوا كَسَمِ الْيَهُودِ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَلَا يُدْرِكُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا ۝  
 کھڑے ہوں جیسا کہ یہودیوں نے کفر کیا۔ اور وہی ان کو دغا دے گا اور وہی ان کو دغا دے گا اور وہی ان کو دغا دے گا  
 مَذْبُوحَاتٍ بَيْنَ يَدَيْهِ ذَلِكُمُ الْوَعْدُ وَلَا إِلَى هَؤُلَاءِ وَمَنْ  
 ادھر میں لکھتے دو لوگوں کے بیچ نہ ان کی طرف اور نہ ان کی طرف اور جسکو  
 يُضِلُّ اللَّهُ فَلَنْ يَجِدَ لَهُ سَبِيلًا ۝  
 ہٹکا دے اللہ پھر کو نہ پاوے اس کے واسطے کہیں راہ

منافق لوگ اپنی نادانی سے یہ خیال کرتے تھے کہ جس طرح دنیا میں ہم ظاہری مسلمان بن کر مسلمانوں کو دھوکا  
 دیدیا جس سے وہ ہم سے کہیں بہت ہمارے جان ہمارا مال سب کچھ مسلمانوں کے ہاتھ سے بچ گیا۔ یہی طرح قیامت  
 کے دن خدا کے دہرے بھی ہمارا یہ دھوکا چل جاوے گا۔ اور اس ظاہری اسلام پر اس بدن ہمارے  
 نجات ہو جاوے گی۔ ان لوگوں کے اس خیال کا جواب اللہ تعالیٰ نے یہ دیا کہ اس غیبی ان



کیساتہ تو یہ لوگ کیا دعا بازی اور دھوکا کر سکتے ہیں۔ بلکہ اون کی دعا بازی کا وبال ان ہی پر تو جہان میں یہ پڑ رہا ہے کہ دنیا میں تو یہ لوگ اپنی دعا بازی کو اچھا جانکر اوس میں پڑے ہوئے ہیں اور اللہ کے علم ازلی کے موافق جو اوغین سے اسی حالت پر مرنے والے ہیں اون کو مجبور کر کے راہ راست پر لانا دنیا دار لامتحان کے انتظام الہی کے برخلاف ہے اور عقبتے میں ایسے لوگوں کا ٹھکانا جہنم کے ساتویں طبقہ ملاویر میں ہوگا۔ صحیح مسلم میں ابو ہریرہ اور انس سے جو روایتیں ہیں اون کا حاصل یہ ہے کہ منافق لوگ قیامت کے دن اپنے ظاہری اسلام اور نماز روزہ کا حال اللہ تعالیٰ کے روبرو بیان کر کے اپنی نجات کی خواہش اللہ تعالیٰ سے ظاہر کریں گے۔ اوسپر اللہ تعالیٰ اون کے منہ پر مہر لگا کر اون کے اعضاء کو گواہی دینے کا حکم دیوے گا۔ اور اعضاء کی گواہی سے ایسے لوگوں کے منافقانہ سبب عل ظاہر ہو جائیں گے یہ حدیثیں آیت کے ٹکڑے بخا دعون الہی گویا تفسیر ہیں عقبتے کی خبر سنرا کا پورا یقین تو منافق لوگوں کے جی میں ہوتا نہیں اس لئے وہ کوئی عبادت عقبتے کے ثواب کی نیت سے دل لگا کر نہیں کرتے بلکہ جو کچھ کرتے ہیں وہ مسلمان کہلانے کے لئے لوگوں کے دکھانے کے طور پر کرتے ہیں مثلاً نماز جیسی چیز کو جو دین کا ایک بڑا رکن ہے۔ بوقت ادب پر ہی دل سے اس طرح جھٹ پٹ اوسکو پڑھ لیتے ہیں کہ جسکا نہ رکوع ادا ہوتا ہے نہ سجدہ صحیح مسلم ترمذی نسائی اور موطا میں انس بن مالک سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق لوگ عصر کی نماز میں یہاں تک دیر کرتے ہیں کہ جب سورج غروب کے قریب پہنچ جاتا ہے تو اسوقت جانور و کیڑا چار ہونٹوں زمین پر مار لیتے ہیں جن میں اللہ کے ذکر کا بہت تہوڑا موقع اونکو ملا کرتا ہے یہ حدیث آیت کے اوس ٹکڑے کی تفسیر ہے جس میں منافقوں کی نماز کا ذکر ہے منافق لوگ جب مسلمانوں میں آتے تو ان کی سجا کہنے لگتے۔ اور جب مخالف لوگوں میں جاتے تو اون کی سی کہنے لگتے غرض پورے طور پر نہ اوجھرتے نہ اودھر اسی واسطے فرمایا کہ یہ لوگ ادھر میں شک ہے ہیں نہ مسلمانوں میں اون کی گنتی ہے نہ منکروں میں پھرتے رہا جو اللہ کے علم ازلی میں بھٹکا ہوا قرار پا چکا وہ ہرگز راہ راست پر نہیں آسکتا صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن عمر سے روایت ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق شخص کی مثال ایسی ہے جسطرح بھٹکی ہوئی بکری بکریوں میں دوڑیوڑدیکھ کر کبھی ایک کیوڑ میں جاتی ہے اور کبھی دوسرے میں منافقوں کی جس سرگردانی کی حالت کا ذکر ان آیتوں میں ہے یہ حدیث گویا اوسکی تفسیر ہے کہ منافق لوگ گھڑی مسلمانوں کے گروہ میں ہیں گھڑی منکروں کے۔

منزل

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ

مسلمان چوڑ کر

لے ایمان والو نہ بیکڑو کافروں کو رشتہ



کی مدد ملے گی جسکا ذکر شفاعت کی صحیح حدیثوں میں ہے جن منافق لوگوں کی اوپر مذمت تھی انکی بجات کے لئے بطور تمنا  
 کے یہ چار باتیں فرمائیں ایک تو یہ کہ ان لوگوں نے اب تک جو دودلی پنہ کی باتیں کی ہیں وہ پیر نہ مادم ہوں عبداللہ بن مسعود  
 سے مستدرک حاکم میں روایت ہے جسکا اصل آج کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پچھلے گناہوں پر انسان کا نام سنو یہی ہے  
 حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ دوسری بات یہ کہ اس مذمت کے بعد آئندہ ہر کاموں سے بچنے اور نیک کاموں میں مشغول ہونے  
 کی کوشش کی جاوے تاکہ اس مذمت کی ظاہر میں صلاقت ہو جاوے اور نیکوں سے پچھلی بدیوں کا کفارہ ہو جاوے معتبر سند  
 امام احمد اور ترمذی میں ابو ذر اور معاذ بن جبل کی جو روایتیں ہیں اون کا اصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 نے فرمایا انسان سے کوئی بڑا کام ہو جاوے تو اس کے بعد نیک کام ضرور کرنا چاہیے۔ تاکہ نیکی سے بدی کا کفارہ ہو جاوے  
 تیسری بات یہ کہ اللہ کا سہارا مضبوط کرلو جبکہ مطلب یہ ہے کہ اللہ نے اپنی کتاب میں طاعت کے بجالانے اور گناہ سے  
 بچنے کے احکام جو نازل فرمائے ہیں وہ سب کو چھوڑ کر اون احکام کی پابندی مضبوطی سے کی جاوے۔ معتبر سند صحیح بن  
 حبان میں ابو ہریرہ سے روایت ہے جسکا اصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پچھلی باتیں اللہ  
 کے رسولوں سے اختلاف کرنے کے سبب ہلاکت میں ڈر گئیں اس حدیث کا اصل مطلب یہ ہے کہ اللہ کے رسول جو حکام  
 شرعی اللہ کے طرف سے لاتے ہیں جب تک انسان مضبوطی سے ان احکام کی پابندی نہ کرے تو وہ ہلاکت میں ڈر جاوے گا  
 چوتھی بات یہ کہ دین کا جو کام کیا جاوے وہ خالص اللہ کے حکم کی تعمیل میں عقبنی کے اجر کی نیت سے ہو دنیا کے دکھاوے  
 کا اوہیں کچھ دخل نہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ دنیا کے دکھاوے کی فخرالت کا کوئی عمل اللہ کی بارگاہ میں مقبول نہیں ہے  
 نسائی اور ابو داؤد میں معتبر سند سے ابوامامہ کی حدیث ہے جسکا اصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 نے فرمایا دین کا جو کام خالص اللہ کے واسطے نہ ہو وہ اللہ کی بارگاہ میں مقبول نہیں ہوتا۔ اب آگے فرمایا کہ جن لوگوں  
 میں یہ چار باتیں ہیں اون کی گنتی اون کامل ایمانداروں میں ہے جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے جتنے میں بڑے بڑے  
 اجر رکھے ہیں پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے انسان کو اور اس کی سب ضرورت کی چیزوں کو پیدا کیا اس کی شکر گزاری  
 میں اگر انسان نے اتنا کیا کہ اللہ کو برحق معبود جانا اور اسکی عبادت میں کیسکو شریک نہ کیا تو اللہ کو کچھ ضرور نہیں کہ پھر ہی ایسے  
 لوگوں کو عقوبت کے عذاب میں پکڑے صحیحین کی معاذ بن جبل کی حدیث اور پھر گزر چکی ہے جسکا اصل یہ ہے کہ اللہ حق  
 بندوں پر یہ ہے کہ وہ اللہ کی عبادت میں کیسکو شریک نہ کریں اگر اللہ کا یہ حق بندوں سے ادا ہو گیا تو اللہ نے اپنے  
 بندوں کا یہ حق اپنے ذمہ لیا ہے کہ وہ انکو عقوبت کے عذاب سے بچاوے یہ حدیث آئندہ کے اس ٹکڑے کی گویا تفسیر ہے  
 اللہ تعالیٰ کی قدر دانی یہ ہے کہ اس نے ایک نیکی کا ثواب دس سے لیکر سات سو تک اور اس سے بھی زیادہ ٹھرایا  
 ہے جیسی جسکی نیت ویسا ہی اسکا ثواب چنانچہ اسکا ذکر صحیح بخاری و معجم میں حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت  
 سے آیا ہے اللہ سب جانتا ہے کا یہ مطلب ہے کہ اس کو دل کے ارادہ اور نیت کا حال معلوم ہے ایسا  
 اس نے دل کے ارادہ اور نیت کے موافق ثواب کے درجے ٹھہرائے ہیں۔

ممت بالحق

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لَا يُجِبُ اللَّهُ الْجَهْرَ بِالسُّوءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ وَكَانَ اللَّهُ سَمِيعًا عَلِيمًا  
 انْ تَبَدُّوا خَيْرًا أَوْ تَخَفُوا أَوْ تَعَفُوا عَنْ سَوْءِ فَنَ اللَّهِ كَانَ عَفُوًّا قَدِيرًا  
 اگر تم گالی کرو کچھ بھلائی یا اسکو چھپاؤ یا معاف کرو بڑائی کو تو اللہ بھی معاف کرنے والا ہے مقدمہ در رکھتا۔

لڑائی کے وقت گالی کا مٹونہ سے نکالنا منافقوں کی عادت ہے۔ چنانچہ صحیحین میں عبد اللہ بن عمرو بن عاص کی حدیث میں اس کا ذکر ہے۔ لیکن لڑائی کے وقت پہلے پہل ایک شخص گالی مٹونہ سے نکالے اور بعد اسکے دوسرا مظلوم شخص بغیر کسی زیادتی کے اسی گالی کے جواب میں گالی دیوے تو وہ منافقانہ عادت میں داخل نہیں ہے۔ اس لیے منافقوں کے ذکر میں اس طرح کے لڑائی جھگڑے کا تذکرہ فرما کر مظلوم شخص کو بُری بات کے وبال سے مستثنیٰ فرما دیا مگر ساتھ ہی اُسکے سَمِيعًا عَلِيمًا فرمایا جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر مظلوم شخص بدلہ میں کچھ زیادتی کرے گا تو اللہ اُس کو مستنا جانتا ہے اور اُس زیادتی کا مواخذہ مظلوم سے کرے گا۔ صحیح مسلم ابو داؤد اور ترمذی میں ابو ہریرہ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ آپس کے جھگڑے میں دو شخص گالیاں بکنے لگیں تو اُس کا سارا وبال اُس پر ہے جس نے پہلے پہل گالی مٹونہ سے نکالی پش طریقہ مظلوم شخص جواب کی حد سے نہ پڑھ جائے۔ یہ حدیث آیت کے ٹکڑے إِلَّا مَنْ ظَلَمَ کی پوری تفسیر ہے۔ جو شخص کسی کے گھر میں مہانوں کے طور پر جائے اور صاحب خانہ اُس مہان کی پوری خاطر داری نہ کرے تو مجاہد کے قول کے موافق اس طرح کا مہان بھی إِلَّا مَنْ ظَلَمَ کے حکم میں داخل ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ صاحب خانہ کی واجبی شکایت اس طرح کے مہان کے مٹونہ سے نکلے تو وہ غلبت نہ گنی جائیگی۔ صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہان کی خاطر داری کرنا ایمان داری کی نشانی ہے۔ اس باب میں اور بھی صحیح حدیثیں ہیں ان سب حدیثوں سے مجاہد کے قول کی تائید ہوتی ہے۔ ان حدیثوں کے تاکید فی لفظوں کے لحاظ سے امام احمد مہان کی خاطر داری کے واجب ہونے کے قائل ہیں۔ صحیح حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے

کہ کم سے کم ایک رات دن اور زیادہ سے زیادہ تین دن بھائی کی ہے۔ اس سے بڑھ کر کبھی اختیار صریح ہے۔ یہاں تک اس کا ذکر تھا کہ دو شخصوں میں سے ایک شخص دوسرے پر زیادتی کرے۔ اب آگے اس کا ذکر ہے کہ دو شخصوں میں سے ایک شخص دوسرے پر کچھ احسان کرے اس باب میں فرمایا کہ جس پر احسان کیا جاوے وہ اس احسان کی مشک گزاری میں ظاہری طور پر کچھ بدل کرے یا احسان کر نیوے کے حق میں مخفی کچھ دعائے خیر کرے تو یہ سب کچھ اللہ کو معلوم ہے۔ سنائی ابو داؤد صحیح ابن حبان اور مستدرک حاکم میں عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے جس کے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص پر کوئی دوسرا شخص احسان کرے یا تو ظاہری اس کا کچھ بدل کر دے اگر بدلہ ممکن نہ ہو تو احسان کرنے والے کے حق میں دعائے خیر کی جائے۔ حاکم نے اس حدیث کو بشرط بخاری و مسلم پر صحیح کہا ہے۔ اس حدیث کا یہ ٹکڑا آیت کے ٹکڑے ان تبدلوا خیرا کو تفسیر ہے۔ اور اسی تفسیر کو حافظ ابو جعفر ابن جریر نے اختیار کیا ہے۔ اب آگے پہلی صورت کے متعلق مظلوم شخص کو دنیا میں ظلم و زیادتی کا بدلہ نہ لینے کی اور ظلم و زیادتی کے معاف کر دینے کی یوں ترغیب فرمائی کہ باوجود بدلہ لینے اور انتقام کی قدرت کے اللہ کی عادت و کردار اور معافی کی ہے اس لیے جو مظلوم اللہ تعالیٰ کی اس عادت کے موافق دنیا میں ظلم و زیادتی کا بدلہ نہ لے گا بلکہ اس کو معاف کر دیوے گا تو اس کو عجبی میں بڑا اجر ملے گا صحیح بخاری و مسلم میں عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بعض مسلمان گنہگاروں کو ان کے گناہ یاد دلاوگا جب ان گناہوں کو یاد کر کے وہ لوگ خوف زدہ ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرماوے گا جس طرح دنیا میں تمہارے ان گناہوں کو میں نے کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیا اسی طرح آج بھی میں تمہارے ان گناہوں کو معاف کرتا ہوں۔ عبد اللہ بن عمرو بن عاص کی مستبر سند سے مسند امام احمد میں حدیث ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مظلوم شخص دنیا میں ظلم و زیادتی کو معاف کر دیوے گا۔ اور ظالم سے بدلہ نہ لے لیوے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دیوے گا۔ اللہ تعالیٰ کی درگزر اور مظلوم کی معافی کا ذکر جو اس آیت میں ہے اس کی یہ حدیث گویا تفسیر ہیں۔ تفسیر متقابل میں اس آیت کی شان نزول یہ بیان کی ہے کہ ایک مجلس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھے اور حضرت ابو بکر صدیق بھی۔ اس مجلس میں ایک شخص نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو کچھ برا بھلا کہا۔ مخوفی و یر تک تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اس شخص کا کچھ جواب نہیں دیا۔ پھر کچھ جواب دیا ان کے جواب دینے کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس مجلس سے اٹھ کھڑے ہوئے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنے آپ کے اللہ کو شکر

ہونے کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا جب تک تم نے اس شخص کا کچھ جواب نہیں دیا تھا اس وقت تک اللہ کا ایک فرشتہ تمہاری طرف سے اس کا جواب دے رہا تھا جب تم نے بھی بدگوئی شروع کر دی تو وہ فرشتہ چلا گیا اس لیے میں بھی اس مجلس سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس تفسیر میں یہ بات بیان کی جا چکی ہے کہ تفسیر مقابلہ کی تفسیر

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ فَاسْأَلُوا اللَّهَ وَرُسُلَهُ لَنْفَصَحُوا بِهِمْ وَكَفَرُ بِبَعْضٍ وَبُرِّيدُونَ  
جو لوگ منکر ہیں اللہ سے اور اس کے رسولوں سے اور چاہتے ہیں کہ فرق نکالیں

اللَّهُ وَرُسُلَهُ فَاسْأَلُوا اللَّهَ وَرُسُلَهُ لَنْفَصَحُوا بِهِمْ وَكَفَرُ بِبَعْضٍ وَبُرِّيدُونَ  
اللہ میں اور اس کے رسولوں میں اور کہتے ہیں ہم مانتے ہیں بعضوں کو اور نہیں مانتے بعضوں کو اور چاہتے ہیں

أَنْ يَسْتَفْزِزَ بَيْنَهُمَا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ فَاسْأَلُوا اللَّهَ وَرُسُلَهُ لَنْفَصَحُوا بِهِمْ وَكَفَرُ بِبَعْضٍ وَبُرِّيدُونَ  
کہ نکالیں بے نیچ میں ایک راہ ایسے لوگ وہی ہیں اصل کافر اور بے نیچ تیار رہتی ہے

لَا يَسْتَفْزِزُ بَيْنَهُمَا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ فَاسْأَلُوا اللَّهَ وَرُسُلَهُ لَنْفَصَحُوا بِهِمْ وَكَفَرُ بِبَعْضٍ وَبُرِّيدُونَ  
نہیں کہوں کے واسطے وقت کی مار اور جو لوگ یقین لائے اللہ پر اور اس کے رسولوں پر اور چاہتے ہیں

بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ أَوْلِيَاكَ سَوْفَ يُؤْتِيهِمْ أَجْرَهُمْ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا  
کسی کو ان میں سے ان کو دیگا ان کے ثواب اور اللہ ہے بخشنے والا مہربان

منافقوں کے ذکر کے بعد ان آیتوں میں یہود کا ذکر ہے۔ قرآن شریف میں اکثر جگہ منافقوں کا اور یہود کا ذکر اس لیے ساتھ آیا ہے کہ منافقوں کی اور یہود کی حالت ملتی جلتی ہے کیونکہ جس طرح منافق لوگ ظاہر میں اپنے آپ کو اسلام کا پابند کہتے ہیں اور حقیقت میں اسلام کے پابند نہیں ہیں اسی طرح یہود لوگ ظاہر میں تو اپنے آپ کو توراہ کا پابند کہتے ہیں اور حقیقت میں وہ توراہ کے پابند نہیں ہیں۔ بہت سی آیتیں توراہ کی انھوں سے بدل ڈالی ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جو بدسلوکی انھوں نے کی وہ بالکل توراہ کے برخلاف ہے۔ توراہ کے موافق نبی آخر الزمان کا پہلے انھیں اقرار تھا۔ لیکن نبی آخر الزمان کے پیدا ہونے کے بعد انکی نبوت کے منکر ہو گئے جو ان کا انکار توراہ کے برخلاف ہے۔ عبادہ بن صامت کی صحیحین میں روایت ہے جس کا حاضیل یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کو وحدہ لا شریک اور عیسیٰ علیہ السلام اور محمد اللہ کا رسول جاسے گا وہ جنت میں جاوے گا۔ یہ حدیث گویا اس آیت کی تفسیر ہے کیونکہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ تو جب ہر رسول کی شریعت میں اس لیے جو لوگ بعضے رسولوں کو مانتے ہیں اور بعضوں کو نہیں مانتے وہ توحید کے منکر اور اصل کافر ہیں۔ یہی مطلب حدیث کا ہے کہ جب تک یہود لوگ عیسیٰ علیہ السلام اور نبی آخر الزمان کی نبوت کو تسلیم نہ کریں گے نہ ان کی توحید پوری ہے۔ یہ جلتی ہو سکتے ہیں اسی



واسطے ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ لوگ بعضے رسولوں کے منکر ہیں۔ منکر ہو کر اپنے آپ کو صاحب توحید اور ایماں دار چاہتے ہیں بشریت موسوی اور شریعت محمدی کے علاوہ یہ ان کا ایجاد کیا ہوا جبریدہ ہے۔ دونوں شریعتوں میں جس کا کہیں ذکر نہیں ہے اور سوا بے پتہ ہونے کے اس راستہ میں یہ کتنی بڑی خرابی ہے کہ جن رسولوں کو اللہ نے اپنا نائب ٹھہرا کر بھیجا ہے۔ انکی نیابت کو ٹھٹھا یا جاتا ہے جو اللہ کی شان میں ایک جھوٹ اور کفر ہے۔ اس کے بعد عبد اللہ بن سلام وغیرہ سچے یہود کا ذکر فرمایا جو تورات کے موافق نبی آخر الزمان اور سب انبیاء علیہم السلام کو مانتے ہیں۔ اور فرمایا یہ لوگ پورے ایمان دار ہیں ان کو عقیلی میں بڑا اجر ملنے والا ہے اور انکے کچھ گناہ ہونگے تو انکی توحید کے سبب سے اللہ بخور الرحیم ان کے وہ گناہ معاف کر دیوے گا۔ اہل توحید کے گناہ و معاف ہو جائیں گی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث اور پر گزرتی ہے اور موقد اہل کتاب کے بڑے اجر کے باب میں ابو موسیٰ اشعری کی صحیحین میں حدیث ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اصل کتاب میں سے جو شخص سبب یا ر کو مانے گا۔ قیامت کے دن اس کو دو برابر اجر ملے گا۔

يَسْأَلُكَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَنْ تُلْقِيَ عَلَيْهِمْ كِتَابًا مِّنَ السَّمَاءِ وَقَدْ سَأَلُوا  
 نوحے مانگتے ہیں کتاب دے کہ ان پر امار لارے کتاب آسمان سے سوا ہنگ بچے ہیں  
 مُوسَىٰ الْكَبِيرُ فَقَالُوا آتِنَا اللَّهُ حُجْرَةً فَلَخَذَ تَهُمُ الصُّرُفَةَ بِطَلِيمٍ  
 موسیٰ سے اس سے بڑی چیز بولے ہکو دکھا دے اللہ کو سامنے پھر انکو پڑا بجلی نے انکے گناہ پر  
 لَمَّا أَخَذُوا الْعِجْلَ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِمْ فَفَعَفَوْا عَنْ ذَلِكَ وَاتَّبَعُوا  
 پھر بنالیا نہ بھڑا نشانیاں پیچھے پھر بھٹے وہ بھی معاف کیا اور دیا ہم نے  
 مُوسَىٰ سُلْطٰنًا مُّبِينًا وَرَفَعْنَا قَوْمَهُمُ الطُّورَ بِمِثْقَلِ ذَرَّةٍ وَفَلْنَا لَهُمْ دَخْلًا  
 موسیٰ کو قلبہ صریح اور بھٹے اٹھایا انپر پہاڑ انکے قول لینے میں اور بھٹے کہا دھل ہو  
 الْبَابَ مُبَجَّلًا وَفَلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوا فِي السَّبْتِ وَأَخْلَلْنَا لَهُمْ فِلِينَ قَا غَلِيظًا  
 دروازے میں سجدہ کر کر اور کہا بھٹے زیادتی نہ کرو بھٹے کے دن میں اور ان سے لیا قول گاڑھا

تفسیر سیدی ابن جبرید وغیرہ میں سلف کی ایک جماعت سے جو روایتیں ہیں ان کا حاصل یہ ہے کہ یہود نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک روز یہ کہا کہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام کو تختیوں پر لکھی ہوئی ساری تورات ایک ہی دفعہ اللہ کی طرف سے بل گئی تھی۔ اسی طرح یا تو سارا قرآن ایک دفعہ ہی آسمان سے لکھا ہوا اٹھائے پاس آجائے۔ اگر یہ نہ ہو تو ہم لوگوں کے نام ایک تحریر اللہ کی طرف سے آجائے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی آخر الزمان ہیں۔ اس شرط کے پورا ہو جانے کے بعد ہم تم کو اللہ رسول

جائیں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں اور فرمایا کہ ان لوگوں کا یہ نادانی کا سوال کچھ تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ آخر یہ ان ہی کی اولاد ہیں جنہوں نے دنیا کی آنکھوں سے اللہ کو کھلم کھلا دیکھنا چاہا جسے ان پر پہلی گری جس کا قصہ سورہ بقرہ میں گذرا ہے پھرے کو چو جائیں گا ذکر سورہ بقرہ میں گذر چکا اور مفصل ذکر سورہ اعراف میں آویگا۔ تورات کے احکام کے موافق عمل کرنے سے انکار کیا اور پھر کو طور ان پر ڈالے جانے کا جب خوف دلایا گیا تو اس شرارت سے باز آئے۔ بیت المقدس کے دروازے میں گھٹے وقت جو مسجد منکر کا حکم ان کو دیا گیا تھا اُس کے موافق عمل نہیں کیا جس کے سبب ان پر طاعون کا عذاب آیا۔ باوجود ممانعت کے ہفتے کے دن مچھلیاں پکڑیں جس کے عذاب میں آدمی سے بند رہو گئے۔ چنانچہ سورہ بقرہ میں یہ سب قصے گزرے۔ غرض جب اُنکے بزرگوں نے یہ سب شرارتیں کیں تو اُنکی اولاد میں سے حال کے لوگوں نے شرارت سے جو سوال کیا ہے اُنہی اللہ کے انکی شرارت کا کچھ خیال نہ کرنا چاہیئے۔ حقیقی میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کا ذکر صحیح حدیثوں میں آیا ہے اس لیے اس دنیا کی آنکھوں سے دیدار کی ممانعت سے جن لوگوں نے حقیقی کے دیدار کی ممانعت نہ کی ہے اُنکی بڑی غلطی ہے۔

فَمَا نَقْصِرُكُمْ مِّمَّا فَرَّمْتُمْ وَكَفَرْتُمْ بِآيَاتِ اللَّهِ وَقَتْلْتُمْ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقِّ  
 سو ان کے قول توڑنے پر اور منکر ہونے پر اللہ کی آیتوں سے اور خون کرنے پر پیغمبروں کا ناحق قتل  
 وَقَوْلِهِمْ قُلُوبُنَا غُلْفٌ بَلْ طَبَعَ اللَّهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُفْقَهُوا قَوْلَ اللَّهِ  
 اور اس کہنے پر کہ ہمارے دل پر غلاف ہے کوئی نہیں پر اللہ نے ہر کی جو ان پر مارے کفر کے سونپین نہیں لاتے بلکہ  
 وَيَكْفُرُوا وَقَوْلِهِمْ عَلَيْهِمْ سَكَنٌ أَوْ قَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى  
 اور اُنکے کفر پر اور مریم پر بڑا طوفان بولنے پر اور اس کہنے پر کہ ہم نے مارا مسیح عیسیٰ  
 ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَّوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ  
 مریم کے بیٹے کو جو رسول تھا اللہ کا اور نہ اسکو مارا ہی اور نہ بولی پر چڑھایا و لیکن وہی صورت بن گئی اُنکے آگے اور  
 الَّذِيْنَ اٰخَذْتُمْ عٰوِذًا فِيْهِ لَكُمْ مِّنْهُ مَا لَمْ تُحِبُّوْهُ مِنْ غُلٰمٍ اٰتٰبَعًا  
 جو لوگ اس میں کئی باتیں نکالتے ہیں وہ اس جگہ شبہ میں پڑے ہیں کچھ نہیں انکو اسکی خبر مگر اہل پر چلنا  
 الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ بِغَيْرِ حَقٍّ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا وَإِنْ مِنْ  
 اور اسکو مارا نہیں بیشک بلکہ اسکو اٹھالیا اللہ نے اپنی طرف اور ہی اللہ زبردست حکمت والا اور جو  
 أَهْلِ الْكِتٰبِ لَا يَكُوْنُ مِنْكُمْ فِيْهِ قَبْلُ مَوْتُهُ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا  
 فرقہ ہے کتاب والوں میں سوا سہرہین لاویئے اسکی موت سے پہلے اور قیامت کے دن ہو گا ان کا بتانے والا

اور پوچھ کر تھا کہ کوہ طور جب اٹھایا جا کر ہوو کے سروں پر لایا گیا اور ان کو اس پہاڑ کے ان پر ڈال دیا گیا خوف لایا  
 گیا تو اس وقت انھوں نے تورات کے احکام کے موافق عمل کرنے کا عہد کیا تھا ان آیتوں میں ذکر ہے کہ ان  
 لوگوں کے اس عہد پر قائم نہ رہنے سے اور موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں طرح طرح کے معجزات دیکھ کر ان کو کھلا  
 دینے سے اور بلا وجہ زکریا اور یحییٰ وغیرہ انبیاء کو قتل کرنے سے اور ان لوگوں کے اس بات کے کہنے سے  
 کہ ہمارے دل پر غلاف ہیں کیسی نصیحت ہمارے دل پر اثر نہیں کرتی۔ اللہ تعالیٰ سنے ان کو ملعون اور اپنی  
 رحمت سے دور کر دیا ہے۔ اس لیے جس طرح منتقل اور قتل پر قہر لگے ہوئے مکان کے اندر کوئی چیز نہیں  
 جاسکتی ان کے دل میں بھی کسی نصیحت کا اثر نہیں سا سکتا اور پر ہی رہتا ہو۔ کیونکہ کثرت گناہوں سے ایسے  
 دلوں پر یہاں تک زنگ چھا گیا ہے کہ زنگ کا ایک غلاف دل پر چڑھ گیا ہے۔ وہ غلاف کسی حق بات کو  
 ان کے دل تک جانے نہیں دیتا۔ ابو ہریرہ سے ترمذی سنائی ابن ماجہ صحیح ابن حبان۔ مستدرک حاکم میں  
 روایت ہو جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کثرت گناہوں سے آدمی کے دل کا زنگ  
 یہاں تک بڑھ جاتا ہے کہ تمام دل کو غلاف کی طرح ڈھانک لیتا ہے۔ ترمذی اور حاکم نے اس حدیث کو  
 صحیح کہا ہے یہ حدیث دل پر قہر ہو جانے اور حق بات کا اثر دل پر نہ ہونے کی گویا ایک تفسیر ہے۔ غرض یہی  
 لوگ یہ جو کہتے تھے کہ ہمارے دل پر غلاف ہیں ان کا مطلب اس سے یہ تھا کہ شریعت موسوی کی باتوں کا علم ہمارے  
 دلوں میں ایسا بھرا ہوا ہے کہ کسی دوسری شریعت کی باتیں سمجھنے سے ہمارے دل پر غلاف ہیں۔ آیت اور حدیث  
 کا مطلب یہ ہوا کہ ان لوگوں کا قول جھوٹا ہے بلکہ شریعت موسوی پر قائم نہ رہنے اور شریعت عیسوی اور شریعت  
 نصیری کے انکار کے گناہوں کے سبب سے ان کے دل پر زنگ کا غلاف چڑھ کر خدا کی طرف سے اس زنگ  
 کی ایک ٹھہران کے دل پر لگ گئی ہے جسکی وجہ سے حق بات کے سمجھنے کی گنجائش ان کے دل میں باقی نہیں  
 رہی۔ اسی واسطے باوجود روزانہ فہمائش کے ان میں کے تھوڑے آدمی عبد اللہ بن سلام وغیرہ راہ راست پر  
 آئے ہیں باقی کے سب لوگ گمراہ ہیں پھر ان کے دل پر زنگ آ جانے کے اور گناہوں کا ذکر فرمایا کہ انھوں نے  
 مریم عیسیٰ پاکہ اس بی بی پر بدکاری کا الزام لگایا اور حقیقت میں تو یہ لوگ اللہ کے رسول عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں  
 کر سکے بلکہ ایک شخص پر اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام کی شبابت ڈال دی تھی اس کو انھوں نے قتل کیا۔ لیکن رانکی  
 جرات یہ ہے کہ یہ لوگ آج تک اللہ کے رسول کے قتل کے یہی ہیں پھر فرمایا کہ یہودی عیسائی کوئی اس باب  
 میں یقینی بات نہیں کہہ سکتا بلکہ اصل بات وہی ہے جو اللہ نے فرمائی کہ اس نے عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ تھما  
 دیا تھا لیا قیامت کے قریب وہ زمین پر پھرتے دیں گے اور ان کی وفات سے پہلے اس زمانہ کا کوئی اہل کتاب ایسا  
 نہ ہوگا جو ان پر ایمان نہ لادے گا۔ قیامت کے قریب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ زمین پر آنا صحیح حدیثوں میں آیا ہے

جس سے پرستش ہو تا ہے کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر زندہ ہیں کیونکہ ایک دفعہ مرے کے بعد پھر وہی بروزین پر نہیں آسکتا چنانچہ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ میں فرمایا وَمَنْ قَدْ اَفْلَحَ بَرَزَخَرَانِیْ یٰحَیُّ مَبْعُوثٌ فِیْ حَسْبِکَ مَا مَطْلَبُ یَہِیْہِہُ کہ مرے کے بعد دنیا میں کوئی نہیں آسکتا۔ یہود اور عیسائیوں کے علاوہ اہل اسلام میں سے مزارقا دیانی اور ان کے معتقد جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے قائل ہیں وہ اس آیت اور ان صحیح حدیثوں کے منکر ہیں۔ پھر فرمایا جن لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی فرماں برداری کی اور جنہوں نے نافرمانی کی ان سب کی حالت کی گواہی قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے روبرو ادا کریں گے۔ پہلے تو یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے طرح طرح کی مخالفت کی پھر آخر کو اس زمانے کے ستارہ پرست و مشن کے بادشاہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت یہ جھڑپی کی کہ بیت المقدس میں ایک شخص شاہی رعایا کو بادشاہ سے بغاوت کرنے پر آمادہ کرتا ہے وہ بادشاہ یہ خبر سن کر بہت برہم ہوا اور اپنے نائب کو جو "قدس" ہیں رہتا تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھانے کا اس نے حکم دیا۔ یہ نائب یہود کے ایک گروہ کو ساتھ لیکر اس مکان پر گیا جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے۔ باقی فقہ وہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو تو آسمان پر اٹھالیا اور جس شخص کی شبابہت اللہ کے حکم سے حضرت عیسیٰ جیسی ہو گئی تھی اس کو ان لوگوں نے سولی پر چڑھا دیا۔ اس میں سلف کا اختلاف ہے کہ جس شخص پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبابہت ڈالی گئی آیا وہ شخص یہودی تھا یا منافق عیسائی۔ یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پورے فرماں برداروں میں سے تھا لیکن نسائی اور تفسیر ابن ابی حاتم وغیرہ میں جو معتبر مسند سے حضرت عبد اللہ بن عباس کی روایت ہے اس میں یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ فرمایا تھا کہ جس پر میری شبابہت ڈالی جا کر میری جگہ اس کو قتل کیا جاوے گا وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پورے فرماں برداروں میں سے تھا۔

فَيُظْهِرُ مِنَ الَّذِينَ هَادُوا حَتَّىٰ نَحْمِلُہُمْ ظِيْرَہُمْ لِحِلَّتْ لَہُمْ وُصْدَہُمْ  
 سو یہود کے گناہ سے بھنے حرام کیں ان پر اکٹھی پاک چیزیں جو انکو حلال تھیں اور اس سے کہ انھیں تھے  
 عَنْ سَبِيلِ اللّٰہِ کَثِیْرًا ۚ وَلَحِیْنٌ لِّہُمْ اِلَیْہَا وَقَدْ هَمَّ عَنْہُ وَاکْثَرُہُمْ اَفْوَکَالُ النَّاسِ  
 اللہ کی راہ سے بہت اور ان کے سوا کہیں پر اور ان کو اس سے منع ہو چکا ہو اور لوگوں کے مال کمانے پر  
 بِالْبَاطِلِ وَاعْتَدَ کُلُّ الْکَافِرِیْنَ مِنْہُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ۝ لٰکِنَ الْاَنْصَارُ سَخُوْنَ  
 ناحق اور تیار کئی ہوں میں ہم نے منکروں کی واسطے دھمک کی مار لیکن جو ثابت ہیں  
 فِی الْعِلْمِ مِنْہُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ ۚ وَمَا اُنْزِلَ  
 علم پر ان میں ایمان والے سومانے ہیں جو اُنرا پیچھے اور جو اُنرا



وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَهْنِئَةً ۖ رُسُلًا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ

اور باتیں کہیں اللہ نے موسیٰ سے بول کر کہی رسول خوشی اور ڈر سنانے والے لئکہ نہ رہے

لِبَئْسَ مَا عَمِلَ اللَّهُ مِنْ حُجَّةٍ بَعْدَ الْبَرِّ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝

لوگوں کو اللہ پر حجۃ الزام کی رسولوں کے بعد اور اللہ زبردست ہی حکمت والا

تفسیر ابن جریر وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن عباس وغیرہ کی روایتوں سے ان آیتوں کی شان نزول بیان کی گئی ہے کہ جب یہود نے انجیل اور قرآن کے کلام الہی کو کفار کیا اور یہ کہا کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنا کوئی کلام کسی بشر پر نازل نہیں فرمایا اور ان میں سے بعضوں نے یہ بھی کہا کہ قرآن اگر کلام الہی ہو تا تو توراہ کی طرح ایک ہی دفعہ نازل ہوتا مقررہ طور پر نازل نہ ہوتا۔ اس پر اللہ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ اور فرمایا کہ نوح علیہ السلام اور اس کے بعد کے انبیاء بھی نبوت کو یہ لوگ مانتے ہیں۔ ان سب پر ہم نے اپنا کلام اسی طرح نازل فرمایا ہے جس طرح قرآن مقررہ طور پر نازل ہو رہا ہے۔ پھر ان انبیاء کی نبوت کو تسلیم کرنا اور نبی آخر الزماں کی نبوت اور قرآن کے کلام الہی ہونے میں ایسے شبہات کا کرنا بڑی ہٹ دھرمی ہے۔ صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ کی شفاعت کی بہت بڑی حدیث ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام سب سے پہلے صفات شریعت نبی ہیں اس لیے قرآن شریف میں جہاں انبیاء کے سلسلہ کا ذکر فرمایا ہے وہاں اُس سلسلہ کو حضرت نوح علیہ السلام سے شروع کیا گیا ہے۔ اسباب حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد کو کہتے ہیں حضرت یعقوب کے بارہ بیٹے تھے ان میں سے حضرت یوسف علیہ السلام کی نبوت پر سلف کا اتفاق ہی باقی میں اختلاف ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لاکھ ۲ نبیوں کا ذکر قرآن شریف میں آیا ہے۔ سید امام احمد میں ابو ذر سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی ہیں جن میں تین سو پندرہ رسول ہیں۔ حافظ ابن کثیر نے اس حدیث کی سند کو معتبر قرار دیا ہے۔ غرض قرآن شریف میں رسولوں کا ذکر نہیں ہے۔ اسی واسطے فرمایا کہ رسول جن کا احوال ہم نے ای نبی اللہ کے نام کو سننا یا ہے اور کہتے رسول اور ہیں جن کا احوال نہیں سننا یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وحی میں فرشتہ کا واسطہ نہیں تھا۔

اسی واسطے حضرت موسیٰ کا ذکر سلسلہ سے الگ فرمایا۔ صحیح مسلم میں ابو ہریرہ سے روایت ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چھ باتوں کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اور انبیاء پر بزرگی اور فضیلت دی ہے ایک تو مقررہ لفظوں میں بہت سے مطلب کا بیان کرنا۔ دوسرے حفظ عیب سے لشکر سلام کی فتح کا سامان ہو جانا۔ تیسرے ٹوٹ کے مال کا شریعت محمدی میں حلال ہو جانا۔ چوتھے روئے زمین پر ہر جگہ شریعت محمدی میں نماز کا جائز ہونا۔ پانچویں میری نبوت کا تمام خلایق کے لئے عام ہونا۔ چھٹے میرا



خاتم النبیین ہوتا۔ معتبر سند سے ترمذی میں ابو سعید خدری کی حدیث ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں سب اولاد آدم کا سردار ہوں۔ غرض اس قسم کی احادیث کے سبب سے علمائے سلف اس پر متفق ہیں کہ نبی آخر الزمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل انبیاء ہیں لیکن صحیحین وغیرہ میں جو روایات ہیں ان میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لوگوں کو اس سے منع فرمایا ہے کہ وہ انبیاء کی فضیلت باہمی میں بحث مباحثہ کر کے بعض انبیاء کی کسر شان کے درپے ہوں۔ اس لئے امت کے ہر صاحب احتیاط آدمی کو چاہیے کہ جس حد تک یہ مسئلہ شریعت میں ہے اس حد کا پابند رہے۔ اس حد سے آگے نہ بڑھے۔ چنانچہ اس مسئلہ کے متعلق ہی فیصلہ آیت تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ کی تفسیر میں گزر چکا ہے شریعت میں اس مسئلہ کی مثال تقدیر کے مسئلہ کی سی ہے کہ اس مسئلہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ کچھ حال تقدیر کا چند حدیثوں میں فرمایا اور پھر بحث مباحثہ کو اس مسئلہ میں منع فرمایا۔ اور معتبر سند کی طبرانی کی عبد اللہ بن مسعود کی حدیث میں یہ فرمایا کہ اس مسئلہ میں سکوت اولیٰ ہے۔ اب آگے رسول کی خدمت کا ذکر فرمایا کہ اللہ اور اللہ کے رسول کے فرماں برداروں کو عقیقی کے اجر کی خوش خبری کا سنانا اور تا فرمان لوگوں کو عقیقی کے عذاب سے ڈرانا یہ اللہ کے رسولوں کی خدمت ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ رسولوں کا بھیجنا کتابوں کا نازل فرمانا اس لئے ہے کہ قیامت کے دن کسی کو عذر کی جگہ نہ رہے کہ اللہ کی مرضی۔ اور ناراضی کی باتیں حکم و معلوم نہ تھیں۔ صحیحین میں عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے جس کے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سے پڑھ کر عذر کا قبول کرنے والا کون ہو سکتا ہے۔ جس نے لوگوں کی انجانی کا عذر رفع کرنے کے لئے رسولوں کو بھیجا کتابیں نازل فرمائیں مسند امام احمد صحیح بخاری اور نسائی میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جس شخص کی عمر ساٹھ برس کی ہوگی اس کو دین کی باتیں سمجھنے کا پورا موقع مل گیا۔ اس لئے ایسے شخص کا انجانی کا عذر خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول نہ ہوگا۔ آخر کو فرمایا کہ نافرمان لوگوں سے بدلا لینے میں وہ زبردست ہے اس کے عذاب کو اس کی بلا مرضی کوئی ٹال نہیں سکتا۔ ہر وقت کی مصلحت کے موافق شریعت کے احکام نازل فرمانے میں وہ ایسا صاحب حکمت ہے جس کی حکمت کے بھیجا سیکو معلوم ہیں

لَٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَا اَنْتَ لَ الْيَٰكُ اَنْتَ لَهِ بِعِلْمِهِ وَالْمَلٰئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ  
لیکن اللہ شاہد ہے اس پر جو تجھ کو نازل کیا کہ یہ نازل کیا ہے اسے علم کے ساتھ اور فرشتے گواہ ہیں  
وَكُفُّ بِاللّٰهِ شَهِيدًا ۚ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاصَدَّ وَاَعَزَّ سَبِيْلُ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوا  
اور اللہ اس پر حق ظاہر کرنے والا جو لوگ منکر ہوئے اور اٹکے اللہ کی راہ سے دور پڑے ہیں

مَلَا بَعِيْكَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرْ لَهُمْ وَاَنْ  
 يَّهْدِيْهُمْ صِرَاطًا ۝ الَّذِيْنَ يَحْتَفِلُوْنَ فِيْهَا اَبْدًا ۝ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلٰى اللّٰهِ  
 يَسِيْرًا ۝ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَبِّكُمْ فَاَمَّا خَيْرُ لَكُمْ  
 وَلَنْ تَكْفُرُوْا ۝ اَفَاَنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ اَفَاَنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ اَفَاَنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ اَفَاَنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝  
 اَفَاَنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ اَفَاَنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ اَفَاَنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ اَفَاَنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝

تفسیر ابن جریر: فیروزان وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت سے ان آیتوں کی شان نزول جو بیان  
 کی گئی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ کچھ یہودیوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے ان سے آپ نے فرمایا کہ یہ تو  
 تمہارا دل جاننا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور قرآن کلام الہی ہے پھر تم اسکی تصدیق عام لوگوں کے رو بہ کیا  
 نہیں کرتے۔ یہود نے یہ بات سن کر آپ کے رسول ہونے اور قرآن کے اللہ کے کلام ہونے کی گواہی دینے سے  
 انکار کیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں اور فرمایا اے رسول اللہ کے اگرچہ ان لوگوں نے تمہارے  
 خلاف گواہی دیکر عام لوگوں کو بہکا یا ہے لیکن اللہ اس بات کا گواہ ہے کہ تم اللہ کے رسول ہو۔ اور قرآن اللہ  
 کا کلام ہے۔ اور اس قرآن میں اللہ تعالیٰ نے اپنا خاص علم اتارا ہے۔ اس لیے اہل مکہ نہ اس بقیسا کلام بنا سکتے  
 ہیں نہ اس میں پہلی کتابوں کی باتوں کو یہ اہل کتاب جھٹلا سکتے ہیں۔ لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر اور وہاں سے  
 زمین پر سب ملائکہ کے سامنے اس قرآن کا نزول ہوا ہے۔ اس واسطے سب فرشتے گواہی دیں گے کہ یہ اللہ  
 کا کلام ہے۔ پھر فرمایا ایک سچی گواہی سے یہ جھوٹے لوگ اگر مکر گئے تو اس سے کیا ہوتا ہے اللہ کی گواہی تمہارے  
 رسول اور قرآن کے اللہ کا کلام ہونے کے لیے کافی ہے۔ اس کے بعد فرمایا باوجود اس قدر معتبر گواہی کے  
 بھی جو یہ لوگ قرآن کے منکر اور اللہ نے جو قرآن میں اپنی رضامندی کا راستہ انکو بتلایا ہے اس سے پہلے  
 ہوئے ہیں یہ انکی بڑی گمراہی ہے۔ پھر فرمایا کہ ایک تو یہ لوگ خود گمراہ ہیں۔ دوسرے انھوں نے یہ ظلم کیا کہ اور  
 عام لوگوں کے دل میں بھی طرح طرح کے شک ڈال کر ان کو بھی گمراہ کیا ایسے لوگ اللہ کے علم میں جہنمی ٹھہر  
 چکے ہیں اس واسطے سوائے جہنم کے راستے کے انکے لیے اور کوئی راستہ نہیں اور یہ اللہ پر آسان ہے اس کا  
 مطلب یہ ہے کہ دونوں کا ہمیشہ دوتہ میں رہ کر طرح طرح کے خدا کی جھگڑنا اور پھر جیتے رہنا انسان کی سمجھ کے  
 آگے مشکل ہے اللہ کی قدرت کے آگے کچھ مشکل نہیں۔ اس کی قدرت کے آگے بڑے بڑے سب مشکل کام

کام آسان ہیں یہاں مختصر طور پر یہ فرمایا کہ یہ اللہ پر آسان ہو لیکن اور آیتوں میں انسان کی سمجھ کے موافق اس کی تفصیل بھی فرمادی ہے۔ چنانچہ اس سورت میں اُوپر گزر چکا ہے کہ دوزخیوں کی جن جن کھالیں جلتی جاوے گی اُس کے مساوئے میں فوراً دوسری کھال بدل دی جاوے گی۔ اور سورۃ فاطر میں آویگا لا یُفْضِلُ عَلَیْہِمْ فِیْہُمْ تَقَاتُ اِیْس کا مطلب یہ ہے کہ دوزخیوں کی قبض روح کا حکم نہ ہوگا۔ اس لئے باوجود طرح طرح کے عذاب کے ان کی جان نہ جھکے گی۔

اُوپر اللہ اور اللہ کے فرشتوں کی گواہی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے اور قرآن کے اندر کا کلام ہونیکا ذکر فرمایا تھا۔ یہاں اہل مکہ اہل کتاب سب کو فرمایا کہ لے لو گو یہ اللہ کے رسول اللہ کا سچا کلام لیکر نکالے پاس لے آئے ہیں اگر تم اسکو مان لو گے تو اس میں تمھارا بھلا ہو ورنہ اللہ کو تمھارے ایمان تمھاری عبادت کی کچھ پروا نہیں زمین و آسمان سب جگہ میں اللہ کی حکومت ہو اور آسمان پر تم سے زیادہ عبادت کریں گے اللہ کے فرشتے موجود ہیں صحیح مسلم ترمذی وغیرہ میں ابوذر سے روایت ہو چکے ایک ٹکڑے کا حاضیل یہ ہے کہ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سارے جن و انس ایمان دار اور نیک ہو جاویں تو اس سے اللہ کی بادشاہت میں کچھ بڑھ نہ جاوے گا۔ اور اگر یہ سب بد ہو جاویں تو اُسکی بادشاہت میں سے کچھ گھٹ نہ جاوے گا۔ حدیث کا یہ ٹکڑا آیت کے اس ٹکڑے کی گویا تفسیر ہے۔ علیٰ کہ کا یہ مطلب ہو کہ اللہ کو سب کے نیک و بد کام ہر ایک معلوم ہیں ایک دن ان سب کی جزا و سزا ہونے والی ہے حکیم کا یہ مطلب ہو کہ اُس نے یہ آخری شریعت وقت کی مناسبت سے اپنی حکمت کے موافق بھیجی ہے۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلِبُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ إِنَّمَا

اؤ کتاب والو  
تہ مبالغہ کر دینے دین کی بات میں اور مت بولو اللہ کے حق میں گہرات ٹھیک تحقیق

الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَةً أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحِي

سیح جو ہو عیسیٰ مریم کا بیٹا رسول ہو اللہ کا اور اس کا کلام جو ڈالیا مریم کی طرف اور روح ہو

مِّنْهُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۚ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ ۚ نَّحْنُ مَوْحِدٌ وَاللَّهُ إِلَهُ الْوَاحِدُ

اس کے یہاں کی سوانہ اللہ کو اور اس کے رسولوں کو اور مت بتاؤ اس کو تین یہ بات چھوڑ دو کہ پہلا ہو تمنا اللہ جو سوا ایک معبود ہو

مُبِينُهُ ۚ إِنَّهُ يَكُونُ لَكُمْ وَلَدُكُمْ مَا فِي السَّمُوتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَكَفَى بِاللَّهِ وَكِيلًا

اس لائق نہیں کہ اس کے اولاد ہو اسی کا ہو جو کچھ آسمان و زمین میں ہو اور اللہ میں ہو کام بنانے والا۔

غلو کہتے ہیں حد سے گزر جانے کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باب کے پیدا ہونے سے یہود ان کی خوارت میں حد سے گزر کر طرح طرح کی گستاخی کی باتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام کی شان میں کہتے تھے عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بڑائی اور بزرگی میں یہاں تک حد سے گزرے کہ ان میں کا ایک فرقہ حضرت عیسیٰ کو اللہ کہتا ہے اور ایک فرقہ ان کو خدا کا بیٹا کہتا ہے اور ایک فرقہ تثلیث کا قائل ہے جس کا مطلب طرح طرح سے ان کی

کتبوں میں بیان کیا جاتا ہے۔ عیسائی مذہب میں جس طرح یہ خرابیاں پھیلی ہیں اُس کا پورا قصہ سورہ توبہ میں آویگا لیکن اُس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد اہل بریں کے قریب تک تو عیسائی مذہب اچھی طرح چلا اور ایک یہودی شخص جس کا نام یوس تھا قریب سے نصرانی ہو گیا اور اُس نے عیسائی مذہب میں یہ خرابیاں ڈال دیں یہود اور نصاریٰ کی زیادتیوں روکنے کے لیے اللہ نے یہ کیت نازل فرمائی اور فرمایا کہ دین میں حد سے بڑھا اللہ کی مرضی کے خلاف ہو کیونکہ دین اللہ کا ہے اُس نے دین کی جو حد ٹھیکرا دی ہے اُس سے بڑھنے کا کسیکو اختیار نہیں ہے صحیح مسلم ترمذی اور نسائی میں زید بن ارقم سے روایت ہے جس کے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے علم سے پناہ مانگا کرتے تھے جس علم سے دین میں کچھ نفع نہ ہو یہ علم ویسا ہی علما کا علم ہے جو علم پڑھ کر دین کی حد کے پابند نہیں ہیں یہی حال اہل کتاب کے اُن علما کا تھا جن کے حد سے گزر جائیگا ذکر اس آیت میں ہے پھر فرمایا اللہ کی شان میں اپنے جی سے گھر کر کوئی بات نہیں کہنی چاہیے۔ جس طرح یہود و عزیٰ علیہ السلام اور نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں یا بعضے نصارا اللہ کے ساتھ مریم اور عیسیٰ کو بلا کرتین خدا ہونیکے قائل ہیں پھر فرمایا عیسیٰ علیہ السلام تو فقط اللہ کے رسول ہیں بغیر اور عادی اسباب کے اور اللہ تعالیٰ کے کلمہ کُن کے فرمانے سے اور اللہ کے حکم سے جبریل نے جو روح حضرت مریمؑ میں چھونک دئی تھی ان دونوں سببوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی۔ صحیح بخاری میں عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرد اور عورت کا نطفہ چالیس روز تک عورت کے رحم میں رہ کر جا ہوا خون ہو جاتا ہے۔ پھر اُس خون کا گوشت بن جاتا ہے اور پڑیاں اُسی گوشت سے بن کر ان پڑیوں پر گوشت کا غلاف چڑھ جاتا ہے اور پھلتا ہوا جاتا ہے غرض سارے چار مہینے میں یہ سب کچھ ہو کر اُس پتے میں اللہ کے حکم سے پھر روح پھونک دی جاتی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش میں یہ بات نہی ہوئی کہ کلمہ کن کا حکم اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور اُس حکم سے بجائے نطفہ کی رطوبت کے خود رحم کی رطوبت سے وہ پھلتا ہوا ہو کر پھر اُس روح کا تعلق اُس پتے سے ہو گیا جو جبریل علیہ السلام نے حضرت مریمؑ کے رحم میں پھونک دی تھی جن صاحب قدرت نے نطفہ کی رطوبت میں غلاب عقل ایک تاثیر دی تھی اُس نے رحم کی رطوبت میں یہی تاثیر دیدی تو اس میں اتنا بڑا تعجب کہاں سے پیدا ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہا جائے یوں کیوں نہ کہا جائے کہ جس نے آدم علیہ السلام کو بغیر عورت اور مرد کے نطفہ کے پیدا کر دیا اُسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی تو اُسکی قدرت سے کچھ بعید نہیں اسی واسطے کہ فرمایا کہ اس باب میں اللہ اور اللہ کے رسول کی بات مانو اپنے جی سے جو تم نے باتیں گھڑی ہیں اُنکو چھوڑ دو کہ وہ باتیں اللہ کی شریعت کے باہر ہیں۔ شریعت کی حد کے اندر رہنا امتحان حق میں اچھا ہے اللہ وعدہ لائے کہ ہر کسی کو اس کی بادشاہت ہے۔ بیٹا بن کر نہ اُسکی بادشاہت میں کوئی شریک ہو سکتا ہے نہ اسکو اپنی بادشاہت کے چلانے میں بیٹے یا وزیر کی ضرورت ہے۔ صحیح مسلم میں ابو موسیٰ اشعری سے

روایت ہو جس کے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز خطبہ میں فرمایا کہ بندوں کے دن کے عمل رات سے پہلے اور رات کے دن سے پہلے اللہ تعالیٰ کے روبرو پیش ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اُسی وقت ان عملوں کو اپنی ذات خاص سے وزن کر کے جزا و سزا کا اندازہ قائم فرما دیتا ہے۔ یہ حدیث آیت کے اس ٹکڑے کی تفسیر ہو کہ اللہ تعالیٰ کی بادشاہت کے کاموں میں نہ کیونکہ کچھ دخل ہے نہ اس کی ذات خاص کو کسی مرد کی ضرورت ہو۔

لَنْ يَسْتَنْكِفَ الْمَسِيحُ أَنْ يَكُونَ عَبْدًا لِلَّهِ وَلَا الْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ وَمَنْ  
سچ ہو کہ ہرگز بڑا نہ اے اس سے کہ بندہ ہو اللہ کا اور نہ فرشتے نزدیک والے اور جو کوئی

يَسْتَنْكِفُ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيَسْتَكْبِرُ فَسَيَحْشُرُهُمْ إِلَيْهِ جَمِيعًا ۝ فَاَمَّا  
کنیازے اللہ کی بندگی سے اور تکبر کرے سو وہ جمع کرے ان سب کو اپنے پاس اکٹھا

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِيهِمْ أَجْرٌ ۝ فَاَمَّا الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ عِزَّ اللَّهِ  
ایمان لائے ہیں اور عمل کیے نیک سوائے کہ پورا دیگا ان کا ثواب

وَيَنْبِئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا فَمَنْ أَضَلُّ سَبِيلًا ۝ فَاَمَّا الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ عِزَّ اللَّهِ  
اور بڑھتی دے گا اپنے فضل سے اور جو کنیازے اور تکبر کیا

فَيَعَذِّبُهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ فَاَمَّا الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ عِزَّ اللَّهِ  
سوائے کہ مارے گا ٹوٹنے کی مار اور نہ پاویں گے اپنے واسطے اللہ کے سوا

وَلِيًّا وَلَا تَصِيبُ ۝

کوئی حمایتی اور نہ مددگار

تفسیر خطیب اور تفسیر خازن میں جو روایتیں ہیں ان کا حاصل یہ ہو کہ جن بجزانی عیسائیوں کا قصہ اوپر بیان کیا گیا ہے اس آیت میں گزر چکا انھوں نے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور باتیں کی تھیں ایک بات یہ بھی کی تھی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم ہمارے نبی عیسیٰ علیہ السلام کی ہتک کرتے ہو کہ ان کو خدا کا بندہ کہتے ہو آپ نے فرمایا کہ ہتک تو اس میں ہو کہ آدمی خالق کو چھوڑ کر اپنی جیسی مخلوقات میں سے کسی کو اپنا معبود بناوے خالق کے بندہ بننے میں کیا ہتک ہو۔ اُس پر اللہ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں اور فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام جن کو یہ لوگ خدا کا بیٹا سمجھتے ہیں یا فرشتے جن کو اہل مکہ خدا کی بیٹیاں جانتے ہیں ان میں سے کسی کو بھی اللہ کا بندہ ہونے سے کچھ ننگ و عار نہیں ہو کیونکہ یہ سب جانتے ہیں کہ جو کوئی اللہ کی عبادت سے انکار کر گیا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو سخت سزا دیوے گا اور اُس سزا سے انکو کوئی اُس دن بچانہ سکے گا اور یہ بھی ان سب کو معلوم ہو کہ جو کوئی اللہ کی فرماں برداری اور عقیبتی کے اجر کی نیت سے نیک کام کر گیا قیامت کے دن

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بعض نیک کاموں کے اجر میں ایسے لوگوں کو اتنا ثواب دیکھا جسکی مقدار انہ اعمال واسلے فرشتوں کو بھی معلوم نہیں چنانچہ صحیح مسلم وغیرہ کے حوالے سے ابو ہریرہ کی حدیث آور گزر چکی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک شخص کے خلوص نیت کے موافق سولے روزے کے اور نیکوں کا ثواب دس درجہ سے سات سو درجہ تک لکھنے کا حکم فرشتوں کو دیا ہے مگر روزہ کے ثواب کے لئے فرمایا ہے کہ روزہ کا ثواب میں اپنی رحمت اور اپنے فضل سے قیامت کے دن خود دو گنا صحیح ابن حبان اور مسند ابی یعلیٰ میں چند سلسلہ سے ابو ہریرہ کی حدیث ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بعض بندوں کو اللہ عقی میں اپنے فضل سے بڑے بڑے درجے دینا چاہتا ہے لیکن ان لوگوں کے عمل ان درجوں کے قابل نہیں ہوتے اس لئے اللہ تعالیٰ دنیا میں ان کو کچھ مرصن وغیرہ کی تکلیف میں مبتلا فرما کر اس تکلیف پر صبر کی توفیق دیتا ہے اور اس صبر کا ثواب بڑھا کر ان درجوں تک ان کو پہنچا دیتا ہے اس قسم کی اور بھی حدیثیں ہیں اور یہ سب حدیثیں آیت کے ٹکڑے ہیں  
وَكَيْفَ يُدْرِكُهُمْ فِي فَضْلِهِ كَيْفَ تَفْصِيهِ

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ قُرْآنٌ لَكُمْ تِلْكَ آيَاتُ الْقُرْآنِ  
لوگو تم کو پہنچ چکی تمہارے رب کی طرف سے سند اور اتاری ہے تم پر روشنی واضح  
فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَآخِذُوا بِحَبْلِ اللَّهِ فَمِنْهُمْ قَوْمٌ مُّسْتَقِيمُونَ  
سو جو یقین لائے اللہ پر اور اسکو مضبوط پکڑا تو انکو داخل کر دیا اپنی ہر میں  
مِنْهُمْ وَفَضِّلَ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ إِنَّهُمْ فِي عِلْمٍ  
اور فضل میں اور پہنچا دیا انکو اپنی طرف سیدھی راہ پر

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ رسول اور قرآن کا اللہ کا کلام ہونا ثابت فرما کر اس آیت میں اہل مکہ اہل کتاب اور سب لوگوں کو فرمایا ہے لوگو تمہارے پاس یہ اللہ کے رسول اللہ کا کلام لے کر آئے ہیں جو کوئی انکی پیروی کرے گا دنیا میں اللہ اسکو سیدھے راستہ پر قائم رکھے گا اور عقی میں اس کو جنت میں داخل کرے گا یہاں یہ بات مخدوف ہے کہ جو کوئی ایسا نہ کریگا وہ ایسے وقت پر پہنچا دیکھا جس وقت کا پہنچانا اس کے کچھ کام نہ آویگا صحیح روایتوں میں ہے کہ جس نے قرآن اور اللہ کے رسول کی نسبت کو مضبوط پکڑا اس نے نجات کا راستہ ڈھونڈ لیا۔ اس آیت میں بُرہان سے مطلب اللہ کے رسول کی ذات ہے کیونکہ آپ کا ہر ایک مجرم آپ کی نبوت کی ایک سند ہے اور حق و قبیح سے قرآن مراد ہے کیونکہ جس طرح اندھیرے میں روشنی سے آدمی کو راستہ نظر آنے لگتا ہے اُسی طرح قرآن سے آدمی کو نجات کا راستہ نظر آنے لگتا ہے



لَيَحْتَفِظَنَّ اللَّهُ نِعْمَتَكُمْ فِي الْكَلَامِ إِنْ أَمَرَ هَذَا كَيْفَ لَوْ كُنَّا نَحْمَدُهَا نَصْفَ مَا أَنْتُمْ وَهِيَ

حکم دیتے ہیں کہ تو کہہ اے اللہ تم کو کلام کا اگر ایک مرد گیا کہ اسکو بیٹا نہیں اور اسکو ایک بہن ہو اسکو بیٹے آو جاو پھر مراد وہ

بیٹا نہ آئے لیکن کلام کا کہنا انتہی پر کیا گیا تھا ان کے واسطے کہ ان کا حق یہ تھا کہ ان کے بیٹے نہ آئے

بجائی وارث ہو اس بہن کا اگر نہ رہے اسکو بیٹا پھر اگر بیٹیں دو ہوں تو انکو بیٹے دو تہائی جو کچھ جو مراد اگر کسی شخص میں اس کے مراد میں

مَنْ لِحَظَا لَا تَنْتَبِہُ بَيْنَ اللَّهِ لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوا وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

عورت کے دو حصے برابر بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ واسطے کہ نہ بہنو اور اللہ ہر چیز سے واقف ہو۔

صحیحین اور سنائی وغیرہ میں حضرت جابر سے روایت ہے کہ یہ آیت اُن کے باب میں اتنی ہی وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے بوا رتھا آنحضرت میری

خبر کو تشریف لائے ہیں نے آنحضرت سے کہا کہ میں نے یہی کہہ دیا کہ تیرے حصہ مال کی وصیت کرتا ہوں اس پر اُنہوں نے آیت نازل فرمائی

اَمَامَ بَخَارِی سے صحیح بخاری میں کلام کی تفسیر میں کہا ہے کہ کلام وہ شخص جو کہ جس کے وارثوں میں باپ ہونہ بیٹا اَمَامَ بخاری سے

کلام کے معنی جو بیان کیے ہیں جہو صحابہ تابعین اور ائمہ اربعہ کا یہی قول ہے اسی کے موافق حضرت ابو بکر صدیق نے فیصلہ بھی کیا ہے

اور اس قول کی تائید حضرت عبداللہ بن عباس کی صحیحین کی حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ اہل فرائض سے جو مال بچ جائے

وہ عصبہ کے طور پر اس مرد کو دیا جائے جو میت سے قریب رشتہ رکھتا ہو اب یہ ظاہر ہے کہ باپ نسبت بجائی بہن کے میت سے زیادہ

قریب ہے اس لیے صحابہ کبار اتفاق ہو کہ باپ کے موجود ہوتے ہوئے میت کے بجائی بہن کو کچھ نہیں ملتا اور جو حضرت جابر کی روایت سے

اس آیت کی شان نزول گزری ہے وہ بھی یہی معنی کی مؤید ہے جو امام بخاری نے بیان کیے ہیں کیونکہ حضرت جابر کے باپ آیت کے نازل ہونے

وقت زندہ نہیں تھے احد کی لڑائی کی وقت شہید ہو چکے تھے اور یہ آیت حجۃ الوداع کے راستہ میں نازل ہوئی تو ان احادیث اور اس طبع

کی بنا پر معنی آیت کے یہ ہیں کہ ایک شخص مر جائے اور وارثوں میں اس کا باپ ہونہ بیٹا تو اسکی سگی یا باپ کی شریک بہن کا نصف حصہ

ہو اور ان کی شریک بہن کا چھٹا حصہ جو بکاؤ پر گر کر چکا اس طرح جب بہن مرے اور وارثوں میں نہ تھا یا بیٹے نہ بیٹا تو بجائی سگی کو کلام

ہو جائیگا اور بہن کی اولاد میں اگر لڑکا ہو تو بجائی کو کچھ نہیں ملے گا ہاں لڑکی ہو تو اس لڑکی کے حصہ کے بعد جو کچھ باقی رہیگا وہ بجائی کو دیا جائے گا

کلام کی دو یا دو زیادہ بہن ہوں تو انکو دو تہائی مال ملیگا اور اگر بجائی بہن دونوں ہوں تو مرد کو دو ہر اور عورت کو اکھر حصہ ملیگا کلام کے

لڑکی اور بہن دونوں ہوں تو نصف النصفی مال دونوں کو ملیگا چنانچہ حاذبن جبل کا وہ فیصلہ اس باب میں ملتا ہے جو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے زمانہ میں کیا تھا جو بلا اعتراض نافذ رہا لیکن یہ صورت بہن کے عصبہ ہونے کی ہے اور آیت میں جو صورت ہے وہ اس کے حصہ اور ہونے کی ہے یہ کلام کا

مسئلہ صحابہ میں بڑا مشکل مسئلہ مشہور تھا اس لیے کہ میراث کے باب میں یہ آخری آیت ہے جو حجۃ الوداع کے راستہ میں نازل ہوئی ہے اور اس کی سب

صورات تفصیل سے صحابہ میں پہلے ہی نہ پائی تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی حضرت عمرؓ نے اس مسئلہ کی تفصیل میں ایک کتاب لکھی

تھی لیکن اپنی وفات سے پہلے انہوں نے اس کتاب کو فسخ کر دیا لوگوں میں سکوت قائم نہیں کیا اس مسئلہ کے شکل ہونے کے سبب آخر کو فرمایا کہ

اللہ اس مسئلہ کو سن لیا کہ تم اس میں بہت جاؤ پھر فرمایا اللہ نے نبیوں کی سب ضرورتوں اور مصلحتوں کو الف ہے اس واسطے کہ اسے ہر طرح کے

میراث کے مسئلے اپنی کتاب میں بیان فرمائے ہیں اور ہر ایک قرابت دار کا حصہ مصلحت کے موافق ٹھہرا ہے جو جس مصلحت کو اللہ ہی خوب جانتا ہے

غلطنامہ عربی منزل اول				غلطنامہ عربی منزل اول			
صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۸	مشکوٰۃ	چہیت	۱	۸	مشکوٰۃ	چہیت
۲	۸	ایضاً	اگرچہ تم	۲	۸	ایضاً	اگرچہ تم
۳	۸	ایضاً	جانز کست ہو	۳	۸	ایضاً	جانز کست ہو
۴	۲۲	ایضاً	متوجہ ہوا	۴	۲۲	ایضاً	متوجہ ہوا
۵	۲۴	محموظ	محموظ	۵	۲۴	محموظ	محموظ
۶	۲۴	مشکوٰۃ	وہ جو	۶	۲۴	مشکوٰۃ	وہ جو
۷	۲۹	ایضاً	پتھر	۷	۲۹	ایضاً	پتھر
۸	۳۵	ایضاً	چپور وائی	۸	۳۵	ایضاً	چپور وائی
۹	۵۳	ابراہیم اسماعیل	ابراہیم اور اسماعیل	۹	۵۳	ابراہیم اسماعیل	ابراہیم اور اسماعیل
۱۰	۵۸	مشکوٰۃ	تم و خبر	۱۰	۵۸	مشکوٰۃ	تم و خبر
سیقول				پارہ سیقول			
۱	۶	مشکوٰۃ	مشکوٰۃ	۱	۶	مشکوٰۃ	مشکوٰۃ
۲	۶	مشکوٰۃ	مشکوٰۃ	۲	۶	مشکوٰۃ	مشکوٰۃ
۳	۳۰	مشکوٰۃ	مشکوٰۃ	۳	۳۰	مشکوٰۃ	مشکوٰۃ
۴	۶۳	ایضاً	ایضاً	۴	۶۳	ایضاً	ایضاً
۵	۶۱	مباحصط	مباحصط	۵	۶۱	مباحصط	مباحصط
تلمک لارسل				تلمک لارسل			
۱	۱۲	ان السرا مطوک	ان السرا مطوک	۱	۱۲	ان السرا مطوک	ان السرا مطوک
۲	۶۲	لریبک	لریبک	۲	۶۲	لریبک	لریبک
۳	۴۶	کشل	کشل	۳	۴۶	کشل	کشل
۴	۴۹	مشکوٰۃ	مشکوٰۃ	۴	۴۹	مشکوٰۃ	مشکوٰۃ
۵	۵۶	خفونہ	خفونہ	۵	۵۶	خفونہ	خفونہ
۱	۵	مشکوٰۃ	اور بھی	۱	۵	مشکوٰۃ	اور بھی
۲	۱۳	ایضاً	اب کے سوا	۲	۱۳	ایضاً	اب کے سوا
۳	۱۲	ایضاً	اور کبھی	۳	۱۲	ایضاً	اور کبھی
۴	۱۶	ایضاً	مردار	۴	۱۶	ایضاً	مردار
۵	۱۶	پھنسا ہو	بے بس ہو	۵	۱۶	پھنسا ہو	بے بس ہو
۶	۶۱	مشکوٰۃ	ورنگا نہ بنا	۶	۶۱	مشکوٰۃ	ورنگا نہ بنا
۷	۴۳	ایضاً	سنوارنا	۷	۴۳	ایضاً	سنوارنا
۸	۵۲	ایضاً	رخت	۸	۵۲	ایضاً	رخت
۹	۵۲	ایضاً	نہ کہیں گے	۹	۵۲	ایضاً	نہ کہیں گے
۱۰	۵۲	یکہیں گے	نہ کہیں گے	۱۰	۵۲	یکہیں گے	نہ کہیں گے
۱۱	۶۶	مشکوٰۃ	شکت ہوئی	۱۱	۶۶	مشکوٰۃ	شکت ہوئی

## ملک ارسل

۱	۲	مشکوک	درجے
۱	۲	ایضاً	چاہتا
۳	۲	ایضاً	اُن سے
۳	۳	ایضاً	جو وہ چاہے
۲	۳	ایضاً	گنہگار ہے
۳	۳	ایضاً	آسمان اور زمین کو
۴	۳	ایضاً	سورس
۴	۴	ایضاً	پڑیاں
۱۰	۳	ایضاً	انہیں کو
۱۹	۱۰	ایضاً	پھر بدل کرتے
۲۴	۲	ایضاً	کتابوں کو
۲۵	۲	ایضاً	زبردست ہے
۳۰	۵	ایضاً	سنگروں کو
۲۱	۳	سوئے	سوئے
۴۹	۴	شکر والا	شکر والے
۵۶	۳	مشکوک	اور جو ملا
۵۰	۸	ایضاً	اُن پر نہ ہلکا ہوا

## لن تملوا العبر

۱	۳	کری تھی	کری تھیں
۱	۳	ماندھے	ماندھے
۲		اسے اہل کتاب	تو کہہ اسے اہل کتاب
"		سوا اس سے زیادہ	سوا اس سے زیادہ ہے
			خبر

## والمحسنات

۱۴	۲	مشکوک	دورو
۲۲	۲	ایضاً	کہ اللہ اس سے ڈالے
۲۲	۵	ہو گئے	ہو گئے
۳۰	۵	ابراہیم	یہ برابر ہے
۴۱	۳	سداہرتے	سداہرتے
۴۴	۲	اولا	اولاد
۴۶	۵	مشکوک	انکو ہند رکھو
۴۹	۳	مگر کہ	مگر یہ کہ

۲۱	۱	مشکوک	تساگے برابر
۴۶	۲	ایضاً	گھروالوں کو
۶۰	۴	ایضاً	حوالہ کریں

# خطبات تفسیر اول

صفحہ	سطر	فلاط	صحیح
۵	۲۲	دین کے	رین کو
۶	۱۲	بنائے	تباہے
۲۲	۷	ادوی	اجی
۲۳	۱۹	توکر	توکر
۲۵	۹	مشکوک	کہنہی
۳۰	۲۲	یہ جو چیز	پھر جو چیز
۳۱	۲	وقت	وقت مقررہ
۳۲	۹	مشکوک	انگی
۳۵	۳	نبی نصیر	نبی نصیر کی
۴۰	۲	انحضرت صلعم	انحضرت صلعم نے
۵۲	۴	مشکوک	ادلاو
۵۳	۴	ایضاً	خانہ کعبہ
پارہ سیمینقول			
۶	۱	بیت المقدس طرف	بیت المقدس کی طرف
۷	۱۵	مشکوک	تفسیر
۱۱	۱۴	ایضاً	ابن ماجہ میں
۱۲	۱۱	بڑے لوگ	بڑے بڑے لوگ
۱۶	۱۰	مشکوک	ابن عمر سے یہ
۲۶	۱۶	خلاف واقع کرا کے	خلاف واقع قیصلہ
۲۷	۲	مشکوک	یہ آیت
۲۸	۳	ایضاً	ہیں
۳۰	۱۲	بھی	بھی
۳۱	۲۶	مشکوک	مشکوک
۳۲	۹	خینب	خینب
۳۷	۱۲	ہرا کر	ہرا کر
۴۲	۵	کرد و منزلیں	کرد و منزلیں
۴۲	۱۲	مشکوک	مشکوک
۴۹	۲۰	بچھر	بچھر
۴۹	۲۰	رہ گئیں	رہ گئی ہیں
۵۰	۱۲	دنیا ہے	دنیا ہی
۵۱	۴	صحت	صحت
۵۱	۱۲	عدت کی	عدت کی مدت
۵۷	۶	ابن عبدالہ	ابن عبدالہ
۵۹	۳	مشکوک	آتے تھے
تلاک الرسل			
۱	۵	مشکوک	ابن حباب
۲	۲	آخر پھر	آخر پر
۳	۴	مشکوک	عاطلوں کا
۳	۱۲	ایضاً	وہ لوگ
۳	۱۲	ایضاً	غیر اللہ کی پرستش
۳	۱۹	ایضاً	غفلت
۵	۱	ابن ابی حاتم میں	اد تفسیر ابن ابی حاتم میں
۶	۱	مشکوک	اوسکو
۶	۲	ایضاً	بھی
۷	۱۲	ایضاً	قتل
۱۰	۱۹	ایضاً	سے گا

۱۷	۱۹	عمر بن غیر	عمر بن عوف	۴۶	۴	ہوئے تک	ہوئے تک
۱۸	۲۰	مشکوٰۃ	غالب بن اسید	۴۸	۱۸	ہی	ہی
۲۰	۲۱	غالب بن اسید	غالب بن اسید	۵۰	۲	مشکوٰۃ	مشکوٰۃ
۲۰	۲۲	دست آویز	دست آویز لکھو	۵۲	۲	ایضاً	ایضاً
۲۰	۲۳	آن پر لکھو دیوے	دلوے	۵۲	۳	ہو	ہو
۲۳	۲۴	مسند	مسند	والحصنات			
۱۳	۲۵	مشکوٰۃ	شعبت محمدی	۲	۲	مشکوٰۃ	اداکل اسلام
۲۵	۲۶	بہگٹنا	بہگٹنا	۱۶	۳	ایضاً	اوس پر
۲۶	۲۷	مشکوٰۃ	آن پر بندوں کا	۱	۹	تقریب نے	تقریب میں
۲۸	۲۸	تاویل	تاویل	۱۰	۱۰	مشکوٰۃ	اوپر
۲۸	۲۹	رسول اللہ و کلمتہ	رسول اللہ و کلمتہ	۸	۱۹	چڑھ لقیوں سے	چڑھ لقیوں سے
۳۱	۳۰	بنی نضیر	بنی نضیر	۳	۲۰	مشکوٰۃ	قصبہ
۳۵	۳۱	مشکوٰۃ	رہے	۱۸	۲۰	ایضاً	جابر کی روایت
۳۶	۳۲	تنبیہ ہے	تنبیہ ہے کہ	۳	۳۱	تو اسکی	تو اسکی
۳۶	۳۳	مشکوٰۃ	ہے	۸	۲۸	بخاری کی شرح	بخاری کی شرح
۳۶	۳۴	ایضاً	پامال	۱۲	۲۹	مشکوٰۃ	دل
۳۹	۳۵	ایضاً	بحرانی	۱۸	۳۱	ایضاً	حسکہ
۳۹	۳۶	کرے	کرے	۶	۴۰	خیالی	خیال
۳۹	۳۷	مشکوٰۃ	مزار بابریں	۳	۴۴	مشکوٰۃ	سنت
۳۹	۳۸	موت کے بالکل	موت کے بالکل	۳	۴۷	ان ابواب سے	ان ابواب سے
۳۹	۳۹	پینے کی	پینے کی	۴	۴۸	مشکوٰۃ	شان نزول
۳۹	۴۰	ایضاً	و یغفر	۶	۵۸	امام احمد	مسند امام احمد
لن تالوا العبر				لایجب اللہ			
۸	۷	مشکوٰۃ	کچھ	۱	۷	مشکوٰۃ	کرنی دوبارہ
۱۷	۸	ایضاً	ایسے	۷	۸	معلیٰ	معلیٰ
۳۹	۱۰			۱۷	۱۰	مشکوٰۃ	مشکوٰۃ

# فہرست مطالب حسن التفاسیر منزل اول

صفحہ	نام پارہ	فہرست مطالب	صفحہ	نام پارہ	فہرست مطالب
۳۳۶	پارہ ۱۴	یہود سے چند احکام کے متعلق عبدالمطلب کی نافرمانی پسینہ رکھنے کے چھلانے اور ان کے قتل کا ذکر	۲۰۱	الم	تلاوت قرآن کے وقت اعوذ کا پڑھنا بلکہ قرآن کے آیت قرآنی ہونے میں اختلاف سورہ فاتحہ کا نزول تعریف الہی اور عبادت کرنے کے طریقے بتانے کا ذکر
۳۳۷	پارہ ۱۵	یہود آنحضرت کی پیدائش کے منتظر تھے جب پیدا ہوئے تو آپ کی نبوت سے منکر ہو گئے اور جبریل کو اپنا دشمن جانتے تھے یہ اس لئے کہ توریت پر عمل نہیں کرتے تھے۔	۳	تا ۷	اہل ایمان اہل کفر اور کفر کی چار قسمیں منافقین اور قرآن کے معجزے کے ہونے کا ذکر۔
۳۳۸	پارہ ۱۶	مسلمانوں کو پیغمبر خدا صلعم سے مسئلہ دریافت کرنے کا طریقہ بتانا اور اہل کتاب اور مشرکین کی شرارت کا ذکر۔	۹ و ۸	۱۰	توحید الہی کی ترغیب سلام کے دو بجزوں کا ذکر۔
۳۳۹	پارہ ۱۷	حضرت ابراہیم کی آزمائش اپنی اولاد میں سلسلہ نبوت کے جاری رکھنے کی دعا ان سے اور حضرت اسماعیل سے خانہ کعبہ کو ناپاکیوں سے پاک رکھنے کے عہد کا ذکر۔	۱۱	۱۲	سورین کو بشارت منکرین کے سحر پین کا ذکر۔
۳۴۰	پارہ ۱۸	آنحضرت صلعم کی نبوت کے لیے حضرت ابراہیم کی دعا ملت ابراہیمی میں پوری توجیہ تھی مگر مشرکین اور اہل کتاب اس کے برخلاف تھے۔	۱۳	تا ۱۵	پیدائش آدم فرشتوں کا قیاس ابلیس کا ٹکڑا آدم و حوا کی جنت میں سکونت پھر ماں سے نکلنے اور قبولیت توبہ کا ذکر۔
۳۴۱	پارہ ۱۹	سید قول	۱۶	تا ۲۰	بنی اسرائیل پر نعمتوں کا اظہار توریت میں پیغمبر آخر الزماں کی اطاعت کے عہد کی طرف توجہ کا دلانا مگر ان کا دجال کو پیغمبر آخر الزماں خیال کرتے کا ذکر۔
۳۴۲	پارہ ۲۰	مخالفین کے اعتراضوں کی پیش بندی	۲۱	تا ۲۳	بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات دلانے حضرت موسیٰ کا کوہ طور پر چالیس راتیں رہے توریت کا حاصل کرنے کا اور سامری کا ذکر۔
۳۴۳	پارہ ۲۱	مسلمانوں کی آزمائش تحویل قبلہ کا حکم اہل کتاب کی ضد اور اصطلاح عقیدہ کا ذکر۔	۲۴	تا ۲۹	بنی اسرائیل کی نافرمانیاں قتل انبیاء گامے کے ذرا کرنے کے حکم کی تفصیل۔
۳۴۴	پارہ ۲۲	قرآن کے ساتھ احادیث کا ماننا بھی ضروری ہے	۳۰	تا ۳۳	یہود کی سخت دلی توریت کی تحریف اور دیگر کے متعلق خدا کا فیصلہ۔



صفحہ	نام پارہ	فہرست مطالب	صفحہ	نام پارہ	فہرست مطالب
۵۹		نماز کی محافظت برس دن کی قدر کی موقوفی	۴		مضمیت کے وقت صبر اور نماز سے مدد لینا
۶۰	تا	جہاد کی تاکید بنی اسرائیل کی خواہش جہاد سیقول	۵	تا	اور شہیدوں کے زندہ رہنے اور مسلمانوں کو
۶۶		طاوت کی سلطنت جالوت کے قتل کا ذکر	۹		صبر کرنے کی ترغیب کا ذکر
		تذات الرسول	۱۰		صفا اور مرد کے درمیان دوڑنا عبادات حج
۱۱	تا	بعض نبیوں کی بعض پر فضیلت مال خرب	۱۱	تا	میں داخل ہے خدا کی قدرت توحید کی نشانیاں
۱۲	تا	کرنے کی ترغیب توحید الہی اور ان کی نشان کا ذکر	۱۲		اور شرک کے انجام کا ذکر
۱۳		حضرت ابراہیم اور نمرود کا مباحثہ حضرت	۱۵		عبادت کی قبولیت کے لیے اکل حلال شرط
۱۴	تا	عزیر کا سو برس کے بعد زندہ ہونا اور حضرت	۱۶	تا	ہے اور بے بسی کے وقت حرام کا کھانا جائز
۱۵	تا	ابراہیم کا مردوں کے جی او ٹھنے کی دیکھنے	۱۷		ہے اہل کتاب کے عالموں کی بے ایمانی کا ذکر
۱۶		کی استدعا	۱۸	تا	نیکی حاصل کرنے کے متعلق خدا کا فیصلہ
۱۷		اپنے دیئے کا کسی پر احسان نہ کئے والوں	۲۰		مقاص اور اس کے فوائد کا ذکر
۱۸	تا	اور احسان تھا کہ کسی کو ایذا نہ دینے والوں	۲۱		وصیت روزہ کی فرضیت رشتہ ستانی
۱۹	تا	کی تعریف اور خرچ مال کی ترغیب دکی	۲۲	تا	اور خیانت کا ذکر
۲۰		برائی اور اس سے باز رہنے کی فہمائش	۲۳	تا	چاند کا بڑھنا اور گھٹنا جہاد حج اور اس کے
۲۱		بیع سلم رہن شہادت کچھ پانے کی	۲۴	تا	احکام
۲۲	تا	خرابی اور دل کے جوئے و سوچوں پر خدا	۲۵		منافقین کی شرارت واقعہ رجیع کا اور مسلمانوں
۲۳		نہ ہونے کا ذکر	۲۶	تا	کو کفر کی رسم سے منع کرنے اور بنی اسرائیل پر
۲۴		قرآن کے جھٹلانے سے انکی کتابوں کے جھٹلا	۲۷		اظہار نعمت کا ذکر
۲۵	تا	کا لازم ہونا ظلم جبروت ہر چہ ہوئی چیز سے	۲۸	تا	حرمت والے مینے شراب جوئے مشرک
۲۶	تا	ادس کا خبر دار ہونا آیات نشا بہات میں	۲۹	تا	عورتوں سے نکاح کی ممانعت کا بیان
۲۷		بحث کرنے کا ذکر اور ادس کے متعلق	۳۰		جنس میں عورت سے مباشرت اور بیجا قسم
۲۸		عبداللہ ابن عباس سے روایت	۳۱	تا	کھانے سے منع کرنا ایلا عدت تعدا وطلاق
۲۹		عذاب الہی کے وقت مال کا کچھ کام نہ آنا	۳۲	تا	شوہر کی وفات کے بعد عدت اور ادس
۳۰	تا	یہودی شرارت جنگ بدر اور دنیا کی ناپائید	۳۳		کے متعلق احکام کا بیان

صفحہ	نام پارہ	فہرست مطالب	صفحہ	نام پارہ	فہرست مطالب
		اور مکاتروں سے بچائے۔	۳۲	تلاک رسول	چیزوں سے جبے رغبتی کا ذکر۔
۹	لکھنا	مسلمان اہل کتاب کی تعریف یہود اور اہل			اسلام ہی خدا کے نزدیک سچا دین ہے۔
۱۳		تفاق کا دوستی کا رکھنا اور جنگ احد کا ذکر۔	۳۳	۱۱	اہل کتاب اور مشرکین سے خطاب اور
		سود کھانے کی مانگت گناہ کر کے استغفار	تا		ادن کی شرارت اور پیغمبر کو تسکین دینے
۱۲		مانگنے کا ذکر اور مسلمانوں کو سزائیں تقدیر	۳۵		کا ذکر۔
۳	۱۱	آہی پر رضامندی شہدائے درجوں اور	۳۷		مسلمانوں کو کافروں کی دوستی سے باز رہنے
۲۸		متوکل مسلمانوں کی تعریف کا ذکر۔	۳۸	۱۱	اور خدا اور رسول کی دوستی پر جسے کا ذکر۔
		منا فضیلت یہود کی شرارت آسمان وزمین کی پیدائش	۳۹		آل عمران اور دیگر نبیوں کا ذکر مریم کی پیدائش
۳۰		میں غور کر کے خدا کی بستی پر دلیل قائم	تا	۱۱	حضرت ذکریا کی دعا حضرت عیسیٰ کی ہدایت
تا	۱۱	کرنے والوں اور مہاجرین کی تعریف اور	۴۶		اور یہود کی شرارت کا ذکر۔
۳۷		اون کے درجے اور پیغمبر صلعم کو تلتی۔	۴۷		پیغمبر خدا صلعم کی بحران کے عیسائیوں سے
۳۸		احکام قرابت بیتیوں کے مال کی حفاظت	تا	۱۱	ہے بحث اور مبالغہ اہل کتاب سے خطاب اور
تا	۱۱	مہر میراث اور اضطراب کے وقت توبہ	۵۴		ادن کو ہدایت اور یہود کی شرارت کا ذکر
۴۸		کے قبول نہ ہونے کا ذکر۔	۵۶		خدا کا انبیاء سے حمد لیستنا اور اس پر بعض
۴۹		بیوہ عورت کو غیر جگہ نکاح کی اجازت اور	تا	۱۱	لوگوں کا عمل نہ کرنا اور ایمان کے بعد
تا	۱۱	ادن عورتوں کی تفصیل جن سے نکاح	۵۸		مرد ہونے کا ذکر۔
۵۲		حرام ہے۔			لکھنا
		وَالْحَصْنَتُ			ذنیابین صدقہ کی ترغیب بعض حلال چیزوں
۱		ادن عورتوں کا ذکر جن سے نکاح حلال	۲۰۱	لکھنا	کے حرام جانتے ہیں یہود کی غلطیاں اور
تا	لکھنا	ہے اور لونڈی سے نکاح کرنے کی شرطیں			فائدہ کہہ کر سب پہلے عبادت گاہ ہونیکا ذکر۔
۶		مال حرام کھانے اور خوریزی کی سخت			یہود کا لوگوں کو ایمان لانے سے روکنا اور
		مانگت۔	۳		مسلمانوں کو اون کی اطاعت و فریب سے بچنے
۸		عورت پر شوہر کا حق اللہ تعالیٰ اور بندوں کے	تا	۱۱	کی فمائش اور مسلمانوں میں ایک ایسی جماعت
تا	۱۱	آپس میں حقوق کا ذکر اور خدا کا انصاف	۷		کی ضرورت جو انجانوں کو احکام دین سکھائے

فہرست مطالب	نام پارہ	صفحہ	فہرست مطالب	نام پارہ	صفحہ
ایمان کرنے کا حکم اہل ایمان	۷۱	۱۷	قیامت کے دن کی لوگوں کی کیفیت	۷۱	۱۷
اہل نفاق اور یہود کا ذکر اور ان کے	۷۱	۱۸	اور تیمم کے حق کا ذکر۔	۷۱	۱۸
میل جول کی ممانعت	۷۸	۲۲	یہود کی تعریف اور انہیں سمجھانا شرک کا	۷۱	۲۲
لا یحبہ اللہ		۲۵	نہ بخشنا جانا اور یہود کی شرارت کا ذکر۔	۷۱	۲۵
دشنام دہی کی ممانعت یہود کی	۱	۳۶	امانت داری خدا رسول و اولوالامر کی	۷۱	۳۶
سرکشی حضرت عیسیٰ کا اور آنحضرت	۳	۴۸	اطاعت اہل نفاق کی شرارت رسول	۷۱	۴۸
صلعم کی طرف وحی کے نازل ہونے	۳	۵۶	کی اطاعت کی تاکید اور جہاد کا ذکر	۷۱	۵۶
کا ذکر۔ اور اوس پر خدا اور فرشتوں	۱۶	۵۸	مسلمان کا مسلمان کو قتل کرنے سے	۷۱	۵۸
کی شہادت اہل کتاب کے حد سے		۵۸	ڈرانا اور مجاہدین کی فضیلت ظالموں	۷۱	۵۸
بڑھ جانے کا ذکر اور کلام کے متعلق		۵۸	کی قبض روح ہجرت اور سفر کی حالت	۷۱	۵۸
استنقار		۵۸	میں نماز کی قصر کا ذکر	۷۱	۵۸
		۵۸	جھوٹ کی پیردی جھوٹی گواہی اور	۷۱	۵۸
		۵۸	خلافت شریعت شوروں کی ممانعت	۷۱	۵۸
		۵۸	شرک کا نہ بخشنا جانا شیطان کا جھوٹی	۷۱	۵۸
		۵۸	آرزو نیش دلا نا تیمم لڑکیوں کے متعلق	۷۱	۵۸
		۵۸	استنما اور دشو ہر و بیوی کے درمیان	۷۱	۵۸
		۵۸	صلح کا ذکر۔	۷۱	۵۸

۴۹۲۱

